فتاوی دینیہ

جلد سوم

حضرت مولانا مفتی اسماعیل کچھولوی صاحب
شیخ الحدیث وصدر مفتی جامعہ حسینیہ راندیر

ناشر
مہتمم حضرت مولانا محمود شبیر صاحب راندیری
جامعہ حسینیہ، راندیر، سورت، گجرات، انڈیا
Phone: 0261 2763303
Fax : 0261 2766327

کتاب کا نام: فتاوی دینیہ جلدسوم

مصنف: حضرت مولانا مفتی اسماعیل کچھولوی صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث وصدر مفتی وخلیفہ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد
زکریا صاحبؒ

مترجم: مولانا مفتی محمد امین صاحب زید مجدہم

ناشر: جامعہ حسینیہ راندیر، ضلع سورت، گجرات، انڈیا

سن اشاعت: باراول ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۰۱۳ء

تعداد: ۱۰۰۰

کمپوزر: مولانا مفتی محمد امین ومولانا یوسف ماما صاحب

ملنے کا پتہ: جامعہ حسینیہ، راندیر، سورت، گجرات، انڈیا
جامعۃ القرأۃ، کفلیتہ، ضلع سورت، گجرات انڈیا
مفتی یوسف ساچا، باٹلی

68 Broomsdale Road, Batley, WF17 6PJ.

Phone: 01924 441230

فہرست

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب الصوم

باب ما یثبت به الهلال

﴿۱۵۱۳﴾ انگلینڈ میں رؤیت ہلال کا شرعی طریقہ

سوال: یہاں انگلینڈ میں چاند کی رؤیت نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے رمضان اور عید کے موقع پر بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں، اختلافات کی وجہ سے ایک ہی جگہ پر الگ الگ دنوں میں عید منائی جاتی ہے، کچھ لوگ ہندوستان، پاکستان اور دوسرے مسلم ممالک کے ریڈیو کی خبروں کو بنیاد بنا کر عید مناتے ہیں، اور کچھ لوگ کہتے ہیں: کہ ہندوستان، پاکستان دور دراز کے ممالک ہیں، انگلینڈ کے قریب کے ملک **مثلاً** موروکو (Morocco مراکش) میں چاند ہونے کی خبر ٹیلیفون سے منگوا کر یا موروکو (Morocco مراکش) کے ریڈیو کی خبر کی بنیاد پر عید کر سکتے ہیں، نیز کچھ لوگ کہتے ہیں: کہ ریڈیو کی خبر معتبر نہیں ہے، دور ملک کا ریڈیو ہو یا قریب ملک کا ریڈیو ہو، تو ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ آپ سے گذارش ہے کہ ایسا جواب تحریر فرمائیں کہ تمام خلجان دور ہو جائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... رمضان اور عید کے چاند کے لئے ہماری شریعت میں خاص اصول مقرر ہیں، **مثلاً:** آسمان صاف نہ ہو، ابر آلود یا غبار آلود ہو تو رمضان کے چاند کے لئے ایک عادل یا مستور الحال شخص کا خبر دینا بھی کافی ہے، اور چاند کی رؤیت ثابت ہو کر رمضان ثابت ہو جائے گا، خبر دینے والا اگر فاسق ہو تو اس کی خبر کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ (ہدایہ: ۱۹۵، درمختار: ۱۲۳) اور اگر آسمان بالکل صاف ہو، تو کم از کم دو تین عادل

دیندار شخص چاند دیکھنے کی خبر دیں تو وہ بھی معتبر سمجھی جائے گی۔(بحر:۲/۲۶۹، درمختار:۱۲۷)
اور اگر عید کا چاند ہو اور آسمان صاف نہ ہو تو عادل، دیندار، معتمد دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں چاند دیکھنے کی گواہی دیں تب ہی چاند ثابت ہوگا۔(درمختار:۱۲۴) اور عید کے چاند میں چاند دیکھنے والوں کا لفظ شہادت کے ساتھ گواہی دینا بھی ضروری ہے۔اور ریڈیو سے نشر ہونے والی خبر میں مذکورہ شرائط کا لحاظ نہیں رکھا جاتا، اور خبر دینے والا مسلمان ہے یا غیر مسلم، دیندار ہے یا فاسق یہ معلوم نہیں ہوتا، اور بعض مرتبہ تو اول سے ریکارڈ کی گئی ٹیپ ہی کو چلا دیا جاتا ہے، اس لئے اس خبر کی بنیاد پر رمضان یا عید کا چاند ثابت نہیں ہوسکتا۔ نیز حکومتی اداروں میں بھی ریڈیو کی شہادت معتبر نہیں مانی جاتی، تو اسلامی ارکان میں کیسے معتبر قرار دی جاسکتی ہے؟

ہاں! مذکورہ شرائط کی پابندی کی جائے اور شرعی قاضی یا شرعی رؤیت ہلال کمیٹی چاند کے ثبوت کا اعلان کرے (جبکہ گواہوں کے ذریعہ ان کے نزدیک چاند ثابت ہو چکا ہو) تو معتبر مانا جاسکتا ہے، صرف یہ خبر دینا کہ دہلی یا ممبئی میں چاند ہو گیا ہے اور آئندہ کل عید ہے، ثبوت ہلال کے لئے کافی نہیں ہے۔ٹیلیفون کی خبر کا بھی یہی حکم ہے کہ کون بات کر رہا ہے یہ غیر معلوم ہے۔ البتہ آواز پہچانی جاسکتی ہو اور مکمل یقین ہو جائے کہ فلاں شخص ہی ہے تو اس کی بات ماننا صحیح ہے۔

اور اگر مذکورہ بالا طریقہ پر عمل نہ ہوسکتا ہو تو حدیث شریف کے فرمان کے مطابق **فاکملوا العدة ثلاثین** (مشکوۃ:۱۷۴) رمضان کے تیس دن مکمل کر کے عید منائی جائے، اور انگلینڈ یا اس کے قریب ملک میں چاند ثابت ہو گیا ہو، اور مذکورہ اصولوں کی رعایت کے ساتھ چاند کی خبر یا شہادت انگلینڈ پہنچے تو اسے بھی معتبر سمجھ کر یہاں رمضان یا عید کرنا جائز اور درست کہلائے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۱۴﴾ کیا ریڈیو کی رؤیت ہلال کی خبر معتبر سمجھی جائے گی؟

سوال: ریڈیو سے رمضان یا عید کے چاند کی رؤیت کا اعلان کیا جائے، چاہے انڈیا کے کسی بھی شہر کے ریڈیو کی خبر ہو، تو اسے معتبر سمجھا جائے گا یا نہیں؟ اور اس خبر کی بنیاد پر رمضان شروع کرنا یا عید کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ریڈیو کی خبر کی بنیاد پر روزہ رکھنا یا افطار کرنا جائز نہیں ہے، چاند دیکھ کر یا چاند کے شرعی ثبوت کے مل جانے پر پوری تحقیق کے بعد عمل کرنا چاہئے۔ (فتاویٰ دارالعلوم، وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۱۵﴾ ریڈیو، ٹیلی فون یا فیکس کی خبر سے چاند کا ثبوت

سوال: اس سال ممبئی میں تاریخ ۲۷/۱۰/۳۷ء کو آسمان ابر آلود تھا، اس لئے چاند کی رؤیت نہیں ہوئی، بعد میں رات کو سورت سے بذریعہ ٹیلی فون اطلاع ملی کے سورت میں چاند ہو گیا ہے، البتہ شرعی شہادت نہ ہونے کی وجہ سے ممبئی ہلال کمیٹی نے سورت کی بات معتبر قرار نہیں دی، اور ممبئی میں اعلان ہوا کہ اتوار تاریخ ۲۸ کو تیسواں روزہ ہوگا، اور پیر تاریخ ۲۹ کو عید ہوگی، اور یہی ہوا۔ اس تفصیل کی روشنی میں مندرجہ ذیل کچھ سوالات ہیں:

سورت کے چاند کی خبر سے ممبئی کے کچھ لوگوں نے اتوار کو روزہ نہیں رکھا، تو روزہ نہ رکھنے والے گنہگار ہوں گے؟ کیا اس روزہ کی قضا ان پر لازم ہے؟ زیادہ تر لوگوں نے روزہ رکھا، اس لئے کہ ممبئی میں چاند کا اعلان نہیں ہوا تھا، اور ممبئی ہلال کمیٹی نے باوجود اس اختلاف کے اتوار کو روزہ رکھنے کا اعلان کیا تھا، اور سب لوگوں نے پیر کے روز عید منائی، دونوں طرف کے لوگ اپنے آپ کو حق پر ہونا بتاتے ہیں، تو اس مسئلہ میں صحیح کون ہیں؟ کیا جنہوں نے

روزہ نہیں رکھا کیا وہ بھی صحیح ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... عید الفطر کے چاند کے ثبوت کے لئے شہادت کی ضرورت ہے، اور اگر ۲۹ ویں کو مطلع صاف ہو اور لوگ چاند دیکھنے کی گواہی دیں تو ایک جم غفیر کا گواہی دینا ضروری ہے، اور لفظ شہادت کے ساتھ ''کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے چاند دیکھا ہے'' اس طرح گواہی دینا ضروری ہے، اور اگر مطلع صاف نہ ہو ابر یا غبار آلود ہو تو دو دیندار معتبر مردوں کا گواہی دینا ضروری ہے۔

چاند کے شرعی ثبوت کے لئے گواہی کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے ریڈیو، ٹیلیفون یا فیکس سے ملنے والی خبر سے چاند کا ثبوت نہیں ہوسکتا، اس لئے کہ وہ ایک خبر ہے، شہادت نہیں ہے، اس لئے ممبئی میں شہادت نہ ملنے کی وجہ سے وہاں کے ذمہ دار علماء نے چاند کی خبر کو معتبر قرار نہ دیا ہو تو عوام کے لئے روزہ رکھنا ضروری ہوگا، اور جنہوں نے اس دن روزہ نہیں رکھا ان پر قضا ضروری ہے، یہاں تک کہ جنہوں نے آنکھوں سے چاند دیکھا ہے وہ آکر رؤیت ہلال کمیٹی میں شہادت نہ دیں، اور چاند کا شرعاً ثبوت نہ ہو جائے۔ (شامی، طحطاوی وغیرہ)

﴿۱۵۱۶﴾ کتنے میل دور کی خبر رؤیت ہلال کے ثبوت کے لئے معتبر ہے؟

سوال: کتنے میل دور کی خبر رؤیت ہلال کے ثبوت کے لئے معتبر ہے؟ ٹیلیفون یا تار یا شاہد خود آکر شہادت دے، ان تینوں صورتوں میں کون سی صورت شرعاً معتبر ہے؟ اور کون سی خبر قبول کی جائے گی؟ زید کہتا ہے کہ ۳۰۰ میل دور کی خبر بھی معتبر ہے، اور بکر کہتا ہے کہ ۵۰ میل دور کی خبر کا بھی اعتبار نہیں ہوگا؟ ان دونوں میں سے کون سی بات صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... سوال میں مذکورہ تفصیل کے مطابق اس مسئلہ میں

ظاہری روایت کے مطابق میل کا کوئی اعتبار نہیں ہے، صرف اتنا خیال رکھنا چاہئے کہ اس شہادت کے قبول کرنے میں مہینہ ۲۸ یا ۳۱ دن کا نہیں ہونا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۱۷﴾ ریڈیو کی خبر سے چاند کا ثبوت

سوال: رمضان کی ۲۹ ویں تاریخ کو عید کے چاند کے لئے کلکتہ، یا دہلی یا پاکستان کے ریڈیو سے چاند نظر آنے کی خبر موصول ہو تو معتبر سمجھی جائے گی یا نہیں؟ اور تیسویں رمضان کو سب نے روزہ رکھا، اور کچھ لوگوں نے دوپہر کو ۱۱:۰۰ بجے روزہ توڑ دیا، اور یہ روزہ ایک شخص کے کہنے پر توڑا، تو اس روزہ کی قضا ہے یا کفارہ بھی دینا پڑے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... عید کے چاند کے لئے شہادت شرط ہے، صرف خبر کافی نہیں ہے، اس لئے ریڈیو کی خبر پر دارومدار نہیں رکھ سکتے، جب تک شرعی طریقہ کے مطابق اعلان نہ کیا جائے چاند ثابت نہیں مانا جائے گا۔ اس کے باوجود اس روزہ کو توڑنے کی وجہ سے کفارہ لازم نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۱۸﴾ کیا ایک شخص کی شہادت قبول ہوگی؟

سوال: اگر ایک ہی شخص نے عید کا چاند دیکھا، اور دوسرے کسی کی شہادت نہ ملی، تو چاند کی رؤیت ثابت ہوگی یا نہیں؟ اور ثابت نہیں ہوگی تو کیا چاند دیکھنے والے کے لئے روزہ رکھنا ضروری ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اگر آسمان ابر آلود ہو یا کہر وغیرہ ہو، اور ایک ہی شخص چاند کی رؤیت کی گواہی دے تو عید کے چاند کے لئے اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی، اور شرعی طور پر چاند کا ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے رمضان باقی رہے گا، اور چاند دیکھنے

والے کو بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ روزہ رکھنا ضروری ہوگا، ایسا سمجھا جائے گا کہ اسے چاند دیکھنے کا وہم ہوا ہوگا۔ (ہدایہ: ۱۹۵، شامی: ۹۰/۱، بحر: ۱) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۱۹﴾ جس نے عید کا چاند دیکھا، لیکن اس کی گواہی قبول نہیں ہوئی، تو کیا اس کے لئے بھی روزہ رکھنا ضروری ہے؟

سوال: ایک شخص نے عید کا چاند دیکھا، لیکن ایک گواہی ہونے کی وجہ سے چاند ثابت نہیں ہوا، تو مولانا صاحب نے کہا کہ سب کے لئے روزہ رکھنا ضروری ہے، اور چاند دیکھنے والے کو بھی کہا: کہ اس کے لئے بھی روزہ رکھنا ضروری ہے، تو کیا یہ مسئلہ صحیح ہے؟ شریعت اس بارے میں کیا کہتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سوال میں لکھنے کے مطابق مولانا صاحب کا بتایا ہوا مسئلہ فقہ حنفی کے اعتبار سے صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۲۰﴾ ممبئی میں دیکھے گئے چاند کی گواہی سے سورت میں عید منانا

سوال: کتنے میل دور سے آئی ہوئی چاند کی گواہی معتبر ہے؟ کیا ممبئی میں دیکھے گئے چاند کی گواہی سورت کے لئے قابل قبول ہے؟ اس سے سورت میں چاند ثابت ہوگا؟ اختلاف مطالع کا اعتبار کتنے میل دور پر ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ظاہری روایت کے مطابق اس کی کوئی حد نہیں ہے، صرف اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس گواہی کے قبول کرنے میں مہینہ ۲۸ یا ۳۱ دن کا نہ ہو جائے تو گواہی قبول کی جا سکتی ہے، ممبئی، احمد آباد کی گواہی سے سورت میں چاند ثابت مانا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۲۱﴾ کیا اختلاف مطالع کا اعتبار ہے؟

سوال: یہاں یو.کے. میں مطلع کبھی صاف نہیں ہوتا ہمیشہ ابر آلود رہتا ہے، جس کی وجہ سے چاند دیکھنا بہت مشکل ہے، زیادہ تر پہلی تاریخ کا چاند تو کبھی نظر آتا ہی نہیں ہے، میں نے بہت مرتبہ کوشش کی، لیکن ایک مرتبہ عید الاضحیٰ کے چاند کے علاوہ کبھی بھی کسی بھی مہینہ کا چاند نظر نہیں آیا، جس کی وجہ سے رمضان، عید الفطر وغیرہ موقعوں پر بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

یہاں کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ موروکو (Morocco مراکش، مغرب) کے حکومتی ادارہ سے جب تک خبر موصول نہ ہو تب تک اعلان نہ کیا جائے، اور بعضوں کا کہنا ہے کہ افریقہ سے چاند کی خبر موصول کی جائے، وہاں ہم سے پہلے رات ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے مغرب سے قبل ہی خبر موصول ہو جاتی ہے، تو ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ دوسرے ممالک سے خبر موصول کر کے اس کے مدار پر اعلان کرنا کیسا ہے؟ اختلاف مطالع کا کیا حکم ہے؟ اور خبر مستفیض کسے کہتے ہیں؟ امید ہے کہ حوالوں کے ساتھ جواب تحریر فرما کر مشکور فرمائیں گے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... شریعت نے چاند کے ثبوت کے لئے خاص اصول مقرر کئے ہیں، جو اتنے سہل اور آسان ہیں کہ اگر اس کے مطابق عمل کیا جائے تو کوئی پریشانی باقی نہیں رہتی، جیسا کہ ہدایہ اور درّ مختار میں ہے کہ آسمان ابر آلود ہو، اور افق صاف نہ ہو، تو رمضان کے چاند کے ثبوت کے لئے ایک عادل، معتبر شخص یا مستور الحال شخص کا خبر دینا بھی کافی ہے، اور عید الفطر کے چاند کے لئے عادل ہونے کے ساتھ ساتھ نصاب شہادت کا ہونا بھی ضروری ہے، اس لئے اسی طرح عمل کرنا چاہئے۔

البتہ اگر چاند دیکھنا مشکل ہو، تو پڑوسی ملک میں جہاں کا مطلع صاف ہو تو وہاں چاند دیکھنے کا

انتظام کر کے شرعی طریقہ کے مطابق شہادت منگوا کر چاند کا فیصلہ کر سکتے ہیں، اگر اس میں بھی سخت دشواری ہو تو نقشہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی ممالک میں سے اقرب الممالك موروکو (مراکش) ہے، اور وہاں اسلامی حکومت بھی ہے، اس لئے ان سے رابطہ کر کے حکم موصول کر کے عمل کرنا مناسب ہے، خاص کر جب کہ آپ کے لکھنے کے مطابق موروکو (مراکش) اور آپ کے طلوع وغروب کے وقت میں زیادہ فرق نہیں ہے، اور افریقہ کے طلوع وغروب کے وقت میں بہت فرق ہے، قرب و جوار کے ممالک جس کے طلوع وغروب میں خاص فرق نہیں ہوتا، ظاہری روایت کے مطابق ان میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہوتا، ایک جگہ کے ثبوت سے دوسری جگہ یا دوسرے ملک میں بھی چاند ثابت مانا جا سکتا ہے، لیکن جہاں کے طلوع وغروب کے اوقات میں نمایاں فرق ہو، کہ اس کی خبر قبول کرنے سے مہینہ ۲۸ یا ۳۱ دن کا ہو جائے تو ایسی جگہ کی خبر قبول نہیں کی جائے گی۔

خبر مستفیض: اس خبر کو کہتے ہیں کہ مختلف جگہوں سے یہ خبر موصول ہوئی اور جہاں سے خبر مل رہی ہے وہاں شرعی طریقہ پر اس کا ثبوت بھی ہوا ہو۔ (شامی: ۲/۴۹۴)

یعنی مختلف ملکوں یا جگہوں پر شرعی طریقہ کے مطابق ثبوت ہوا ہو اور ٹیلیفون یا وایرلیس کے ذریعہ معتبر ثبوت کے ساتھ علم حاصل ہو تو اس کو خبر مستفیض کہتے ہیں۔ (شامی، منحۃ الخالق، طحطاوی، ھدایہ وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۵۲۲) گواہی لینے جانا کیسا ہے؟

سوال: یہاں ہم رہتے ہیں اگر چاند نہیں ہوا اور دوسری جگہ چاند ہو گیا ہو تو وہاں چاند کی گواہی لینے جانا کیسا ہے؟ جنہوں نے خود چاند دیکھا ہے، وہ خود یہاں آ کر گواہی دیں تبھی

چاند ثابت ہوسکتا ہے؟ یا شرعی طریقہ کے مطابق ان کے پاس جا کر گواہی لانے سے بھی چاند کا ثبوت ہوسکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... چاند دیکھنے والا خود گواہی دینے کے لئے آئے، یا گواہی لینے جانا پڑے، دونوں صورتوں سے مسئلہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

﴿۱۵۲۳﴾ یکم رمضان کو چاند کی خبر آئی، تو ۲۷ ویں شب اور عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف کس تاریخ سے سمجھا جائے گا؟

سوال: تاریخ ۶/۸/۷۷ء کو ہم نے روزہ نہیں رکھا، اس لئے کہ اس سے پہلے والی رات کو رمضان کا چاند نظر نہیں آیا، لیکن بعد میں سب جگہ سے خبر آئی کہ رمضان کا چاند ہو گیا ہے، تو اب ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ کیا اس روزہ کی قضا ضروری ہے؟ اور ۲۷ ویں شب کون سی شمار کی جائے گی؟ کس تاریخ سے اعتکاف کا حساب لگایا جائے؟ عید کا چاند ہمارے حساب سے نہ دکھائی دے تو تیسویں کا روزہ رکھنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......آپ کے یہاں اس دن چاند نظر آنے کی معتبر شہادت یا خبر موصول نہیں ہوئی اس لئے یوم الشک کا آپ نے روزہ نہیں رکھا تو روزہ چھوڑنے کا گناہ نہیں ہوگا، لیکن بعد میں شرعی طریقہ سے چاند کے ثبوت کی معتبر خبر موصول ہوئی تو اب ایک دن کے روزے کی قضا رکھنی ضروری ہے، اور اب ۶/۸/۷۷ء سے رمضان کی پہلی تاریخ شمار کی جائے گی، اور اسی تاریخ کے حساب سے ۲۷ ویں رمضان اور عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف شروع کیا جائے گا۔ اگر اب بھی اتنے اعلانات اور خبروں کے بعد شرعی وجوہ سے اعتبار یا اعتماد نہ آتا ہو تو آپ اپنی تاریخ کی گنتی کا اعتبار کر سکتے ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۲۴﴾ یوم الشک میں اس نیت سے روزہ رکھنا کہ رمضان ہوا تو فرض روزہ ورنہ نفل

سوال: میں نے اتوار تاریخ ۶/۸/۷ ء کو روزہ اس نیت سے رکھا تھا کہ اگر رمضان ہو جائے تو فرض روزہ ورنہ نفل ہو جائے گا، اور بعد میں شرعی طریقہ سے چاند کی گواہی آ گئی اور ۶ تاریخ کو رمضان کی پہلی تاریخ ثابت ہوگئی، تو میرا یہ روزہ فرض ادا ہوگا؟ یا مجھے اس روزہ کی قضا کرنی پڑے گی؟ اس کاغذ کے ساتھ جوابی لفافہ ملحق ہے اس پر جواب تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اس طرح دہری نیت سے یوم الشک کا روزہ رکھنا مکروہ اور منع ہے، اس لئے اس نیت سے روزہ نہیں رکھنا چاہئے، البتہ اب شرعی ثبوت سے وہ دن رمضان کا ثابت ہو چکا ہے اس لئے وہ روزہ فرض سمجھا جائے گا، اور قضا واجب نہیں ہے۔ (شرح وقایہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۲۵﴾ دوپہر کے بعد چاند کے ثابت ہونے سے اعتکاف کب سے شروع کرے؟

سوال: اگر وقت پر چاند ثابت نہیں ہوا، اور بعد میں دوپہر کے بعد شرعی طور پر چاند ثابت ہو گیا، اور بعد ثبوت کے کسی نے اعتکاف کیا، تو کیا اس کا اعتکاف کامل ہوگا؟ وہ شخص اعتکاف کب سے شروع کرے؟ چاند کی خبر ملتے ہی یا مغرب بعد؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلما: جب سے وہ شخص اعتکاف میں بیٹھے گا تب سے اسے اعتکاف کا ثواب ملے گا، اور جتنا وقت چھوٹ گیا ہے، اتنا مہینہ میں کم شمار ہوگا۔

فصل فی مسائل الصوم

﴿۱۵۲۶﴾ سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت

سوال: میں ایک اسکول میں معلم ہوں، ہماری اسکول نے بچوں کو ۱۴ دن باہر گھمانے لے جانے کا پروگرام بنایا ہے، یہ پروگرام رمضان کے مہینہ میں آتا ہے، معلم کے لئے اس میں جانا ضروری ہے، سفر کے دوران کبھی ہم رات کو سحری کے لئے نہ اٹھ سکیں، یا ایسی جگہ پر ہوں کہ وہاں سحری کا انتظام نہ ہو، تو ہم روزہ نہ رکھیں، اور سفر ختم ہونے کے بعد ان روزوں کی قضا کرلیں، تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور ہماری تراویح کی قضا بھی ضروری ہے یا نہیں؟ حوالہ کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......وطن سے ۴۸ میل دور سفر کی نیت سے جانے سے انسان شرعاً مسافر بن جاتا ہے، اور اس سفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بہت سے احکام میں رخصتیں دی ہیں، اس لئے اگر آپ کا سفر ۴۸ میل سے زیادہ کا ہے، اور جس کی وجہ سے آپ رمضان کے مہینہ کے روزے نہ رکھ سکیں، تو شریعت کی طرف سے اس کی قضا کرنے کی اجازت ہے، اور سفر شرعی کی وجہ سے رمضان میں روزہ نہ رکھیں تو گناہ نہیں ہوگا، البتہ سفر ختم ہوتے ہی ان روزوں کی قضا کرنا ضروری ہے، اس حالت میں اگر تراویح کی نماز چھوٹ جائے، تو اب اس کی قضا نہیں ہے، قضا صرف واجب اور فرض نماز کی ہوتی ہے، اور تراویح سنت مؤکدہ ہے، اس لئے اس کی قضا نہیں ہے۔ (شامی، طحطاوی وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۲۷﴾ روزہ کی حالت میں انجکشن لینا

سوال: روزہ کی حالت میں انجکشن لینا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......روزہ کی حالت میں انجکشن سے رگوں میں دوائی پہنچانا جائز ہے، اس لئے کہ یہ دوائی سیدھی پیٹ یا دماغ تک (میں) نہیں پہنچتی۔ (امداد الفتاویٰ وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۲۸﴾ کیا گلوکوز کے انجکشن سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے؟

سوال: روزہ کی حالت میں انجکشن لینے سے روزہ فاسد ہو جائے گا یا نہیں؟ حضرت مفتی اسماعیل صاحب بسم اللہؒ کے فتاویٰ سنگرہ میں لکھا ہے کہ ''اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا''۔ لیکن ہمارے یہاں ایک مولانا صاحب کا کہنا ہے کہ ''اگر گلوکوز کا انجکشن لیا جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے'' اس لئے کہ گلوکوز غذا کا کام دیتا ہے، اور ایک بات یہ ہے کہ کچھ انجکشن گوشت میں لگائے جاتے ہیں، اور کچھ انجکشن رگوں میں لگائے جاتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ رگوں میں لگائے جانے والے انجکشن سے انسان کو قوت ملتی ہے، تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ان دونوں باتوں میں سے کون سی بات صحیح ہے؟ فقہ وسنت کی روشنی میں جواب سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:......صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رکنے کا نام روزہ ہے، لہذا جو کام روزہ کے منافی ہوں ان سے روزہ ٹوٹ جائے گا، اس لئے جو چیز پیٹ یا دماغ میں براہ راست جائے گی تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (شامی، کتب فقہ)۔

اور اگر منفذ غیر معتبر سے کوئی چیز دماغ تک پہنچے، مثلاً: سر پر تیل لگایا، اور سر کے مسامات کے ذریعہ وہ تیل دماغ تک پہنچا، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، اسی طرح انجکشن سیدھا پیٹ

یا دماغ میں نہیں لگایا جاتا، اگر دوا رگوں سے پیٹ یا دماغ تک پہنچتی ہے تو جان لینا چاہئے کہ رگ منفذ غیر معتبر ہے، اس لئے اس راستہ سے جانے والی دوا سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ جو مولانا گلوکوز کے انجکشن سے روزہ کے فاسد ہونے کا کہتے ہیں، وہ غلط کہتے ہیں۔ (امداد الفتاویٰ:۱۱۹، فتاویٰ دارالعلوم جدید) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۲۹﴾ دوا سونگھنے سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟

سوال: روزہ کی حالت میں دوا سونگھنے سے روزہ فاسد ہو جائے گا یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ روزہ فاسد نہیں ہوگا اور دلیل میں کہتا ہے کہ عطر، تیل سونگھنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، بکر کہتا ہے کہ عطر پر دوا کو قیاس کرنا صحیح نہیں ہے تو صحیح مسئلہ کیا ہے؟ روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... روزہ کی حالت میں خالص خوشبو یا ہوا دار خوشبو سونگھنا جائز ہے، جیسے عطر، پھول وغیرہ، اس لئے کہ اس خوشبو سے کوئی ذی جرم (جسم والی) چیز بدن میں داخل نہیں ہوتی، صرف ہوا ہی جاتی ہے، اس لئے اگر دوا اسی طرح سونگھنے کی ہو، تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، جیسے وکس (vicks) یا ایسی ہی دوسری کوئی دوائی۔

اور اگر ہوا کے ساتھ دوسری چیز کے ذرات مل کر بدن میں جاتے ہوں، اور وہ دماغ تک پہنچ جائیں، تو اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا، جیسے: دھواں، نسوار (Snuff, Tapkir) یا دم کی بیماری کے لئے استعمال ہونے والا پمپ وغیرہ، تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (شامی:۲/ ۴۹۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۳۰﴾ کان وناک میں دوا ڈالنے سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟

سوال: کیا روزہ کی حالت میں بوتل چڑھا سکتے ہیں؟ اسی طرح انجکشن لگوا سکتے ہیں یا

نہیں؟

(۲) کیا روزہ کی حالت میں آنکھ، کان، ناک میں دوا ڈال سکتے ہیں؟ زخم پر مرہم لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......روزہ کی حالت میں انجکشن کے ذریعہ رگوں میں گلوکوز کی بوتل چڑھانے سے نیز انجکشن لگوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، البتہ انجکشن کے ذریعہ دوا براہ راست دماغ، پیٹ (معدہ) یا انتڑیوں میں پہنچائی جائے تو اس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

(۲) روزہ کی حالت میں آنکھوں میں دوا ڈالنے سے یا سرمہ لگانے سے چاہے اس دوا یا سرمہ کا اثر حلق میں معلوم ہو، اس سے روزہ فاسد یا مکروہ نہیں ہوتا۔ البتہ ناک اور کان میں دوا ڈالنے سے فقہاءؒ کی صراحت کے مطابق وہ دوا منفذ کے ذریعہ دماغ تک پہنچتی ہے، اس لئے اس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے، البتہ جدید سائنسی تحقیق کے مطابق کان، ناک اور دماغ کے بیچ منفذ نہیں ہے، یعنی کان میں ڈالی ہوئی دوا دماغ تک نہیں پہنچتی، اس لئے حضرت مفتی رفیع عثمانی صاحب مدظلہ کے فتوے کے مطابق اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

زخم پر دوا لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ دماغ یا پیٹ پر زخم ہو، اور اتنا گہرا ہو کہ دوا سیدھی جوف تک پہنچ جائے، تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۳۱﴾ پیٹ میں انجکشن لینے سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟

سوال: کتے کے کاٹنے کی وجہ سے چودہ (۱۴) انجکشن لینے پڑتے ہیں، تو پیٹ میں انجکشن لینے سے روزہ فاسد ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اگر وہ انجکشن سیدھے معدہ میں دئے جائیں، تو اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۳۲﴾ روزہ کی حالت میں عطر استعمال کرنا

سوال: روزہ دار شخص عطر استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... روزہ کی حالت میں عطر استعمال کرنا اور عطر کی خوشبو سونگھنا جائز ہے، اس سے روزہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔ (شامی) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۳۳﴾ کانچ (مقعد) کے باہر نکلنے کے بعد اسے دوبارہ اپنی جگہ پر رکھنے سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟

سوال: ایک آدمی کو کانچ (مقعد) باہر نکلنے کی تکلیف ہے، روزہ میں کپڑے سے اچھی طرح صاف کر کے مقعد کو دبا دیا جاتا ہے، تو اس طرح کرنے سے روزہ باقی رہے گا یا فاسد ہو جائے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مقعد کے اندر کا حصہ باہر نکل آئے تو دھونے کے بعد اس پر پانی وغیرہ جو لگا ہے، اس کو صاف کر کے دوائی وغیرہ لگائے بغیر اس کو پھر بٹھا دیا جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ (شامی:۲)

﴿۱۵۳۴﴾ استمناء سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟

سوال: اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں کسی بے جان چیز سے عضو تناسل کو رگڑ کر مثلاً: پلنگ یا دیوار وغیرہ سے اپنی خواہش پوری کر لے، اور اسے انزال بھی ہو تو اس کا روزہ باقی رہے گا یا نہیں؟ اس پر صرف قضا ہے یا کفارہ بھی واجب ہوگا؟ اس شخص نے اس عادت

سے پکی توبہ کرتے ہوئے قسم کھائی تھی کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا، تو کیا اس حرکت کے کرنے سے قسم کا کفارہ بھی واجب ہوگا؟

(۲) نیند سے بیدار ہونے پر کپڑوں پر منی کے دھبے دیکھے، البتہ خواب دیکھنا یاد نہیں ہے، تو غسل واجب ہوگا یا نہیں؟ اگر واجب ہوگا تو بغیر غسل پڑھی ہوئی نمازوں کا کیا حکم ہے؟ کیا انہیں دہرانا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں بے جان چیز سے اپنی خواہش پوری کرتے ہوئے انزال ہو جائے، تو روزہ فاسد ہو جائے گا، اور اس کی قضا ضروری ہے، البتہ کفارہ واجب نہیں، اور اس بری عادت کے چھوڑ دینے کی قسم کھائی تھی پھر بھی یہ حرکت وجود میں آئی تو قسم توڑنے کا کفارہ بھی دینا پڑے گا، جو دس مسکینوں کو پیٹ بھر دو وقت کھانا کھلانا ہے، یا ایک مسکین کو دو وقت دس دن تک پیٹ بھر کھانا کھلانا ہے، یا دس مسکینوں کو اتنا کپڑا دینا کہ جس سے وہ اپنے بدن کے زیادہ حصہ کو چھپا سکیں، یا دس فقیروں میں سے ہر ایک کو صدقۂ فطر کے برابر غلہ دے دینے سے بھی یہ کفارہ ادا ہو جائے گا، اگر کوئی شخص ان چیزوں کے دینے یا کھلانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو تین دن مسلسل روزہ رکھ لے، یہ قسم توڑنے کا کفارہ ہے۔

(۲) اگر اس بات کا یقین ہو کہ کپڑے پر نظر آنے والے دھبے منی ہی کے ہیں، تو چاہے خواب یاد ہو یا نہ ہو غسل کرنا واجب ہے، اور بغیر غسل کے پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ ضروری ہے۔ (شامی، عالمگیری، وغیرہ)

﴿۱۵۳۵﴾ کیا منہ بھر قے ہونے سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟

سوال: کیا قے ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جان بوجھ کر منہ بھر کر قے کی جائے تو اس سے روزہ

ٹوٹ جاتا ہے، خود بخود ہونے والی قے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۳۶﴾ کیا احتلام والا شخص روزہ رکھ سکتا ہے؟

سوال: احتلام والا شخص جس پر غسل کرنا ضروری تھا، وہ حدث (جنابت) ہی کی حالت میں روزہ رکھ سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صبح صادق سے قبل غسل کر لینا بہتر ہے، البتہ جنابت (حدث) کی حالت میں روزہ رکھ لیا تب بھی روزہ صحیح ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۳۷﴾ کان یا آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ کا حکم

سوال: روزہ کی حالت میں کان میں یا آنکھ میں دوا ڈال سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... روزہ کی حالت میں آنکھ میں دوا ڈالنے کی اجازت ہے، اس سے روزہ مکروہ یا فاسد نہیں ہوتا، کان میں دوا ڈالنے سے فقہاءؒ کی صراحت کے مطابق وہ دوا منفذ کے ذریعہ دماغ تک پہنچتی ہے، اس لئے اس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے، البتہ جدید سائنسی تحقیق کے مطابق کان اور دماغ کے بیچ منفذ نہیں ہے، یعنی کان میں ڈالی ہوئی دوا دماغ تک نہیں پہنچتی، اس لئے حضرت مفتی رفیع عثمانی صاحب مدظلہ کے فتوے کے مطابق اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۳۸﴾ جلتی ہوئی لکڑی کا دھواں ناک کے ذریعہ حلق میں چلا گیا تو

سوال: میرا نفل روزہ تھا، اور کھانا پکاتے وقت جلتی ہوئی لکڑے کا دھواں ناک کے ذریعہ حلق تک پہنچ گیا، تو اس سے روزہ میں کوئی خرابی آئے گی؟ روزہ باقی رہے گا یا فاسد ہو جائے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً:...... روزہ کی حالت میں دھواں ناک میں چلا جائے، تو اس سے روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی، اس لئے کہ اس سے بچنا بہت مشکل ہے۔(مراقی الفلاح) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۳۹﴾ روزہ پر قدرت کے باوجود فدیہ دے تو فریضہ ساقط ہوگا؟

سوال: ایک شخص نے جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا، تو کیا اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں، وہ تندرست ہے، روزہ رکھنے کی طاقت بھی رکھتا ہے، لیکن اس کے باوجود وہ دو مہینوں کے مسلسل روزے نہ رکھے اور مسکینوں کو کھانا کھلا دے تو کیا کفارہ ادا ہو جائے گا؟ نیز قضا روزوں کے بدلے میں فدیہ دے سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......فرض روزہ جان بوجھ کر توڑ دیا تو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں، اور روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو روزہ رکھنا ضروری ہے۔(بحر:۲۰۰)۔
روزہ کی طاقت ہوتے ہوئے قضا کے بدلے میں فدیہ دینا درست نہیں، قضا کے روزے رکھنا ضروری ہیں، مسکینوں کو فدیہ دینے سے فریضہ ساقط نہیں ہوگا۔ (عالمگیری، مراقی الفلاح:۴۰۴) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۴۰﴾ روزہ کی حالت میں مصنوعی دانت پہننا

سوال: روزہ کی حالت میں ایک دو مصنوعی دانتوں کا کَوَر پہننا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جائز ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۴۱﴾ تھوک کے ساتھ خون حلق کے نیچے اتر جاوے تو؟

سوال: میں روزہ سے تھا، اور کلی کر رہا تھا، اس وقت دانت میں سے خون نکلا، اور ایک

دومرتبہ تھوک کے ساتھ حلق سے نیچے بھی اتر گیا، مجھے کمزوری کی وجہ سے اکثر روزہ کی حالت میں اس طرح خون نکلتا ہے، اس کا بہت علاج کروایا، لیکن افاقہ نہیں ہوا، تو پوچھنا یہ ہے کہ کیا اس سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے؟ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اس سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے، اور قضا کرنی پڑے گی، تو قضا کے روزہ میں پھر ایسا خون نکل آیا تو پھر کیا کروں؟ یہ مرض تین چار سال سے ہے، تو کیا چاروں سالوں کے روزوں کی قضا کرنی پڑے گی؟ یا جو روزے گزر گئے وہ صحیح ہوگئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں آپ کو کمزوری کی وجہ سے خون نکلتا ہے، اور اس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے، اور کبھی تھوک کے ساتھ خون حلق کے نیچے بھی اتر جاتا ہے، اور اس سے بچنا ناممکن ہے، اس لئے اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، کمافی الدرالمختار والشامی۔

﴿١٥٣٢﴾ اکیس گھنٹہ تیس منٹ کا دن ہو ایسے ملک میں روزہ کا حکم

سوال: سویڈن میں گرمی کے موسم میں ١١:٠٠ بجے مغرب ہوتی ہے اور ١:٣٠ منٹ پر فجر ہوجاتی ہے، یعنی ٢١:٣٠ (اکیس گھنٹہ اور تیس منٹ) کا دن ہوتا ہے، تو ایسے ملک میں روزہ کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک روزہ رکھنا ضروری ہے، ایسے ملک میں ہمارے یہاں جیسی گرمی نہیں ہوتی، اس لئے بھوک، پیاس برداشت ہوسکتی ہے، البتہ اگر کوئی شخص برداشت نہ کرسکے اور معذور کی تعریف اس پر صادق آتی ہو تو اس کے لئے حکم جدا ہے۔

﴿۱۵۴۳﴾ غروب آفتاب کی کتنی منٹ بعد افطار کرنا چاہئے؟

سوال: کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ آفتاب کے غروب ہونے کے تین چار منٹ بعد روزہ افطار کرنا چاہئے، تو اس بارے میں شرعی مسئلہ کیا ہے؟ اور غروب آفتاب کی کتنی دیر بعد روزہ افطار کرنے سے روزہ مکروہ ہوتا ہے؟ احتیاط کے لئے کتنی منٹ بعد افطار کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلما:......آفتاب کے غروب ہونے کا یقینی علم حاصل ہو جائے، اس کے فوراً بعد روزہ افطار کر لینا چاہئے، بہت دیر کرنا مکروہ ہے، احتیاطاً تین سے پانچ منٹ تاخیر کرنے کی گنجائش ہے، بلکہ جس جگہ غروب دکھائی نہ دیتا ہو، وہاں احتیاط کرنا ضروری ہے، اور ۱۰ سے ۱۵ منٹ افطار میں تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۴۴﴾ کیا افطار کے وقت کی دعا بے اصل ہے؟

سوال: الاصلاح میں احکام رمضان مبارک کے عنوان کے تحت آپ کا مضمون پڑھا، اس میں آپ نے افطار کے وقت پڑھنے کی دعا بتلائی ہے، وہ یہ ہے: اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَ بِكَ آمَنْتُ وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ عَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ فَتَقَبَّلْ مِنِّى۔ اور دیگر بزرگان دین بھی یہی دعا بتلاتے آئے ہیں، لیکن ملا علی قاریؒ نے مرقات: ۲/۵۱۵ پر اس دعا کے بارے میں لکھا ہے کہ ”عام لوگوں کی زبان پر جو یہ الفاظ مشہور ہیں: اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَ بِكَ آمَنْتُ وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَلِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ یہ بے اصل ہیں، تو الاصلاح میں بتائی گئی دعا کا پڑھنا کیسا ہے؟ یا مرقات کی عبارت کا مصداق کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......آپ سے عبارت سمجھنے میں تسامح ہوا ہے، ملا علی قاریؒ نے اول ایک حدیث نقل کی ہے کہ آپ ﷺ افطار کے وقت ”يَا وَاسِعَ الْفَضْلِ

اِغْفِرْلِیْ" پڑھتے تھے، اور کبھی کبھی "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعَانَنِیْ فَصُمْتُ وَرَزَقَنِیْ فَاَفْطَرْتُ" پڑھتے تھے، پھر آگے لکھتے ہیں کہ "عوام میں جو یہ الفاظ مشہور ہو گئے ہیں، وہ کسی حدیث سے ثابت نہیں، بے اصل ہیں،" البتہ ان کا معنی اور مطلب صحیح ہے، اس لئے ان کے پڑھنے میں کچھ حرج نہیں۔

نیت کا معنیٰ عزم القلب یعنی دل سے پکا ارادہ کرنا ہے، زبان سے الفاظ کا تکلم نہ بھی کیا جائے تب بھی نیت صحیح ہو جاتی ہے، اس لئے زبان سے نیت کے الفاظ پڑھنے کا جو رواج ہو گیا ہے، وہ بدعت حسنہ ہے۔

﴿۱۵۴۵﴾ افطار کے وقت بلند آواز سے اجتماعی دعا مانگنا

سوال: کیا معتکف افطار سے کچھ دیر قبل دوسرے روزہ داروں کو جمع کر کے روزانہ بلند آواز سے دعا مانگے تو کیا یہ جائز ہے؟ کیا اس طرح جمع ہو کر افطار کے وقت دعا مانگنا درست ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے، اس لئے اس وقت دعا مانگنا بہتر ہے، اور ساتھ میں دوسرے لوگ بھی جمع ہو جائیں اور ضرورت کے مطابق آواز بلند رکھی جائے اور کسی شرعی اصول کی خلاف ورزی نہ ہوتی ہو تو جائز ہے۔

﴿۱۵۴۶﴾ کس چیز سے روزہ افطار کرنا سنت ہے؟

سوال: کس چیز سے روزہ افطار کرنا سنت ہے؟ کچھ لوگ نمک سے روزہ افطار کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں، تو اس بارے میں شرعی مسئلہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ مغرب کی نماز سے قبل تر کھجور یا خشک کھجور سے روزہ افطار کرتے تھے، اس لئے تر یا خشک کھجور

سے روزہ افطار کرنا افضل ہے، اور اگر یہ میسر نہ ہو تو ایک گھونٹ پانی سے بھی روزہ افطار کرنا بہتر ہے، سوال میں لکھنے کے مطابق نمک سے افطار کو ضروری سمجھنا صحیح نہیں ہے، اور نہ ہی شریعت کی طرف سے اس کا کوئی حکم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۴۷﴾ ۲۰ ویں کو غروب آفتاب کے بعد اعتکاف شروع کیا تو اعتکاف صحیح ہوگا؟

سوال: ۲۰ ویں رمضان کا روزہ گھر پر افطار کر کے پھر مسجد میں ایسے وقت آئے کہ اذان ختم ہو چکی ہو، اور پھر اعتکاف شروع کرے، تو کیا یہ صحیح ہے؟ البتہ ابھی جماعت شروع نہ ہوئی ہو، اور یہ پہنچ جاتا ہے، اور اگر اتنی تاخیر ہو جائے کہ جماعت فوت ہو جائے، اور پھر یہ شخص اعتکاف شروع کرے، تو کیا اس کا اعتکاف صحیح ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سوال میں مذکورہ طریقہ غلط ہے، غروب آفتاب سے قبل مسجد میں پہنچ جانا ضروری ہے، البتہ تاخیر کرنے سے اعتکاف نفلی ہوگا، سنت نہیں کہلائے گا۔ (بحر: ۳۲۰)

﴿۱۵۴۸﴾ افطاری کی رقم سے غیر روزہ دار بچوں کا کھانا

سوال: ہمارے گاؤں میں بیرون سے افطاری کی رقم آتی ہے، اس رقم سے افطاری کا انتظام کیا جاتا ہے، اس افطاری سے روزہ دار اور غیر روزہ دار معصوم بچے کھاتے ہیں، تو غیر روزہ دار بچوں کا اس افطاری سے کھانا کیسا ہے؟ اور اس کا ذمہ دار کون کہلائے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... یہ رقم بھیجنے والا ایک شخص ہو یا متعدد اشخاص ہوں، رقم بھیجتے وقت انہوں نے یہ صراحت کی ہو کہ اس رقم سے صرف روزہ دار ہی کو افطار کرایا جائے، تو ان روپیوں کو صرف روزہ دار کی افطاری ہی میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ اور اگر کوئی صراحت نہ

کی ہو، تو آپ کے یہاں کے عرف کے مطابق ان روپیوں سے جولوگ افطاری کرتے ہیں وہ سب شامل ہو سکتے ہیں، اور اپنے یہاں عرف یہ ہے کہ مرد، بچے روزہ دار یا غیر روزہ دار سب افطاری کے کھانے سے کھاتے ہیں، روزہ دار یا غیر روزہ دار سب کھا سکتے ہیں۔

﴿۱۴۴۹﴾ چار منٹ قبل افطار کرلیا تو

سوال: ہمارے گاؤں میں افطاری کے وقت کی اطلاع دینے کے لئے بیل بجایا جاتا ہے، جو افطاری کے معینہ طبع شدہ وقت پر بجایا جاتا ہے، تاکہ بستی والے تمام صحیح وقت پر روزہ افطار کرسکیں، گذشتہ کل بھول سے چار منٹ قبل بیل بجا دیا، بیل کی آواز سن کر بہت سے لوگوں نے چار منٹ قبل روزہ افطار کرلیا، اور بعد میں یہ بات علم میں آئی، تو ان حالات میں چار منٹ قبل روزہ افطار کر لینے سے روزہ صحیح ہوا یا نہیں؟ کیا اس روزہ کی قضا لازم ہے؟ کیا کفارہ بھی واجب ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عطا فرما کر مشکور فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... صورت مسئولہ میں یہ جاننا ضروری ہے کہ غروب کے بعد بیل بجایا تھا یا غروب سے قبل بیل بجایا تھا؟ اگر غروب کے بعد بیل بجایا ہو تو روزہ ادا ہو گیا، قضا کی ضرورت نہیں ہے، اور اگر غروب سے قبل بیل بجایا تھا، تو جن لوگوں نے اس کی آواز پر روزہ افطار کرلیا ان کے لئے اس روزہ کی قضا ضروری ہے۔

روزے کی مروج تقویم پر مدار رکھ کر کوئی حکم نہیں بتایا جا سکتا، اس لئے کہ بعض تقویم میں احتیاطاً پانچ منٹ شامل کر کے غروب کا وقت لکھا ہوا ہوتا ہے، اس لئے اگر صورت حال یہی ہے تو روزہ صحیح ہو گیا، اور بعض تقویم میں عین غروب کا وقت مکتوب ہوتا ہے، اور بعض میں تین منٹ احتیاطاً شامل کی ہوئی ہوتی ہیں، نیز گھڑی بھی بالکل صحیح وقت بتاتی ہو یہ ضروری ہے، خلاصہ یہ کہ گھڑی یا تقویم اصل مدار نہیں ہیں بلکہ وقت جاننے کے لئے معین ہے، اصل مدار

غروب آفتاب پر ہے۔(شامی:۲/۱۰۴) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۵۰﴾ رمضان میں مغرب کی نماز کے قیام میں کتنی تاخیر کی گنجائش ہے؟

سوال: بہت سے لوگ گھر میں افطاری کر کے نماز پڑھنے آتے ہیں، اور بہت سے لوگ مسجد ہی میں افطاری کرتے ہیں، اور وہ نماز کے لئے جلد حاضر ہو جاتے ہیں، گھر سے آنے والوں کا انہیں انتظار کرنا پڑتا ہے تو گھر سے آنے والوں کا کتنی دیر انتظار کرنا چاہئے؟ اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز میں عجلت کرنی چاہئے، اور تقریباً ۲۰ منٹ سے زیادہ تاخیر کرنا مکروہ کہلائے گا۔ رمضان میں افطاری کی وجہ سے ۱۰ سے ۱۵ منٹ کی تاخیر ہو، یا اتنی دیر مصلیوں کا انتظار کرنا پڑے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۵۱﴾ افطاری کی بچی ہوئی رقم کا مصرف

سوال: ہمارے یہاں مسجد میں افطاری کے انتظام لئے چندہ کیا جاتا ہے، چندہ دینے والے اس سال کے رمضان میں ہی چندہ دیتے ہیں، ان روپیوں میں سے کچھ روپئے بچا کر آئندہ سال کی افطاری کے انتظام میں خرچ کرنا کیسا ہے؟ اور جنہوں نے روپئے دئے ہیں، انہیں ثواب کب ملے گا؟ از روئے شرع اس مسئلہ کا جواب تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً:...... چندہ کرنے والے معطین اموال کے وکیل ہیں، اور وکیل کیلئے مؤکل کی ہدایت کے مطابق خرچ کرنا ضروری ہے، جس مہینہ میں خرچ کرنے کے لئے کہا ہے اسی مہینہ میں خرچ کرنا ضروری ہے، اور اگر خرچ نہ ہو سکیں اور کچھ روپئے بچ

جائیں تو اس صورت میں دوبارہ اجازت لینا ضروری ہے۔(امداد الفتاویٰ)

﴿۱۵۵۲﴾ کیا درگاہ کی منت کی نیت پر پالے ہوئے بکرے سے افطاری کروانا جائز ہے؟

سوال: ایک بھائی نے درگاہ کی منت کا بکرا پالا، مقصد یہ تھا کہ درگاہ پر بکرا کاٹ کر میزبانی کر کے لوگوں کو کھلائے گا، اب اس بھائی کا ارادہ یہ ہے کہ افطاری میں اس بکرے کو ذبح کر کے لوگوں کو افطاری میں یہ بکرا کھلائے، تو کیا افطاری میں اس بکرے کو ذبح کر کے کھلا سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... درگاہ یا اولیاء اللہ کی منت ماننا، یا چڑھاوا چڑھانا یا ان کے نام کا جانور ذبح کرنا جائز نہیں ہے، حرام ہے۔اس منت کے پورا کرنے سے نہ اولیاء اللہ کو ثواب پہنچتا ہے، اور نہ ہمارا ایمان سلامت رہتا ہے، اس لئے ایسی منت نہیں ماننی چاہئے اور اگر پہلے ایسا کیا ہو تو سچے دل سے اس سے توبہ کرنی چاہئے۔ لہذا اس بکرے کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے افطاری میں لوگوں کو کھلایا جائے تو یہ جائز ہے، اور اس میں ثواب بھی ملے گا اور افطاری میں کھلا کر بزرگوں، اولیاء اللہ کو اس کا ثواب بخشا جائے تو ان کی روح بھی خوش ہوگی، اس لئے اس جائز طریقہ کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

﴿۱۵۵۳﴾ ستارے کا طلوع ہونا غروب آفتاب کی علامت ہے یا نہیں؟

سوال: آسمان صاف ہو اور ستارہ ظاہر ہو جائے، تو یہ غروب آفتاب کی علامت ہے یا نہیں؟ ہمارے یہاں ۱۲:۷ منٹ پر ستارہ صاف ظاہر ہو گیا، پھر بھی ۱۷:۷ منٹ پر مغرب کی اذان دی گئی، اور افطاری کی گئی، تو ستارہ کے طلوع سے مغرب کا وقت سمجھ کر افطاری کر لینا جائز ہے یا نہیں؟ ستارہ مغرب کی جانب تین چار ہاتھ اوپر دکھائی دیتا ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... شریعت میں افطار کا مدار ستارہ پر نہیں، بلکہ غروب

آفتاب پر ہے، اس لئے غروب کا مکمل یقین حاصل ہو جانے کے بعد ہی افطار کرنا ضروری ہے، کچھ روشن ستارے غروب سے قبل اور کچھ غروب کے بعد ظاہر ہوتے ہیں، اس لئے ستاروں پر مدار نہیں ہے، غروب کے بعد ہی افطار کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۵۴﴾ افطاری کی رقم رمضان ہی میں خرچ کر دینی چاہئے؟

سوال: رمضان کے مہینہ میں کچھ لوگ مسجد میں افطاری کے لئے اس نیت سے روپئے دیتے ہیں کہ ہمارے روپئے رمضان کے مبارک مہینہ میں خرچ ہوں، اور ہمیں رمضان کا ثواب ملے، لیکن مسجد والے وہ تمام روپئے اس مہینہ میں خرچ نہیں کرتے، یا کچھ روپئے خرچ کرنے کے بعد بچ جاتے ہیں، تو ان تمام روپیوں کو رمضان میں خرچ کرنا ضروی ہے یا نہیں؟ اور رقم دینے والے کو پورا ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... رمضان میں افطاری کے لئے آئی ہوئی رقم رمضان کے روزوں کی افطاری کے لئے ہوتی ہے، ان روپیوں کو اسی مہینہ میں افطاری ہی میں خرچ کر دینا چاہئے۔ اور جو روپئے خرچ کے بعد بچ جائیں، اس کے لئے معطین سے دوبارہ اجازت لینی ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۵۵﴾ کیا افطاری کے لئے آئی ہوئی رقم سے ۲۷ ویں شب کو شیرینی تقسیم کرنا اور حافظ جی کو ہدیہ دینا جائز ہے؟

سوال: ہمارے یہاں رمضان المبارک میں افطاری کے لئے جو روپئے آتے ہیں، ان میں سے باورچی اور باورچی کے ساتھ کام کرنے والے معاونین کو اور ختم قرآن کے موقع پر شیرینی میں اور تراویح پڑھانے والے حافظ جی کو ہدیہ بھی اس رقم میں سے دیا جاتا ہے، تو

کیا یہ دینا صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... افطار کے لئے آئی ہوئی رقم سے روزہ داروں کی افطاری کا انتظام کرنیوالے باورچی اور باورچی کے ساتھ کام کرنے والے معاونین کو اس سے تنخواہ دی جاسکتی ہے، ختم قرآن کی شیرینی کا خرچ اور تراویح پڑھانے والے کا ہدیہ اس میں سے نہیں دیا جاسکتا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿١٥٥٦﴾ ایک مسجد کے افطاری کے روپئے بھول سے دوسری مسجد میں دے دینا

سوال: میرے پاس لندن کمیٹی کی جانب سے تین مسجدوں کی افطاری کے روپئے آتے تھے، میں تینوں مسجدوں کے متولیوں کو ان کے حصہ کی رقم پہنچا دیتا تھا، اس سال جمعہ مسجد کے افطاری کے روپئے لندن والوں نے جمعہ مسجد کے ہی ایک آدمی کو دے دئے، اور مجھے دو مسجدوں کے روپئے ہی بھیجے، اور ساتھ میں جو کاغذ لکھا تھا جس میں صاف صراحت تھی کہ یہ روپئے صرف دو مسجدوں کے ہیں، جمعہ مسجد کے نہیں ہیں، وہ کاغذ میرے پاس دیر سے پہنچا، میں نے رقم آتے ہی تینوں مسجدوں کے متولیوں کو رقم برابر حصہ کر کے دے دی، اور کاغذ ملنے پر میں نے وہ خط جمعہ مسجد کے متولی کو بتایا، اور جو رقم میں نے دی تھی، اس کا مطالبہ کیا، تو انہوں نے کہا کہ وہ روپئے تو خرچ ہو گئے، البتہ میرے پاس جمعہ مسجد کے افطاری کے دوسرے روپئے ہیں اگر مسئلہ کی رو سے یہ روپئے میں تم کو دے سکوں تو دینے میں کچھ حرج نہیں ہے، لہذا آنجناب از روئے شرع بتائیں کہ میرا ان روپیوں کا مطالبہ صحیح ہے یا نہیں؟ متولی کو وہ روپئے واپس کرنے چاہئے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......سوال میں مذکورہ تفصیل کے مطابق جمعہ مسجد کے متولی

نے آپ سے رقم کا مطالبہ نہیں کیا، اور پہلے آپ وکیل بن کر اس مسجد میں افطاری کے روپئے دیتے تھے، اور اس سال بھول سے آپ نے اس مسجد کو افطاری کے روپئے دے دئے، اور متولی نے خرچ کردئے، تو متولی پر اس کا کوئی ضمان نہیں آئے گا۔

البتہ جب صحیح دلیل سے ثابت ہوگیا کہ دینے والے سے بھول ہوگئی ہے تو جمعہ مسجد کے متولی کو چاہئے کہ وہ روپئے واپس کردے، متولی کے پاس اس مسجد کی افطاری کے جو روپئے جمع ہیں ان میں سے یہ رقم واپس کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۵۷﴾ تندرست انسان کا روزہ کے بدلہ فدیہ دینا

سوال: جو شخص رمضان میں طاقت ہونے کے باوجود روزہ نہیں رکھتا، اور روزہ کے بدلے میں فدیہ دے دیتا ہے، اس کے ذمہ سے کیا روزہ کا فریضہ ساقط ہوجاتا ہے؟ اور کیا اس طرح فدیہ دینا صحیح ہے؟ فدیہ کی رقم کتنی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... رمضان میں روزہ رکھنا ہر عاقل بالغ مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے، اور اسلام کے بنیادی فرائض میں سے ایک فرض ہے، اگر کوئی شخص پیرانہ سالی یا کمزوری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ایسا شخص ہر روزہ کے بدلہ ایک صدقۂ فطر کی مقدار صدقہ کردے، تو یہ روزہ کا فدیہ ہوجائے گا، اور اس کے ذمہ سے فریضہ ساقط ہوجائے گا۔ لیکن جو شخص تندرست ہو، روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو، وہ اگر روزہ نہ رکھے اور بدلہ میں فدیہ دے تو اس کا فدیہ دینا کسی بھی امام کے نزدیک صحیح نہیں ہے، اس کے ذمہ سے فریضہ ساقط نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۵۸﴾ مرض الموت میں گرفتار شخص کا فدیہ

سوال: ایک شخص کے رمضان کے روزے بیماری کی وجہ سے چھوٹ گئے ہیں، ابھی بھی وہ بیمار ہے، اور اس بیماری سے اچھا ہونے کی امید دکھائی نہیں دیتی ہے، کیا یہ اپنے روزوں کے بدلے فدیہ دے سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو، تو بھی رمضان کا مہینہ عاقل بالغ مسلمان پر آنے سے اس پر روزے فرض ہو جاتے ہیں، البتہ بیماری کی وجہ سے ادا نہ کر سکے، تو جب تندرستی حاصل ہو، اور روزہ رکھنے کی طاقت آئے، اس وقت قضا کرنا ضروری ہیں۔ البتہ اگر کوئی شخص بیماری کے لاحق ہونے کے بعد بقیہ پوری زندگی ایسا ہی بیمار رہا کہ اسے روزہ پر قدرت نہیں رہی تو اس پر فدیہ بھی واجب نہیں ہوتا، البتہ جتنے دن اس بیماری سے افاقہ رہا، کہ جن میں روزے رکھ سکتا تھا، لیکن نہیں رکھے، اتنے روزے ذمہ میں باقی رہیں گے، اور مرنے سے قبل ان روزوں کے فدیہ کی وصیت کرنا لازم ہے۔

اور ایک روزہ کا فدیہ ایک صدقۂ فطر کی مقدار (تقریباً ۱۶۶۲ گرام گیہوں) دئے جائیں۔ کوئی شخص اپنی حیات ہی میں فدیہ دینا چاہتا ہو، تو مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق دے سکتا ہے، البتہ فدیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے پر قدرت حاصل ہوگئی تو فدیہ نفلی شمار ہوگا اور وہ روزے دوبارہ رکھنے پڑیں گے، یعنی ان روزوں کی قضا ذمہ میں لازم ہوگی۔ (امداد الفتاویٰ: ۱۱۸/۲، درمختار مع الشامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۵۹﴾ بیماری کی وجہ سے چھوٹے ہوئے روزوں کا فدیہ

سوال: ایک شخص کے کچھ روزے بیماری کی وجہ سے چھوٹ گئے، ابھی بھی یہ شخص بیمار ہے،

اور اتنا کمزور ہے کہ روزہ پر قدرت نہیں ہے، تو چھوٹے ہوئے روزوں کے بدلے فدیہ دے سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بیماری کی وجہ سے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا تندرستی ملنے کے بعد کرنی چاہئے، البتہ بیماری کے بعد روزوں پر قدرت باقی نہ رہے، اور ابھی بھی قدرت نہ ہو، تو اس صورت میں چھوٹے ہوئے روزوں کا فدیہ دینا واجب نہیں ہے، البتہ بعد میں جتنے دن روزے رکھنے کی قدرت حاصل ہو اور روزے نہ رکھے جائیں، اتنے دن کی قضا واجب ہوگی، اور نہ رکھنے کی صورت میں ہر روزہ کے بدلہ ایک صدقۂ فطر کی مقدار صدقہ کرنا واجب ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ:۲/۱۱۸، درمختار، شامی)

﴿۱۵۶۰﴾ ایک مہینہ کے روزوں کا فدیہ

سوال: ایک شخص نے پورے ماہ روزے نہیں رکھے، تو اس شخص کو ایک مہینہ کے فدیہ میں کتنے گیہوں دینے لازم ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مسلمان عاقل بالغ پر رمضان کے روزے فرض ہیں، اگر رمضان میں یہ روزے نہیں رکھے تو اس کے بعد اس کی قضا لازم ہے، تندرستی اور روزوں پر قدرت کے باوجود اگر روزے کے عوض فدیہ دے دیا جائے تو فدیہ قبول نہیں ہوگا، روزوں کی قضا ضروری ہے۔ البتہ بیماری یا کمزوری یا کسی مجبوری کی وجہ سے روزہ رکھنے پر قدرت نہ ہو تو ایک روزہ کے عوض ایک صدقۂ فطر کی مقدار فدیہ میں دی جائے، لہذا ایک مہینہ یعنی ۳۰ دن کے فدیہ کی مقدار ۴۹ کلو ۸۶۰ گرام گیہوں ہوتے ہیں، اس لئے اتنے گیہوں یا اس کی قیمت کا صدقہ کر دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۶۱﴾ متعدد روزوں کا فدیہ ایک ہی کو دینا

سوال: ایک شخص کمزوری کی وجہ سے روزے رکھنے سے معذور ہے، اور یہ اپنے چھوٹے ہوئے روزوں کا فدیہ دینا چاہتا ہے، تو متعدد روزوں کا فدیہ ایک ہی شخص کو دے سکتا ہے یا نہیں؟ اور مدرسہ میں یہ رقم دے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... متعدد روزوں کا فدیہ ایک ہی شخص کو دینا یا مدرسہ میں پڑھنے والے غریب بچوں کے لئے مدرسہ میں دینا جائز ہے، اور بعض صورتوں میں مدرسہ میں دینی علم حاصل کرنے والے طلباء کو دینے میں زیادہ ثواب ہے۔ (شامی: ۱۱۹/۲، عالمگیری وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۶۲﴾ رمضان کے قضا روزوں کو مؤخر کر کے شوال کے چھ روزے رکھنا

سوال: رمضان کے دو چار قضا روزے باقی ہیں، اور شوال میں شوال کے چھ نفل روزے رکھنا چاہے اور بعد میں رمضان کے روزے رکھے تو یہ درست ہے یا نہیں؟ قضا روزے شوال میں نہ رکھے اور اس کے بعد کے مہینہ میں رکھے تو نفل روزے قبول ہوں گے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... رمضان کے قضا روزے جتنا ہو سکے اتنی جلدی ادا کر لینے چاہئے، ذمہ سے ایک فریضہ ساقط ہو جائے یہ نفل سے بہتر ہے، موت کا کیا ٹھکانہ اور کیا پتہ ہے کہ کب آئے؟ اس کے باوجود قضا روزے شوال میں نہ رکھے اور اس کے بعد کے مہینہ میں رکھے تو بھی کوئی گناہ نہیں ہوگا، اس لئے کہ قضا روزے فوراً رکھنا واجب نہیں ہیں، اس لئے شوال میں نفل روزے رکھنا جائز ہیں، اور اس کا ثواب بھی ملے گا۔

﴿۱۵۶۳﴾ نماز وروزوں کے فدیہ میں غریبوں کو کھانا کھلانا

سوال: روزہ اور نماز کے فدیہ میں کتنے غریبوں کو کھانا کھلانا چاہیئے؟ کھانا کھلانے کے بجائے اگر غلہ دے دیا جائے تو کیا اس سے فدیہ ادا ہوگا؟ فدیہ کی رقم مسجد و مدرسہ کے کام میں دے سکتے ہیں؟ مرحوم کے کتنے فرض چھوٹے ہیں، ان کی گنتی نہیں ہے، تو ان کی گنتی کس طرح کی جائے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مرحوم کے ذمہ جتنی نمازیں یا روزے باقی ہوں ان کا حساب لگا کر ہر نماز کے عوض ایک صدقۂ فطر کی مقدار یعنی ۱۶۶۲ گرام گیہوں یا اس کی قیمت غریبوں میں صدقہ کر دی جائے، ایک دن کی پانچ نمازیں اور ایک وتر یعنی کل ملا کر چھ نمازیں شمار کی جائیں۔ اور اسی طرح ہر روزہ کے عوض ایک صدقۂ فطر کی مقدار کا حساب لگایا جائے گا۔ (شامی، عالمگیری:۱) غلہ یا اس کی قیمت فقراء میں صدقہ کر دی جائے، اور ایک فقیر کو کم از کم ایک صدقۂ فطر کی مقدار دینا ضروری ہے۔ صدقہ میں تملیک بلاعوض شرط ہے، اس لئے مسجد، مدرسہ کے کام میں دینے سے فدیہ ادا نہیں ہوگا، بعد تملیک جس کام میں لینا چاہیں لے سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۶۴﴾ فدیہ کس جگہ کے حساب سے دیا جائے؟

سوال: ایک شخص کا یو. کے. میں انتقال ہوگیا، اس کے وارثین اس کے روزوں کا فدیہ انڈیا میں دینا چاہتے ہیں، تو انڈیا کے حساب سے فدیہ دیا جائے یا یو. کے. کے حساب سے دیا جائے؟ اور فدیہ کس کے مال میں سے دیا جائے گا؟ مرحوم کے مال سے یا مرحوم کے ماں باپ کے مال میں سے دیا جائے گا؟ تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......مرحوم نے وصیت کی ہوتو اس کے متروکہ مال کے ثلث سے فدیہ ادا کیا جائے، اور اگر وصیت نہ کی ہوتو فدیہ دینا کسی پر واجب نہیں۔ اس کے باوجود ماں باپ دوسرے اعزہ اپنی مرضی سے اپنے مال سے فدیہ ادا کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں، اور امید ہے کہ اللہ کے یہاں قبول ہوگا، مذکورہ شخص جہاں سکونت رکھتا ہو اسی جگہ کے حساب سے فدیہ ادا کیا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۶۵﴾ روزہ کا فدیہ کتنا دیا جائے؟

سوال: ضعیف اور بوڑھا شخص روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو، تو اسے رمضان کے روزوں کا فدیہ کتنا دینا چاہیے؟ اور کیا یہ فدیہ یتیم خانہ میں دے سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... پیرانہ سالی یا ضعف یا مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے پر قدرت نہ رہے تو جب قدرت حاصل ہو ان کی قضا کرے، اور اگر قدرت حاصل نہ ہو تو ان روزوں کا فدیہ واجب نہیں، البتہ اگر قدرت حاصل ہو جائے، اور ان روزوں کی قضا نہ کرے، اور پھر قدرت نہ رہے تو جتنے روزوں کی قضا کر سکتا تھا، ان کا فدیہ اب ادا کرے، ہر روزہ کے عوض ایک صدقۂ فطر کی مقدار فقراء میں تقسیم کرے، اور یہ فدیہ غریب مسلمان مسکین کو تملیکاً دینا ضروری ہے۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۶۶﴾ مرحومہ والدہ کی چھوٹی ہوئی نماز وروزوں کا فدیہ

سوال: میری والدہ پانچ مہینہ سے بستر مرگ پر تھیں، اٹھ کر یا بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتی تھیں، اس سال ۲۶ ویں رمضان کو والدہ کا انتقال ہو گیا، مرحومہ والدہ پر پانچ مہینوں کی نمازیں باقی ہیں، اور تین روزے باقی ہیں، تو ان نماز وروزوں کے عوض فدیہ دیا جائے گا یا نہیں؟

اور کتنا دینا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مرحومہ نے نماز وروزوں کے فدیہ کی وصیت کی ہو تو والدہ کے متروکہ مال کے ثلث سے وصیت نافذ کی جائے گی، اور اگر وصیت نہ کی ہو تو جو وارث اپنی خوش دلی سے اپنے مال سے ادا کرنا چاہتا ہو کر سکتا ہے، اور اللہ کی کریم ذات سے امید ہے کہ ان کے فدیہ میں وہ رقم قبول ہو جائے گی۔

بہر صورت فدیہ میں ایک روزہ کے عوض ایک صدقۂ فطر کی مقدار اور ہر نماز کے عوض ایک صدقۂ فطر کی مقدار دینی لازم ہے، یعنی ایک دن کی پانچ فرض نمازیں اور ایک وتر کل ملا کر چھ نمازیں شمار کر کے جتنے دنوں کی نمازیں چھوٹی ہیں ان کا حساب لگا لیا جائے، اور غریب مستحق مسلمان کو تملیکاً دے دی جائے۔ ایک صدقۂ فطر کی مقدار ۱۶۶۲ گرام گیہوں ہے۔

﴿۱۵۶۷﴾ مرحومہ بیوی کا فدیہ اسکا شوہر دے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: ایک عورت کا انتقال ہو گیا، اس کے ذمہ کچھ روزوں کی قضا باقی ہے، اس کا فدیہ اس کا شوہر دے سکتا ہے یا نہیں؟ البتہ عورت نے اس کی کوئی وصیت نہیں کی ہے، تو شریعت اس بارے میں کیا فرماتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... بلاشبہ شوہر اپنی مرحومہ بیوی کے روزوں کا فدیہ دے سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کی کریم ذات سے امید ہے کہ مرحومہ کے فدیہ میں وہ رقم قبول ہوگی۔

﴿۱۵۶۸﴾ کفارہ میں روزہ پر قدرت ہو تو دو مہینوں کے مسلسل روزہ رکھنا ضروری ہے؟

سوال: ایک شخص تندرست ہے، روزہ رکھنے کی طاقت ہے، پھر بھی ایک روزہ جان بوجھ کر توڑ دیا تو اب اس پر کفارہ کے دو مہینوں کے مسلسل روزے رکھنا فرض ہے، اگر یہ کفارہ کے روزے

نہ رکھےاوران کے بجائے ۶۰ مسکینوں کوکھانا کھلا دےتو کیا کفارہ ادا ہوجائے گا؟ قضاروزوں کےعوض فدیہ دے سکتا ہے یانہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......فرض روزہ جان بوجھ کرتوڑ دینے کی وجہ سے قضااورکفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں، اور روزہ رکھنے کی قدرت ہوتو دومہینوں کے مسلسل روزے رکھناضروری ہیں۔ (بحر: ۲۹۹) اور مسکینوں کوکھانا کھلا دینے سے کفارہ ادا نہیں ہوگا۔ (عالمگیری، مراقی الفلاح:۴۰۴) روزوں پرقدرت ہوتے ہوئے قضاروزوں کے بجائے اس کا فدیہ دے دینا درست نہیں ہے، قضارکھنا ضروری ہے۔

﴿۱۵۶۹﴾ رمضان کے اخیری عشرہ میں الوداعی اشعار پڑھنا

سوال: ہمارے یہاں جب رمضان کے مہینہ کا اخیری عشرہ شروع ہوتا ہے، تو سحری کے بعد مائک میں بلندآواز سے ''اے ماہ رمضان الوداع'' نظم کے طور پر پڑھا جاتا ہے، اورالوداعی اشعار پڑھے جاتے ہیں، تو یہ الوداعی نظم پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......رمضان کے مہینہ کے ختم ہونے پرکوئی شخص یہ سوچ کر کہ رمضان جیسا مبارک مہینہ گزر گیا، اور ہم نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا جس سے ہم اللہ کی رحمت کے مستحق بنتے، اوراس کے قیمتی لمحات کی ہم نے قدر دانی نہیں کی، اس دلی کیفیت کے ساتھ اپنے کلام میں اس کا اظہار کرے، تواس میں گناہ نہیں ہے، لیکن صرف زبان سے رمضان جارہا ہے، ایسا کہنا ریاکاری اور غلط رسم کے طور پر ہے، اور مذکورہ الفاظ آپ ﷺ یا کسی صحابی یا ائمہ اربعہ میں سے کسی سے ثابت نہیں ہیں، اس لئے ان اشعار کا پڑھنا ممنوع ہے۔ (امدادالفتاویٰ:۱) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۷۰﴾ ۲۷ویں شب کو شیرینی تقسیم کرنا

سوال: رمضان المبارک کی ۲۷ ویں شب کو تراویح کے بعد مسجد میں شیرینی تقسیم کی جاتی ہے، تو کیا یہ شیرینی تقسیم کرنا ضروری ہے؟ شیرینی تقسیم کرنے کو زیادہ اہمیت دینا اور عالم کے وعظ کو اس لئے نہ رکھنا کہ اس سے شیرینی تقسیم کرنے میں حرج ہوتا ہے تو اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ۲۷ ویں شب کو ختم قرآن کے بعد شیرینی تقسیم کرنا ضروری نہیں ہے، اور اس رواج کو زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہئے، وعظ سے لوگوں کے دینی علم میں اضافہ ہوتا ہے اور عمل کی ترغیب حاصل ہوتی ہے، اس لئے وعظ کا پروگرام ملتوی نہیں کرنا چاہئے، بعد وعظ کے بھی شیرینی تقسیم کی جاسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۷۱﴾ عید کے دن مصافحہ کرنا

سوال: عید کے دن مصافحہ کرنا کیسا ہے؟ میں نے منع کیا تو لوگ کہتے ہیں: کہ یہ تو پہلے سے رائج رسم ہے، اس لئے ملاقات کر لینی چاہئے تو کیا مسجد میں اس طرح مصافحہ کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......عید کے دن اس نیت سے مصافحہ کرنا کہ یہ ایک رواج ہے جو سالوں سے چلا آرہا ہے، اور اس دن ملاقات کرنی ہی چاہئے، اس نیت سے مصافحہ کرنا تعلیمات نبوی کے خلاف ہے، اس لئے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے۔ (شامی: ۳۳۶/۵) فقط واللہ تعالی اعلم

فصل فی الاعتکاف

﴿۱۵۷۲﴾ کیا بے نمازی عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف کرسکتا ہے؟

سوال: جو شخص نماز کا پابند نہ ہو، وہ رمضان کے اخیر عشرہ کا اعتکاف کرسکتا ہے؟ البتہ اعتکاف کی حالت میں یہ شخص صوم وصلوۃ کا پابند ہو جاتا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جو شخص نماز وروزہ کا پابند نہ ہو، البتہ اعتکاف میں بیٹھنے کے بعد صوم وصلوۃ کی پابندی کرے، تو اس کے اعتکاف کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے، اس کا اعتکاف صحیح ہے، ہوسکتا ہے اس کے اس عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ اسے ہدایت سے نواز دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۷۳﴾ رمضان کے مکمل مہینہ کا اعتکاف کرنا

سوال: رمضان شریف کے پورے مہینہ کا اعتکاف کرنا کیسا ہے؟ کیا آپ ﷺ نے کبھی پورے مہینہ کا اعتکاف کیا ہے؟ کسی حدیث سے ثابت ہو تو مطلع فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... رمضان کے پورے مہینہ کا اعتکاف کرنا نفلی عبادت ہے، اور اعتکاف کا اصل مقصد عبادت ہے جو کامل توجہ اور اطمینان سے ادا کرسکے۔ آپ ﷺ نے بھی ایک مرتبہ پورے ماہ کا دس دس دن کی نیت سے اعتکاف کیا تھا، جو بخاری و مسلم میں حضرت ابوسعیدؓ کی روایت سے ثابت ہے، اور آپ ﷺ کی عادت شریفہ اخیری دس دن کے اعتکاف کی تھی، اس لئے اس دس دن کا اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔

﴿۱۵۷۴﴾ پورے ماہ کے اعتکاف کا ارادہ کرنے والا اعتکاف کب سے شروع کرے؟

سوال: معتکف پورے رمضان کے مہینہ کے اعتکاف کا ارادہ کرے، تو اعتکاف کب سے

شروع کرے؟ اور مسجد میں کب سے بیٹھ جائے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اگر پورے ماہ کے اعتکاف کا ارادہ ہے تو رمضان کے چاند ہونے سے پہلے مسجد میں بیٹھ جانا چاہئے، یعنی چاند رات کو مغرب سے پہلے بیٹھ جانا چاہئے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿١٥٧٥﴾ کیا بعد ثبوت چاند کے اعتکاف میں بیٹھنے والوں کو ثواب پورا ملے گا؟

سوال: ہمارے یہاں اس مرتبہ رمضان کے چاند کی خبر وقت پر نہیں آئی، عشاء کے بعد آئی، تو جو لوگ شروع چاند سے اعتکاف میں بیٹھنے کا ارادہ رکھتے تھے، وہ بعد ثبوت چاند کے اعتکاف میں بیٹھے، تو ان کا اعتکاف صحیح ہوا یا نہیں؟ انہیں اعتکاف کے لئے کب سے بیٹھنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جب سے اعتکاف شروع کیا تب سے اعتکاف کا ثواب ملے گا، اور جتنا وقت بغیر اعتکاف کے گزرا اتنا وقت مہینہ میں کم شمار ہوگا، البتہ سچی نیت کی وجہ سے پورے ماہ کے اعتکاف کا ثواب ملے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿١٥٧٦﴾ اعتکاف کی فضیلت

سوال: اعتکاف کی فضیلت اور حدیث میں وارد وعدہ پر تفصیلی روشنی ڈالیں، تاکہ اعتکاف میں نہ بیٹھنے والوں کو رغبت ہو، اور تختہ پر بھی ہم لکھ سکیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:......اعتکاف مسنون عمل ہے، اعتکاف میں بیٹھنے والا ہر وقت اللہ کی رحمت اور مسجد کے ماحول میں ہوتا ہے، اور ہر حالت میں ثواب کا مستحق ہوتا ہے، ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کے دس دن کا اعتکاف کیا، اسے دو حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملے گا، (رواہ بیہقی، ترغیب: ٢/٢٧) حضرت

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رضائے الٰہی کی خاطر ایک دن کا بھی اعتکاف کیا، تو اللہ تعالی اس کے اور جہنم کی آگ کے درمیان تین خندقوں کا فاصلہ فرمادیتے ہیں۔ (ترغیب: ۲۷۳:۳)۔

آپ ﷺ اور صحابہ بڑی پابندی واہتمام کے ساتھ ہر سال رمضان میں اعتکاف کرتے تھے، اعتکاف کرنے والے کی حیثیت ایسی ہے جیسے اس نے کریم مالک کے دروازہ پر پڑاؤ ڈال دیا ہے، کہ جب تک اس کا مقصد (مغفرت، وغیرہ) حاصل نہ ہوگا وہ یہاں سے نہیں اٹھے گا، اگر کسی دنیادار رئیس کے دروازہ پر کوئی سائل پڑاؤ ڈال دے اور اپنے مطلب کے حصول کے بغیر وہاں سے نہ ملے تو دنیادار رئیس کا دل بھی پگھل جاتا ہے، اور وہ اس کا مطلب پورا کردیتا ہے، یہ تو کریم احکم الحاکمین کا دربار ہے، جس کے خزانہ میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں ہے، وہ اپنے بندہ کو خالی ہاتھ کیسے پھیر سکتا ہے؟ اس لئے اعتکاف بہت ہی فضیلت والی عبادت ہے، اس میں اور بھی برکتیں اور ثواب ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۷۷﴾ کیا آخری عشرہ کا اعتکاف عبادت خانہ میں کر سکتے ہیں؟

سوال: کیا آخری عشرہ کا اعتکاف عبادت خانہ میں کر سکتے ہیں؟ کیا اس کے لئے مسجد ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جس مسجد میں پنج وقتہ نماز جماعت اور اہتمام کے ساتھ ادا ہوتی ہو وہاں اعتکاف کرنا چاہئے۔ عبادت خانہ (جہاں پانچ وقت کی نماز اہتمام سے نہ ہوتی ہوں) میں اعتکاف کرنا صحیح نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۷۸﴾ معتکف مسجد میں کہاں اٹھ بیٹھ سکتا ہے؟

سوال: معتکف مسجد میں کہاں آجا سکتا ہے؟ اس کے حدود کیا ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... معتکف جماعت خانہ میں جہاں چاہے اٹھ بیٹھ سکتا ہے، اس کی حد جماعت خانہ ہے، اس سے باہر بلا ضرورت نہ جائے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۷۹﴾ کیا اعتکاف کے لئے معتکَف (پردہ باندھنا) ضروری ہے؟

سوال: رمضان میں یا کسی اور مہینہ میں دس دن یا پورے مہینہ کے لئے مسجد میں اعتکاف میں بیٹھنے کا ارادہ ہو تو کیا کپڑے وغیرہ سے پردہ باندھنا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد میں اعتکاف کرنے والے کے لئے پردہ باندھنا ضروری یا فرض نہیں ہے، صرف معتکف کی سہولت کے لئے یہ انتظام کیا جاتا ہے، آپ ﷺ اور صحابہ بھی اعتکاف کرتے وقت پردہ باندھتے تھے، اس لئے اس نیت سے باندھنا سنت کہلائے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۸۰﴾ عشرۂ اخیرہ کے اعتکاف کے لئے غروب سے قبل مسجد میں بیٹھ جانا چاہئے۔

سوال: رمضان کے اخیری عشرہ کے اعتکاف کے لئے ۲۰ ویں رمضان کو عصر بعد سے مسجد میں بیٹھ جانا چاہئے، یا عصر کے بعد گھر جا کر غروب سے قبل مسجد میں آسکتے ہیں؟ صحیح کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سنت مؤکدہ اعتکاف کے لئے ۲۰ ویں تاریخ کے غروب آفتاب سے قبل اعتکاف کی نیت سے مسجد میں بیٹھ جانا چاہئے، تاکہ مکمل دس دن کا اعتکاف شمار ہو۔ اس لئے کہ غروب ہوتے ہی ۲۱ ویں تاریخ شروع ہو جائے گی، اس کے لئے عصر بعد گھر جا کر غروب سے قبل مسجد میں آجائیں تو بھی کچھ حرج نہیں۔ (شامی:

۲/۱۳۷، عالمگیری:۲۱۴) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۸۱﴾ غروب کے بعد آنے سے اعتکاف نفل شمار ہوگا۔

سوال: ۲۰ رمضان کا روزہ گھر افطار کر کے پھر مغرب کی نماز کے لئے مسجد میں آ کر اعتکاف شروع کیا جائے تو کیا اس میں کچھ حرج ہے؟ مسجد پہنچنے تک اذان ختم ہو چکی ہوتی ہے، تو اس طرح اعتکاف کرنے سے اعتکاف صحیح ہوگا یا نہیں؟ اور کبھی ایسا کرنے میں جماعت فوت ہو جائے، تو کیا اعتکاف میں کچھ فساد آئے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ طریقہ غلط ہے، سنت مؤکدہ اعتکاف کے لئے ۲۰ ویں رمضان کو غروب سے قبل مسجد میں پہنچ جانا ضروری ہے، اگر غروب کے ذرا دیر بعد مسجد میں آیا تو اعتکاف نفل شمار ہوگا۔ (بحر:۳۲۹) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۸۲﴾ نفلی اعتکاف بیچ سے چھوڑ دیا تو کیا اس پر قضا ہے؟

سوال: ایک عورت نے رمضان کے اخیری عشرہ کے اعتکاف کا ارادہ کیا، پھر ۱۸ رمضان کو والد کی طبیعت ناشائستہ ہونے کی وجہ سے بیٹھنے کا پکا ارادہ نہیں تھا، اور رمضان کے ۲۰ روزے ختم ہو گئے، اور ۲۱ ویں شب آ گئی، اور اس شب کو عشاء کے بعد وہ عورت اعتکاف میں بیٹھی، اس کی نیت اخیر عشرہ کی تھی، پھر ۲۵ ویں رمضان کو والد کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو ہسپتال ملنے گئی، پھر اعتکاف میں بیٹھی ہی نہیں، تو اس عورت کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ۲۱ ویں کو عشاء کے بعد اعتکاف کی نیت سے بیٹھی اس لئے یہ اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ نہیں رہا، نفلی شمار ہوگا، اور جس تاریخ کو اعتکاف سے اٹھ گئی، اس تاریخ تک اعتکاف کا ثواب ملے گا، اور اسی تاریخ تک کا اعتکاف اعتکاف

کہلائے گا،صورت مسئولہ میں اس عورت پر کوئی قضا نہیں ہے۔(شامی، ہدایہ)

﴿۱۵۸۳﴾ اعتکاف کی حالت میں خط وکتابت کرنا

سوال: معتکف مسجد میں بیٹھ کر اعتکاف کی حالت میں ملک وبیرون ملک خویش واقارب سے خط وکتابت کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......کرسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۸۴﴾ گھر کے کام کے لئے بات چیت کر کے انتظام کرنا

سوال: معتکف اپنے گھر کے کام کاج کے لئے یا گھر خرچ کے لئے یا گھر کے سامان کے لئے اپنے بھائی، یا لڑکے یا چھوٹی لڑکی سے بات چیت کر کے انتظام کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......بات چیت کر کے انتظام کرسکتا ہے۔

﴿۱۵۸۵﴾ حالت اعتکاف میں کون سی عبادت افضل ہے؟

سوال: حالت اعتکاف میں کون سی عبادت افضل ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:......اس کے لئے کوئی خاص عبادت متعین نہیں ہے، ہر معصیت سے خاص کر دنیوی باتوں اور غیبت سے خوب بچ کر رہنا چاہئے۔

﴿۱۵۸۶﴾ حالت اعتکاف میں ٹیپ ریکارڈر پر بیان سننا

سوال: ہمارے محلّہ کی مسجد میں ایک شخص نے رمضان المبارک کے اخیری عشرہ کا اعتکاف کیا، اور وہ ٹیپ ریکارڈر پر علماء کرام کے بیانات سنتا تھا، تو معتکف مسجد میں جماعت خانہ میں ٹیپ رکارڈ پر علماء کے بیانات سن سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... مسجد کے جماعت خانہ کا ادب ہر مسلمان کو کرنا چاہئے، اور اعتکاف کرنے والے شخص کو تو مسجد کا اور زیادہ احترام ملحوظ رکھنا چاہئے، اور زیادہ سے زیادہ وقت عبادت میں گزارنا چاہئے، ٹیپ ریکارڈر سے وعظ سننا جائز اور درست ہے، لیکن ٹیپ ریکارڈر آلۂ لہو ولعب میں شمار ہوتا ہے، اس لئے بلاضرورت مسجد کے جماعت خانہ میں اور اعتکاف کی حالت میں استعمال نہیں کرنا چاہئے، اور اس فعل سے دوسرے معتکفین اور عبادت کرنے والوں کو خلل ہوتا ہو تو اسے بجانا جائز نہیں کہلائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۸۷﴾ معتکف سنت کہاں پڑھے؟

سوال: معتکف جماعت خانہ میں سنت پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... جماعت خانہ میں یا اپنے معتکَف میں دونوں میں سے جہاں چاہے پڑھ سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۸۸﴾ معتکف مسجد کی اشیاء استعمال کرسکتا ہے؟

سوال: ،معتکف کے لئے مسجد کی چیزیں استعمال کرنا جائز ہے؟ مثلاً: پرانی چٹائی جو سوائے عید کے دن کے استعمال میں نہیں آتی، مسجد کا چراغ، تیل، مسجد کی وقف چادریں، گدے، کلام پاک، رحل، جنازہ کے اوپر کا کپڑا، تولیہ، وغیرہ استعمال کرسکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... مسجد کی وہ اشیاء جسے استعمال کرنے کا حق ہر مصلی کو ہے، اسے استعمال کرنے کا حق معتکف کو بھی ہے، اور جتنا حق مصلی کو ہے اتنا ہی حق اعتکاف کرنے والے کو بھی ہے، اس لئے روزانہ جتنی دیر چراغ جلتا تھا، اس سے زیادہ دیر مسجد کا چراغ جلانا جائز نہیں ہے، اپنے لئے الگ سے انتظام کرنا چاہئے، مسجد کے گدے

وغیرہ جو مسجد کے لئے وقف کئے گئے ہیں، ان میں واقف کی نیت کے مطابق عمل کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۸۹﴾ معتکف بچوں کو پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: معتکف حالت اعتکاف میں جماعت خانہ میں بڑے لوگوں کو یا مدرسہ کے بچوں کو قرآن یا کتابیں پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... حالت اعتکاف میں پڑھنا پڑھانا جائز بلکہ ثواب کا کام ہے، لیکن چھوٹے بچے مسجد کا احترام ملحوظ نہیں رکھتے، اس لئے بچوں کو خاص کر سات سال سے چھوٹے بچوں کو مسجد میں نہیں آنے دینا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۹۰﴾ حالت اعتکاف میں سلائی کا صلاح مشورہ دینا، کپڑا کاٹ کر دینا

سوال: معتکف کا بھائی یا گھر کی عورتیں سلائی کا کام کرتی ہیں، انہیں سلائی یا کپڑا کاٹنے میں صلاح ومشورہ دینے کی ضرورت پڑے تو معتکف مسجد میں بیٹھے بیٹھے صلاح ومشورہ دے سکتا ہے یا نہیں؟ گاہک کا ناپ لے کر کپڑا کاٹ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلما: صلاح ومشورہ دے سکتا ہے، اور کپڑا بھی کاٹ سکتا ہے، البتہ کپڑا کاٹنے سے بچنا بہتر ہے، اشد ضرورت ہو تو ہی اس پر عمل کیا جائے۔

﴿۱۵۹۱﴾ مدرس اعتکاف کر سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: ایک شخص بچوں کو پڑھاتا ہے، علم دین سکھاتا ہے، وہ اعتکاف میں بیٹھنا چاہتا ہے، تو کیا وہ اعتکاف میں بیٹھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلما: بچوں کو علم دین سکھانا بہت ہی ضروری ہے، اس لئے

اعتکاف کرنے سے بچوں کی تعلیم کا نقصان ہوتا ہو تو ایسے شخص کے لئے اعتکاف نہ کرنا بہتر ہے، اس لئے کہ حالت اعتکاف میں تعلیم دینے کے لئے مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے۔

﴿۱۵۹۲﴾ معتکف صحنِ مسجد میں جا سکتا ہے؟

سوال: ایک شخص نے رمضان کے عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف کیا، اور مسجد کے صحن میں کتابی تعلیم ہوتی ہے، تو کیا وہ شخص کتابی تعلیم میں بیٹھ سکتا ہے؟ اور اگر ہمیشہ کتابی تعلیم معتکف ہی کرتا ہو تو حالت اعتکاف میں صحن میں جا کر معتکف کتابی تعلیم کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مسجد کی صحن جماعت خانہ میں داخل ہو، تو معتکف وہاں بیٹھ سکتا ہے، اور اگر صحن جماعت خانہ میں داخل نہ ہو تو وہ خارج از مسجد ہونے کی وجہ سے معتکف کے لئے بلا ضرورت انسانی و شرعی وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے، اس لئے تعلیم کے لئے وہاں نہیں بیٹھ سکتا۔ (ہدایہ) فقط واللہ اعلم

﴿۱۵۹۳﴾ کیا معتکف بنانا ضروری ہے؟

سوال: کیا معتکف کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی تمام عبادتیں اپنے پردہ سے بنائے ہوئے معتکَف ہی میں ادا کرے؟ اور باہر نہ نکلے؟ نیز کھانا سونا سب معتکف ہی میں کرے، باہر نہ کرے، کیا ایسا ضروری ہے؟ اگر پردہ سے بنائے ہوئے معتکَف میں مچھر کی تکلیف ہو یا گرمی لگتی ہو، یا چند معتکف مل کر ایک ساتھ مسجد کے کونے میں بیٹھ کر کھانا کھائیں، یا کتابی تعلیم کریں، تو اس میں کچھ حرج ہے؟ نیز نمازیوں کو اس سے کوئی تکلیف بھی نہیں ہوتی، اور کیا یہ پردہ والا معتکف باندھنا ضروری ہے؟ اگر نہ باندھا جائے تو کچھ حرج تو نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... معتکف کے لئے مسجد میں پردہ والا معتکف بنانا ضروری

نہیں ہے، معتکف کی سہولت اور تنہائی ویکسوئی کے لئے بنایا جاتا ہے، اس لئے پردہ کے اندر یا باہر جماعت خانہ میں جہاں چاہے اٹھ بیٹھ سکتا ہے، اور ساتھ میں بیٹھ کر کھا پی سکتا ہے، اور جہاں چاہے سنت ونوافل پڑھ سکتا ہے، البتہ جماعت خانہ سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے، جماعت خانہ کی حد میں رہنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۹۴﴾ کیا معتکف اذان دینے کے لئے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے؟

سوال: اگر کبھی ایسا اتفاق ہو جائے کہ اذان کے وقت اذان دینے کے لئے کوئی موجود نہ ہو تو معتکف اذان دے سکتا ہے؟ اقامت کہہ سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اذان واقامت دونوں کہہ سکتا ہے، لیکن جماعت خانہ میں کھڑے کھڑے ہی اذان دینا چاہئے، اور ضرورت ہو تو اذان کے لئے باہر نکلنے کی بھی گنجائش ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۹۵﴾ کیا معتکف تمبا کونوشی کے لئے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے؟

سوال: معتکف صرف پیشاب پاخانہ کے لئے جب نکلے اس وقت تمبا کونوشی سے صبر نہ ہو تو مثلاً افطار یا سحر کے بعد، عادی ہونے کی وجہ سے مجبوراً صرف تمبا کونوشی کے لئے باہر نکل سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:......اصل تو کوشش کرنی چاہئے کہ اس قسم کے کام کرنے کی عادت ہی چھوٹ جائے، تاکہ فرشتوں اور دوسروں کو اذیت نہ ہو، تاہم عادت سے مجبور ہو اور اس کے کئے بغیر اس کے چارۂ کار نہ ہو تو تمبا کونوشی کے لئے نکلنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔

والحاصل ما یغلب و قوعه یصیر مستثنیٰ حکماً و ان لم یشترطه (شامی: ۴۳۸/۳)

﴿۱۵۹۶﴾ موئے زیر ناف لینے کی نیت سے غسل خانہ جاسکتا ہے؟

سوال: کیا معتکف زیر ناف بال صاف کرنے کے لئے مسجد کے غسل خانہ میں جاسکتا ہے؟ اگر نہیں جاسکتا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً:...... صرف اسی نیت سے نہ نکلے، لیکن فرض غسل یا قضائے حاجت کے لئے باہر نکلے تو جلدی سے اس کام سے بھی فراغت حاصل کر لے۔

﴿۱۵۹۷﴾ جنازہ میں شرکت یا جنازہ کی نماز کے لئے مسجد سے باہر جانا

سوال: معتکف کے اپنے گھر کسی کا انتقال ہو جائے یا اپنے کسی عزیز رشتہ دار کا انتقال ہو جائے، تو معتکف جنازہ میں شرکت کے لئے اور جنازہ کی نماز پڑھنے یا پڑھانے کے لئے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً:...... معتکف کا جنازہ کی نماز کے لئے مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں، نیز جنازہ میں شرکت کی نیت سے میت والے گھر نہیں جاسکتا، اس نیت سے مسجد سے باہر نکلنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا، اور مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے، اس لئے مسجد میں جنازہ کی نماز نہیں پڑھنی چاہئے، مگر ضرورۃً باہر نکلا ہو اور جنازہ کی نماز میں شریک ہو گیا تو درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۹۸﴾ کیا وقت سحر کے ختم کی اطلاع دینے کے لئے معتکف بیل بجا سکتا ہے؟

سوال: ہمارے یہاں وقت سحر کے ختم کی اطلاع دینے کے لئے دو مرتبہ بیل بجایا جاتا ہے،

ایک مرتبہ جب وقت سحر میں ۱۰ منٹ باقی ہوں تب اور ایک مرتبہ وقت سحر کے ختم پر بجایا جاتا ہے، تو پوچھنا یہ ہے کہ اگر مؤذن یا اور کوئی حاضر نہ ہو تو کیا معتکف یہ بیل بجا سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بیل بجانے کے لئے جماعت خانہ سے باہر نکلنا معتکف کے لئے جائز نہیں ہے، اس سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۹۹﴾ غسلِ سنت یا نفل کے لئے جماعت خانہ سے باہر نکلنا

سوال: سنت مؤکدہ علی الکفایہ اعتکاف میں گرمی کے غسل کے لئے جماعت خانہ سے باہر نکل سکتے ہیں؟ سخت گرمی ہوتی ہے، اور اعتکاف میں پردہ میں بیٹھنا ہوتا ہے، جس سے بہت پسینہ ہوتا ہے، تو روزانہ دن میں ایک مرتبہ ٹھنڈک کے لئے غسل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ غسل خانہ جماعت خانہ سے بالکل قریب ہے، نیز جمعہ کے سنت غسل کے لئے کیا حکم ہے؟ اگر میں روزانہ غسل نہ کروں، تو کراہت ہوتی ہے، گھبراہٹ ہوتی ہے، طبیعت پر اثر پڑتا ہے، اس لئے غسل کی ضرورت رہتی ہے، تو برائے مہربانی بتائیں از روئے شرع غسل کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... حالت اعتکاف میں فرض غسل کے لئے نکلنے کی اجازت ہے، محض ٹھنڈک کے لئے یا پسینہ دور کرنے کے لئے یا جمعہ کے سنت غسل کے لئے جماعت خانہ سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے، اس نیت سے نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (شامی)

﴿۱۶۰۰﴾ بدن پر پیشاب کے قطرے کا گمان ہونے کی وجہ سے غسل کے لئے جماعت خانہ سے باہر نکلنا

سوال: رمضان کے مہینہ کے عشرۂ اخیرہ کے سنت اعتکاف کے لئے ایک شخص نے

اعتکاف کیا، اور معتکف کو پیشاب کے قطرے گرنے کی بیماری ہے، اور ودی بھی نکلتی ہے، سو کر اٹھنے پر بھی پیشاب کے دھبے معلوم ہوتے ہیں، اور جسم کے کچھ حصوں پر بھی لگتے ہیں، اور نیند میں ہاتھ اس جگہ لگ کر معلوم نہیں بدن پر کہاں کہاں لگتا ہے؟ اس لئے جسم کے ناپاک ہونے کا گمان ہوتا ہے، تو ایسے معتکف کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا یہ شخص سر سے یا سینہ سے نیچے تک غسل کر سکتا ہے؟ اپنے بدن کو دھو سکتا ہے؟ شرعاً اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... پیشاب کے قطرے بدن پر لگنے سے غسل واجب نہیں ہوتا، جتنی جگہوں پر قطرے لگے ہوں اتنی جگہ دھو لینے سے پاکی حاصل ہو جائے گی، اس لئے صرف اسی وجہ سے معتکف کا غسل کے لئے نکلنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۰۱﴾ محکمہ کے بلاوے پر سنت اعتکاف توڑ دینا

سوال: ایک شخص جو سرکاری محکمہ میں ملازم تھا، اس نے عشرۂ اخیرہ کا سنت اعتکاف کیا، اور پھر اچانک بڑے محکمہ سے اس کے محکمہ میں ضروری کام کی وجہ سے ٹیلیفون آیا، اور اس کے بغیر وہ کام پورا نہیں ہو سکتا تھا، تو اسے جانا پڑا، یہ شخص سحری کھا کر گیا اور تراویح میں پھر حاضر ہو گیا، تو کیا اس کا اعتکاف ٹوٹ گیا؟ کیا اس پر قضا لازم ہے؟ اب اس کے لئے اعتکاف کا کیا حکم ہے؟ آئندہ اعتکاف وہ جاری رکھے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں یہ شخص شرعی یا طبعی ضرورت کے بغیر مسجد سے باہر نکلا ہے، اس لئے رمضان کا سنت مؤکدہ اعتکاف ٹوٹ گیا، اور اس پر ایک دن کی قضا ضروری ہے، اس لئے واپس آکر ایک دن قضا کی نیت سے اور بقیہ دن نفلی اعتکاف کی نیت سے اعتکاف کر سکتا ہے۔ (شامی: ۱۳۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۰۲﴾ معتکفین کا اخیری دن جمع ہوکر مبارکبادی دینا اور اجتماعی دعا کرنا

سوال: رمضان کے اخیری عشرہ میں ۵ یا ۷ آدمی ہمارے یہاں اعتکاف کرتے ہیں، عید کا چاند ہوجائے اور اعتکاف ختم ہوجائے تب ایک آدمی جہراً دعا کرتا ہے اور سب آمین کہتے ہیں پھر اخیر میں سب معانقہ کرتے ہوئے معافی تلافی کرتے ہیں تو کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلما: اعتکاف کے اختتام پر معتکفین جمع ہوکر دعا کرتے ہیں اور ایک بہت ہی اہم عبادت کی توفیق ہوئی اس لئے ایک دوسرے کو مبارکبادی پیش کرتے ہیں، تو یہ جائز ہے، منع کی کوئی وجہ نہیں ہے، لیکن دوسرے لوگ علم کی کمی کی وجہ سے ضروری سمجھ لیں گے اور آئندہ اعتکاف کے لوازمات میں شمار کرلیں گے جس سے بدعت کا دروازہ کھل جانے کا اندیشہ ہے، اس لئے سمجھا کر روک دینا چاہئے تاکہ اعتکاف کی عبادت اپنی اصلی ہیئت اور صورت نورانی پر باقی رہے، اور بدعت کی ظلمت سے ملوث نہ ہو۔

﴿۱۶۰۳﴾ صحن یا وضو کی جگہ کھانا پینا

سوال: معتکف مسجد کی صحن میں یا وضو کی جگہ کھا پی سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... معتکف جماعت خانہ میں کھا پی سکتا ہے، لیکن اس بات کا خیال رہے کہ جماعت خانہ میں گندگی نہ ہو، کھانے کے لئے جماعت خانہ سے باہر جانے سے اعتکاف فاسد ہوجائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۰۴﴾ معتکف کا مسجد میں کھانا پینا

سوال: معتکف کا سحری کے وقت یا افطاری کے وقت دوسروں کے ساتھ کھانا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: ......جس کے ساتھ کھانا ہو اس کے پاس بھی تھوڑی دیر کا

نفلی اعتکاف کرالیا جائے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۰۵﴾ غیر معتکف کا مسجد میں کھانا پینا

سوال: معتکف اپنا زیادہ تر وقت لوگوں کے ساتھ بات چیت کرنے میں یا دنیوی کام کاج میں گذارتا ہے، غیر معتکف کو اور افطاری کرانے والوں کو پکڑ پکڑ کر بٹھاتا ہے، اور بلا بلا کر بٹھاتا ہے، کیا معتکف کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟ کیا معتکف کے علاوہ دوسرے روزہ دار مسجد میں بیٹھ کر افطاری کر سکتے ہیں؟ کھا پی سکتے ہیں؟ اس بارے میں شرعی مسئلہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً: ...... مسجد اللہ کی عبادت کرنے کی جگہ ہے، بات چیت کرنے یا کھانے پینے کی ہوٹل نہیں ہے، یہاں دنیوی باتیں کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے اعتکاف کرنے والے کو چاہئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی عبادت، دین کی خدمت اور لغو کاموں سے پرہیز میں گزارے، مسجد میں خرید وفروخت کرنا یا دنیوی باتیں کرنا گناہ کا کام ہے، اس سے نیکی برباد گناہ لازم والا معاملہ ہو جاتا ہے، اس سے بچنا چاہئے، مسجد میں معتکف کے علاوہ کسی اور کے لئے کھانا پینا یا سونا جائز نہیں ہے۔ (شامی، عالمگیری)

﴿۱۶۰۶﴾ معتکف کا دوستوں کی پارٹی میں شریک ہونا

سوال: معتکف کے دوست اور برادر مسجد کے احاطہ میں چائے، گوشت کی پارٹی رکھیں تو معتکف اس میں حصہ لے سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں شریک ہو سکتا ہے؟ اگر دوست برادر کھانا مفت بھیجیں تو کھا پی سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... دوست برادر باہر بلائیں تو نہیں جا سکتا، کھانا بھیجیں تو کھا سکتا ہے، لیکن جماعت خانہ سے باہر نہیں جا سکتا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۰۷﴾ بورڈنگ ہال جہاں پنج وقتہ نماز اور جمعہ ہوتی ہے، کیا وہاں اعتکاف کرنا صحیح ہے؟

سوال: ہمارے گاؤں میں مسجد وسیع کرنے کے ارادہ سے شہید کی گئی، ابھی مدرسہ کے بورڈنگ ہال میں پنج وقتہ نماز اور جمعہ کی نماز ہوتی ہے، اور رمضان آ گیا ہے، تو بہت سے احباب عشرۂ اخیرہ کے اعتکاف کا ارادہ رکھتے ہیں، تو کیا اس بورڈنگ ہال میں جہاں پنج وقتہ نماز اور جمعہ بھی ہوتی ہے، اعتکاف کر سکتے ہیں؟ وہاں اعتکاف کرنا صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً: ...... اعتکاف کے لئے اس جگہ کا مسجد شرعی ہونا ضروری ہے، اس لئے صورت مسئولہ میں مذکورہ مدرسہ ہال میں اعتکاف کرنا صحیح نہیں ہے۔

﴿۱۶۰۸﴾ فرض غسل کے لئے گرم پانی منگوانا

سوال: معتکف کو ٹھنڈی کے موسم میں فرض غسل کی حاجت پیش آئے، تو کیا وہ اپنے گھر سے یا قریب کے گھر سے گرم پانی مسجد کے غسل خانہ میں منگا کر غسل کر سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً: ...... معتکف گرم پانی منگوا کر غسل کر سکتا ہے۔

﴿۱۶۰۹﴾ نفل غسل کے لئے جماعت خانہ سے باہر نکلنا

سوال: معتکف فرض غسل کے علاوہ ٹھنڈک کے لئے یا شب قدر کا غسل کر سکتا ہے یا نہیں؟ مسجد میں غسل خانہ کا انتظام ہے، اگر معتکف فرض غسل کے علاوہ نفل غسل کرے تو اعتکاف میں کچھ حرج آ سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... معتکف طبعی حاجت یعنی بول و براز، وضو اور فرض غسل کے لئے جماعت خانہ سے باہر نکل سکتا ہے، نفل اور سنت غسل کے لئے جماعت خانہ سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اگر نفل غسل کے لئے جماعت خانہ سے باہر نکلے گا تو اس کا اعتکاف ختم ہو

جائے گا۔(امداد الفتاویٰ،شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۱۰﴾ معتکف کو نماز کے لئے اپنے پردہ سے کب باہر نکلنا چاہئے؟

سوال: معتکف کو پہلے جماعت خانہ میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنا چاہئے، یا تکبیر کے وقت پردہ سے باہر نکل کر جماعت میں شریک ہونا چاہئے؟ دونوں میں بہتر کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... دونوں جائز ہیں، البتہ پہلے سے صف میں بیٹھ جانا بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۱۱﴾ کیا معتکف حجامت بنوا سکتا ہے؟

سوال: معتکف کو جمعہ اور شب قدر کے غسل کے لئے اور حجامت کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... معتکف مسجد میں بیٹھ کر حجامت کروانا چاہے تو اس طرح کروائے کہ مسجد میں کپڑا اچھا دے تا کہ بال مسجد میں نہ گرے، تو یہ جائز ہے۔ اور صرف نظافت حاصل کرنے یا بڑی راتوں کے مسنون غسل کے لئے جماعت خانہ سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۱۲﴾ کیا معتکف نجی کام میں صلاح ومشورہ دے سکتا ہے؟

سوال: گاؤں کے کام کاج یا کوئی شخص اپنے نجی کام کے لئے مشورہ لینے آئے یا دوسرے برادر ملاقات کے لئے آئیں، تو اعتکاف کی جگہ صلاح ومشورہ یا بات چیت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کر سکتے ہیں، البتہ غیبت یا فضول باتوں سے بچنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۱۳﴾ اپنے معتکف میں اپنے خرچ سے روشنی کرنا

سوال: کیا معتکف اپنے معتکف میں تلاوت کے لئے اپنے خرچہ سے موم بتی لاکر روشنی کر سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد میں یا معتکف میں تلاوت کے لئے موم بتی جلا کر روشنی کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۱۴﴾ کتابی تعلیم اور وعظ میں شرکت کرنا

سوال: ہمارے یہاں طویل عرصہ سے مسجد میں عصر بعد تعلیم ہوتی ہے، معتکف اس تعلیم میں شریک ہوسکتا ہے یا نہیں؟ تبلیغی جماعت کے بیان میں معتکف شریک ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... جماعت خانہ میں ہی تعلیم یا وعظ ہورہا ہوتو معتکف اس میں شریک ہوسکتا ہے، بلکہ شرکت کرنا اچھا ہے، اور جماعت خانہ سے باہر ہوتا ہوتو اس میں شرکت کے لئے جماعت خانہ سے باہر جانا جائز نہیں ہے، اگر نکلے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۱۵﴾ ”ریڈیو رمضان“ کے متعلق مفصّل فتویٰ

سوال: بعد سلام مسنون، عرض اینکہ پچھلے کچھ سالوں سے یہاں یو.کے. میں ”ریڈیو رمضان“ کے نام سے چوبیس گھنٹہ مختلف شہروں میں ریڈیو کے منتظمین اپنا پروگرام چلا رہے ہیں، اور ہمارے شہر میں بھی ریڈیو کا یہ پروگرام چلتا ہے، شروع میں ان منتظمین نے وعدہ کیا تھا کہ یہ پروگرام مسجد سے نشر ہوگا، لیکن گذشتہ سال کے تجربہ اور کارکردگی سے معلوم ہوا کہ تراویح اور

پانچوں نمازوں کے علاوہ کچھ تقریریں بھی نشر کی جاتی ہیں، اور باقی وقت میں نظم، مختلف مذاہب کے متبعین سے بات چیت، مستورات کا انٹرویو شائع کیا جاتا ہے، مستورات اور مرد حضرات شرعی مسائل اور اپنے نجی مسائل ٹیلیفون سے پوچھتے ہیں، اور وہ ریڈیو پر اس کا جواب دیتے ہیں، یہ پوچھے جانے والے مسائل محلّہ کے علماء سے بھی بسہولت پوچھے جاسکتے تھے، لیکن وہ تمام مسائل ریڈیو سے نشر ہوتے رہے، اور مختلف مذاہب بھی سامنے آتے رہے، چھوٹے بچے موبائل میں ریڈیو پر قرآن مجید کی سورتیں، دعائیں، نظم وغیرہ سننے لگے، اپنے بچوں کو دیکھا دیکھی مستورات بھی ریڈیو سننے لگی، اپنی روزانہ کی تلاوت، معمولات، ذکر وتسبیح کو چھوڑ کر ریڈیو کی تلاوت اور پروگرام سننے کو خیر سمجھنے لگے، پروگرام سحری اور افطاری کے وقت بھی ہوتا ہے، جس کی وجہ سے بھی لوگوں کو عبادت میں اور نماز میں خلل ہوتا ہے۔ ان حالات میں یہ پروگرام چلانے والے جو اپنے آپ کو جدت پسند، ترقی یافتہ مسلمان سمجھتے ہیں، علماء سے اس پروگرام میں شرکت کرنے کی درخواست کررہے ہیں، کیا ہمارے لئے اور مسلمانوں کے لئے یہ بہتر ہے؟ اس بارے میں شرعی رہنمائی فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... رمضان المبارک بہت ہی برکت والا، رحمت والا اور مغفرت کا مہینہ ہے، اس میں نفل عبادتوں کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ۷۰ فرض کے برابر کردیا جاتا ہے، رات دن کی ہر گھڑی ہر پل بہت ہی قیمتی اور رحمت خداوندی کے نزول کی گھڑیاں ہیں، اس لئے جو شخص ان مبارک اور قیمتی گھڑیوں کی قدر نہ کرے، اور انہیں برباد کردے، اور اس میں زیادہ سے زیادہ نیکی کے کام کرکے اپنے آپ کو مغفرت کا حقدار نہ بنائے اس کے لئے اللہ کے رسول ﷺ نے ہلاکت کی بددعا فرمائی ہے، اور حضرت جبرئیلؑ کی آمین نے اسے اور بھی سخت بنادیا ہے۔

بخاری شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ رمضان کے آنے پر عبادت کی طرف زیادہ دھیان دیتے تھے، اور حضرت جبرئیلؑ کے ساتھ قرآن کا دور فرماتے تھے، اور اخیری عشرہ میں اور زیادہ عبادت کا اہتمام فرماتے تھے، اور مسجد نبوی میں اعتکاف فرماتے تھے، اس کی مزید تفصیل حضرت اقدس سیدی ومولائی مولانا شیخ الحدیث محمد زکریا صاحبؒ نے اپنی کتاب فضائل رمضان میں کی ہے، جس سے ہر شخص واقف ہے۔

آپ ﷺ کے قولی و عملی اہتمام کی وجہ سے صحابہ اور اکابرین امت اس ماہ میں عبادت کا خاص اہتمام کرتے تھے، اور دنیوی کام میں مشغول ہونے کو بالکل ناپسند فرماتے تھے، امام ابو حنیفہؒ، اور امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ وہ دن میں ایک قرآن پاک اور رات میں ایک قرآن پاک ختم فرماتے تھے، حضرت شیخ اور ان کے والد ماجد حضرت مولانا یحیٰ صاحب کا معمول رات دن میں ایک قرآن پاک ختم کرنے کا تھا، حضرت مولانا رائے پوریؒ تو اپنے آپ کو عبادت میں اتنا مشغول رکھتے تھے کہ کسی سے ملاقات اور بات چیت سے بھی احتراز کرتے تھے کہ اتنا وقت بھی بغیر عبادت کے نہ گزرے، مزید تفصیل کے لئے حضرت شیخ کی کتاب 'اکابرین کا رمضان' مطالعہ کریں۔

اس تفصیل کے مدنظر ہر مسلمان پر لازم ہے کہ عملی طور پر خیر اور آخرت کے کاموں کی طرف توجہ کرے، اور ہم علماء پر خصوصی طور پر لازم ہے کہ قوم کو اصل سنت کی طرف رغبت دلائیں، لیکن ہماری غفلت اور دنیا کی طرف توجہ کی وجہ سے اور دیگر اغراض ومقاصد کے پیش نظر ہم نے ہمارے فرائض منصبی کو پورا نہیں کیا، اور یہ قدرتی امر ہے کہ زمین میں پھلدار درخت نہیں لگائے جاتے تو کانٹے دار درخت تو اگ ہی جاتے ہیں۔

ہمیں حکومت کا احسان مند ہونا چاہئے کہ اس نے اپنے قوانین میں خاص رخصتیں پیدا فرما

کر رمضان کے مبارک مہینہ میں آزادی کے ساتھ رمضان ریڈیو کے نشر کی محدود اجازت دی، تو ہمیں اس کی قدردانی کرنی چاہئے تھی، اور قدردانی کے طور پر صحیح اسلامی ایمانی تعلیم اور تہذیب اور رمضان کی قدردانی کی اور رمضان کے صحیح احکامات اور مسائل کی اشاعت کر کے مسلمانوں اور غیروں میں دعوت کا کام ریڈیو کے ذریعہ کیا جاتا۔

صاحب استعداد و مستند علمائے کرام سے قرآن وحدیث کی تفسیر اور فقہ کے مسائل سنائے جاتے، تلاوت قرآن اور اس کے آداب اور احکام کی رعایت کی جاتی، اور ناجائز اور ممنوعات سے ریڈیو کو پاک رکھا جاتا، تو اس کی کچھ گنجائش اور ثواب کی امید تھی، لیکن اس نشر میں آج کل جو ہو رہا ہے اور آپ نے بھی اس کی طرف نشان دہی کی ہے، جیسا کہ:

(۱) ریڈیو کے منتظمین مبینہ دینی مضامین سے غفلت برتتے ہیں، اور صرف دنیوی مقصد اور نفع کے پیش نظر کام کر رہے ہیں، اور اس میں ان کا مطمح نظر اسپانسر سے زیادہ سے زیادہ روپئے وصول کرنا ہے، اور جائز و ناجائز اشتہارات کی بھرمار ہوتی ہے۔

(۲) کان اور دماغ کو مستورات کی آواز اور موسیقی سے تباہ کیا جا رہا ہے، موسیقی سے حدیث شریف میں سخت الفاظ میں منع کیا گیا ہے، جس چیز کے ختم کرنے کے لئے اللہ کے رسول ﷺ تشریف لائے تھے اسے ہی ہم رواج دے رہے ہیں۔

(۳) غلط اور تخیلاتی حکایتوں پر مبنی قوالیاں پیش کی جا رہی ہیں، اور وہ بھی موسیقی کے ساتھ نشر کی جا رہی ہیں، حدیث شریف کے فرمان کے مطابق یہ دل میں نفاق پیدا کرتا ہے، اور ناجائز اور حرام ہے۔

(۴) قرآن کریم کی تلاوت کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ جب تلاوت ہو رہی ہو، تو پوری توجہ اور ادب کے ساتھ تلاوت سنی جائے، اور اس وقت دوسرا کوئی کام نہ کیا جائے،

حالانکہ یہ سنتے ہوئے گھر میں عورتیں دوسرے کاموں میں مشغول ہوتی ہیں، حالانکہ تلاوت ہورہی ہوتو اور کسی کام میں مشغول نہیں ہونا چاہئے۔

(۵) جن حضرات کے انٹرویونشر ہوتے ہیں، وہ اس فن کے ماہر نہیں ہوتے، بلکہ آزادانہ خیال کے ہوتے ہیں اور بعض مرتبہ دینی احکام پر طنزیہ کلام کرتے ہیں اور مذاق اڑاتے ہیں.

(۶) مسلمانوں میں آپس میں اتحاد پیدا کرنے کے بجائے دوفرقوں کو آمنے سامنے لاکر کھڑا کر دیا جاتا ہے، اور ایک دوسرے کی توہین کی جاتی ہے، دیوبندی، بریلوی، غیر مقلد حضرات ایک دوسرے کے خلاف اپنی پوری قوت صرف کرتے ہیں۔

(۷) مسائل بتانے والے ماہر نہیں ہوتے، اس لئے غلط جواب دے کر سائل کو بھی گمراہ کرتے ہیں، اور اپنی عاقبت بھی خراب کرتے ہیں۔

(۸) رمضان اپنے طور پر زیادہ سے زیادہ بدنی، مالی عبادت کا مہینہ ہے، اس میں زیادہ سے زیادہ مالی وبدنی عبادت کر کے اپنے دل کو روحانی طاقت سے مضبوط بنانا چاہئے، لیکن ریڈیو کی وجہ سے ہر طبیعت کا انسان صرف سماعت کر کے عبادت سے اپنے آپ کو کنارہ کش کرلیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

یہ وہ خرابیاں ہیں جو ہر انسان جانتا ہے، اور تسلیم کرتا ہے، اس لئے ان برائیوں کی وجہ سے اسے اور اہمیت نہیں دینی چاہئے، اور صاحب اثر اور مقتدا حضرات علماء کو اس میں حصہ نہیں لینا چاہئے، اس لئے کہ ایسے علماء اس میں حصہ لیں گے تو عوام اس کے مفسدات کو نظر انداز کردیں گے، اور اگر عوام ریڈیو سننے پر مصر ہو تو مضبوط شرعی انتظام کر کے مذکورہ برائیوں سے بچتے ہوئے صحیح طریقہ پر کام کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام کو راہ راست کی ہدایت نصیب فرمائے۔ فقط واللہ تعالی اعلم۔

قال النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم :
من اعتکف ایمانًا و احتسابًا غفر لہ ماتقدم من ذنبہٖ
(رواہ الدیلمی)

اعتکاف

فضائل و مسائل

تأ لیف

حضرت مولانا مفتی اسماعیل کچھولوی صاحب
شیخ الحدیث و صدر مفتی جامعہ حسینیہ راندیر

فہرست مضامین

دو حدیثیں

حدیث(۱) قال النبیّ صلی الله علیه و سلم : من اعتکف ایمانًا و احتسابًا غفر له ما تقدم من ذنبہٖ۔(رواہ الدیلمی)۔

ترجمہ: جس شخص نے عبادت یقین کر کےاور ثواب حاصل کرنے کے لئے اعتکاف کیا تو اس کے گذشتہ (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے۔(دیلمی)۔

حدیث(۲)عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت : السنّة علی المعتکف ان لایعود مریضًا ولایشهد جنازةً ولایمسّ المرأة ولایباشرها ولایخرج لحاجة الا لما بُدّ منه ولا اعتکاف الا بصوم ولااعتکاف الا فی مسجد جامع۔(رواہ ابوداؤد فی کتاب الصیام فی باب المعتکف یعود المریض)۔

ترجمہ: معتکف کے لئے شرعی مسئلہ یہ ہے کہ وہ نہ مریض کی عیادت کو جائے ،نہ نماز جنازہ میں شرکت کے لئے باہر نکلے، نہ عورت سے صحبت کرے، نہ بوس وکنار کرے ،اور اپنی ضرورتوں کے لئے بھی مسجد سے باہر نہ جائے سوائے ان ضرورتوں کے جو بالکل ناگریز ہیں،اور روزے کے بغیر اعتکاف نہیں اور ایسی مسجد کے بغیر اعتکاف نہیں جس میں پانچوں وقت نماز کی جماعت پابندی سے ہوتی ہو۔(ابوداؤد شریف)۔

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب دامت برکاتہم

مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

بعد الحمد والصلوٰۃ

اعتکاف کی اہمیت اوراس سے متعلق مسائل کی ضرورت اہل علم پر مخفی نہیں۔اس ضرورت کی تکمیل کے لئے مولانا الحاج المفتی اسماعیل حسین صاحب نے یہ رسالہ تصنیف فرمایا،جس میں مسائل کے مأخذ کو بھی تحریر کردیا تاکہ ضعیف،قوی،راجح مرجوح کی بحث کرنے والوں کوسہولت حاصل ہوجائے۔اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ مؤلّف سلمہ کے علم وعمل میں برکت دےاوران کی اس تألیف سے نیز دیگر فیوض سے مخلوق کونفع بخشے۔(آمین) (املاہ العبد:محمود غفرلہ)۔

تقریظ

حضرت مولانا مفتی سید محمد یحیٰ صاحب دامت برکاتہم

صدر مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

مولوی مفتی اسماعیل صاحب سلمہ کے رسالے ’’اعتکاف کے فضائل ومسائل‘‘ کا احقر نے اکثر حصہ دیکھ لیا۔مسائل کے مأخذ بھی مؤلف نے لکھ دئے ہیں جن سے رسالہ مزید مستند ومعتبر ہوگیا ہے۔اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرماویں اور معتکفین کواس سے مستفید فرماویں۔

(مولانا مفتی) یحیٰ (غفرلہ)۔

۱۶/جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

(از مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری دامت برکاتہم شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند)

رسالہ ''اعتکاف'' مؤلفہ جناب مولانا مفتی اسماعیل حسین صاحب کچھولوی زید مجدہم احقر کے سامنے ہے۔ رسالہ کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔ رمضان المبارک اور بالخصوص اس کے آخری عشرے کے مخصوص اعمال میں سے ایک عمل اعتکاف بھی ہے۔ اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ ہر طرف سے یک سو ہو کر، بس! اللہ تعالیٰ جل شانہ سے لَو لگا کر ان کے در پر یعنی مسجد کے کسی گوشے میں پڑ جائے اور ہر وقت عبادت اور ذکر وفکر میں مشغول رہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی بندے کی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ سب سے کٹ کر اور سب سے ہٹ کر اپنے مالک اور اپنے مولا کے آستانے پر اور گویا ان کے قدموں میں جا پڑتا ہے۔ اور ہر وقت ان کو یاد کرتا ہے۔ انہیں کے دھیان میں رہتا ہے۔ ان کی تسبیح اور تقدیس کرتا ہے۔ ان کے حضور میں توبہ واستغفار کرتا ہے۔ اپنے گناہوں اور قصوروں پر روتا ہے۔ اور رحیم وکریم مالک سے رحمت ومغفرت مانگتا ہے۔ ان کی رضا اور ان کا قرب چاہتا ہے۔ اسی حال میں اس کے دن گذرتے ہیں۔ اور اسی حال میں اس کی راتیں بسر ہوتی ہیں۔ (معارف الحدیث ص ۱۱۸ ج ۸)۔

اعتکاف کے اس کے علاوہ بھی متعدد فائدے ہیں: **مثلاً**:

(۱) لوگوں سے میل جول اور کاروباری مشاغل میں انسان سے چھوٹے موٹے بہت سے گناہ ہو جاتے ہیں لیکن معتکف ان سے محفوظ رہتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: ''هو يعتكف الذنوب''، یعنی اعتکاف کرنے والا گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔

(۲) اعتکاف کرنے والا اپنا گھر و در کو چھوڑ کر خدائے پاک جل شانہ کے در پر آ پڑتا ہے گویا اس عالم ناسوت میں اللہ پاک سے جس قدر قریب ہونا ممکن ہوتا ہے اتنا قریب ہو جاتا ہے ۔اور حدیث قدسی میں اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ ''جو شخص مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو میری طرف چل کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر پہنچتا ہوں''۔اب آپ اندازہ لگائیں کہ معتکف سے اللہ پاک کس قدر قریب ہوں گے اور کس قدر اس پر مہربان ہوں گے۔

(۳) اعتکاف کی حالت میں ہر آن عبادت کا ثواب ملتا رہتا ہے، خواہ معتکف خاموش بیٹھا رہے یا سوتا رہے یا کسی اور کام میں مشغول رہے۔

(۴) جب اعتکاف کرنے والے کا ہر سانس عبادت ہے تو شب قدر حاصل کرنے کا بھی اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہوسکتا کیونکہ جب بھی شب قدر آئے گی وہ بہر حال عبادت میں ہوگا۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ کسی بھی عبادت کا ثواب اسی وقت ملتا ہے جب وہ عند اللہ مقبول ہو جائے اور قبولیت عند اللہ کے لئے اسباب ظاہری میں اس عبادت کا شریعت مطہرہ کی تعلیمات کے مطابق ہونا ضروری ہے۔محترم مولانا مفتی اسماعیل کچھولوی صاحب دامت برکاتہم نے یہ رسالہ اسی غرض سے لکھا ہے کہ معتکفین اپنے اعتکاف کو احکام شریعت کے مطابق بنانے کے لئے اس سے رہنمائی حاصل کریں۔لہٰذا آیئے ہم سب دعاء کریں کہ اللہ پاک مؤلف دام مجدہٗ کی یہ نیک خواہش باحسن وجوہ پوری فرمائیں اور امت کو اس رسالہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائیں۔(آمین یارب العالمین)۔

(مولانا مفتی) سعید احمد پالنپوری صاحب (دامت برکاتہم) استاد حدیث وقفہ دار العلوم دیوبند

۱۶ر جمادی الثانیہ ۱۳۹۸ھ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علی رسولہٖ الکریم ...... اما بعد

رمضان المبارک کی ہر ساعت بڑی قیمتی ہے۔ اور اپنے اندر ہزاروں خیر و برکت لئے ہوئے ہے۔اس میں نوافل کا ثواب فرائض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستّر فرضوں کے برابر ہو جاتا ہے۔اور عشرہ اخیرہ کی جو قدر و قیمت اور اہمیت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

رمضان المبارک کی صحیح قدر و قیمت پہچاننے والے اور اس کو کما حقہٗ وصول کرنے والے اللہ تعالیٰ کے نیک اور مقرّب بندے آج بھی اس پُرفتن دور میں پائے جاتے ہیں۔انہیں میں بقیۃ السلف ،رأس الاتقیاء سیدی و مولائی حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم کی ذات گرامی بھی ہے۔جس وقت لوگوں نے مختلف عوارض اور بہانوں کے تحت حج کے مبارک سفر کو تقریباً ترک کر دیا تھا، اس وقت مجدد وقت حضرت اقدس سید احمد شہید بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے معتقدین و مریدین کے ایک جم غفیر کے ساتھ حج کا سفر کر کے لوگوں میں حج کا ایسا ولولہ اور جوش پیدا کر دیا کہ آج تک ہندوستان کے حاجیوں کی تعداد برابر بڑھتی ہی جا رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک بڑھتی رہے گی۔اسی طرح ہمارے اقدس دامت برکاتہم نے اپنی پیرانہ سالی اور مشغولی کے باوجود ۱۳۸۴ھ سے خود اہتمام کے ساتھ پورے ماہ کا اعتکاف کر کے اس سنت کو جو فروغ دیا اور لوگوں میں جو اعتکاف کی اہمیت اور طلب پیدا کی اس کی برکت سے آج ہندوستان کی

لاکھوں مسجدیں معتکفین سے آباد ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک یہ سلسلہ جاری وساری رہے گا۔ خود حضرت اقدس مدظلہم العالی کے ساتھ سینکڑوں کی تعداد میں لوگ اعتکاف کرتے رہتے ہیں، جن میں ہر طبقہ اور ہر مکتب خیال کے لوگ ہوتے ہیں۔ جنہیں اعتکاف کے مسائل اور احکام سے سابقہ پڑتا رہتا ہے لیکن اس اجتماع میں علماء ومشائخ اور مفتی حضرات کی بھی کثرت ہوتی تھی اس لئے ان سے بہ آسانی ضرورت پوری ہوجاتی تھی، لیکن اس کے باوجود اکثر اکابر کا یہ خیال تھا کہ اعتکاف کے فضائل ومسائل ایک جگہ عام فہم اردو زبان میں جمع ہوجائیں تو بہت ہی سہولت ہوجائے اور جن جگہوں پر انفرادی طور پر لوگ اعتکاف کرتے ہیں ان کو بھی معلومات بہم پہنچ جائیں اور جمع کرنے والے کے لئے بھی صدقہ جاریہ ہوجائے۔ چنانچہ اس ناکارہ نے لیت ولعل کے بعد محض اللہ کی ذات پر اعتماد کرتے ہوئے اسی غرض کے پیش نظر اپنی نااہلیت اور علمی کم مائیگی کے باوجود یہ چند اوراق جمع کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ شرف قبولیت سے نوازیں اور ذخیرۂ آخرت بنائیں اور امت محمدیہ کے لئے زیادہ سے زیادہ نافع بناویں۔ آمین یارب العالمین۔

العبد: اسماعیل کچھولوی غفرلہٗ

جامعہ ڈابھیل

یکم ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعتکاف کی فضیلت

اعتکاف کے فضائل و برکات کے متعلق سیدی ومولائی حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی مشہور ومعروف کتاب ''فضائل رمضان'' کی فصل ثالث کوتیمناً وتبرگاً نقل کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ اس کتاب کی قبولیت عامہ کے طفیل اس رسالہ کو بھی قبول فرمالے۔(آمین یارب العالمین)۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم ''فضائل رمضان'' میں ارشادفرماتے ہیں: کہ اعتکاف کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ اوراس کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کا اہتمام فرماتے تھے، معتکف کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ کسی کے در پر جاپڑے کہ اتنے میری درخواست قبول نہ ہوٹلنے کانہیں۔ ؎

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے	یہی دل کی حسرت، یہی آرزو ہے

اگر حقیقۃً یہی حال ہوتو سخت سے سخت دل والا بھی پسیجتا ہےاوراللہ جل شانہٗ کی کریم ذات تو بخشش کے لئے بہانہ ڈھونڈتی ہے بلکہ بے بہا مرحمت فرماتے ہیں۔ ؎

تو وہ داتا ہے کہ دینے کے لئے	در تری رحمت کے ہیں ہردم کھلے
خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال	کہ آگ لینے جائیں پیمبری مل جائے

اس لئے جب کوئی شخص اللہ کے دروازہ پر دنیا سے منقطع ہوکر جاپڑے تو اس کے نوازے جانے میں کیا تأمل ہوسکتا ہے؟ اور اللہ جل شانہٗ جس کو اکرام فرمادیں اس کے بھر پور

خزانوں کا بیان کون کرسکتا ہے؟ اس کے آگے کہنے سے قاصر ہوں کہ نامرد بلوغ کی کیفیت کیا بیان کرسکتا ہے؟ مگر ہاں! یہ ٹھان لے کہ

جس گل کو دل دیا ہے جس پھول پہ فدا ہوں	یا وہ بغل میں آئے یا جاں قفس سے چھوٹے

ابن قیمؒ کہتے ہیں: کہ اعتکاف کا مقصد اور اس کی روح دل کو اللہ پاک کی ذات کے ساتھ وابستہ کرلینا ہے کہ سب طرف سے ہٹ کر اسی کے ساتھ مجتمع ہوجائے اور ساری مشغولیتوں کے بدلہ میں اسی کی پاک ذات سے مشغول ہوجائے اور اس کے غیر کی طرف سے منقطع ہوکر ایسی طرح اس میں لگ جاوے کہ خیالات، تفکرات سب کی جگہ اس کا پاک ذکر اس کی محبت سما جائے حتی کہ مخلوق کے ساتھ اُنس کے بدلہ اللہ کے ساتھ انس پیدا ہوجاوے کہ یہ انس قبر کی وحشت میں کام دے کہ اس دن اللہ پاک کی ذات کے سوا نہ کوئی مونس، نہ دل بہلانے والا ہوگا، اگر دل اس کے ساتھ مانوس ہوچکا ہوگا تو کس قدر لذت سے وقت گذرے گا؟ ؎

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن	بیٹھا رہوں تصور جاناں کئے ہوئے

صاحب مراقی الفلاح کہتے ہیں: کہ اعتکاف اگر اخلاص کے ساتھ ہو تو افضل ترین اعمال سے ہے، اس کی خصوصیتیں حد احصاء سے خارج ہیں کہ اس میں قلب کو دنیا و مافیھا سے یکسو کرلینا ہے اور نفس کو مولیٰ کے سپرد کردینا اور آقا کی چوکھٹ پر پڑ جانا ہے۔ ؎

پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑا رہوں	سر زیر بار منت درباں کئے ہوئے

نیز اس میں ہر وقت عبادت میں مشغولی ہے کہ آدمی سوتے جاگتے ہر وقت عبادت میں شمار ہوتا ہے اور اللہ کے ساتھ تقرب ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص میری طرف ایک ہاتھ

قریب ہوتا ہے میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو میری طرف (آہستہ بھی) چلتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ نیز اس میں اللہ تعالیٰ کے گھر پڑ جانا ہے اور کریم میزبان ہمیشہ گھر آنے والے کا اکرام کرتا ہے، نیز اللہ تعالیٰ کے قلعہ میں محفوظ ہوتا ہے کہ دشمن کی رسائی وہاں تک نہیں وغیرہ وغیرہ بہت سے فضائل اور خواص اس اہم عبادت کے ہیں۔

(۱) **عن ابی سعید الخدریؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اعتكف العشر الاول من رمضان ثم اعتكف العشر الاوسط فى قبة تركية ثم اطلع رأسهٗ فقال انى اعتكف العشر الاول التمس هذه الليلة ثم اعتكف العشر الاوسط ثم اتيت فقيل لى انها فى العشر الاواخر فمن كان اعتكف معى فليعتكف العشر الاواخر فقد أُريت هذه الليلة ثم انسيتها وقد رأيتنى اسجد فى ماء وطين من صبيحتها فالتمسوها فى العشر الاواخر والتمسوا فى كل وتر، قال فمطرت السماء تلك الليلة وكان المسجد على عريش فوكف المسجد فبصرت عيناى رسول الله ﷺ وعلى جبهته اثر الماء والطين من صبيحة احدى و عشرين۔ (مشكوٰة عن المتفق عليه باختلاف اللفظ)۔**

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں: کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک کے پہلے عشرہ میں اعتکاف فرمایا اور پھر دوسرے عشرہ میں بھی، پھر ترکی خیمہ سے جس میں اعتکاف فرمارہے تھے، سر باہر نکال کر ارشاد فرمایا: کہ میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف شب قدر کی تلاش اور اہتمام کی وجہ سے کیا تھا، پھر اسی کی وجہ سے دوسرے عشرہ میں کیا، پھر مجھے کسی بتلانے والے (یعنی فرشتہ) نے بتلایا کہ وہ رات اخیر عشرہ میں ہے۔ لہٰذا جو لوگ میرے ساتھ اعتکاف کر رہے ہیں وہ اخیر عشرہ کا بھی اعتکاف کریں۔ مجھے یہ رات دکھلا دی گئی تھی پھر بھلا

دی گئی، (اس کی علامت یہ ہے کہ) میں نے اپنے آپ کو اس رات کے بعد کی صبح میں کیچڑ میں سجدہ کرتے دیکھا، لہٰذا اب اس کو اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ راوی کہتے ہیں: کہ اس رات میں بارش ہوئی اور مسجد چھپر کی تھی وہ ٹپکی اور میں نے اپنی آنکھوں سے نبی کریم ﷺ کی پیشانی مبارک پر کیچڑ کا اثر اکیس (۲۱ ویں) کی صبح کو دیکھا۔

فائدہ: نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ اعتکاف کی ہمیشہ رہی ہے، اس مہینہ میں تمام مہینہ کا اعتکاف فرمایا اور جس سال وصال ہوا ہے اس سال بیس روز کا اعتکاف فرمایا تھا لیکن اکثر عادت شریفہ چونکہ اخیر عشرہ ہی کے اعتکاف کی رہی ہے اس لئے علماء کے نزدیک سنت مؤکدہ وہی ہے۔

حدیث بالا سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اس اعتکاف کی بڑی غرض شب قدر کی تلاش ہے اور حقیقت میں اعتکاف اس کے لئے بہت ہی مناسب ہے کہ اعتکاف کی حالت میں اگر آدمی سوتا ہوا بھی ہو تب بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے۔ نیز اعتکاف میں چونکہ آنا جانا اور اِدھر اُدھر کے کام بھی کچھ نہیں رہتے اس لئے عبادت اور کریم آقا کی یاد کے علاوہ اور کوئی مشغلہ بھی نہ رہے گا لہٰذا شب قدر کے قدردانوں کے لئے اعتکاف سے بہتر کوئی صورت نہیں۔ نبی کریم ﷺ اول تو سارے ہی رمضان میں عبادت کا بہت زیادہ اہتمام اور کثرت فرماتے تھے لیکن اخیر عشرہ میں کچھ حد ہی نہیں رہتی تھی اور رات کو خود بھی جاگتے اور گھر کے لوگوں کو بھی جگانے کا اہتمام فرماتے تھے جیسا کہ صحیحین کی متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ بخاری و مسلم کی ایک روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کہ اخیر عشرہ میں حضور ﷺ لُنگی کو مضبوط باندھ لیتے اور راتوں کا احیاء فرماتے اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی

جگاتے ۔لُنگی مضبوط باندھنے سے کوشش میں اہتمام کی زیادتی بھی مراد ہوسکتی ہے اور بیویوں سے بالکلیہ احتراز بھی مراد ہوکتا ہے۔

(۲)عن ابن عباسؓ ان رسول الله ﷺ قال فی المعتکف هو یعتکف الذنوب ویجری له من الحسنات کعامل الحسنات کلها ۔(مشکوٰۃ عن ابن ماجہ)۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: کہ معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لئے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی کہ کرنے والے کے لئے۔

فائدہ: دو مخصوص نفع اعتکاف کے اس حدیث میں ارشاد فرمائے گئے ہیں: ایک یہ کہ اعتکاف کی وجہ سے گناہوں سے حفاظت ہوجاتی ہے ورنہ بسا اوقات کوتاہی اور لغزش سے کچھ اسباب ایسے پیدا ہوجاتے ہیں کہ اس میں آدمی گناہ میں مبتلا ہو ہی جاتا ہے اور ایسے متبرک وقت میں معصیت کا ہوجانا کس قدر ظلم عظیم ہے، اعتکاف کی وجہ سے ان سے امن و حفاظت رہتی ہے۔

دوسرے یہ کہ بہت سے نیک اعمال جیسا کہ جنازہ کی شرکت، مریض کی عیادت وغیرہ ایسے امور ہیں کہ اعتکاف میں بیٹھ جانے کی وجہ سے معتکف ان کو نہیں کرسکتا، اس لئے اعتکاف کی وجہ سے جن عبادتوں سے رُکا رہا، ان کا اجر بغیر کئے بھی ملتا رہے گا۔ اللہ اکبر! کس قدر رحمت اور فیاضی ہے کہ ایک عبادت آدمی کرے اور دس عبادتوں کا ثواب مل جائے۔ درحقیقت اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے اور تھوڑی سی توجہ اور مانگ سے دھواں دھار برستی ہے۔

رحمت حق بہانہ می جوید   بہانمی جوید

مگر ہم لوگوں کو سرے سے اس کی قدر ہی نہیں۔ضرورت ہی نہیں، توجہ کون کرے؟ اور کیوں

کرے؟ کہ دین کی وقعت ہی ہمارے قلوب میں نہیں۔

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر ☆ تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

(۳) عن ابن عباس رضؓ انه كان معتكفًافى مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم فاتاه رجل فسلّم عليه، ثم جلس فقال له ابن عباس: يا فلان !اراك مكتئبًاحزينًا،قال : نعم يا ابن عم رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم لفلان علىّ حقّ ولاء ولا حرمة صاحب هذا القبر مااقدر عليه ـ قال ابن عباس رضؓ: افلا اكلمه فيك قال ان اجبت قال فانتقل ابن عباس ثم خرج من المسجد ـ قال له الرجل :انسيت ماكنت فيه قال لا ولٰكنى سمعت صاحب هذا القبر صلى الله عليه وسلم والعهد بهٖ قريب فدمعت عيناه وهو يقول من مشى فى حاجة اخيه وبلغ فيها كان خيرا له من اعتكاف عشر سنين ومن اعتكف يوما ابتغاء وجه الله جعل الله بينهٗ وبين النار ثلث خنادق ابعد مما بين الخافقين ـ (رواه الطبرانى فى الاوسط والبيهقى واللفظ له والحاكم مختصرا وقال صحيح الاسناد كذا فى الترغيب وقال السيوطى فى الدر صححه الحاكم وضعّفه الدارمى والبيهقى)۔

(حاشيه:ولا‘ هٰكذا فى النسخة التى بايدينا بلفظ حرف النهى وهو الصواب عندى لوجوه، وقد وقع فى بعض النسخ لفظ’ ولاء‘ وهو تصحيف عندى من الكاتب وعليه قرائن ظاهرة ـ حاشیہ از فضائل رمضان)۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضؓ ایک مرتبہ مسجد نبوی ﷺ میں معتکف تھے، آپ کے پاس ایک شخص آیا اور سلام کر کے (چپ چاپ) بیٹھ گیا۔ حضرت ابن عباس رضؓ نے اس سے فرمایا: کہ میں تمہیں غمزدہ اور پریشان دیکھ رہا ہوں، کیا بات ہے؟ اس نے کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے! میں بیشک پریشان ہوں کہ فلاں کا مجھ پر حق ہے، اور نبی کریم ﷺ کی قبر

اطہر کی طرف اشارہ کر کے کہا: کہ اس قبر والے کی عزت کی قسم! میں اس حق کے ادا کرنے پر قادر نہیں!۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: کہ اچھا کیا میں اس سے تیری سفارش کروں! اس نے عرض کیا کہ جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ ابن عباسؓ یہ سن کر جوتا پہن کر مسجد سے باہر تشریف لائے، اس شخص نے عرض کیا: کہ آپ اپنا اعتکاف بھول گئے؟ فرمایا: بھولا نہیں ہوں بلکہ میں نے اس قبر والے (علیہ وسلم ﷺ) سے سنا ہے اور ابھی زمانہ کچھ زیادہ نہیں گذرا (یہ لفظ کہتے ہوئے) ابن عباسؓ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، کہ حضور ﷺ فرما رہے تھے: کہ جو شخص اپنے بھائی کے کسی کام میں چلے پھرے اور کوشش کرے اس کے لئے دس برس کے اعتکاف سے افضل ہے۔ اور جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ کی رضا کے واسطے کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرما دیتے ہیں جن کی مسافت آسمان اور زمین کی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہے۔ (اور جب ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت ہے تو دس برس کے اعتکاف کی کیا کچھ مقدار ہوگی)۔

فائدہ: اس حدیث سے دو مضمون معلوم ہوئے: اول یہ کہ ایک دن کے اعتکاف کا ثواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل فرما دیتے ہیں اور ہر خندق اتنی بڑی ہے جتنا سارا جہاں اور ایک دن سے زیادہ جس قدر زیادہ دنوں کا اعتکاف ہوگا اتنا ہی اجر زیادہ ہوگا۔

علامہ شعرانیؒ نے ”کشف الغمۃ“ میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے: کہ جو شخص عشرہ رمضان کا اعتکاف کرے اس کو دو حج اور دو عمروں کا اجر ہے۔ اور جو شخص مسجد جماعت میں مغرب سے عشاء تک اعتکاف کرے کہ نماز اور قرآن کے علاوہ کسی سے بات نہ کرے، حق تعالیٰ شانہٗ اس کے لئے جنت میں ایک محل بناتے ہیں۔

دوسرا مضمون جواس سے بھی زیادہ اہم ہے وہ مسلمانوں کی حاجت روائی ہے کہ دس برس کے اعتکاف سے افضل ارشاد فرمایا ہے۔اسی وجہ سے ابن عباسؓ نے اپنے اعتکاف کی پرواہ نہیں فرمائی کہ اس کی تلافی پھر بھی ہوسکتی ہے۔اوراس کی قضا ممکن ہے۔اسی وجہ سے صوفیاء کا مقولہ ہے کہ اللہ جل شانہ، کے یہاں ٹوٹے ہوئے دل کی جتنی قدر ہے اتنی کسی چیز کی نہیں ۔یہی وجہ ہے کہ مظلوم کی بددعا سے احادیث میں بہت ڈرایا گیا ہے۔حضورﷺ جب کسی شخص کو حاکم بنا کر بھیجتے تھےاور نصائح کے ساتھ یہ بھی ''واتق دعوۃ المظلوم'' ارشاد فرماتے تھے کہ مظلوم کی بددعا سے بچیو! ۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن	اجابت از در حق بہر استقبال می آید

اس جگہ ایک مسئلہ کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ کسی مسلمان کی حاجت روائی کے لئے بھی مسجد سے نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہےاور اگر اعتکاف واجب ہوتو اس کی قضا واجب ہوتی ہے۔نبی کریمﷺ ضرورت بشری کے علاوہ کسی ضرورت سے بھی مسجد سے باہر تشریف نہیں لاتے تھے۔حضرت ابن عباسؓ کا یہ ایثار کہ دوسرے کی وجہ سے اپنا اعتکاف توڑ دیا ایسے ہی لوگوں کے مناسب ہے کہ دوسروں کی خاطر خود پیاسے تڑپ تڑپ کر مرجاویں مگر پانی کا آخری قطرہ اس لئے نہ پئیں کہ دوسرا زخمی جو پاس لیٹا ہوا ہے وہ اپنے سے مقدم ہے ۔یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کا یہ اعتکاف نفلی اعتکاف ہو،اس صورت میں کوئی اشکال نہیں۔(فضائل رمضان بحذف یسیر)۔

(۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں: کہ حضور اقدسﷺ نے ارشادفرمایا: کہ جو شخص حالت ایمان میں ثواب کی امید کرتے ہوئے اعتکاف کرتا ہے اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔(دیلمی)۔

(۵)قال الزهری عجبًا للناس ترکوا الاعتکاف وقد کان رسول الله ﷺ یفعل الشیٔ ویترکه ولم یترك الاعتکاف منذ دخل المدینة الی ان مات ومواظبة النبیّ صلی الله علیه وسلم دلیل کونه سنّة فی الاصل،ولان الاعتکاف تقرب الی الله تعالیٰ بمجاورة بیتهٖ والاعراض عن الدنیا والاقبال علی خدمتهٖ لطلب الرحمة وطمع المغفرة۔(بدائع الصنائع ج ۱ ص ۱۰۸)۔

ترجمہ:امام زہریؒ فرماتے ہیں: کہ لوگوں پر تعجب ہے کہ انہوں نے اعتکاف کی سنت کو چھوڑ رکھا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ بعض امور کو انجام دیتے تھے اوران کو ترک بھی کرتے تھے،اور جب سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت سے لے کر وفات تک بلا ناغہ آپ اعتکاف کرتے رہے،کبھی ترک نہیں کیا۔(اوراگر کبھی ترک کیا ہے تو (اس کی) قضاء فرمائی ہے۔کمافی الحدیث)۔اورحضوراکرم ﷺ کا ہمیشگی فرمانا (ترک کرنے والوں پرنکیر کئے بغیر) یہ اس کی سنیت کی دلیل ہے۔نیز اعتکاف میں اللہ تعالیٰ کے گھر میں قیام کرکے تقرب باری تعالیٰ کا حصول ہے،دنیا سے منہ موڑنا اور رحمت خداوندی کی طرف متوجہ ہونا اور مغفرت باری تعالیٰ کی حرص کرنا ہے۔(اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطافرمائے)۔

اعتکاف کے معنی

لغت میں اعتکاف (کالفظ) مشتق ہے ’’عکف‘‘ سے لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اورلبث اور حبس النفس کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔طحطاوی شرح مراقی الفلاح میں لکھا ہے: کہ والظاهر انه ان اعتبر فیه حبس النفس یأتی من المتعدی وان اعتبر فیه اللبث والاقامة یکون من اللازم۔ص ۴۲۱۔

قرآن پاک میں اس معنی میں مختلف مقامات پر تقریبًا چھ آیتیں موجود ہیں۔ مثلًا: سورہ

بقرہ میں ہے:

ان طھرابیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود :(ترجمہ:اور حکم دیا ہم نے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو کہ پاک رکھو گھر میرا واسطے طواف والوں کے اور اعتکاف والوں کے اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:**ولاتباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد**:(ترجمہ:اور مباشرت نہ کرو عورتوں کے ساتھ اس حال میں کہ تم اعتکاف میں بیٹھے ہو مسجدوں میں)۔

تیسری جگہ سورہ اعراف میں بنی اسرائیل کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد ہے:**فاتوا علی قوم یعکفون علی اصنام لھم** :(ترجمہ:تو وہ پہنچے ایسے لوگوں پر کہ پوجنے میں لگ بیٹھے تھے اپنے بتوں کے)۔

چوتھی جگہ سورہ انبیاء میں ہے:**ماھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون** :(ترجمہ:ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور قوم سے کہا: کہ یہ کیا مورتیاں ہیں جن پر تم لگے بیٹھے ہو؟)۔

ان آیات مبارکہ سے دو فائدے مزید حاصل ہوئے: ایک تو اعتکاف کا عبادت اور مرغوب ومطلوب ہونا اور دوسرا امم سابقہ میں اعتکاف کا رواج ہونا کہ وہ بھی اپنے معبودان باطلہ کے سامنے اعتکاف کیا کرتے تھے۔

<u>شریعت میں اعتکاف کے معنی</u>: اصطلاح شرع میں کسی عاقل بالغ مسلمان کا ثواب کی نیت سے ایسی مسجد میں جس میں پنج وقتہ نماز ہوتی ہو ٹھہرنا اعتکاف کہلاتا(۱) ہے۔

مراقی الفلاح میں ہے:**ھو الاقامة بنیة الاعتکاف فی مسجد تقام فیه الجماعة بالفعل للصلوات الخمس** اھ(ص ۴۲۱)۔

بحرالرائق جلد ثانی میں لکھا ہے کہ: **الرکن ھو اللبث والکون فی المسجد والنیة شرطان للصحة** ۔اھ (ص۳۲۲): یعنی: اعتکاف میں ٹھہرنا تو رکن ہے اور مسجد میں ٹھہرنا اور نیت کا ہونا دو شرطیں ہیں۔ اسی طرح مسلمان ہونا، عاقل ہونا، جنابت اور حیض ونفاس سے پاک ہونا بھی اعتکاف کے لئے شرط ہے۔

اعتکاف کی قسمیں

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: (۱) واجب (۲) سنت مؤکدہ اور (۳) نفل

(۱) واجب: نذر اور منت ماننے کی وجہ سے اعتکاف واجب ہوجاتا ہے۔ چاہے نذر معین ہو یا غیر معین۔ **مثلاً:** اگر کوئی شخص یہ نذر کرے کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں اتنے دن کا اعتکاف کروں گا تو اس کام کے ہونے سے اس پر اعتکاف کرنا واجب ہوجاتا ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ یہ کہے: کہ میں اعتکاف کی نذر مانتا ہوں یا اعتکاف اپنے اوپر لازم کرتا ہوں تو اس صورت میں جتنے دن کی نیت ہوگی اتنے دن کا روزے کے ساتھ اعتکاف کرنا واجب ہوجائے گا۔

فی البدائع وانما یصیر واجبًا باحد الامرین: احدهما قول وهو النذر المطلق بان یقول للّٰه علیّ ان اعتکف یومًا او شهرا او نحو ذالك ۔ او علّقه بشرط بان یقول ان شفی اللّٰه مریضی او ان قدم فلان فللّٰه علیّ ان اعتکف شهرا او نحو ذالك ۔اھ۔ (ص۱۰۸)۔

(۲) سنت مؤکدہ: اعتکاف کی دوسری قسم سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ جو رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں کیا جاتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ جب سے مدینہ منورہ تشریف لائے اس کے بعد سے انتقال تک ہر سال رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں اعتکاف کرنے کا آپ ﷺ کا

معمول رہا ہے۔اسی وجہ سے صاحب ہدایہ نے لکھا ہے: کہ

والصحیح انه سنة مؤكدة لان النبیؐ ﷺ واظب علیه فی العشر الاواخر من رمضان والمواظبة دلیل السنة۔اھ (ص۲۰۹)۔

اور چونکہ حضور ﷺ نے ہر سال پابندی کے ساتھ اعتکاف کیا ہے اور ایک سال جب کسی عذر کی وجہ سے ملتوی کیا تو شوال میں قضا فرمائی تھی ۔نیز ازواج مطہرات نے بھی حضوراقدس ﷺ کے انتقال کے بعد اپنے حجروں میں اعتکاف کیا ہے، یہ اس کے سنت مؤکدہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔صاحب مراقی الفلاح نے (ص۴۲۲پر) لکھا ہے: کہ

وسنة كفاية مؤكدة فی العشر الاخیر من رمضان۔اھ۔

اورعلامہ علاءالدین حصکفی نے لکھا ہے: کہ

ای سنة كفاية كما فی البرهان وغیره لاقترانها بعدم الانكار علی من لم یفعله من الصحابة اھ (ص۱۲۹)۔

اسی لئے اگر کسی بھی مرد یا عورت نے اعتکاف کرلیا تو یہ سنت ادا ہو جائے گی ۔ورنہ سب باشندے ترک سنت کے گنہگار رہوں گے۔

اگرکسی شہر میں متعدد مساجد ہیں تو ہر محلّہ اور ہر مسجد والوں کو اعتکاف کرنا ہوگا یا پوری بستی میں سے کسی ایک مسجد میں بھی اعتکاف ہوجانے سے یہ سنت ادا ہوجائے گی؟ طحطاوی علی الدر (ص۵۸ ج۱)' میں لکھا ہے کہ: **اذا قام بها البعض ولو فردًا سقطت عن الباقین** ۔ اس عبارت سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ پوری بستی میں سے کسی ایک نے بھی اعتکاف کرلیا تو باقی حضرات کے ذمہ سے ساقط ہوجائے گا۔مولانا عبدالحئیؒ لکھنویؒ نے ''**الانصاف فی حکم الاعتکاف**'' میں لکھا ہے: کہ

الاعتکاف علی تقدیر کونه سنة کفایة کماهو الحق هل هو سنة کفایة علی اهل البلدة کصلوٰة الجنازة ام سنة کفایة علی اهل کل محلة کصلوٰة التراویح بالجماعة، فظاهر عباراتهم یقتضی الاول ، ففی مجمع الانهر شرح ملتقی الابحر عند ذکر الاقوال وقیل سنة علی الکفایة حتیٰ لوترك اهل البلدة باسرهم یلحقهم الاساءة والا فلا کالتأذین اھ۔(ص۱۶۲)۔

واجب اورسنت مؤکدہ دونوں قسم کےاعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے۔(بغیر روزہ کے یہ اعتکاف صحیح نہیں ہوں گے) لہٰذا اگرصرف رات کا اعتکاف کیا تو وہ نفل شمار ہوگا۔سنت نہیں کہا جائے گا۔البتہ نفل اعتکاف میں روزہ شرط نہیں ہے بغیر روزہ کے بھی یہ صحیح ہوسکتا ہے یہی ظاہرالروایۃ ہے۔اگرکسی آدمی نے رمضان کےاعتکاف کی نذر مانی ہےتو رمضان کے فرض روزے اس کے لئے کافی ہوجائیں گے۔ مستقلاًروزہ کی ضرورت نہیں رہے گی۔

علامہ شامی نےلکھا ہے کہ:

ان الصوم شرط ایضًا فی الاعتکاف المسنون لانه مقدر بالعشر الاخیرحتی لو اعتکفه بلاصوم لمرض او سفر ینبغی ان لا یصحّ عنه بل یکون نفلًا فلاتحصل به اقامة سنة الکفایة اھ۔(ص۱۳۰ج۲)۔

عشرہ اخیرہ کےاعتکاف کا وقت بیس رمضان کےغروب آفتاب سے لےکر عید کا چاند نظر آنے تک ہے۔لہٰذا بیسویں رمضان کے عصر کے بعد غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں پہنچ کرنیت کرلیوےاورعید کا چاند نظر آنے تک وہاں رہے چاہےانتیس کو چاند نظر آئے یاتیس کو،عید کا چاند ہوتے ہی اعتکاف ختم ہوجائے گا۔

’’رسائل الارکان‘‘میں ہے: کہ

والمشهور عند مشائخنا ان یدخل المعتکف بعد العصر قبل غروب الشمس

من الیوم العشرین من شهر رمضان لیدخل اللیلة الحادیة والعشرین فی الاعتکاف اھ۔(ص۳۲۱)۔

(۳)**اعتکاف کی تیسری قسم نفل اعتکاف ہے**۔اس میں نہ تو کسی دن کی قید ہے نہ وقت کا تعین۔کوئی بھی آدمی جتنے دن یا جتنے وقت تک چاہے یہ اعتکاف کرسکتا ہے۔اس اعتکاف کے لئے روزہ کی بھی شرط نہیں ہے۔بغیر روزہ کے بھی نیت کرکے مسجد میں ٹھہرنے سے اعتکاف کا ثواب مل جائے گا۔اور جب مسجد سے باہر نکلے گا تو اعتکاف ختم ہوجائے گا۔اور اس اعتکاف میں باہر نکل جانے سے قضاوغیرہ بھی لازم نہیں آئے گا۔

واقله نفلاً ساعة من لیل او نهارعند محمد وهو ظاهر الروایة عن الامام لبناء النفل علی المسامحة وبه یفتیٰ۔ فلو شرع فی نفله ثم قطعه لایلزم قضاء ه لانه لایشترط له الصوم علیٰ ظاهر المذهب۔اھ(درمختارعلی ہامش ردالمحتار ص۱۳۱ج۲)۔

سیدی ومولائی حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب دام مجدہم نفل اعتکاف کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں: اس لئے ہر شخص کے لئے مناسب ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو اعتکاف کی نیت کرلیا کرے کہ اتنے نماز وغیرہ (اذکار) میں مشغول رہے،اعتکاف کا ثواب بھی ملتا رہے۔میں نے اپنے والدصاحب **نور الله مرقده و برد الله مضجعه** کو ہمیشہ اِس کا اہتمام کرتے دیکھا کہ جب مسجد میں تشریف لے جاتے تو دایاں پاؤں اندر داخل کرتے ہی اعتکاف کی نیت فرماتے تھے،اور بسا اوقات ہم خدّام کی تعلیم کی غرض سے آواز سے بھی نیت فرماتے تھے اھ(فضائل رمضان ص۴۸)۔

بندہ عرض کرتا ہے کہ میں نے بھی ہمیشہ بلا ناغہ حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کواسی کے مطابق عمل کرتے دیکھا ہے۔اللہ جل شانہٗ ہمیں بھی توفیق اوراتباع کی

سعادت سے نوازے۔(آمین)۔

اعتکاف کے لئے کونسی جگہ افضل ہے؟

اعتکاف ایک ایسی عبادت ہے جو مسجد کے ساتھ خاص ہے، اس لئے اعتکاف کے لئے مسجد شرعی کا ہونا شرط ہے۔عورتوں کے لئے حضور مساجد ممنوع ہے اس لئے ان کے لئے نماز پڑھنے کی جگہ مسجد کے حکم میں رکھی گئی ہے۔

''رسائل الارکان''میں ہے کہ:

فالمسجد شرط فی الاعتکاف ولایکون الاعتکاف دون المسجد لما عن امیر المؤمنین علیؓ لاا عتکاف الا فی المسجد (رواہ ابن ابی شیبۃ وعبد الرزاق اھ ص۲۲۹)۔

بعض حضرات یہ خیال کرتے ہیں کہ اعتکاف کے لئے مسجد کا ہونا شرط نہیں ہے اس لئے کہ اعتکاف تخلیہ برائے عبادت ہے جس کے لئے مسجد کا ہونا کوئی ضروری نہیں۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ تخلیہ برائے عبادت بہت ہی اچھی اور عمدہ چیز ہے، صحراء یا گھر یا پہاڑ وغیرہ میں، اگر کوئی تنہائی اختیار کرے گا تو ضرور اس کو ثواب ملے گا لیکن شریعت میں جس چیز کو معتبر اور باعث ثواب ٹھہرایا گیا ہے جس کو اعتکاف کے نام سے موسوم کرتے ہیں اس کے لئے تو مسجد کا ہونا شرط ہے۔جیسا کہ''رسائل الارکان''میں ہے:

قال قوم من الصوفیۃ لایشترط المسجد للاعتکاف لان الاعتکاف اعتزال لعبادۃ اللہ تعالیٰ ولاتخصیص لہ بالمسجد ، ونحن نقول: الاعتزال امر حسن، فمن اعتزل لعبادۃ اللہ تعالیٰ ولو فی الصحراء او بالبیت یکون مثابا ،ونحن لا نمنع ذالک ،لکن کلامنا فی الاعتکاف الذی ھو عبادۃ فی ذاتہٖ ماھو ، فنقول

ھٰذہ العبادۃ المعتبرۃ فی الشرع المسماۃ بالاعتکاف لایکون الا فی مسجد جماعۃ اھ (ص ۲۲۹)۔

مردوں کے لئے اعتکاف کرنے کی سب سے افضل جگہ مسجد حرام ہے، اس کے بعد مسجد نبوی **علی صاحبھا الف الف صلوٰۃ وتحیۃ** ہے، اس کے بعد مسجد اقصیٰ اور اس کے بعد جامع مسجد اور اس کے بعد وہ مسجد جہاں نمازی زیادہ ہوتے ہیں اور پھر محلّہ کی مسجد کا درجہ ہے۔

فافضل الاعتکاف ان یکون فی المسجد الحرام ثم فی السجد النبوی ثم فی المسجد الاقصیٰ ثم فی المسجد الجامع ثم فی المساجد العظام التی کثر اھلھا اھ (بدائع ص ۱۱۳)۔

عورتوں کے لئے اعتکاف کا حکم:

عورتوں کے لئے بھی اعتکاف کرنا مسنون ہے۔ ازواج مطہرات حضور اقدس ﷺ کی وفات کے بعد اعتکاف کیا کرتی تھیں۔ اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے: کہ عورت اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی جو جگہ متعین ہو وہاں اعتکاف کرے۔ اور اگر کوئی جگہ متعین نہ ہو تو متعین کر لیوے۔ عورتوں کے لئے مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے۔ نیز عورت کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر اعتکاف کرنا مناسب نہیں ہے۔

لبث امرأۃ فی مسجد بیتھا ویکرہ فی المسجد ولایصح فی غیر موضع صلوٰتھا من بیتھا اھ۔ **(الدر المختار) ولاینبغی لھا الاعتکاف بلااذنہ** اھ **(در مختار علی ھامش رد المحتار** (ص ۱۲۹ ج ۲)۔

بچوں کے لئے اعتکاف کا حکم:

علامہ شامیؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ اعتکاف کے لئے بلوغ شرط نہیں ہے، پس اگر ممیّز اور

قریب البلوغ بچہ اعتکاف کرے تو اس کا اعتکاف صحیح ہوگا۔

واما البلوغ فليس بشرط حتى يصحّ اعتكاف الصبيّ العاقل كالصوم و كذا الذكورية والحرية اھ۔(بحر الرائق ص۳۲۲ ج ۲)۔

آداب اعتکاف:

اعتکاف کرنے والے کو چاہئے کہ اپنے اوقات کو اللہ کے ذکر وعبادت، تلاوت و دعاء وغیرہ میں مشغول رکھے۔ درس وتدریس، دینی کتب کا مطالعہ اور تعلیم کرنا کرانا، یہ سب امور جائز ہیں، ضروری باتیں کرنا بھی درست ہے۔ خاموشی کو عبادت سمجھ کر چپ چاپ بیٹھے رہنا مکروہ ہے۔ اسی طرح دنیوی باتیں کرنا، غیبت کرنا، مسجد میں سامان رکھ کر خرید وفروخت کرنا، جھگڑا فساد کرنا، یہ سب امور ناجائز اور مکروہ ہیں۔ عالمگیری میں ہے:

ان لا يتكلم الا بخير ويلازم التلاوة والحديث والعلم وتدريسه وسير النبى ﷺ والانبياء عليهم السلام واخبار الصالحين وكتابة امور الدين۔(كذا فى فتح القدير اھ ص۲۱۲)۔

اس لئے کوئی مدرس بچوں کو تعلیم دینا چاہے یا خطوط لکھنا چاہے تو جائز ہے۔ البتہ اتنا خیال رہے کہ بچے اتنی کم عمر کے نہ ہوں کہ وہ پاکی ناپاکی اور مسجد کے آداب کا لحاظ نہ رکھ سکیں ۔اسی طرح سامان کو موجود رکھے بغیر کسی چیز کی خرید وفروخت کی بات چیت کرنا بھی جائز ہے، معتکف کا نکاح کرنا، خوشبو لگانا، سر میں تیل لگانا جائز ہے۔ **ويلبس المعتكف ويتطيب ويدهن رأسهٗ كذا فى الخلاصة** اھ (ھندیہ ص۲۱۳)۔ اپنے اعتکاف کی جگہ میں پردہ سے احاطہ وغیرہ کرلینا بھی جائز ہے۔ حضور اقدس ﷺ بھی خیمہ لگاتے تھے، اگر کسی وجہ سے احاطہ نہیں کیا گیا تو اس میں بھی کوئی حرج اور گناہ نہیں ہے۔

معتکف کے لئے مسجد سے نکلنے کا حکم:

اعتکاف کرنے والے کو اپنا پورا وقت مسجد میں گذارنا چاہئے، اسی وجہ سے کھانا پینا، سونا اور دوسری وہ تمام ضرورتیں جو مسجد میں مسجد کے آداب کی رعایت کرتے ہوئے پوری ہوسکتی ہوں وہ سب اس کے لئے جائز ہیں۔ اس مقصد کے لئے اس کو باہر نکلنا جائز نہیں ہے بلکہ ان سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اس لئے حرام ہے۔ البتہ ان شرعی وطبعی ضرورتوں کے لئے جو وہاں رہ کر پوری نہین کی جاسکتیں ان کے لئے نکلنا جائز ہے۔ (ہدایہ، عالمگیری)۔

ضرورت شرعیہ:

اگر کوئی شخص ایسی مسجد میں معتکف ہے جہاں جمعہ کی نماز کا انتظام نہیں ہے تو شہر کی دوسری مسجد میں اس کو جمعہ پڑھنے کے لئے نکلنا جائز ہے، اس صورت میں جمعہ کی نماز کے لئے ایسے وقت میں جائے کہ وہاں پہنچ کر خطبہ شروع ہونے سے پہلے تحیۃ المسجد اور سنت وغیرہ ادا کر سکے۔ اور نماز کے بعد بھی اتنی دیر ٹھہرنا درست ہے کہ چھ رکعت سنت پڑھ سکے ،زیادہ نہ ٹھہرے، فوراً اپنی مسجد میں واپس ہوجائے لیکن اگر وہیں زیادہ ٹھہر گیا یا بقیہ اعتکاف وہیں پورا کرلیا تو بھی جائز ہے مگر اس طرح کرنا مکروہ ہوگا۔ اگر کسی نے زبردستی کرکے مسجد سے نکال دیا یا اتفاقاً وہ مسجد منہدم ہوگئی جس کی وجہ سے وہاں سے نکلنا پڑا تو فوراً دوسری مسجد میں چلے جانے سے اعتکاف صحیح ہوجائے گا۔ اسی طرح وہاں اپنے مال یا اپنی جان کا خوف پیدا ہوگیا تو بھی دوسری مسجد بدل لینا جائز ہے۔

ویخرج للجمعة حین تزول الشمس ان کا معتکفه قریباً من الجامع بحیث لو انتظر زوال الشمس لاتفوته الخطبة والجمعة، واذا کان بحیث تفوته لم ینتظر زوال الشمس، لکنّه یخرج فی وقت یمکنه ان یأتی الجامع فیصلی اربع

رکعات قبل الاذان عند المنبر، وبعد الجمعة یمکث بقدر مایصلی اربع رکعات او ستًا علی حسب اختلافهم فی سنة الجمعة کذا فی الکافی۔ فان مکث یوماً ولیلةً او اتمّ اعتکافه لایفسده ویکره کذا فی السراج الوهاج ۔ فان خرج من المسجد بعذربان انهدم المسجد او اخرج مکرهاً فدخل مسجداً آخر من ساعته لم یفسد اعتکافه استحساناً هٰکذا فی البدائع، وکذا لو خاف علی نفسهٖ او ماله خرج هٰکذا فی التبیین اھ (عالمگیری ص۲۱۲)۔

مؤذن کا اذان دینے کے لئے منارہ پر چڑھنا جائز ہے چاہے تو منارہ کا دروازہ صحن کی طرف ہی کیوں نہ ہو، مؤذن کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی بھی اس طرح اذان دے دیگا تو یہ بھی صحیح قول کے مطابق درست ہے۔ اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ وشرعیة کعید واذان لو مؤذنا وباب المنارة خارج المسجد اھ (درمختار ص۱۳۲ علی ہامش ردالمحتار)۔

نفل نماز کے لئے وضو کرنے کے واسطے بھی مسجد میں انتظام نہ ہوتو باہر نکل سکتے ہیں، تلاوت قرآن کے لئے وضو کرنا شرط نہیں بغیر وضو کئے بھی تلاوت ہوسکتی ہے اس لئے خاص اسی مقصد کے لئے نکلنا جائز نہیں۔ اسی طرح کھانا کھانے سے پہلے یا بعد میں ہاتھ دھونے کے لئے بھی نکلنا جائز نہیں ہے۔ مسجد میں رہتے ہوئے ہی دھونے کا انتظام کرلیا جائے۔

حالت اعتکاف میں خرید وفروخت یا تجارت کا کوئی کام کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً: بے ضرورت خرید وفروخت یا تجارت کا کوئی کام کرنا۔ ہاں! جو کام بہت ضروری ہو اور اس کے سوائے کوئی دوسرا انجام دینے والا نہ ہوتو ایسی حالت میں ضرورۃً گنجائش ہے۔ مگر مبیع کا مسجد میں لانا جائز نہیں۔ مثلاً: بعض آدمی چائے یا پان بنا کر مسجد میں لاتے ہیں اور معتکفین اس سے خریدتے ہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ اگر بہت ہی ضرورت ہوتو کسی آدمی کو بھیج کر

منگوالے۔ مسجد میں خرید وفروخت نہ کرے۔

ضروت طبعیہ:

طبعی ضرورت وہ ہے جس کو کئے بغیر انسان اپنی زندگی نہیں گذار سکتا، اوران ضرورتوں کو مسجد میں رہتے ہوئے پورا کرنا بھی درست نہ ہوتو ایسی طبعی ضرورتوں کے لئے باہر نکلنا جائز ہے ۔مثلاً: پیشاب کرنا، پائخانہ کرنا، احتلام ہوجائے تو غسل کرنا، وضو کرنا، کوئی کھانا لانے والا نہ ہوتو کھانے کے لئے باہر نکلنا، حقہ، بیڑی اور سگریٹ کی عادت ہوتو اچھا تو یہ ہے کہ اتنے دنوں کے لئے چھوڑ دے، لیکن اگر اس کو نہیں چھوڑ سکتا اور بغیر پیئے گذر بھی نہیں ہوسکتا تو اس کے لئے باہر نکلنا بھی درست ہے۔ ریاح خارج کرنے کے لئے بھی باہر نکل سکتے ہیں۔

لحاجة الانسان طبعية كبول، وغائط،و غسل لو احتلم اھ (درمختار ج ۲ ص ۱۳۲) **۔ولايمكث بعد فراغه من الطهور لان ماثبت بالضرورة يتقدر بقدرها** اھ (ھدایۃ ص ۲۱۰)۔

فتاویٰ رشیدیہ (ص ۴۷۵) پر لکھا ہے کہ معتکف کو جائز ہے کہ بعد نماز مغرب مسجد سے باہر جاکر حقہ پی کر اور کلی کر کے، بوزائل کر کے مسجد میں چلا آوے۔ اھ۔

مسجد کے کسی حصہ میں وضو کرنے کا نظم ہے اور ماء مستعمل مسجد میں نہ گرے اس کا اہتمام ہوسکتا ہے تو اس صورت میں باہر نکلنا جائز نہیں ہے۔

بان كان فيه بركة ماء او موضع معد للطهارة او اغتسل فى اناء بحيث لايصيب المسجد الماء المستعمل اھ۔ **وقال فان بحيث يتلوث بالماء المستعمل يمنع منه لان تنظيف المسجد واجب** اھ۔ (ردالمحتار ص ۱۳۲)۔

جن ضرورتوں کے لئے مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے ان سے فارغ ہونے کے بعد جلدی سے

واپس لوٹ آئے، باہر ٹھہرا نہ رہے، اسی طرح ضرورت رفع کرنے کی دو جگہ ہیں، ایک قریب کی دوسری دور کی، تو نزدیک کو چھوڑ کر دور تک جانا یا مسجد کا بیت الخلاء چھوڑ کر اپنے گھر کے بیت الخلاء میں جانا اچھا نہیں، مگر یہ کہ اس جگہ کے علاوہ مکمل فراغت نہ ہو سکتی ہو یا وہاں جلدی سے فراغت حاصل ہو سکتی ہو تو دور تک جانا جائز ہے۔

واختلف فيما لو كان له بيتان فاتى البعيد منهما قيل فسد، وقيل لا، وينبغى ان يخرج على القولين مالو ترك بيت الخلاء للمسجد القريب واتى بيتهٗ اھ (ص ۱۳۲ ردالمحتار)۔

کسی شرعی یا طبعی ضرورت کی وجہ سے مسجد سے باہر نکلنا ہوا ہو اور اس کے ساتھ ہی کوئی ایسا کام کر لیا جائے جس کے لئے مستقلاً نکلنا جائز نہیں تھا اور اس میں زیادہ وقت بھی نہیں لگایا تو کوئی حرج نہیں مثلاً: عیادت مریض کر لی، یا استنجاء کرتے ہوئے پورے بدن پر پانی بہا کر غسل کر لیا یا غسل کے ساتھ لنگی وغیرہ نچوڑ لی تو یہ جائز ہے۔

لو خرج لها ثم ذهب لعيادة مريض او صلوٰة جنازة من غير ان يكون خرج لذالك قصدًا فانه جائز كما فى البحر عن البدائع اھ (ردالمحتار ص ۱۳۲)۔

بعض معتکفین اس قسم کے مسائل میں غلط طریقہ اختیار کرتے ہیں مثلاً: جمعہ کے غسل کے لئے نکلنا مقصود ہوتا ہے ساتھ میں استنجاء وغیرہ کا بہانہ ہوتا ہے اور وہیں بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے گھنٹوں کھڑے رہتے ہیں ان کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ اصل تو یہ ہے کہ شریعت نے جن امور کے لئے نکلنے کی اجازت دی ہے انہی کے لئے نکلے تو ضمناً یہ امور بھی انجام دئے جا سکتے ہیں۔ اس لئے اعتکاف کے فساد کا حکم نہیں دیا جاتا، اس کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔

بلا ضرورت شرعی یا طبعی مسجد سے تھوڑی دیر کے لئے بھی باہر نکل گیا، چاہے بھول سے ہو یا

جان بوجھ کرتو اعتکاف ٹوٹ جائے گا یانہیں؟ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔امام صاحبؒ کے نزدیک ایک ساعت کے لئے بھی باہر جانے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔اور صاحبینؒ کے نزدیک دن کا اکثر حصہ باہر رہے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔شیخ ابن ہمامؒ نے امام صاحبؒ کے قول کواور علامہ ابن نجیمؒ نے صاحبینؒ کے قول کوترجیح دی ہے۔

نیز خلاصۃ الفتاویٰ میں علاّمہ سرخسیؒ سے نقل کیا گیاہے کہ **قولهما ايسر على المسلمين** اھ(ص ۲۶۸ ج ۱)۔یعنی صاحبینؒ کے قول میں آسانی زیادہ ہےاس لئے اچھاتو یہ ہے کہ امام صاحبؒ کے قول کو احتیاطاً مدنظر رکھ کرعمل کرے۔باقی صاحبینؒ کے قول پرعمل کرنے کی بھی گنجائش ہے۔

ولـو خرج من المسجد بغير عذر فسد اعتكافهٗ عند ابى حنيفةؒ لوجود المنافى وهو القياس وقالاؒ لايفسد حتى يكون اكثر من نصف يوم وهو الاستحسان اھ (ہدایہ ص ۲۱۰)۔

نیز یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ نفلی اعتکاف کے لئے کوئی خاص مدت متعینہ نہیں ہے،البتہ احوط یہ ہے کہ کم ازکم روزہ کے ساتھ ایک دن کا (اعتکاف) کرے،مگراس سے کم تھوڑی دیر کے لئے بھی ہوسکتا ہے اس لئے بلاضرورت نکل جانے سے وہ (اعتکاف) پورا ہوجائے گا اور (اعتکاف) ٹوٹے گانہیں اوراس کی قضا بھی نہیں لہٰذا دوبارہ جب داخل ہو تو پھر تجدید نیت کرلی جائے۔

اور سنت مؤکدہ (اعتکاف) دس دن سے کم کانہیں ہوسکتا،لہٰذا بلاضرورت شرعی یا طبعی نکل جانے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا،نیز واجب اعتکاف بھی اس طرح ٹوٹ جائے گا،البتہ ان ضرورتوں میں جوشرعی یا طبعی تو نہیں مگر مجبوری میں داخل ہیں اوراعتکاف سے نکلنا پڑے

تو ابطال عمل کا گناہ تو نہیں ہوگا مگر اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ مثلاً: سرکاری وارنٹ آجائے جس کی وجہ سے کورٹ (عدالت) جانا پڑے یا اچانک بیمار ہو جانے کی وجہ سے شفا خانہ جانا پڑے یا اپنے کسی عزیز کے انتقال پر انتظام کے لئے گھر جانا پڑے وغیرہ۔

واما مالا یغلب کانجاء الغریق وانهدام المسجد فمسقط للاثم لا للبطلان اھ (درمختار ص۱۳۴)۔

ومن الاعذار المرض الا انه لایأثم اذا کان الخروج بعذر اھ (خلاصۃ الفتاویٰ ص ۲۶۸)۔

مفسدات اعتکاف:

جماع کرنے کی وجہ سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا، چاہے عمداً کیا ہو یا سہواً، دن میں کیا ہو یا رات میں، مسجد کے باہر ہو یا مسجد کے اندر، انزال ہو یا نہ ہو، بہر صورت اعتکاف باطل ہو جائے گا۔ اور جو چیزیں جماع کے تابع ہیں جس کو دواعی جماع میں شمار کیا جاتا ہے مثلاً: بوسہ لینا، شہوت سے چھونا، تفخیذ کرنا وغیرہ یہ سب امور نا جائز ہیں لیکن جب تک منی کا خروج نہیں ہوگا وہاں تک فساد اعتکاف کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

وبطل بوطئ فی فرج انزل ام لا، ولو کان وطئه خارج المسجد لیلا او نهارا، عامداً او ناسیاً فی الاصح لان حالته مذکرة، وبطل بانزال بقبلة اولمس او تفخیذ ولو لم ینزل لم یبطل وان حرم الکل اھ (درمختار ص۱۳۵)۔

حالت اعتکاف میں اپنی بیوی کے ساتھ بات چیت کرنا یا اس کا پردے کی پوری پابندی کے ساتھ مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔ احتلام ہونے کی وجہ سے یا غور و فکر کرنے سے منی نکل جانے سے یا روزہ کی حالت میں بھول سے کھا پی لینے سے یا بے ہوش ہو جانے کی وجہ سے

اعتکاف میں کوئی نقصان پیدا نہیں ہوتا، البتہ بے ہوشی یا جنون کی مدت ایک دن سے زیادہ ہوگئی جس کی وجہ سے روزہ رکھنے کی نیت نہ ہوسکی تو اعتکاف صحیح نہیں ہوا، لہٰذا قضا لازم ہوگی۔

ولا یبطل بانزال بفکر او نظر ولا بسکر لیلًا ولا باکل ناسیاً ...الی قولہٖ ......فان دام جنونه سنة قضاه استحساناً ۔اھ (درمختار ص۱۳۶)۔

عورت نے اعتکاف کیا تھا پھر اس کو حیض یا نفاس آ گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، اس کی قضا واجب ہوگی۔ اور سنت مؤکدہ ہے تو ایک دن کی جس میں یہ خون آیا ہے روزہ کے ساتھ قضا کرنی پڑے گی۔

ولو حاضت المرأة فی حالة الاعتکاف فسد اعتکافها اھ (بدائع ص۱۱۶)۔

حالت اعتکاف میں رات کو کوئی نشہ آور چیز کھا پی لی، جس سے نشہ ہوگیا تو اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا، جیسے کسی نے کوئی چیز غصب کر کے یا چوری کر کے کھا پی لی تو یہ فعل برا ہے مگر اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ (قاضی خان ص۲۲۶)۔

نذر مانتے وقت کسی چیز کا صراحت کے ساتھ استثناء کر لینا مثلاً: یہ کہ جنازہ کی نماز کے لئے نکلوں گا یا عیادت کے لئے جاؤں گا تو اس کام کے لئے مسجد سے نکلنا جائز ہے۔

کما فی الدر المختار عن التاتارخانیة لو شرط وقت النذر ان یخرج لعیادة مریض وصلوٰة جنازة وحضور مجلس علم جاز ذالك اھ (ص۱۳۴)۔

دن میں جان بوجھ کر کھانا کھا لیا یا پانی پی لیا جس کی وجہ سے روزہ فاسد ہوگیا تو اعتکاف بھی ٹوٹ جائے گا اور بھول سے کھا پی لیا تو روزہ بھی نہیں ٹوٹے گا اور اعتکاف میں بھی کوئی حرج نہیں ہوگا۔

لو اکل او شرب فی النهار عامداً فسد صومه وفسد اعتکافه لفساد الصوم،

ولـو اكـل نـاسيـاً لا يـفسـد اعتكافه لانه لايفسد صومه۔والاصل ان ما كان من محظورات الاعتكاف وهو ما منع عنه لاجل الاعتكاف لا لاجل الصوم لايختلف فيه العمد والسهو والنهار والليل كالجماع والخروج من المسجد۔ اھ(بدائع ۱۱۶)۔

قضائے اعتکاف:

اعتکاف اگر واجب ہے اور وہ فاسد ہوگیا تو اس کی قضا کرنا واجب ہوگی۔اور اگر سنت مؤکدہ (اعتکاف) فاسد ہوگیا تو اس کی قضا سنت ہے مگر یہ قضا کتنے دن کی ہوگی اس میں اختلاف ہے؟ حضرت امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق پورے عشرہ کی قضا ہوگی اور طرفینؒ (یعنی امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ) کے نزدیک جس دن (اعتکاف) فاسد ہوا ہے صرف اسی ایک دن کی قضا ہوگی۔نفل اعتکاف خروج کی وجہ سے فاسد نہیں ہوتا بلکہ نکلتے ہی ختم ہوجاتا ہے،اس لئے اس کی قضا بھی نہیں ہوگی۔

فيظهر من بحث ابن الهمامؒ لزوم الاعتكاف المسنو ن بالشروع وان لزوم جميعه او باقيه مخرج على قول ابى يوسفؒ واما على قول غيره فيقضى اليوم الذى افسده لاستقلال كل يوم بنفسه اھ(ردالمحتار ج۲ص۱۳۱)۔

متفرقات:

اگر کسی نے صرف نہار یعنی دن کے اعتکاف کی نیت کی تو یہ بھی درست ہے،اس صورت میں رات کو اعتکاف کرنا لازم نہیں ہوگا۔اور اگر نہار کی تخصیص نہیں کی اور مطلق ”نہار یعنی دن“ بولا ہے تو رات کا اعتکاف اور تتابع بھی لازم ہوگا۔

ومن نذر ان يعتكف ايّاماً يلزمه اعتكاف الايّام بلياليها شرط التتابع لفظاً او لا ،الّا

ان ینوی الایّام خاصةً لانه نوی حقیقة الکلام اھ (رسائل الارکان ص۲۳۳)۔

معتکف کے پاؤں تو مسجد میں ہوں اور بدن کا کچھ حصہ باہر کر دیا جائے تو اس سے خروج پایا نہ جانے کی وجہ سے اعتکاف میں کوئی خلل واقع نہیں ہوگا، جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث عائشہؓ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ سر مبارک باہر کر دیتے تھے اور حضرت عائشہؓ کنگھی کر دیتی تھیں۔ (البحر الرائق)۔

اگر رمضان کے اعتکاف کی منت مانی لیکن کسی رمضان کی تعیین نہیں کی تو جونسے (یعنی کسی بھی) رمضان میں چاہے نذر پوری کرسکتا ہے۔ اور اسی سال کے رمضان کی نیت کی تو اسی رمضان میں اعتکاف کرنا لازم ہوگا۔ اور ان تمام صورتوں میں رمضان کے روزے کافی ہو جائیں گے، ورنہ مستقل روزوں کے ساتھ اعتکاف کرنا پڑے گا۔ (رسائل الارکان)۔

مسجد کے آداب اور احترام کی رعایت کرنا (ہر حال میں) لازم ہے، اس لئے ایسا کوئی بھی کام نہیں کرنا چاہئے جس سے اس کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔ بعض آدمی اعتکاف کے دنوں میں مسجد میں گھر کا سماں کھڑا کر دیتے ہیں اور نظافت اور ستھرائی تک کا خیال نہیں کرتے، کھاتے وقت فرش وغیرہ کو خراب کرتے ہیں یا گندے اور ناپاک کپڑوں تک کو مسجد میں رکھتے ہیں، ان سب امور سے بچنا اور احتیاط کرنا لازم ہے۔ مسجد میں بال کٹوانے میں بھی خاص لحاظ کرنا چاہئے کہ بال اِدھر اُدھر اُڑ کر صفائی میں خرابی نہ پیدا کریں۔ اگر ایسا ہوا تو خلاف ادب ہونے کی وجہ سے منع کیا جائے گا۔ معتکف کو احتلام ہو جائے تو آنکھ کھلتے ہی فوراً وہیں تیمّم کر کے غسل کرنے کے لئے باہر نکل جاوے۔ ایسی ناپاکی کی حالت میں مسجد میں بیٹھے رہنا یا گھومنا پھرنا جائز نہیں ہے۔ چادر یا لحاف وغیرہ بھی پاک ہونے چاہئے اس لئے کہ مسجد میں ناپاک چیز کا رکھنا ممنوع ہے۔

اجتماعی اعتکاف کا جواز

حضرت ابوسعید خدریؓ کی وہ روایت جو صحیحین کے حوالہ سے اوپر گذر چکی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے ساتھ پورے ماہ کا اعتکاف فرمایا ہے، جس میں ابتداءً دس یوم کی نیت فرمائی، بعدہ عشرہ وسطیٰ کی نیت فرمائی، پھر جب کسی مخبر غیبی نے بتلایا کہ شبِ قدر اخیری عشرہ میں ہے تو آپ ﷺ نے عشرہ اخیرہ کی نیت فرمائی۔ اس لئے آج بھی کوئی شخص پورے ماہ کا اعتکاف کرنا چاہے اور ساتھ میں **معتکفین** کی ایک جماعت بھی ہو تو (اس طرح کرنا) عین سنت نبوی ہوگی۔ نیز حضور اقدس ﷺ کا (اپنے) ساتھیوں کو ترغیب دے کر اعتکاف کروانا بھی اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے: کہ **فمن کان اعتکف معی فلیعتکف العشر الاواخر** یعنی جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے اس کو چاہئے کہ عشرہ اخیرہ کا بھی اعتکاف کرے۔ اس طریقہ کے سنت ہونے میں شبہ کرنا یا بدعت وغیرہ کے جملہ سے یاد کرنا بہت بڑی زیادتی ہے، اور ایسی چیز کا انکار ہے جس کا ثبوت بخاری ومسلم کی صحیح حدیث سے ہے۔

نیز بعض اکابر امت کا بھی اس پر عمل رہا ہے، چنانچہ مسند ہند مجدد وقت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کے متعلق آپ کے سوانح نگار "**الامام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ**" میں رقم طراز ہیں: کہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ صاحب فرماتے ہیں: کہ "**دراں ہنگام بزرگاں بسیار واولیاء بسیار از یاران والد ماجد..... معتکف بودند**۔ یعنی اس زمانہ میں بہت سے بزرگ اور بہت سے اولیاء والد ماجد کے دوستوں میں سے مسجد میں معتکف ہوتے تھے۔

اس سلسلہ میں حضرت شاہ صاحبؒ اپنے بعض مخصوص مسترشدین اور مریدین کو رمضان

میں اپنے پاس بلانے کی کوشش بھی فرماتے ۔ چنانچہ شاہ ابوسعید صاحبؒ کوایک مکتوب تحریر فرماتے ہیں: کہ **اگر گرمی ہوا بہم رسد اینجا تشریف آوردہ اینجا رمضان گذرانند** یعنی اگر گرمی شوق بہم پہنچے تو پھر رمضان ہمارے یہاں آکر گذاریں ۔ (ص ۱۸۴) ۔

رمضان کے عشرہ اخیرہ کے اعتکاف کے سنت ہونے میں کیا رمز ہے

حضرت مولانا عبدالحئ لکھنویؒ نے اپنے رسالہ ''**الانصاف فی حکم الاعتکاف**'' میں تحریر فرمایا ہے: کہ حضور اقدس ﷺ خصوصیت سے عشرۂ اخیرہ ہی کا اعتکاف فرماتے تھے، اس میں کیا رمز ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا مقصود **لیلۃ القدر** کی فضیلت کو حاصل کرنا تھا اس لئے کہ مشہور اور صحیح قول کے مطابق **لیلۃ القدر** رمضان کے اخیری عشرہ میں ہے ۔ (ص ۱۶۴) ۔

لہٰذا معتکف حضرات کو چاہئے کہ **لیلۃ القدر** کے حصول اور اس کی عبادات اور دعا میں خصوصیت کے ساتھ مشغول ہوں ۔ اللہ جل شانہٗ مجھے اور تمام معتکفین حضرات کو اعتکاف کے صحیح آداب کی رعایت کرتے ہوئے عمل کرنے کی توفیق عطا فرما کر اس کی عشق ومحبت اور اس کے در کے سچے گداؤں میں شمار فرمائیں ۔ آمین ۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين ۔ والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين محمد وآله واصحابه اجمعين الى يوم الدين ۔

تمت

فہرست مأخذ

	مأخذ	مصنفؒ
۱	فضائل رمضان	سیدی و مولائی حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب دام مجدہٗ
۲	الدر المختار علی ہامش الرد المحتار	علامہ علاؤ الدین حصکفیؒ
۳	رد المحتار	علامہ ابن عابدین شامیؒ
۴	بدائع الصنائع	علاء الدین ابی بکر بن مسعود الکاسائیؒ
۵	بحر الرائق	ابن نجیم مصریؒ
۶	رسائل الارکان	مولانا بحر العلوم عبد العلی محمد بن نظام الدین الانصاریؒ
۷	عالمگیری	جماعۃ من علماء الہند
۸	خلاصۃ الفتاویٰ	طاہر بن احمد بن عبد الرشید البخاریؒ
۹	الانصاف فی حکم الاعتکاف	حضرت مولانا عبد الحیٔ فرنگی محلیؒ
۱۰	طحطاوی علی الدر المختار	احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاویؒ
۱۱	ہدایہ اولین	برہان الدین علی بن ابی بکر الفرغانی المرغینانیؒ
۱۲	الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ	مولانا عبد القیوم مظاہری مدظلہ

کتاب الحج

﴿۱۶۱۶﴾ حج کب فرض ہوگا؟

سوال: ایک شخص کے پاس مارچ اوراپریل کے مہینہ میں اتنے روپئے ہیں کہ جن سے حج فرض ہوجاتا ہے، لیکن یہ حج کا وقت نہیں ہے، اور جب حج میں جانے کا وقت آتا ہے، تو وہ روپئے گھر کے خرچ میں یا زمین خریدنے میں یا مکان بنانے میں خرچ ہوجاتے ہیں، حج میں جانے کے لئے پاسپورٹ بناتے وقت اتنے روپئے پاس میں نہیں ہوتے ہیں، تو کیا اس شخص پر حج فرض ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حج فرض ہونے کے لئے حج کا سفرخرچ اورجن لوگوں کی کفالت اس شخص پرضروری ہے، اورسفر سے واپس آنے تک ان کے گذر بسر کا خرچ نکل سکے اتنے روپئے اشہر حج میں یا حجاج کے قافلے حج کے لئے جن دنوں میں جاتے ہیں ان دنوں میں مذکورخرچ پاس میں موجود ہوتو حج فرض ہوجائے گا، اوران دنوں میں اس شخص کے پاس اتنی رقم نہیں ہے، اپنی ضرورت میں خرچ ہوچکی ہے، تو اس پر حج فرض نہیں ہوگا۔ (معلم الحجاج:۶۲)۔

شروط الوجوب وهى التى اذا وجدت تمامها وجب الحج و الا فلا و هى سبعة:الاسلام والعلم بالوجوب لمن فى دار الحرب و البلوغ و العقل والحرية والاستطاعة والوقت۔ (شامی:۴۵۵/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۱۶۱۷﴾ شرائط فرضیت حج کیا ہیں؟

سوال: حج فرض ہونے کے لئے کیا نصاب ہے؟ اورحج کب فرض ہوتا ہے؟ اورحج فرض

ہونے کے کیا شرائط ہیں؟ تفصیل سے بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حج پوری زندگی میں ایک ہی مرتبہ فرض ہوتا ہے، اور صحیح قول کے مطابق حج فرض ہونے کے لئے آٹھ شرائط ہیں:

(۱) مسلمان ہونا، کافر اور مشرک پر حج فرض نہیں ہے۔ (۲) عاقل ہونا (۳) بالغ ہونا (۴) آزاد ہونا (۵) ایام حج کا ہونا (۶) مکہ شریف جانے آنے اور حج ادا کرنے کے درمیان وہاں کے قیام، طعام کا درمیانی خرچ اور اپنے اہل وعیال جن کا نفقہ اس کے ذمہ ہے سفر سے واپسی تک کا ان کے گذر بسر کے خرچ کے برابر روپۓ ہونا (۷) دار الحرب میں رہنے والے کے لئے حج کی فرضیت کا علم ہونا (۸) راستے کا مامون ہونا۔ اگر یہ تمام شرطیں پائی جائیں گی اس وقت حج فرض ہوگا۔ (مراقی الفلاح)۔

قوله الاسلام و العقل و البلوغ و الحرية و الوقت والقدرة على الزاد ولو بمكة بنفقة وسط والقدرة على راحلة مختصة به او على شق محمل بالملك او الاجارة لا الاباحة والاعارة لغير اهل المكة ومن حولهم اذا امكنهم المشى بالقدم والقوة بلا مشقة والا فلا بد من الراحلة مطلقا۔ و تلك القدرة فاضلة عن نفقة عياله الى حين عوده عما لا بد منه كالمنزل............ و الكون بدار الاسلام۔ و قوله: و زوال المانع الحسى عن الذهاب۔ و قوله: و امن الطريق الخ (طحطاوی: ۳۹۷؛ کتاب الحج)

﴿۱۶۱۸﴾ کیا ساڑھے دس ایکڑ زمین کے مالک پر حج فرض ہوجاتا ہے؟

سوال: میرے پاس فی الحال ساڑھے دس ایکڑ زمین ہے، اور میری ملکیت کا اپنا ایک مکان ہے، اس کی قیمت اندازاً ۱۵۰۰۰ یا سولہ ہزار روپۓ ہے، اس کے علاوہ میرے پاس

دوسری کوئی جائداد نہیں ہے،تو مجھ پر حج فرض ہے یا نہیں؟ میرے ذمہ ۶۰۰۰ روپئے کا قرض بھی ہے تو میرے لئے فرضیت حج کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... آپ کی ملکیت کی زمین سے اگر آپ کا اور آپ کے اہل خانہ کا گذر بسر ہوتا ہو، اور زائد از ضرورت اور کچھ نہ ہو، اور مکان رہائش کا ہو تو آپ پر حج فرض نہیں ہے۔(درمختار مع الشامی:۲/۱۴۳)۔

قوله الاسلام و العقل و البلوغ و الحرية و الوقت قوله بنفقة وسط على راحلة مختصة به لا الاباحة لغير اهل المكة اذا امكنهم المشیء الى حين عوده كالمنزل او الكون بدار الاسلام و زوال المانع الحسى عن الذهاب للحج و امن الطريق الخ۔(طحطاوی:۳۹۷؛ کتاب الحج)۔

﴿۱۶۱۹﴾ کیا بیماری کی حالت میں نصاب کا مالک بننے پر حج فرض ہوگا؟

سوال: ایک شخص کے پاس زائد از حاجت اصلی اتنے روپئے ہیں کہ وہ حج کو جانا چاہے تو جا سکتا ہے، لیکن وہ بیمار ہے، اس کی طبیعت اچھی نہیں رہتی، تو کیا اس پر حج فرض ہوگا؟ اگر فرض ہوگا تو ادائے گی کی کیا صورت ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... حج کے نفس وجوب کے من جملہ شرائط میں سے ایک شرط اتنے روپیوں کا مالک ہونا ہے جس سے مکہ آنے جانے کا سفر خرچ اور ایام حج کے درمیان وہاں کے قیام کا درمیانی خرچ اور اہل خانہ کا گذر بسر کا خرچ نکل سکے۔ اتنے روپئے اس کے پاس ہیں اس لئے حج اس پر فرض ہو جائے گا۔ اور حج کے وجوب ادا کے من جملہ شرائط میں سے ایک ایسی بیماری کا نہ ہونا ہے جو حج کے سفر سے مانع ہو، اور یہ شخص بیماری کی وجہ سے سفر نہیں کر سکتا تو جب تک یہ تندرست نہیں ہو جاتا حج کی ادائے گی اس پر فرض

نہیں ہے، یہ شخص تندرست ہونے کا انتظار کرے، اوراس درمیان اگراس کا انتقال ہوجاتا ہےتو حج بدل کی وصیت کرے، اس صورت میں اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ فرض کی ادائے گی میں کوتاہی یا فرض ترک کرنے کا گناہ نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۲۰﴾ اول خود حج کرے یا والدین کو حج کروائے؟

سوال: اللہ کے فضل سے میں مالدار ہوں، میرے والدین بھی حیات ہیں، میرا حج کرنے کے لئے جانے کا ارادہ ہے، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ اول اپنے والدین کو حج کراؤ، تو اب مجھے کیا کرنا چاہئے، اول مجھے حج کے لئے جانا چاہئے یا اپنے والدین کو حج کے لئے بھیجنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... آپ صاحب استطاعت ہوں، اورآپ پر حج فرض ہو تو اول آپ کواپنا فریضہ ادا کرنا چاہئے، اوراس کے بعد گنجائش ہوتو والدین کو حج کروانا چاہئے۔(شامی:۲)

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ (آیت: ۹۷)

فرض مرة على الفور بشرط حرية و بلوغ و عقل و صحة و اسلام و قدرة زاد و راحلة فضلاً عن مسكنه۔ (کنزالدقائق، کتاب الحج)

شـروط الـوجـوب وهـی التی اذا وجدت بتمامها وجب الحج و الا فلا و هی سبـعة؛ الاسـلام والـعـلـم بـالـوجـوب ممن فی دار الحرب و البلوغ و العقل و الحرية و الاستطاعة و الوقت۔ (شامی:۴۵۵/۳) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۲۱﴾ حج فرض ہونے کے باوجود نہ ادا کرنے پر وعید؟

سوال: کچھ متعلقین ایسے کم نصیب ہیں، کہ اللہ نے انہیں وسعت دی ہے، ان پر حج فرض

ہے لیکن حج ادا نہیں کرتے، انہیں سمجھایا جاتا ہے تو بہانے بناتے ہیں، تو جن لوگوں پر حج فرض ہے لیکن وہ حج ادا نہیں کرتے ان کے لئے کیا وعید ہے؟ فقہ وسنت کی روشنی میں جواب سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صاحب استطاعت پر حج کی فرضیت نصوص قطعیہ سے ثابت ہے، اور حج اسلام کے بنیادی اہم پانچ فرائض میں سے ایک فرض ہے، اسے ادا کرنے سے دینی اور دنیوی بہت سے فائدے اور فضیلتیں حاصل ہوتی ہیں، اور فرض ہونے کے باوجود ادا نہ کرنے پر سخت وعیدیں اور آخرت کی سزائیں معتبر احادیث میں بیان کی گئی ہیں، اس لئے جس مسلمان پر حج فرض ہوا سے اس فرض کو جلد از جلد ادا کرنے کی فکر کرنی چاہئے، سورۂ آل عمران میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا**۔ (آیت ۹۷)۔

ترجمہ: اور صاحب استطاعت لوگوں پر اللہ کے لئے اسکے گھر کا حج کرنا فرض ہے۔ اس آیت کے ذیل میں علمائے کرام لکھتے ہیں کہ اس آیت سے اس شخص پر حج کرنا فرض ہو جاتا ہے جو بیت اللہ جانے کے خرچ کی وسعت رکھتا ہو، نیز آگے اسی آیت میں حج نہ کرنے والوں کو سخت الفاظ میں عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ **وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ الله غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ**۔ (سورۂ آل عمران آیت: ۹۷)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص تندرست اور صاحب حیثیت ہو اور اس پر حج فرض ہو پھر بھی بغیر حج کئے اس کا انتقال ہو جائے تو قیامت کے دن اس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوا ہوگا۔ (درمنثور)

حج کرنے والوں کے فضائل اور نہ کرنے والوں پر وعیدیں بہت تفصیل کے ساتھ سیدی و

مولائی حضرت اقدس شیخ الحدیثؒ کی کتاب 'فضائل حج' میں دیکھ لی جائیں۔ نیز کتاب الترغیب والترہیب میں کثرت سے اس موضوع کی روایتیں موجود ہیں، اس کی جلد:۲ کے صفحہ:۱۷۰ پر ایک حدیث مذکور ہے جس کی نقل پر اکتفاء کرتا ہوں، حدیث یہ ہے:

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں منیٰ کی مسجد میں حضور ﷺ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا، اس وقت انصار اور ثقیف قبیلہ کے دو شخص آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو سلام کیا، اور کہا: یا رسول اللہ ہم آپ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا دوں تم کیا پوچھنے آئے ہو؟ یا چاہو تو نہ کہوں؟ اور تم جو سوال کرو اس کا جواب دے دوں؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ بتلا دیجئے، پھر آپ نے ثقفی انصاری صحابی سے کہا: پوچھ، تو اس انصاری صحابی نے کہا: آپ ہی بتلا دیجئے یا رسول اللہ ﷺ! تو آپ ﷺ نے فرمایا: آپ دونوں یہ پوچھنے آئے ہو کہ جب تم بیت اللہ حج کے ارادے سے گھر سے نکلو گے تو اس پر تمہیں کیا اجر ملے گا؟ اور طواف کر کے دو رکعت نماز پڑھو گے تو اس پر کیا اجر ملے گا؟ اور صفا اور مروہ کی سعی میں کیا اجر ملے گا؟ اور وقوف عرفہ پر کیا اجر ملے گا؟ اور رمیٔ جمار پر کیا اجر ملے گا؟ اور قربانی پر کیا اجر ملے گا؟ تو اس شخص نے کہا: اس خدا کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے، میں صرف یہی پوچھنے آیا تھا، حضور ﷺ نے فرمایا: جب تو حج کے ارادہ سے گھر سے نکلے گا تو تیرا اونٹ جتنے قدم اٹھائے گا اور رکھے گا، ہر ایک قدم پر تیرے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھی جائے گی اور تیرا ایک گناہ معاف ہوگا، اور طواف کے بعد کی دو رکعت کا ثواب حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے ایک غلام کے آزاد کرنے کے برابر ملے گا، اور صفا و مروہ کی سعی کا ثواب ستر غلاموں آزاد کرنے کے برابر ملے گا۔ اور بندہ جب عرفات میں وقوف کرتا ہے تو اللہ کی خاص توجہ اس پر ہوتی ہے، اور اللہ

تعالیٰ پہلے آسمان پر آجاتے ہیں، اور فرشتوں پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میرے بندے مختلف علاقوں سے پراگندہ بال جنت کی امید میں آئے ہیں، چاہے ان کے گناہ ریت کے ذرات کے برابر ہوں یا بارش کے قطرات کے برابر ہوں یا سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں، میں معاف کرتا ہوں، اب وہ ایسی حالت میں واپس جائیں گے کہ اب ان کی مغفرت ہو چکی ہوگی، اور یہ لوگ جن کی مغفرت کی سفارش کریں گے ان کی بھی میں مغفرت کردوں گا۔ اب شیطان کو کنکر مارتے وقت تیرے ہر کنکر کے بدلے تیرا ایک ہلاک کرنے والا کبیرہ گناہ معاف ہوتا رہے گا، اور تیرا قربانی کرنا اللہ کے یہاں ذخیرہ ہوگا، اور تیرے حلق کرنے میں ہر بال کے عوض ایک نیکی لکھی جائے گی، اور ایک گناہ معاف ہوگا، پھر تو جب طواف کرے گا تو ایسی حالت میں طواف کرے گا کہ تجھ پر کوئی گناہ باقی نہیں ہوگا، اور ایک فرشتہ آکر تیرے دونوں کندھوں کے بیچ ہاتھ رکھ کر کہے گا کہ اب نئے سرے سے اعمال شروع کر، تیرے پچھلے گناہوں کی مغفرت ہو چکی۔

اس روایت سے حج کی فضیلت اور مذکورہ آیت سے حج نہ کرنے والوں کے لئے وعید ظاہر اور واضح ہے، اللہ جل شانہ تمام مسلمانوں کو اس بیش بہا نعمت اور دولت سے سرفراز فرمائے۔ آمین فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۲۲﴾ کیا عمرہ کرنے سے حج فرض ہو جاتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں

کیا عمرہ کرنے سے حج فرض ہو جاتا ہے؟ کیا بیت اللہ شریف پر نظر پڑ جانے سے حج فرض ہو جاتا ہے؟ کوئی آفاقی شخص عمرہ کرنے گیا اور اس نے شوال کا چاند وہاں دیکھ لیا تو بعض

لوگ یوں کہتے ہیں کہ اس پر حج فرض ہوجاتا ہے خواہ استطاعت ہو یا نہ ہو؟ تو کیا یہ بات صحیح ہے؟ اس پر حج کن حالات میں فرض ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......فقہاء کرام نے حج کی فرضیت اور ادائے گی کے لئے جو شرائط ذکر کی ہیں ان میں کسی نے بھی یہ نہیں لکھا کہ عمرہ کرنے سے حج فرض ہوجاتا ہے اس لئے یہ کہنا کہ عمرہ کرنے سے حج فرض ہوجاتا ہے صحیح نہیں ہے حج اسلام کا ایک اہم رکن اور عبادت ہے اس کے شرائط مقرر ہیں یہ شرائط جس میں پائے جائیں گی اس پر حج کرنا فرض ہوگا۔ کمافی الشامیہ (۴۵۹/۳)۔

آفاقی شخص مکہ مکرمہ گیا اور اشہر حج کا وقت ہوگیا تو اب اس کے پاس وہاں قیام کرنے کا اور رہنے کا خرچ وغیرہ کا انتظام ہے تو اس پر حج فرض ہوگیا، رہ کر حج کو ادا کرلے جیسا کہ شامی میں لکھا ہے :**الفقير الآفاقى اذا وصل فهو كالمكى۔ (شامی:۴۵۹/۳)۔**

لیکن اس کے پاس حج کے ایام تک قیام کا ویزا نہیں ہے اور بغیر ویزا کے رہنے کی صورت میں حکومت کی طرف سے گرفتاری اور سزا وغیرہ بھی ہوتی ہے اس لئے وہ رہ نہیں سکتا لہذا اس پر حج فرض نہیں ہوگا بعض فقہاء کہتے ہیں کہ اس پر حج فرض ہوگیا اور اس وقت ادا کرنا فرض نہیں اس لئے بعد میں اس کو قانونی اجازت لے کر آ کر ادا کرنا ہوگا یا حج بدل کی وصیت کرنی ہوگی۔

ثم بعد ذلك رايت بخط بعض الفضلاء ناقالاً عن مجمع الانهر على الملتقى الابحر ما صورته و يجوز احجاج الضرورة و لكن يجب عليه عند رؤية الكعبة الحج لنفسه و عليه ان يتوقف الى عام قابل و يحج لنفسه او ان يحج بعد عودة اهله بماله و ان كان فقيرا فلتحفظ و الناس عنها غافلون و صرح على القارى فى شرح مناسكه الكبير بانه بوصوله لمكة وجب عليه الحج--- ما رايته فى

الحامدية و رايت فی بعض حواشی الدر المختار انه افتی بعدم وجوب الحج عليه۔(منحة الخالق علی هامش البحر: ۶۹/۳)۔ فقط واللہ اعلم

﴿۱۶۲۳﴾ نابالغ بچہ حج کرے تو بالغ ہونے کے بعد اس پر حج فرض ہوگا یا نہیں؟

سوال: ایک شخص حج کے لئے جاتے وقت اپنے نابالغ بچوں کو بھی ساتھ میں لے گیا، نابالغ بچوں کے پاس والد نے حج کے تمام ارکان پورے کروائے، اب مسئول بہ امر یہ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد ان بچوں پر حج فرض ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......ان نابالغ بچوں کا یہ حج نفل کہلائے گا، اب بالغ ہونے کے بعد اگر فرضیت حج کے شرائط پورے ہوتے ہوں اور ان کے پاس حج کے ضروری خرچ کے برابر روپئے ہوں تو ان پر حج فرض ہوگا، یا اتنے روپئے جب بھی ان کی ملکیت میں آئیں اس وقت حج فرض ہوگا، وہاں تک حج فرض نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۲۴﴾ استطاعت کے وقت حکومت کے قانون کی وجہ سے حج کرنے نہ جا سکا، اور جب اجازت ملی تب روپئے نہیں تھے تو کیا قرض لے کر حج کرنا ضروری ہے؟

سوال: ایک شخص کے پاس فی الحال اتنی رقم ہے کہ وہ حج کرنے کے لئے جانا چاہے تو جا سکتا ہے، یعنی اس پر حج فرض ہے، اور اس کا حج کرنے کے لئے جانے کا ارادہ بھی ہے، لیکن وہ حکومتی دفتر میں ملازم ہے، وہ درخواست رکھے گا تو جن لوگوں نے پہلے درخواست دی ہے ان کا نمبر پہلے آئے گا، اور اس کا نام آتے آتے دو تین سال لگ جائیں گے، اب اگر جس سال اس کا نام نکلے، اس وقت اس کے پاس حج کے ضروری خرچ کے برابر روپئے نہ ہوں، اور وہ گھر یا زمین رہن رکھ کر قرض لے کر حج کرنے کے لئے جائے تو کیا اس کا حج

قبول ہوگا؟ اور کیا اس کے ذمہ سے فریضہ ساقط ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جب کوئی شخص ایام حج میں اتنے روپیوں کا مالک بن جاوے کہ جس سے حج کے لئے آنے جانے کا اوسط درجہ کا سفرخرچ اور اہل خانہ کا گذر بسر کا ضروری خرچ نکل سکتا ہو تو اس شخص پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ اب اگر کسی وجہ سے وہ اس وقت حج نہ کر سکے، اور دوسرے سال اس کے پاس اتنی رقم موجود نہ ہو تو فرض ادا نہ کرنے کا گناہ ہوگا۔ اس لئے اپنے آپ کو اس گناہ سے بچانے کے لئے اور اپنے سر سے فریضہ اتارنے کے لئے ہر ممکن کوشش کر کے حج کر لینا چاہئے۔

البتہ انڈیا یا ایسے ہی کسی دوسرے ملک میں جہاں حکومتی پابندی ہو، اور یہ شخص حکومت کے قانون کی وجہ سے حج کرنے کے لئے نہ جا سکے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس شخص نے حج کے ضروری خرچ کے برابر روپیوں کا مالک بنتے ہی درخواست دے دی ہو، اور تین سال کے بعد جب اس کا نمبر آیا اس وقت اس کے پاس ضروری روپئے نہ ہوں تو اس صورت میں اب اس پر حج کرنا فرض نہیں رہے گا، اس لئے قرض لے کر جانا ضروری نہیں ہے۔

﴿۱۶۲۵﴾ کیا عمرہ کرنے سے حج فرض ہو جاتا ہے؟

سوال: ایک صاحب یو. کے. سے براستہ مکہ نفلی عمرہ کر کے انڈیا آنا چاہتے ہیں، تو کیا نفلی عمرہ کرنے سے ان پر دوسرے سال حج کے لئے جانا فرض ہو جاتا ہے؟ مختصر یہ کہ عمرہ کرنے سے حج فرض ہو جاتا ہے چاہے وہ شخص صاحب نصاب ہو یا نہ ہو؟ اشہر حج کے علاوہ مہینوں میں نفلی عمرہ کرنے والے کے لئے حج کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اشہر حج کے علاوہ دیگر مہینوں میں مکہ شریف جا کر عمرہ

کرنے سے حج فرض نہیں ہوتا، اس لئے عامر اگر صاحب نصاب نہ ہو اور مستقبل میں بھی اتنے روپئے نہ ملیں کہ جس سے حج فرض ہو جاتا ہے تو اس پر صرف عمرہ کرنے کی وجہ سے حج فرض نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۲۶﴾ عورتوں کی کمائی ہوئی رقم سے حج کرنا؟

سوال: یہاں انگلینڈ میں عورتیں پردہ کی پابندی کے بغیر کارخانوں اور دفتروں میں ملازمت کرتی ہیں، اس پر انہیں تنخواہ ملتی ہے اس تنخواہ کی رقم سے بچا کر کچھ روپئے جمع ہو جائیں تو اس صاحب مال پر حج فرض ہوگا یا نہیں؟ اور ان روپیوں سے یہ عورتیں حج کرسکتی ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... شریعت کے احکام کی پابندی کے ساتھ عورت کا ملازمت یا مزدوری کرنا اور اس ملازمت یا مزدوری سے حاصل ہونے والی رقم کا دینی کام میں خرچ کرنا درست ہے، منع نہیں ہے۔

لیکن شریعت کے حکم کو نہ ماننا، بے پردگی کا گناہ کرنا، پرائے مردوں سے اختلاط سے جو برائیاں پیدا ہوتی ہیں شریعت اس سے منع کرتی ہے، اس طرح ملازمت کرنا ناجائز اور حرام ہے، اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی اور تنخواہ بھی پاکیزہ اور طیب نہیں کہلاتی۔ البتہ اس طرح کی ملازمت سے نصابِ حج کے برابر روپئے جمع ہو جائیں تو حج تو فرض ہو جائے گا لیکن ان روپیوں سے حج ادا کرنے سے وہ حج اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوگا۔

﴿۱۶۲۷﴾ حرام روپیوں سے حج کرنا جائز نہیں ہے؟

سوال: میرا ایک دوست حج کرنے مکہ معظّمہ اور زیارت کے لئے مدینہ شریف جانا چاہتا ہے لیکن اس کے پاس سب روپئے حرام کمائی سے کمائے ہوئے ہیں، حلال کمائی کا ایک

روپیہ بھی نہیں ہے، اور وہ حج کرنے کے لئے جانا چاہتا ہے، تو وہ کس طرح جائے؟ اس کے لئے کیا طریقہ ہے؟ اسے حج کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ قمار اور سود سے کمائے ہوئے روپئے ہیں اس کے لئے کیا طریقہ ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حرام روپیوں سے عبادت کرنا یا حج، زیارت کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے ایسے روپئے اصل مالک کو واپس کر دینے چاہئے، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو غرباء، فقراء، مساکین کو بغیر ثواب کی نیت کے اپنے سر سے وبال دور کرنے کے لئے دے دینے چاہئے، اور توبہ کرنی چاہئے۔

و یجتهد فی تحصیل نفقة حلال ماله لا یقبل بالنفقة الحرام كما ورد فی الحدیث مع انه یسقط الفرض عنه معها و لا تنافی بین سقوطه و عدم قبوله فلا یثاب لعدم القبول و لا یعاقب عقاب تارك الحج ۔(شامی: ۴۵۳/۳، کتاب الحج مطلب **فیمن حج بمالٍ حرام**)۔

جس شخص کے پاس حلال طیب روپئے ہوں تو اس سے قرض لے کر حج اور زیارت کی تمنا پوری کی جاسکتی ہے، بعدہ اپنے روپیوں سے قرض ادا کر دیا جائے۔

اذا اراد الرجل ان یحج بمال حلال فیه شبهة فانه یستدین للحج و یقضی دینه من ماله (كذا فی فتاویٰ قاضی خان فی المقطعات ،فتاویٰ هندیه: ۲۲۰/۱؛ كتاب المناسك الباب الاول)۔

﴿۱۶۲۸﴾ مقروض پر حج فرض ہوگا یا نہیں؟

سوال: ایک شخص انگلینڈ کا باشندہ ہے، اس شخص نے اپنے رہنے کے لئے گھر حکومت سے لون لے کر خریدا ہے، اور لون کی ادائے گی کے طور پر ہر ماہ آٹھ یا دس پاؤنڈ دینے پڑتے

ہیں، اوراس لون کی ادائے گی کی مدت دس سال ہے، اور پانچ سال کی قسطیں ادا ہو چکی ہیں، صرف پانچ سال کی قسطیں ادا کرنی باقی ہیں، اس لئے یہ ایک طرح کا اس شخص کے ذمہ قرض ہے، اور میں نے سنا ہے کہ جس کے ذمہ قرض ہو اس پر حج فرض نہیں ہوتا، تو اس شخص پر اس قرض کے ہوتے ہوئے حج فرض ہوگا یا نہیں؟ اور اگر یہ شخص اس قرض کے ہوتے ہوئے حج ادا کرے گا تو اس کا حج ادا ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حج فرض ہونے کے لئے شریعت میں جو شرائط مقرر کی گئی ہیں ان میں سے ایک شرط استطاعت یعنی اتنے روپیوں کا مالک ہونا ہے کہ جن سے مکہ آنے جانے کا اور درمیان حج وہاں کے قیام کا اوسط درجہ کا سفر خرچ اور اپنے واپس آنے تک کا اہل خانہ کا گذر بسر کا ضروری خرچ نکل سکے، اب اگر یہ شخص مقروض ہے تو پاس میں موجود رقم سے اپنے قرض کو منہا کرنے کے بعد مابقیہ رقم سے اگر یہ خرچ پورا ہو سکتا ہے تو اس پر حج فرض ہوگا ورنہ نہیں۔ اور بصورت عدم وجوب حج کے لئے جانا بھی فرض نہیں، اس کے باوجود اگر یہ شخص حج کرنے جائے، اور فرض حج کی نیت سے حج ادا کرے تو اس کے ذمہ سے فرض ادا ہو جائے گا، یعنی مستقبل میں اگر یہ شخص صاحب استطاعت ہوتا ہے تب بھی اس پر حج فرض نہیں ہوگا۔

سوال میں لکھا ہے کہ ”جس کے ذمہ قرض ہو اس پر حج فرض نہیں“ یہ خیال بالکل غلط ہے، قرض ادا کرنے کی ذمہ داری بہت سخت ہے، اس لئے اول قرض ادا کرنا چاہئے، نیز لون پر سود بھی دینا پڑتا ہوگا، اس لئے اول اس لون کی ادائے گی کا انتظام کرنا چاہئے، بعدہٗ حج کے ضروری خرچ کے بقدر رقم بچے تو حج فرض ہوگا۔ اگر قرض ادا نہ کرے اور حج کو جائے اور فرض کی نیت کرے تو حج ادا ہو جائے گا۔

﴿۱۶۲۹﴾ کیا مقروض حج کے لئے جا سکتا ہے؟

سوال: ایک شخص حج کرنے کے لئے جانے کا ارادہ رکھتا ہے، لیکن اس کے ذمہ کچھ قرض ہے، اور اس کے پاس جو گھر ہے اس کی قیمت دو لاکھ ہے، اور اس کا قرض دس سے بارہ ہزار کا ہے، تو وہ شخص حج کرنے جا سکتا ہے؟ اس کے لڑکے قرض کی ذمہ داری لیتے ہیں، تو یہ شخص حج کرنے کے لئے جا سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......جس شخص کے ذمہ کوئی قرض ہو، اور وہ شخص اس قرض کو ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو قرض فوراً ادا کر دینا چاہئے تا کہ حقوق العباد کے ادا کرنے میں کاہلی کا گناہ نہ ہو، اس کے باوجود ایسا شخص اگر حج کرنے کے لئے جانا چاہتا ہے تو جا سکتا ہے صورت مسئولہ میں اس کے لڑکے قرض ادا کرنے کی ذمہ داری اپنے ذمہ لیتے ہیں تو جانے میں کچھ حرج نہیں ہے، البتہ حج اس وقت فرض ہوتا ہے جب کہ قرض ادا کرنے کے بعد اتنی رقم پاس میں ہو کہ جس سے حج کے آنے جانے کا سفر خرچ اور دوران حج وہاں کے قیام ،طعام کا خرچ اور جن کی کفالت اس کے ذمہ ضروری ہے اس کے واپس آنے تک ان کا گذر بسر کا خرچ نکل سکتا ہو۔ (شامی، وغیرہ)

﴿۱۶۳۰﴾ کیا قرض لے کر حج کے لئے جانا جائز ہے؟

سوال: ایک بھائی کے پاس خود کا گھر ہے اور اپنا کاروبار ہے، اور سرمایہ، روپئے وغیرہ تجارت میں لگے ہوئے ہیں، اور کچھ قرض بھی ہے، اس حالت میں یہ شخص حج کو جانا چاہتا ہے، لیکن اس کے پاس روپئے نہ ہونے کی وجہ سے قرض لے کر جانا چاہتا ہے، اس کا کہنا ہے کہ تھوڑا قرض اور ہو جائے گا، تو کیا اس کے لئے حج کرنے کے لئے جانا جائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... حج فرض ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کے گذر بسر کے ضروری خرچ پورا کرنے کے بعد اور قرض ہو تو قرض کی ادائے گی بعد اتنے روپئے بچ جائیں کہ جس سے حج کے لئے آنے جانے کا اوسط درجہ کا سفر خرچ اور درمیان حج وہاں کے قیام کا اوسط درجہ کا خرچ نکل سکے۔ اگر اتنی رقم ہو تو حج کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ مثلاً: آج (۱۹۸۵ء) کے حساب سے حاجت اصلیہ کے علاوہ دس سے بارہ ہزار روپئے ہوں تو اس پر حج فرض ہو جائے گا، اور اگر قرض ادا کرنے کے بعد اتنی رقم نہ بچتی ہو تو حج فرض نہیں ہوگا۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ (آیت:۹۷)

فرض مرة على الفور بشرط حرية و بلوغ و عقل و صحة و اسلام و قدرة زاد و راحلة فضلاً عن مسكنه ۔ (کنز الدقائق، کتاب الحج)۔

شروط الوجوب وهى التى اذا وجدت بتمامها وجب الحج و الا فلا و هى سبعة؛ الاسلام والعلم بالوجوب لمن فى دار الحرب و البلوغ و العقل و الحرية و الاستطاعة و الوقت (شامی:۴۵۵/۳)۔

اب اگر کسی شخص پر حج فرض نہ ہو، لیکن اس کی تمنا ہو کہ حرمین کی زیارت کرے اور حج کی عبادت سے مشرف ہو اور قرض کے ادا کرنے کا مکمل یقین اور ارادہ ہو تو ایسا شخص قرض لے کر یا پچھلا قرض باقی رکھ کر اپنے روپیوں سے حج کے لئے جائے اور فرض حج کی نیت سے حج ادا کرے تو اس کا حج ادا ہو جائے گا

ان يستقرض و يحج و لو غير قادر علىٰ وفائه و درجى ان لايواخذه الله بذلك اى لو ناديا۔ (درمختار مع الشامی:۴۵۵/۳)۔

مستقبل میں اگر وہ اتنے مال کا مالک بنتا ہے جس سے حج فرض ہوتا ہے، تو اب اس پر از سر نو حج کے لئے جانا فرض نہیں ہے، اور پہلے کیا ہوا حج کافی ہو جائے گا۔ (شامی: ۲/۱۴۱) فقط

﴿۱۶۳۱﴾ لون پر مکان خریدا ہے تو حج فرض ہوگا یا نہیں؟

سوال: یہاں کینڈا میں میں نے ایک گھر خریدا ہے، اس کی قیمت ۳۲۰۰۰ ڈالر ہے، کچھ قیمت پیشگی ادا کرنی ہوتی ہے، اور بقیہ رقم قسطوں سے ادا کرنی ہوتی ہے، اس پر ۱۸ فی صد سود بھی دینا پڑتا ہے، اس پوری رقم کو ادا کرنے میں ۲۰ سے ۳۰ سال نکل جائیں گے، اب میرا حج کرنے کے لئے جانے کا ارادہ ہے، تو میں اس قرض کے ہوتے ہوئے حج کے لئے جا سکتا ہوں یا نہیں؟ ایسا کہا جاتا ہے کہ قرض ذمہ میں باقی ہو اور کوئی حج کو جائے تو حج قبول نہیں ہوتا؟ میری سالانہ آمدنی ۱۶ ہزار ڈالر ہے۔ تو میرے لئے حج میں جانا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... کسی بھی ملک میں کسی بھی جگہ قرض کی رقم پر سود دینا اور سودی معاملہ کرنا بالاتفاق ناجائز اور حرام ہے۔ لہذا ایسی چیزیں قسطوں پر خریدنا کہ جن میں سود دینا پڑتا ہو ناجائز اور حرام ہے۔ اور سودی لین دین پر قرآن و حدیث میں سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں؛

عن جابرؓ قال لعن رسول الله ﷺ آكل الربوا و موكله و كاتبه و شاهديه و قال هم سواء ۔ رواه مسلم۔ (مشكوة: ۲۴۳، باب الربوا الفصل الاول)۔

قال الله تعالىٰ: احل الله البيع و حرم الربوا۔ (البقرة:۲۴۵)۔

حج کے فرض ہونے کے من جملہ شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ آدمی کی ضروریات اصلیہ اور قرض ادا کرنے کے بعد اتنے روپئے بچتے ہوں جن سے مکہ آنے جانے کا اور

وہاں کے قیام، طعام کا اوسط درجہ کا خرچ نکل سکتا ہو اس وقت حج فرض ہوتا ہے۔

فرض مرة على الفور بشرط حرية و بلوغ و عقل و صحة و اسلام و قدرة زاد و راحلة فضلاً عن مسكنه۔ (کنز الدقائق، کتاب الحج)۔

اور جب کہ آپ کے ذمہ قرض ہے، اور قرض ادا کرنے کے بعد اتنی رقم نہیں بچتی ہے تو آپ پر حج فرض نہیں ہے، اس کے باوجود آپ حج کے لئے جائیں گے اور فرض حج کی نیت سے حج کریں گے تو حج تو ادا ہو جائے گا؛

ان يستقرض و يحج و لو غير قادر عمل وفائه و بر لی ان لا يواخذه الله بذلك ان لو ناديا۔ (درمختار مع الشامی: ۴۵۵/۳)

لیکن بہتر یہ ہے کہ اول سود کی لعنت سے بچنے کے لئے گھر کا قرض ادا کیا جائے، اور اس کے بعد ہی حج کا ارادہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۳۲﴾ مقروض کو نفل حج پر ثواب ملے گا یا نہیں؟

سوال: ایک شخص جو بہت ہی مالدار ہے، اور میرے دوست بھی ہیں، میرے پاس سے رجب کے مہینہ میں تیس ہزار (۳۰۰۰۰) روپئے قرض لئے، اور رمضان میں عمرہ کے لئے گئے، اور عید مکہ ہی میں کی اور واپس آئے، اور آ کر مجھے ملے اور کہا کہ دو چار دن میں آپ کے روپئے لوٹا دوں گا، لیکن وہ روپئے نہ لوٹا سکے، اور تھوڑے دن بعد نفل حج کے لئے چلے گئے، اور وہ ہر سال و دو سال میں نفل حج کے لئے جاتے ہی ہیں، فرض حج تو ۱۱ سال قبل وہ ادا کر چکے ہیں، اور انہوں نے ابھی تک میرے روپئے نہیں دئے، اور جب جب ملاقات ہوتی ہے تو دو تین دن کا وعدہ کر دیتے ہیں، تو کیا ان کا حج اور دوسری عبادتیں قبول ہوں گی؟ ان میں کوئی نقص آئے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں نفل حج اور عمرہ کرنے سے زیادہ ضروری اور لازم اپنا قرض ادا کرنا ہے، اس کے باوجود کئے گئے حج اور عمرہ ادا ہو گئے، اور ان کا ثواب بھی ملے گا۔

﴿۱۶۳۳﴾ شوہر کی اجازت کے بغیر فرض حج کے لئے عورت کا جانا؟

سوال: ا۔ ایک عورت اپنے لڑکے کے ساتھ شوہر کی اجازت کے بغیر حج میں گئی، جاتے وقت بھی اس نے اپنے شوہر سے بات نہیں کی یہاں تک کہ ملاقات بھی نہیں کی۔اس عورت سے اس کا شوہر ناراض ہے تو کیا اس عورت کا حج ہوگا؟ اور لڑکا بھی اپنے والد سے نہیں ملا اور بات بھی نہیں کی تو کیا دونوں ماں بیٹے کا حج صحیح ہوا؟

۲۔ ایک عورت گھر میں اکیلی ہے اس کا شوہر سفر میں ہے، اور لڑکے کا خسر مرد کی غیر حاضری میں گھر میں رہتا ہو تو کیا پرایا مرد لڑکے کی ماں کے ساتھ رہ سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شوہر کا بیوی پر بہت حق ہے، اور بیوی کا بھی شوہر پر حق ہے جو بہتر اور خوش حال زندگی کے لئے دونوں فریق کو پورا پورا ادا کرنا چاہئے، عورت پر حج فرض ہے اور اس کے ساتھ اس کا لڑکا محرم بھی ساتھ ہے اور وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر فرض حج ادا کرنے کے لئے گئی تو اس کا اور اس کے لڑکے کا فرض حج ادا ہو جائے گا۔

۲۔عورت پر نامحرم سے پردہ ضروری ہے، اور لڑکے کا خسر یعنی اس عورت کا سمدھی اس عورت کے لئے محرم نہیں ہے اس لئے اس کے ساتھ بے پردگی کے ساتھ تنہا رہنا جائز نہیں ہے۔

﴿۱۶۳۴﴾ کیا حج میں جانے کے لئے شوہر کی اجازت ضروری ہے؟

سوال: ایک شخص ۱۴ سال سے گھر چھوڑ کر چلا گیا ہے، بہت تلاش کیا لیکن آج تک اس کا

کوئی سراغ نہیں ہے، خط وغیرہ کے ذریعہ بھی اس کی کوئی خبر نہیں ہے۔ اس کی تلاش میں آج تک پانچ ہزار روپے خرچ ہو گئے ہیں، لیکن وہ نہیں ملا۔

اس شخص کی ایک عورت اور ایک لڑکا ہے، اس عورت کا لڑکا اپنی والدہ کو حج میں ساتھ لے جانا چاہتا ہے، تو شوہر کی اجازت کے بغیر عورت اپنے لڑکے کے ساتھ حج میں جا سکتی ہے یا نہیں؟ شوہر کہاں ہے اس کا کسی کو کچھ علم نہیں ہے، تو اجازت بھی لیں تو کیسے لیں؟ عورت کی عمر ۶۰ سال ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... والدہ اپنے عاقل بالغ لڑکے کے ساتھ حج کے سفر میں جانا چاہے تو جا سکتی ہے۔ اور اگر عورت کا یہ حج فرض حج ہو تو اس میں شوہر کی اجازت ضروری نہیں، بغیر رضامندی کے بھی فرض حج کے لئے عورت جا سکتی ہے، اور اس صورت میں عورت گنہگار نہیں ہوگی۔ اور اگر نفل حج ہو تو اس کے لئے شوہر کی اجازت ضروری ہے، لیکن صورت مسئولہ میں شوہر لاپتہ ہے، اس لئے بغیر اجازت کے بھی جائے گی تو بھی حج ہو جائے گا، اور گنہگار نہیں ہوگی۔ (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۳۵﴾ کیا عورت تنہا حج کے لئے جا سکتی ہے؟

سوال: ایک عورت کا حج میں جانے کا پختہ ارادہ ہے، اس کے لڑکے افریقہ میں ہے، اس عورت کی عمر ۷۵ سال ہے، اور اس مہینہ میں وہ حج میں جانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو وہ عورت تنہا حج میں جا سکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں جا سکتی تو اس کے لئے ادائے حج کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ اس کے لڑکے نہیں آ سکتے ہیں، اور عورت کی عمر زیادہ ہے، اور ضعیف ہے، اور اس کے لڑکے اگر اسے وہاں نہ بلائیں تب بھی کسی بھی طرح یہ عورت اس سال حج میں جانا چاہتی ہے، تو کیا ایسی کبیر السن عورت کے لئے محرم کی ضرورت رہتی ہے؟ اگر یہ عورت تنہا

سفر حج میں جائے گی تو اس کا حج ادا ہوگا یا نہیں؟ اس کا فریضہ ادا ہوگا یا نہیں؟ ہر امر کا تفصیل سے جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......عورت جوان ہو یا کبیر السن بوڑھی ہو، محرم کے بغیر سفر کرنا جائز نہیں ہے، سخت گناہ ہوگا، اس لئے اگر گھر سے محرم نہ مل سکتا ہو، اور اس عورت پر حج فرض ہو تو زندگی کے اخیری ایام تک محرم کا انتظار کرے، اور اگر کوئی نہ ملے تو مرتے وقت حج بدل کی وصیت کر جائے۔ (شامی:۲)

﴿۱۶۳۶﴾ بغیر محرم حج کرنا؟

سوال: میں اور میری والدہ یہاں ساتھ میں آئے تھے، اس کے بعد میری والدہ انگلینڈ میں میرے ساتھ تھوڑی مدت ساتھ میں رہی، اب میری والدہ واپس مادر وطن انڈیا جانا چاہتی ہیں، تو میرا ارادہ یہ ہے کہ میں انہیں حج کے لئے ساتھ لے جاؤں، اور جدہ سے انہیں ہوائی جہاز میں بٹھا دوں، اور وہ انڈیا آ جائے، اور میں انگلینڈ چلا آؤں۔ اور میں انہیں گھر تک چھوڑنے نہیں جا سکتا، اس لئے کہ مجھے صرف چھ ہفتوں کی چھٹیاں ملتی ہیں، اس لئے میں اگر انہیں جدہ سے بٹھا دوں تو جائز ہے یا نہیں؟ شریعت مقدسہ اس مسئلہ میں کیا کہتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......کوئی بھی عورت جو اللہ اور رسول پر ایمان رکھتی ہو اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے محرم کے بغیر سفر کرے۔ لہذا صورت مسئولہ میں جدہ سے گھر تک کے سفر میں محرم ساتھ نہیں ہے، اس لئے اس طرح سفر کرنے سے سخت گناہ ہوگا۔

﴿۱۶۳۷﴾ ساس کا داماد کے ساتھ حج میں جانا؟

سوال: ساس اپنے داماد کو اپنے محرم کے طور پر سفر حج میں لے جانا چاہتی ہے، تو کیا داماد کا

محرم بن کر ساس کے ساتھ حج میں جانا جائز ہے؟ اور اگر خدانخواستہ راستہ میں ساس بیمار ہو جائے تو داماد ساس کو ہاتھ لگا سکتا ہے؟ یہاں ایک مولانا صاحب جائز کہتے ہیں، اور دوسرے مولانا ناجائز بتاتے ہیں (کہ یہ حرمت دائمی نہیں ہے) تو اس مسئلہ میں صحیح حکم کیا ہے؟ بتا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً... عورت کے ساتھ سفر حج میں محرم کا ہونا ضروری ہے، اور داماد ساس کے لئے محرم ہے، اس لئے داماد کے ساتھ ساس کا حج میں جانا جائز ہے، اور ضرورت کے وقت ہاتھ بھی لگا سکتا ہے، اس میں گناہ نہیں ہے۔

لیکن دونوں میں سے ایک نے بھی شہوت کے ساتھ دوسرے کو ہاتھ لگایا تو داماد کے لئے اس عورت کی لڑکی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی، اس لئے جوان ساس کے ساتھ داماد کا نہ جانا بہتر ہے۔ (شامی: ۱۱۹/۲، فتاویٰ دارالعلوم: ۵/۲: ۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۳۸﴾ لڑکوں کے ہوتے ہوئے اپنے داماد کے ساتھ حج میں جانا؟

سوال: ہمارے مرحوم چچا کے دو لڑکے حیات ہیں، ہماری چچی ان کے دو لڑکوں کو چھوڑ کر اپنی بیٹی اور داماد کے ساتھ حج میں جانا چاہتی ہے، تو لڑکوں کے ہوتے ہوئے داماد کے ساتھ حج میں جانا جائز ہے؟ حج قبول ہوگا یا نہیں ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... حج قبول کرنا یا نہ کرنا اللہ کے اختیار میں ہے، اس بارے میں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا کہ کس کا حج قبول ہوگا اور کس کا نہیں؟ لیکن عورت کے لئے بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ داماد محرم ہے اس لئے داماد کے ساتھ حج میں جانا جائز ہے۔ لیکن فتنہ کا زمانہ ہے، اس لئے اگر ساس جوان ہو تو داماد کے ساتھ سفر نہیں کرنا

چاہئے۔(شامی:۱) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۳۹﴾ بہو کا خسر کے ساتھ حج میں جانا؟

سوال: ایک عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے، اس کے شوہر کے والد ابھی بقید حیات ہیں، تو وہ اپنی بہو کو حج میں ساتھ لے جا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... خسر اپنی بہو کو حج میں ساتھ لے جانا چاہے تو محرم بن کر ساتھ میں لے جا سکتا ہے۔ خسر اپنی بہو کے لئے محرم ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۴۰﴾ والد اپنی نابالغ لڑکی کو اپنے ساتھ حج میں لے جا سکتا ہے؟

سوال: میری ایک دس سال کی لڑکی ہے، ہم نے اس کی منگنی کر دی ہے، لیکن شادی نہیں کروائی ہے، میں اس سال حج کے لئے جا رہا ہوں، تو اپنی اس بیٹی کو اپنے ساتھ لے جا سکتا ہوں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... والد اپنے ساتھ اپنی بالغ یا نابالغ لڑکی کو حج میں لے جا سکتا ہے، منگنی کی وجہ سے سسرال والوں سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔

﴿۱۶۴۱﴾ شیعہ بھائی کے ساتھ حج میں جانا جائز ہے؟

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک عورت حنفی اہل سنت والجماعت کے مسلک کی ہے، اس عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے، اور اس عورت پر حج فرض ہے، اور اس عورت کے چند لڑکے بھی ہیں، لیکن وہ لڑکے والدہ کو حج میں لے جانے کی استطاعت نہیں رکھتے، اور اس عورت کے بھائی، بہن حج میں جا رہے ہیں، تو یہ عورت اپنے بھائی کے ساتھ حج میں جانا چاہتی ہے، لیکن اس عورت کا بھائی شیعہ جعفری فرقہ کا ہے، تو حنفی سنی عورت کا اپنے شیعہ

جعفری بھائی کے ساتھ حج میں جانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عورت کے لئے حج کے سفر میں، محرم کا ہونا ضروری ہے، اور محرم بھی ایسا ہونا چاہئے کہ جس پر بھروسہ کیا جا سکے، اور محرم ایسا ہونا چاہئے جس کی حرمت ابدی ہو، کہ جس سے ہمیشہ ہر حال میں نکاح حرام ہو۔ (شامی: ۲/۱۴۷)۔

صورت مسئولہ میں عورت اپنے حقیقی بھائی کے ساتھ حج میں جانا چاہتی ہے، تو اگر بھائی ہر طرح سے قابل اطمینان ہو تو صرف شیعہ فرقہ کا ہونے کی وجہ سے غیر لائق نہیں سمجھا جائے گا، اس لئے اس کے ساتھ حج میں جانا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۴۲﴾ طواف کرتے وقت حجر اسود کو استلام کرنے کا طریقہ؟

سوال: طواف کرتے وقت حجر اسود کے بالکل مقابل آنے پر استلام کرنا ہے تو استلام کا طریقہ کیا ہے؟ اور طواف کرتے کرتے قرآن کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ طواف کرتے وقت کعبہ کی طرف نہیں دیکھنا چاہئے تو کیا یہ صحیح ہے؟ دوران طواف اپنے لئے اور بچوں کے لئے دعائیں مانگ سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... طواف کرتے وقت جب حجر اسود بالکل سامنے آجائے تو منہ اور سینہ حجر اسود کی طرف کر کے حجر اسود کا جس طرح آسانی سے بوسہ لیا جا سکے بوسہ لینا چاہئے اور اگر ازدحام سخت ہو تو اشارہ سے بوسہ لے لینا چاہئے، بوسہ لینے کے بعد فوراً وہیں سے دوسرا چکر شروع کر دینا چاہئے، طواف کرتے وقت کعبہ شریف کی طرف دیکھنا یا سینہ کرنا منع ہے، طواف کرتے وقت سنت دعائیں اور تیسرا کلمہ دل ہی دل میں پڑھتے رہنا چاہئے، اپنی زبان میں دعائیں بھی مانگ سکتے ہیں، دوسروں کو تکلیف ہو اتنی بلند آواز سے

دعا مانگنا یا قرآن کی تلاوت کرنا' اس وقت مکروہ ہے، آہستہ پڑھ سکتے ہیں۔

﴿۱۶۴۳﴾ رمی میں کنکر کا دائرہ میں گرنے کا یقین ہو جانا کافی ہے؟

سوال: ۱۰، ۱۱ اور ۱۲ ذی الحجہ کو رمی کا عمل ہے، تو حج بدل میں جانے والا رمی کے وقت کیا نیت کرے؟ اور کنکر مارنے میں ازدحام زیادہ ہو اور دیوار کے پاس پہنچنا ممکن نہ ہو تو ہمیں کیسے معلوم ہو کہ کنکر اس کے دائرہ میں برابر گرا یا باہر گرا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... دسویں ذی الحجہ کو ایک اور گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو تینوں شیطانوں کی رمی کرنی ضروری ہے، دیوار کے پاس پہنچنا ضروری نہیں ہے، دیوار سے پانچ سات فٹ یا زیادہ دوری سے بھی کنکر ماری جائے اور وہ کنکر نیچے دائرہ میں گر جائے یا دائرہ میں گرنے کا یقین ہو جائے تو رمی کا عمل صحیح ہو گیا، صرف وہم یا شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

باب العمرة

﴿۱۶۴۴﴾ کیا مکہ پہنچ کر عورت تنہا عمرہ کے لئے تنعیم جاسکتی ہے؟

سوال: ایک عورت اپنے بھائی کے ساتھ حج اورزیارت کے لئے مکہ مکرمہ گئی، اب مکہ مکرمہ جا کر عورت تنہا عمرہ کرنا چاہتی ہے تو کیا وہ عمرہ کرسکتی ہے یا نہیں؟ اگر تنہا عمرہ کرے گی تو گنہگار ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اول یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ عورت مکہ مکرمہ پہنچ کر اقامت کی نیت کر کے مقیم ہوئی ہے یا نہیں، اگر وہ مقیم ہوئی ہے اورتنہا عمرہ کرنا چاہے تو کر سکتی ہے، اس میں گناہ نہیں ہے، اس لئے کہ عمرہ کے احرام کے لئے ۴۸رمیل کا سفر نہیں کرنا پڑتا ہے۔ **و لا تسافر المرأة بغير محرم ثلثة ايام فما فوقها و اختلفت الروايات فيما دون ذلك قال ابو يوسفؒ اكره لها ان تسافر يوما بغير محرم و هكذا روى عن ابى حنيفةؒ** الخ ۔ (فتاویٰ ہندیہ:۳۶۶/۵)۔

لیکن اس کے باوجود نئی جگہ ہے اورفتنہ کا زمانہ ہے، اس لئے تنہا عمرہ کرنے سے محرم کے ساتھ عمرہ کرنا بہتر کہلائے گا۔ اوراگراس عورت نے ۱۵ر دن قیام کی نیت نہ کی ہو، اورابھی مسافرہی کے حکم میں ہوتو وہ عورت بغیر محرم کے عمرہ کے احرام کے لئے تنعیم نہیں جاسکتی، اگر جائے گی تو گنہگار کہلائے گی۔ حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ کوان کے بھائی کے ساتھ عمرہ کرنے کے لئے تنعیم بھیجا تھا جوحدیث سے صراحۃً ثابت ہے۔

حدثنا عبد الله بن مسلمة قال اخبرنا مالك عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير عن عائشة زوج النبى ﷺ قالت خرجنا مع النبى ﷺ فى حجة الوداع

فاهللنا بعمرة ثم قال النبی ﷺ من كان معه هدى فليهلل بالحج مع العمرة ثم لا يحل حتى يحل منهما جميعا فقدمت مكة و انا حائض و لم اطف بالبيت و لا بين الصفا و المروة فشكوت ذلك الى النبی ﷺ فقال انقضى رأسك و امتشطى و اهلى بالحج ودعى العمرة ففعلت فلما قضينا الحج ارسلنى النبی ﷺ مع عبد الرحمن بن ابى بكر الى التنعيم فاعتمرت الخ۔ (صحیح البخاری: ۲۱۱/۱، کتاب المناسک)۔

﴿۱۶۴۵﴾ عورت کا تنہا عمرہ کرنا؟

سوال: ایک عورت اپنے بھائی کے ساتھ حج اور زیارت کے لئے گئی، مکہ مکرمہ پہنچ کر وہ تنہا تنعیم عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے جاسکتی ہے اور تنہا عمرہ کرسکتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... بہتر یہ ہے کہ عورت عمرہ بھی اپنے محرم کے ساتھ کرے، جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو ان کے بھائی کے ساتھ تنعیم احرام باندھنے کے لئے بھیجا تھا، اور عمرہ کروایا تھا، البتہ عورت تنہا بھی تنعیم جا کر احرام باندھ لے گی تو بھی اس کا احرام اور عمرہ صحیح ہو جائے گا۔

قد اخرجه البخاریؒ فی حديث عائشةؓ انها قالت: فلما قضينا الحج ارسلنى النبی ﷺ مع عبد الرحمن بن ابى بكر الى التنعيم فاعتمرت الخ (بخاری شریف: ۲۱۱/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۴۶﴾ چچا کے ساتھ عمرہ میں جانا؟

سوال: میں نفیسہ اسماعیل سوڈا والا عمرہ کے لئے جانا چاہتی ہوں۔ میرے حقیقی چچا اور چچی بھی عمرہ میں جارہے ہیں، تو میرے چچا میرے محرم ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ میں ان کے ساتھ

عمرہ کے لئے جاسکتی ہوں؟ میری بیٹی فرحانہ بھی میرے ساتھ عمرہ میں آنا چاہتی ہے، تو میرے چچا جو میری بیٹی کے نانا بھی ہوتے ہیں وہ میری بیٹی کے بھی محرم بن سکتے ہیں یا نہیں؟ میں اور میری بیٹی ان کے ساتھ عمرہ کے لئے جاسکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... حقیقی والد کا حقیقی بھائی حقیقی چچا ہوتا ہے، ایسے چچا کے ساتھ بھتیجی کا سفر کرنا جائز ہے، حقیقی چچا بھتیجی کے لئے محرم ہے اور بھتیجی کی اولاد کے لئے بھی محرم ہے اس لئے آپ اور آپ کی مذکورہ بیٹی چچا کے ساتھ عمرہ میں جاسکتی ہیں۔

﴿۱۶۴۷﴾ حج کے لئے جانے والوں کا کثرت سے عمرہ کرنا کیسا ہے؟

سوال: جو لوگ حج کے لئے انڈیا سے جاتے ہیں، وہ عمرہ کا احرام باندھ کر جاتے ہیں، اور عمرہ کے ارکان، طواف، سعی، حلق ادا کر کے احرام کھول ڈالتے ہیں، اور حلال ہو جاتے ہیں، ان میں سے بہت سے لوگ حج کے ایام شروع ہونے سے قبل پھر دوبارہ عمرہ کرتے ہیں، مسجد عائشہ جا کر احرام باندھتے ہیں اور کثرت سے عمرہ کرتے ہیں، تو اس طرح حج کے لئے جاتے ہوئے حج سے پہلے بار بار عمرہ کرنے کا کیا مسئلہ ہے؟ مرحومین کی طرف سے عمرہ کرنا جائز ہے؟ اور زندوں کی طرف سے عمرہ کر سکتے ہیں؟ تفصیل بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... عمرہ کے لئے کوئی خاص وقت متعین نہیں ہے، صرف ایام حج کے جو پانچ دن ہیں ان میں عمرہ کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔ **و وقتها جميع السنة الا خمسة ايام تكره فيها العمرة لغير القارن۔** کذا فی فتاویٰ قاضی خان (فتاویٰ عالمگیری: ۱/۲۳۷)۔ اور رمضان کے مہینہ میں عمرہ کرنا افضل ہے۔

و ندبت في رمضان۔۔۔ ثم الندب باعتبار الزمان لانها باعتبار ذاتها سنة

مؤكدة او واجبة كما مر اى انها فيه افضل منها فى غيره۔ (شامی:۳/۴۷۷، مکتبہ زکریا دیوبند)۔

اپنے لئے یا مرحومین یا زندوں کے ایصال ثواب کے لئے بھی عمرہ کرنا جائز ہے۔ اشہر حج میں حج کے ارادہ سے جانے والے حضرات کے لئے تمتع یا قران کا ایک عمرہ کرنا درست ہے، ان دنوں میں بار بار عمرہ نہیں کرنا چاہئے، جیسا کہ شرح زبدہ ص: ۲۵۴ پر لکھا ہے: مکہ والے اور جو لوگ مکہ والوں کے حکم میں ہیں اور جو اشہر حج سے قبل مکہ پہنچ چکے ہیں، اگر وہ اس سال حج کا ارادہ رکھتے ہیں تو ان کے لئے ان مہینوں میں عمرہ کرنا مکروہ ہے۔

تنبيه: يزاد على الايام الخمسة ما فى اللباب وغيره من كراهته فعلها فى اشهر الحج لاهل المكة و من بمعناهم اى من المقيمين و من فى داخل الميقات لان الغالب عليهم ان يحجوا فى سنتهم فيكونوا متمتعين و هم عن التمتع ممنوعون و الا فلا منع للمكى عن العمرة المفردة فى اشهر الحج اذا لم يحج فى تلك السنة و من خالف فعليه البيان شرح اللباب و مثله فى البحر و هو رد على ما اختاره فى الفتح من كراهتها للمكى و ان لم يحج و نقل عن القاضى عميد فى شرح المنسك ان ما فى الفتح قال العلامة القاسم انه ليس بمذهب لعلمائنا و لا للائمة الاربعة و لا خلاف فى عدم كراهتها لاهل مكة ۔(شامی: ۳/۴۷۷ مکتبہ زکریا دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

باب حج عن الغیر

﴿۱۶۴۸﴾ حج بدل کی وصیت متروکہ مال کے ثلث میں نافذ ہوگی؟

سوال: میری والدہ کو حج کرنے کی بڑی تمنا تھی، اور اس کے لئے تین سال تک حج کی ٹکٹ کے لئے روپئے بھی جمع کروائے تھے، لیکن ۱۹۷۳ء میں ان کی ٹکٹ بک ہوئی، لیکن کم نصیبی سے وہ بیمار ہو گئیں، اور کچھ دن بعد ان کا انتقال ہو گیا، مرتے وقت انہوں نے وصیت کی کہ میرے روپیوں سے حج کروایا جائے۔

ہم تین بھائی ہیں، اور تینوں جدا رہتے ہیں، ہم پر حج فرض نہیں ہے، میں ان کا بڑا لڑکا ہوں، میں ان کی طرف سے حج ادا کروں تو ان کا حج ادا ہو جائے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... والدہ کی وصیت کے مطابق والدہ کے متروکہ مال کے ثلث سے حج بدل کروایا جا سکتا ہو تو وارثین پر واجب ہے کہ مرحوم کی وصیت پوری کریں، اور کسی کو حج بدل کے لئے بھیجیں۔ ماں کے حج بدل کے لئے لڑکا کہ جس نے ابھی تک حج نہیں کیا ہے، اور اس پر حج فرض نہیں ہے، جانا چاہے تو جا سکتا ہے۔ اور صحیح قول کے مطابق والدہ کی طرف سے حج بھی ادا ہو جائے گا۔ (شامی: ۲/۲۳۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۴۹﴾ مرحومہ کا لڑکا حج بدل کر سکتا ہے؟

سوال: میری والدہ کی حج کرنے کی بہت تمنا تھی، لیکن حج کرنے سے پہلے انتقال ہو گیا، تو میں یعنی مرحومہ کا بڑا بیٹا ان کی طرف سے حج کروں تو میری والدہ کی طرف سے حج کا فریضہ ادا ہو گا یا نہیں؟ اور ان کی طرف سے یہ حج قبول ہو گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں لڑکے کا اپنی والدہ کی طرف سے

حج کرنے کی صورت میں والدہ کو حج کا ثواب مل جائے گا، اوران کا فرض حج بھی ادا ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۵۰﴾ حج بدل کہاں سے کیا جائے؟

سوال: میں اپنے شوہر کی طرف سے حج بدل کرنا چاہتی ہوں، میرے شوہر کا انتقال مڈاگاسکر میں ہوا تھا، میرا وطن انڈیا ہے، اور میں اپنے لڑکوں کے ساتھ ۹، ۱۰ سال سے انگلینڈ میں رہتی ہوں، تو مجھے اپنے شوہر کی طرف سے کہاں سے حج بدل کرنا چاہئے؟ مڈاگاسکر سے؟ انگلینڈ سے؟ یا انڈیا سے؟ مڈاگاسکر میں میرا کوئی محرم نہیں ہے، تو میرے لئے شرعی مسئلہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... عورت اپنے شوہر کی طرف سے حج بدل کرنا چاہے تو کر سکتی ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے، لیکن عورت کے لئے حج کے سفر میں محرم کا ساتھ میں ہونا ضروری ہے، بغیر محرم کے تنہا سفر کرنا جائز نہیں ہے، حرام ہے۔ صورت مسؤلہ میں آپ تینوں جگہوں میں سے جس جگہ سے چاہیں حج بدل کے لئے جا سکتی ہیں، اس میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ (شامی، وغیرہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۵۱﴾ حج بدل کہاں سے کروائے؟

سوال: میری والدہ کا انتقال ہندوستان میں ہوا تھا، اور میں اپنی والدہ کی طرف سے حج بدل کروانا چاہتا ہوں، تو کیا ہندوستان ہی سے کسی کو حج بدل میں بھیجنا ضروری ہے؟ یا کسی بھی ملک سے حج بدل کے لئے بھیج سکتا ہوں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... مرحومہ پر حج فرض ہو، اورانہوں نے حج بدل کی وصیت

کی ہو، اور ان کے روپیوں سے حج بدل کیا جا رہا ہو، تو ان کے وطن سے حج بدل کروانا ضروری ہے، شرح زبدہ میں اس کی صراحت موجود ہے، اور اگر صرف ثواب کی نیت سے نفل حج کرایا جائے یا وصیت کے وقت دوسری جگہ سے حج میں بھیجنے کی اجازت دی ہو تو دوسرے ملک سے بھی حج بدل میں بھیجنا درست ہے۔

﴿۱۶۵۲﴾ عورت کے حج بدل میں مرد کو بھیجنا؟

سوال: عورت کے حج بدل میں عورت کو بھیجنا ضروری ہے یا (عورت کی طرف سے) مرد کو حج بدل میں بھیج سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... عورت کے حج بدل میں مرد اور مرد کے حج بدل میں عورت کو بھیجنا جائز ہے، اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۵۳﴾ عورت کے حج بدل میں مرد کو بھیجنا؟

سوال: میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے، میں میری والدہ کے حج بدل میں کسی مرد کو بھیجوں تو یہ درست ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... عورت کے حج بدل میں مرد اور مرد کے حج بدل میں عورت کو بھیجنا درست ہے۔ اس لئے صورت مسئولہ میں والدہ کے حج بدل میں کسی مرد کو بھیجنا درست ہے۔

﴿۱۶۵۴﴾ حج بدل میں اپنے شوہر یا لڑکوں کو بھیج سکتے ہیں؟

سوال: ایک عورت کی عمر اندازاً ۶۵ سال کی ہے، اور وہ صاحب استطاعت ہے، یعنی ان پر حج فرض ہے، لیکن وہ ایک پیر سے معذور ہے، چند سال پہلے ان کے ایک پیر کا آپریشن

ہوا تھا، جس کی وجہ سے وہ لنگڑاتے ہوئے چلتی ہے، نیز پیروں میں ورم کی بیماری ہے، اس لئے چلنے میں بہت تکلیف ہوتی ہے، دوا لینے پر وقتی طور پر فائدہ ہوتا ہے، اور پانچ سات منٹ چل سکتی ہے، اور زیادہ دور آنے جانے کے لئے سواری کی ضرورت پڑتی ہے، نیز بدن کا زیادہ وزن اور بڑھاپے کی وجہ سے مجمع میں ارکانِ حج ادا کرنے کی ہمت نہیں ہے، ان حالات میں اگر وہ خود حج کرنے کے لئے نہ جائے اور ان کے دولڑکے یا شوہر یا لڑکوں میں سے کسی ایک کو (جو مالدار نہیں ہے، اور جنہوں نے ابھی تک حج نہیں کیا ہے) حج بدل کے لئے بھیجنا چاہے تو بھیج سکتی ہے؟ حج بدل کی وجہ سے اس کے ذمہ سے فریضہ ساقط ہوگا؟ یا اس کے لئے خود حج کرنے کے لئے جانا فرض ہے؟ یا اگر وہ خود حج نہ کرے اور نہ حج بدل کروائے اور مرتے وقت وصیت کر جائے تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں یہ عورت بیماری، کمزوری اور بڑھاپے کی وجہ سے خود حج کرنے کے لئے نہ جا سکتی ہو، تو حج بدل کے لئے کسی کو اپنی طرف سے بھیج سکتی ہے، اس سے اس کے ذمہ سے فریضہ ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر حج بدل کے لئے کوئی نہ ملے، یا حج نہ کروا سکے، تو مرتے وقت وصیت کرنا واجب ہے، اپنے شوہر یا لڑکوں میں سے کسی کو بھی حج بدل کے لئے بھیج سکتی ہے، اور ان کے حج بدل کی نیت سے حج کرنے پر اس عورت کی طرف سے حج ادا ہو جائے گا، بہتر یہ ہے کہ ایسے شخص کو حج بدل کے لئے بھیجیں جو اس سے قبل اپنا فرض حج ادا کر چکا ہو۔ (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۱۶۵۵﴾ حج بدل میں جانے والا قران یا تمتع کی نیت کر سکتا ہے؟

سوال: (۱) حج بدل میں جانے والا رمضان سے پہلے مکہ چلا جائے، اور میقات سے احرام

باندھ کر مکہ جا کر عمرہ ادا کر کے حلال ہو جائے، بعد میں مکہ میں رہے یا مدینہ میں، پھر حج کے زمانہ میں دوبارہ احرام باندھ کر حج ادا کرے تو جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اور اگر حج بدل میں جانے والا شوال یا ذی القعدہ کے مہینہ میں جائے اور مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق عمل کرے تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حج بدل میں جانے والا صرف افراد کا ہی احرام باندھ سکتا ہے، اور اگر بھیجنے والے نے قران کی اجازت دی ہو تو قران بھی کر سکتا ہے، لیکن قران کی قربانی اپنے روپیوں سے کرنی ہوگی، اور حج بدل میں جانے والا احوط قول کے مطابق تمتع نہیں کر سکتا۔ (معلم الحجاج، زبدۃ المناسک) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۵۶﴾ حج بدل میں قران یا تمتع کی نیت کر سکتے ہیں؟

سوال: میرے والدین کا انتقال ہو چکا ہے، میں ان کی طرف سے حج بدل میں کسی کو بھیجنا چاہتا ہوں، تو تمتع کے لئے بھیجوں یا قران کے لئے؟ اور جس کو حج میں بھیجوں وہ احرام باندھنے میں نیت کس کی کرے؟ مکہ پہنچ کر عمرہ کرتے وقت حج بدل کی نیت کرے یا کوئی اور نیت کرے؟ اور اگر قران کرے تو کیا نیت کرے اور حج کے وقت پھر کیا نیت کرے؟ قران میں قربانی ہے یا نہیں؟ تمتع میں دم شکر واجب ہوتا ہے تو اپنے روپیہ سے کرے یا بھیجنے والے کے روپیہ سے کرے؟ مکمل تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اول تو یہ جاننا ضروری ہے کہ والدین پر حج فرض تھا یا نہیں اگر والدین پر حج فرض تھا اور وہ اپنی حیات میں حج ادا نہ کر سکے اور حج بدل کی وصیت کر گئے ہیں اور کچھ روپئے اس کے لئے چھوڑ گئے ہیں تو جان لینا چاہئے کہ حج بدل کے صحیح

ہونے کے لئے بیس شرطیں ہیں جو پوری تفصیل کے ساتھ '**معلم الحجاج**' نامی کتاب میں مذکور ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ والدین پر حج فرض نہیں تھا لیکن اب لڑکا اپنے والدین کی طرف سے حج کروانا چاہتا ہے تو قران یا تمتع یا افراد جو چاہے کروا سکتا ہے۔ احرام باندھتے وقت جس کی طرف سے حج کر رہا ہے اس کا نام لے کر اس کی طرف سے احرام باندھے اور ایک مرتبہ لبیک بھی اس کی طرف سے پڑھیں، ہر عمل کے شروع میں جس کی طرف سے حج بدل کی جا رہی ہے اس کا نام لینا ضروری نہیں ہے۔

قران اور تمتع میں دو عبادتیں ایک سفر میں کر کے فائدہ اٹھایا ہے اس لئے قربانی واجب ہوگی جو حج کرنے والے کے خود کے ذمہ ہے اگر حج کروانے والا اپنی طرف سے قربانی کے روپئے بھی دے تو بھی کچھ حرج نہیں یہ بھی جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۵۷﴾ حج بدل میں کہاں سے بھیجنا چاہئے؟ ایک تفصیلی فتویٰ

سوال: ایک شخص اپنا فرض حج ادا کرنے کے لئے اپنی والدہ کے ساتھ جا رہے ہیں، اور وہ کہتے ہیں کہ میرے مرحوم والد نے حج نہیں کیا تھا، اس لئے میں اپنے حج کے ساتھ ان کے حج بدل کی بھی نیت کر کے ان کا بھی حج کرلوں گا، ہم نے کہا کہ اس طرح دو افراد کی طرف سے ایک حج کافی نہیں ہوتا، آپ تو آپ ہی کا حج کرو گے، والد کے حج بدل کے لئے یہاں بنکاک سے پورے خرچ کے ساتھ ایک شخص کو لے جانا چاہئے یا بھیجنا چاہئے جس نے اول اپنا حج کرلیا ہو، اور حج کے ارکان، احکام اور مناسک سے واقف ہو، ان کا کہنا ہے کہ اس طرح تو خرچ بہت زیادہ ہو جائے گا، میں جدہ سے کسی کو اس کے لئے راضی کرلوں گا، تو ہم

نے کہا کہ ایسا درست نہیں ہے، آپ کے والد یہاں رہتے تھے، اور یہیں سے حج کے لئے جانے کا ارادہ رکھتے تھے، ان کی جائداد، ملکیت سب یہیں ہے، اس لئے یہیں سے ان کے حج بدل میں کسی کو بھیجنا چاہئے، تو انہوں نے کہا کہ شافعی لوگ وہاں سے کسی مقامی شخص کو اس کے لئے راضی کر لیتے ہیں، ایسا میں بھی کرلوں گا۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ حج بدل کے لئے کہاں سے بھیجا جائے؟ اور کسے بھیجا جائے؟ نیز احرام کی نیت کیا ہونی چاہئے؟ اور کیا اس بھائی کا اپنے فرض حج میں حج بدل کی بھی نیت کرلینا درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اس بھائی کا اپنے فرض حج میں اپنے والد کے حج بدل کی بھی نیت کرلینا صحیح نہیں ہے، ان کا اپنا فرض حج تو ادا ہو جائے گا، لیکن والد کے ذمہ جو حج کا فریضہ تھا وہ باقی ہی رہے گا۔ حج بدل میں کسی ایسے شخص کو بھیجنا بہتر ہے جس نے پہلے حج کیا ہو، اور حج کے مسائل سے واقف ہو۔

حج بدل کی تین شرطیں ہیں:

(۱) مرحوم پر حج فرض ہو، اور کسی وجہ سے وہ ادا نہ کر سکے ہوں، (۲) اور مرحوم نے وصیت کی ہو کہ اس کے مال سے اس کا حج بدل کروایا جائے، اور مرحوم کے متروکہ مال کے ایک ثلث سے حج کا آنے جانے کا خرچ پورا ہو سکتا ہو، تو حج بدل کروانا ضروری ہے۔

اور حج بدل کے صحیح ہونے کے لئے بیس (۲۰) شرائط ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرحوم نے اتنا مال چھوڑا ہو کہ اس کے ایک ثلث سے مرحوم کے وطن اصلی یا وطن اقامت سے حج بدل میں بھیجنے کا خرچ نکل سکے، اگر ایک ثلث سے خرچ نہ نکل سکتا ہو تو کم از کم میقات سے حج کرنے کا خرچ نکل سکے۔ اگر اتنے بھی روپئے نہ چھوڑے ہوں تو پھر وصیت باطل ہو جائے گی، اور مرحوم کا فرض ادا نہیں ہوگا۔ نیز ایک شرط یہ بھی ہے کہ حج بدل

کرنے والا صرف اس وصیت کرنے والے کی طرف سے ہی حج بدل کرے، اور اس نیت میں اپنے آپ کو یا کسی اور کے حج بدل کو شامل نہ کرے۔ اگر ایک حج میں دو حج کی نیت شامل کرے گا جیسا کہ سوال میں لکھا ہے تو مرحوم کا فرض حج ادا نہیں ہوگا۔ یہ شرائط اس وقت ہیں جب کہ مرحوم نے اپنے مال سے حج بدل کرانے کی وصیت کی ہو۔

اور اگر مرحوم پر حج فرض ہو، لیکن اس نے مرتے وقت وصیت نہ کی ہو، یا متروکہ مال کے ایک ثلث سے حج بدل کا خرچ نہ نکل سکتا ہو، اور کوئی وارث یا کوئی شخص اس کا حج بدل اپنے روپیوں سے کروائے، تو اس صورت میں وہ جدہ سے (میقات کے باہر سے) کسی شخص کو حج بدل کا احرام پہنا کر مرحوم کی طرف سے حج کروائے تو امید ہے کہ مرحوم کا فرض حج ادا ہو جائے گا۔

مرحوم پر حج فرض ہو، اور مال بھی چھوڑا ہو، لیکن حج بدل کی وصیت نہ کی ہو، تو ورثاء میں سب بالغ ہوں، اور ورثاء متروکہ مال سے مرحوم کا حج بدل کروانا چاہیں یا کوئی ایک وارث اپنے روپیوں سے مندرجہ بالا طریقہ سے حج بدل کروانا چاہے تو کر سکتا ہے، اس صورت میں ورثاء پر حج بدل کروانا ضروری نہیں ہے، البتہ مال چھوڑا ہو تو حج بدل کرا دینا بہتر ہے، تا کہ مرحوم ترک فرض کے گناہ سے سبکدوش ہو سکے۔

حج بدل میں حج افراد کی نیت کرنی چاہئے، روپئے دینے والا قران کی اجازت دے تو قران بھی کر سکتے ہیں، البتہ قران کی قربانی حج بدل کرنے والے کو اپنے مال سے کرنی ہوگی۔ اور حج بدل میں جانے والا تمتع نہیں کر سکتا، روپئے دینے والے کی اجازت ہو تب بھی تمتع جائز نہیں ہے۔ حنفی کا حج بدل شافعی سے بھی کروا سکتے ہیں، لیکن بہتر یہ ہے کہ حنفی کا حج بدل حنفی ہی کرے، خلاصہ یہ کہ مرنے والے کی حج بدل اس کی وصیت سے اس کے روپیوں سے کرنے

کی صورت میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ نیز جس پر حج فرض ہو لیکن اس نے وصیت نہیں کی البتہ اس کے ورثاء یا کوئی رشتہ دار اس کی طرف سے حج بدل کروارہا ہو تو اس میں بھی حج بدل کے لئے بھیجنے والے کے فرامین کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اور کسی کے طرف سے نفل حج کرنا اس میں فرض حج جتنی قیود نہیں ہے، وہ صرف ایصال ثواب کی حیثیت رکھتا ہے۔

﴿۱۶۵۸﴾ جس پر حج فرض ہوا سے حج بدل میں بھیجنا کیسا ہے؟

سوال: حج بدل میں کیسے شخص کو بھیجنا چاہئے؟ مالدار شخص جس پر حج فرض ہے، لیکن اس نے اپنا فرض حج ادا نہیں کیا اسے حج بدل کے لئے بھیجنا کیسا ہے؟ اور کسی غریب شخص کو جس نے ابھی تک حج ادا نہیں کیا، اور نہ ہی اس پر حج فرض ہے ایسے شخص کو حج بدل میں بھیجنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حج بدل میں ایسے شخص کو بھیجنا بہتر ہے جو اپنا حج ادا کر چکا ہو۔ (شامی:۲) اور ایسے شخص کو حج بدل میں بھیجنا جس پر حج فرض ہو، اور اس نے اپنا فرض حج ابھی تک ادا نہ کیا ہو تو مفتیٰ بہ قول کے مطابق مکروہ ہے، البتہ بھیجنے والے کا حج بدل ادا ہو جائے گا۔ (شامی:۲۴۱)

﴿۱۶۵۹﴾ حج بدل کے روپیوں سے کیا کیا ضرورتیں پوری کی جاسکتی ہیں؟

سوال: مجھے ایک شخص حج بدل کیلئے بھیج رہا ہے، اور اس نے اس کے لئے مجھے روپئے بھی دئے ہیں، میں ان روپیوں سے کیا کیا خرچ کرسکتا ہوں؟ کیا اس میں سے خیرات کرسکتا ہوں؟ مکہ میں کسی کی دعوت یا مہمانی کرسکتا ہوں؟ اپنی ضروریات کی چیزیں خرید سکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......ان روپیوں کو آپ اپنے کھانے پینے اور قیام اور سواری کی ضرورتوں میں اوسط درجہ خرچ کر سکتے ہیں۔ سوال میں مذکورہ امور میں ان روپیوں کو خرچ

کرنا جائز نہیں ہے، اگر ان ضرورتوں میں خرچ کرو گے تو اتنے روپیوں کا لوٹانا واجب ہوگا۔

﴿۱۶۶۰﴾ وصیت کے بغیر کیا جانے والا حج بدل نفل شمار ہوگا؟

سوال: بغیر وصیت کے مرحوم کے حج بدل میں کسی کو بھیجنا کیسا ہے؟ اور یہ حج کونسا کہلائے گا؟ فرض حج یا نفل حج ہوگا؟ جانے والے کے لئے کن شرائط کی پابندی کرنا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً.... مرحوم نے مرتے وقت حج بدل کی وصیت نہیں کی، یا مرحوم پر حج فرض ہی نہیں تھا، اس کے ورثاء یا متعلقین اپنی خوش دلی سے حج بدل کروا رہے ہیں، تو یہ حج نفل کہلائے گا، اور نفل کا ثواب ملے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۶۱﴾ حج بدل میں جانے والے کے لئے کن کن شرائط کی پابندی ضروری ہے؟

سوال: ایک شخص کا چند سال قبل انتقال ہوگیا، اس نے مرتے وقت حج بدل وغیرہ کی کوئی وصیت نہیں کی تھی، مرحوم کے بھائی کو اللہ تعالیٰ نے بہت مال و دولت سے نوازا ہے، تو مرحوم کے بھائی اپنے مرحوم بھائی کی طرف سے حج بدل کے لئے جانا چاہتے ہیں، تو ان کے لئے کن کن شرائط کی پابندی ضروری ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مرحوم کی طرف سے حج بدل کرنا جائز ہے، اور اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے مطابق اس سے مرحوم کو ثواب بھی ملے گا، اور حج کرانے والے کو بھی ثواب ملے گا۔ اگر انہوں نے مرتے وقت وصیت کی ہو تو ان کے متروکہ مال کے ایک ثلث سے ان کی وصیت کے مطابق حج بدل کروانا واجب ہے۔

اگر وصیت نہیں کی تھی، تو ان کی طرف سے حج بدل کرنا نفل کہلائے گا، اور نفل حج بدل میں جانے والے کے لئے تین شرائط ہیں۔ (۱) مسلمان ہونا (۲) عاقل ہونا (۳) بالغ ہونا۔

اور فرض حج بدل میں جانے والے کے لئے کل ۲۰ شرائط کی پابندی ضروری ہے۔

﴿۱۶۶۲﴾ کیا مرد کے حج بدل میں عورت جاسکتی ہے؟

سوال: مرد کے حج بدل میں عورت جاسکتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مرد کے حج بدل میں عورت کا جانا اور عورت کے حج بدل میں مرد کا جانا جائز ہے، اس سے حج بدل ادا ہو جائے گا، البتہ عورت کے ساتھ سفر میں محرم کا ہونا ضروری ہے، اور ایسے شخص کو حج بدل میں بھیجنا جو اول اپنا فرض حج ادا کر چکا ہو بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۶۳﴾ جس سال وصیت کی ہو اسی سال حج کروانا ضروری ہے؟

سوال: ہماری والدہ سات سال بیمار رہیں، اور اس سال ان کا انتقال ہو گیا ہے، جب وہ بیمار تھیں تو میرے بھائی ویسٹ انڈیز سے ان کی خبر گیری کے لئے آئے، اس وقت ماں نے ان کو ان کے انتقال کے بعد حج بدل کی وصیت کی تھی، اور وصیت کے مطابق بھائی ماں کا حج بدل کروانا چاہتے ہیں، تو پوچھنا یہ ہے کہ اسی سال حج بدل کروانا ضروری ہے؟ یا بعد میں کسی بھی سال حج بدل کرواسکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مرنے والے کی وصیت کا اس کے متروکہ مال کے ایک ثلث سے پورا کرنا واجب اور ضروری ہے، اور ہر واجب امر اپنے ذمہ سے جتنا جلد ہو سکے پورا کر کے ذمہ داری سے سبکدوش ہو جانا چاہئے۔ البتہ کسی وجہ سے جلد پورا نہ کر سکیں تو مرنے سے پہلے پہلے تک ادا کر کے اس ذمہ داری سے نجات پاسکتے ہیں، لہذا آئندہ سال کسی کو حج بدل کے لئے بھیجنا چاہو تو یہ بھی درست ہے۔

﴿۱۶۶۴﴾ وقف رقم سے حج بدل کروایا تو کیا حج صحیح ہوگا؟

سوال: ہمارے محلّہ میں ایک شخص کا انتقال ہوگیا، اس نے اپنے مرنے سے پہلے اپنی ایک زمین محلّہ کی مسجد کو وقف کر دی تھی۔ چند سالوں بعد اس کی اہلیہ کا بھی انتقال ہوگیا، ان دونوں کی کوئی اولاد نہیں تھی، مرحومہ نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ وہ زمین جو اس کے شوہر نے مسجد کو وقف کی ہے، اس کی آمدنی سے مرحومہ کے انتقال کے بعد اس کا حج بدل کروایا جائے۔ تو اس کے انتقال کے بعد مسجد کی انتظامیہ کمیٹی نے مشورہ سے یہ طے کیا کہ مرحومہ کی وصیت کے مطابق ان کے بھانجے کو حج بدل میں بھیجا جائے، اور اس کے لئے بھانجے کو پندرہ (۱۵،۰۰۰) ہزار کی رقم بھی دے دی، اور بھانجے سے حج کروایا۔

اس تفصیل کے ذیل میں کچھ سوالات کے جوابات کے متمنی ہیں، سوالات یہ ہیں کہ

(۱) جب مرحوم نے زمین مسجد میں وقف دے دی تھی، تو اس کی مالک مسجد ہوگئی، اور مسجد اس کا انتظام سنبھالتی تھی، اور سنبھالتی ہے، تو اس زمین میں مرحومہ کا کوئی حق اور حصہ لگتا ہے؟ کیا مرحومہ کو اس مال سے وصیت کرنے کا حق باقی رہتا ہے؟

(۲) اگر مرحومہ کو یہ حق نہیں ہے، تو کیا مرحومہ کے بھانجے کو حج بدل کے روپئے دینا جائز ہے؟ کیا مسجد کے ذمہ داروں کے لئے مرحومہ کے حج بدل میں روپئے دینا جائز ہے؟

(۳) دونوں صورتوں میں اگر حج بدل کے لئے روپئے دینا جائز نہ ہو تو کیا پندرہ ہزار (۱۵،۰۰۰ ہزار) کی رقم حج کرنے والے کے پاس سے وصول کرنی چاہئے؟ یا مسجد کے ذمہ داروں کے پاس سے وصول کرنی چاہئے؟

(۴) جب پہلی مرتبہ یہ بات کمیٹی میں آئی تو ایک بھائی نے یہ مشورہ دیا کہ اس مسئلہ کا جواب

مفتی صاحب سے پوچھ لیں، لیکن مفتی صاحب سے جواب پوچھے بغیر کچھ لوگوں کے کہنے پر حج بدل کے روپئے دے دئے۔

اس صورت میں حج کرنے والا روپئے دینے سے انکار کرے تو مسجد کے ذمہ داروں کو وہ رقم ادا کرنی ضروری ہے یا نہیں؟ اور اگر کوئی بھی شخص روپئے واپس لوٹانے کے لئے رضا مند نہ ہو تو گنہگار کون ہوگا؟ کیا ایسے روپیوں سے کیا ہوا حج صحیح کہلائے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......زمین مالک نے خوش دلی سے اپنی زمین مسجد میں وقف کردی تھی، اور قبضہ بھی کروایا تھا، لہذا اس زمین پر سے اس کی ملکیت ختم ہوگئی اور وہ زمین اب مسجد کی ہوگئی، اور اس کی آمدنی واقف نے جن مقاصد میں خرچ کرنے کی ہدایت دی ہو، انہی کار خیر میں خرچ کرنا ضروری ہے۔

فاذا تم و لزم لا يملك و لا يملك و لا يعار ولا يرهن۔ (درمختار:۳۸۷/۳) **شرط الواقف كنص الشارع** ۔(درمختار۳۹۶/۳)۔

مرحومہ نے خود حج نہ کیا ہو، اور ان کے ذمہ حج کا فریضہ باقی ہو تو ان پر حج بدل کی وصیت کرنا ضروری ہے، لیکن اس کے لئے مرحومہ کے پاس حج بدل کروا سکے اتنے روپیوں ہونا ضروری ہے۔**فيجب الايصاء ان منع المرض، و خوف الطريق او لم يوجد زوج، و لامحرم۔**(۱۳۵/۲)۔

مرحوم نے جو زمین وقف کی تھی اس میں اس کی عورت کا کوئی حق نہیں ہے، لہذا اس زمین کی آمدنی کے روپیوں سے حج بدل کروانے کی وصیت کرنا معتبر نہیں ہے، اور وقف کی آمدنی سے حج بدل کروانا صحیح نہیں ہے، متولی یا انتظامیہ کمیٹی کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ واقف کی شرط

کے خلاف وقف کی آمدنی میں تصرف کرے، کمیٹی کے لوگوں نے وقف کے مقصد کے خلاف اجازت دی، یہ جائز نہیں ہے۔اس رقم کی ذمہ داری کمیٹی کے ممبران پر ہے اور اجازت دینے والے ضامن ہوں گے۔اب یہ لوگ چاہیں تو حج بدل کرنے والے کے پاس سے یہ روپئے وصول کر سکتے ہیں،لیکن رقم ان لوگوں کو مسجد میں جمع کروانی پڑے گی۔ (شامی:۳/۴۰۰)۔

قرآن شریف میں صاف الفاظ میں فرمایا گیا ہے:**فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون۔** "اگرتم نہ جانتے ہوتو جاننے والوں سے پوچھ لو"۔اس لئے اگر رقم دینے سے قبل مسئلہ معلوم کرلیا ہوتا تو یہ نوبت نہ آتی،اگر حج کرنے والا روپئے دینے سے انکار کرے تو چونکہ وقف کے مقصد کے خلاف روپئے دئے گئے ہیں لہذا جن لوگوں نے اجازت دی ہے انہیں ادا کرنے پڑیں گے۔(امدادالفتاوی:۲/۵۰۲)۔

اس رقم سے ادا کیا گیا حج تو صحیح ہوگیا،اس لئے کہ مفسد حج امور میں سے کوئی امر پیش نہیں آیا،لیکن وقف کے روپیوں سے حج کرنے کی وجہ سے مقبول نہیں کہلائے گا،اورکوئی ثواب نہیں ملے گا۔ فقط واللہ اعلم

﴿۱۶۶۵﴾ سعودی عرب کے کسی مقامی شخص سے ہندوستانی کا حج بدل کروانا؟

سوال: (۱) میں نے اپنے والدین کے انتقال سے پہلے ان سے عہد کیا تھا کہ میں ان کی طرف سے حج بدل کرواؤں گا،انشاءاللہ۔فی الحال خدا کے فضل سے میری مالی حالت اچھی ہے،اور میں اپنے والداور والدہ کا حج بدل کروانا چاہتا ہوں،تو جو حج کے لئے ہندوستان سے سعودی عرب جا رہا ہو،وہ وہاں کے کسی مقامی عرب شخص کو جس نے اول اپنا فرض حج ادا

کرلیا ہو، تیار کر کے اس کے پاس میرے والدین کا حج بدل کروائے، تو کیا اس طرح حج کروانے میرے والدین کا حج بدل صحیح ہوگا؟ اور اس طرح کروایا گیا حج فرض کہلائے گا یا نفل؟ کیا حج بدل میں ہندوستان سے کسی کو بھیجنا ضروری ہے؟

(۲) دوسری بات یہ پوچھنی ہے کہ میرے چچا کے انتقال کو تیس پینتیس سال ہو گئے ہیں، ان کے انتقال کے وقت ان کی مالی حالت زیادہ اچھی نہیں تھی، ان کے دولڑکے تھے، ان کے انتقال کے وقت لڑکوں کی عمر تین سال اور سات سال تھی، خدا کے فضل سے فی الحال دونوں بھائی کی مالی حالت اچھی ہے، ان کی دلی تمنا ہے کہ وہ اپنے والد کا حج بدل کروائیں، ان کے والد نے مرتے وقت یا کبھی بھی حج بدل کی وصیت نہیں کی، کہ میرا حج بدل کروانا۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ جس شخص نے وصیت نہیں کی، اس کا حج بدل ہندوستان سے حج کے لئے جانے والے کسی شخص کو کہہ کر کہ وہ سعودی عرب جا کر وہاں کے کسی مقامی عرب شخص کو جس نے اپنا فرض حج ادا کرلیا ہو حج بدل کرنے کے تیار کر لے، اور اس سے حج بدل کروائے، تو اس طرح کروایا گیا حج بدل صحیح ہے؟ اور یہ حج فرض ادا ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... (۱-۲) آپ کے والدین پر حج فرض نہیں تھا، نیز انہوں نے وصیت بھی نہیں کی، اور انہوں نے کوئی مال بھی چھوڑا نہیں ہے، آپ اپنی خوش دلی سے اور اللہ نے صاحب مال بنایا ہے اس لئے ان کی طرف سے حج بدل کروانا چاہتے ہو، تو اس صورت میں وطن سے یا میقات ہی سے کسی کو حج بدل کے لئے بھیجنا چاہئے ایسی کوئی شرط فقہ میں نہیں ہے، لہذا سعودی عرب کے کسی مقامی باشندہ سے بھی ان کے لئے حج بدل کروا سکتے ہو، اور آپ کے والدین اور چچا کو اس کا ثواب بھی ملے گا۔

﴿۱۶۶۶﴾ ایک وقت میں ایک شخص کا تین افراد کی طرف سے حج بدل کی نیت کرنا؟

سوال: میری مرحوم والدہ اور میرے مرحوم چچا اور میری مرحوم چچی میرے خواب میں آئے، اور مجھے کہا کہ میں مکہ شریف جا کر ان کے لئے مغفرت کی دعا کروں، تا کہ ان کو قبر میں راحت ملے۔ تو میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں ان تینوں کے حج بدل میں جاؤں، تو پوچھنا یہ ہے کہ تین افراد کی طرف سے ایک ہی وقت میں ایک ساتھ حج بدل ہو سکتا ہے؟ کیا میں ایک ہی حج میں تین کے حج بدل کی نیت کروں تو اس طرح حج کرنا صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ایک وقت میں ایک شخص صرف ایک شخص کی طرف سے ہی حج بدل کر سکتا ہے، اس لئے صورت مسئولہ میں تین افراد کی طرف سے تین حج بدل کروانے چاہئے۔ البتہ خود ایک نفل حج کر کے تینوں افراد کو اس حج کا ثواب بخشنا چاہیں تو بخش سکتے ہیں، اور اللہ کی کریم ذات سے امید ہے کہ تینوں کو پورے پورے حج کا ثواب بھی ملے گا۔ مذکورہ خواب کے مطابق آپ کو ضرور مکہ جا کر مرحومین کے لئے مغفرت کی دعا کرنی چاہئے، انشاء اللہ مرحومین کی نجات ہوگی، اور یہ عذاب سے نجات کا بہترین راستہ ہے، جو فرمانبردار اولاد کو پورا کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۶۷﴾ جس نے حج نہ کیا ہو اسے حج بدل میں بھیجنا کیسا ہے؟

سوال: ایک شخص حج کرنے کے لئے گیا اور اپنے والد کے حج بدل میں ایک دوسرے شخص کو ساتھ لے گیا، اس دوسرے شخص نے اس سے قبل حج نہیں کیا ہے، تو ایسا شخص حج بدل کر سکتا ہے؟ میں نے ایسا پڑھا ہے کہ حج بدل میں ایسے شخص کو بھیجنا چاہئے جس نے اول اپنا حج کر لیا ہو، تو کیا یہ ضروری ہے؟ جس نے اپنا حج نہ کیا ہو اسے حج بدل میں بھیجنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......جس نے اول اپنا فرض حج ادا کرلیا ہو، ایسے شخص کو حج بدل میں بھیجنا بہت ہی بہتر اور افضل ہے، البتہ ایسے شخص سے حج بدل کروائے جس نے ابھی تک اپنا حج نہیں کیا ہوا اور اس پر حج فرض بھی نہیں ہے تو ایسے شخص کے حج بدل کرنے سے حج ادا اور صحیح ہو جائے گا۔ (شامی:۲)

﴿۲۴۶۸﴾ حج کا نفقہ دینے والے کو بھی حج کا ثواب ملیگا

سوال: کسی عورت نے میرے ساتھ اس بات پر بھی بحث کی کہ اگر کوئی کسی کو حج میں جانے کے لئے حج کا خرچہ دیدے تو اتنا ہی ثواب پیسہ دینے والوں کو ملے گا جتنا ثواب حاجی کو حج کرنے کی وجہ سے ملتا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......چونکہ اس آدمی نے حج کرنے کا خرچہ دیا ہے اس لئے حج کروانے کا اور حج کے اعمال کی ادائیگی کا یہ سبب بنا ہے اس لئے اس کو بھی حج کا ثواب ملے گا۔

باب متفرقات الحج

﴿۱۶۶۹﴾ حاجی کا نویں ذی الحجہ کو عرفہ کا روزہ رکھنا؟

سوال: ایک شخص حج کے لئے گیا ہوا ہے، احرام کی حالت میں ہے، وہ نویں ذی الحجہ عرفہ کا روزہ رکھنا چاہتا ہے، تو کیا وہ روزہ رکھ سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... حاجی کو وقوف عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے حج کے ارکان ادا کرنے میں کمزوری نہ آتی ہو، یا پریشانی میں مبتلاء ہونے کا ڈر نہ ہو تو اس دن روزہ رکھنا درست ہے، ورنہ مکروہ کہلائے گا۔ (شامی: ۸۲/۲)۔

و لا باس لصوم عرفة و هو افضل لمن قوى عليه فى السفر و الحضر رواه الحسن و قد روى فيه نهى و كذا صوم يوم التروية و قيل النهى فى حق الحجاج ان كان يضعفه او يخاف الضعف۔ (تاتارخانیہ: ۴۱۵/۳)

﴿۱۶۷۰﴾ کیا دمِ شکر کی قربانی وطن میں کر سکتے ہیں؟

سوال: حجِ تمتع اور قران میں حاجی پر جو دم شکر واجب ہوتا ہے، حاجی یہ قربانی اپنے وطن میں ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر اجازت ہے تو حاجی حلال کب کہلائے گا؟ اس لئے کہ بغیر قربانی کے احرام نہیں اترے گا، تو حاجی حلال کب ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... تمتع اور قران کرنے والے کے لئے شکریہ کی قربانی واجب ہے، اور اس قربانی کا حرم کی زمین میں کرنا ضروری ہے۔ اس لئے حرم کے علاوہ اور کسی جگہ وطن میں یا اور جگہ اس قربانی کا کرنا صحیح نہیں ہے۔ (معلم الحجاج) .فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۷۱﴾ کیا حاجی کا ایک گناہ ستر گناہ کے برابر ہو جاتا ہے؟

سوال: ہمارے یہاں ایک بات بہت مشہور ہے کہ جو شخص حج کر لیتا ہے، اور حاجی بن جاتا ہے، پھر وہ جب تک زندہ رہتا ہے، اس کا ہر گناہ ستر (۷۰) درجہ بڑھا ہوا ہو جاتا ہے، اور ایک گناہ ستر (۷۰) گناہ کے برابر سمجھا جاتا ہے، اور اس کے لئے مسلم شریف کا حوالہ دیتے ہیں۔ تو یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ عقیدہ کے لئے مسلم شریف کا جو حوالہ دیا جاتا ہے، وہ میرے علم میں نہیں ہے۔ ایسی کوئی حدیث ابھی تک میری نظر سے نہیں گذری۔ جو لوگ حوالہ دیتے ہیں، ان سے حدیث معلوم کر کے اس کے صفحہ نمبر کے ساتھ لکھ کر بھیجیں، پھر کوئی صحیح جواب دیا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۷۲﴾ کیا طواف کی دوگانہ عصر کے بعد پڑھ سکتے ہیں؟

سوال: اگر کوئی شخص اپنا عمرہ ایسے وقت ختم کرتا ہے، کہ عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ہے، تو طواف کے بعد کی دو رکعت عصر اور مغرب کے درمیان پڑھنا کیسا ہے؟ اگر اس شخص کو مغرب سے قبل حرم شریف چھوڑ دینا ہو، تو اس دو رکعت نفل کا کیا حکم ہوگا؟ یہاں تو لوگ مغرب کو پانچ منٹ کی دیر ہو تب بھی تحیۃ المسجد کی دو رکعت نماز پڑھتے ہیں، تو ہمارے حنفی مذہب کے مطابق طواف کی دوگانہ مغرب سے قبل پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ صحیح مسئلہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... احناف کے یہاں حرم شریف میں یا حرم شریف کے علاوہ دوسری جگہوں میں مکروہ اوقات میں نفل نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اس لئے عصر کے بعد عمرہ کرنا صحیح ہے، طواف بھی صحیح ہے، لیکن طواف کا دوگانہ غروب کے بعد پڑھنا

چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۷۳﴾ حج کے دنوں میں حیض بند کرنے کی دوائی کھانا؟

سوال: حج کے دنوں میں اگر عورت کو حیض آ جائے، تو اس کے لئے بھی اسلام میں مسئلہ بتایا گیا ہے، اور عورت کو کوئی دقت نہیں آتی، لیکن آج کے ترقی یافتہ دور میں حیض بند کرنے کی دوائی بھی بازار میں موجود ہے، تو جس عورت کو درمیان حج حیض آ جائے وہ اپنے ارکان ادا کرنے کے لئے حیض بند کرنے کی دوا کھا لے، تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسی دوائی کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... وقتی طور پر حیض بند کرنے کی دوائی کھانے میں شرعاً کچھ حرج نہیں ہے، اس لئے ایسی دوائی کھانا جائز ہے، اور اگر دوائی نہ کھائی جائے اور حیض آ جائے تو اس سے حج کی ادائے گی میں کچھ فرق نہیں پڑتا، حیض کی حالت میں طواف کے علاوہ دیگر ارکان برابر ادا کرتی رہے۔

﴿۱۶۷۴﴾ حج کے ویزا کے لئے رشوت دینا؟

سوال: ایک شخص پر حج فرض ہے، کیا وہ شخص حج میں جانے کے لئے رشوت دے کر ویزا بنوا سکتا ہے؟ اس لئے کہ حکومت کی پالیسی کے حساب سے جلد نمبر نہیں آتا، تو جلد نمبر آ جائے اس لئے رشوت دینی پڑتی ہے۔ شاید اس شخص کے پاس مستقبل میں حج میں جانے کے روپئے نہ بچیں، یا اس کی تندرستی باقی نہ رہے، تو کیا از روئے شرع یہ شخص گنہگار ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... حج کا ویزا بنوانے کے لئے رشوت دینا جائز نہیں ہے، حدیث شریف میں رشوت لینے والے اور دینے والے دونوں کے لئے سخت الفاظ میں

وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔ایک حدیث میں ہے:**الراشی و المرتشی کلاھما فی النار۔** رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔اگر اس سال ویزا نہ ملے تو جس سال ویزا ملے اس سال حج کرے،اور اگر بدقسمتی سے ویزا نہ ملے اور فرض حج ادا نہ کر سکے تو وصیت کر جانا چاہیئے۔اور ویزا ملنے تک اگر تندرستی باقی نہ رہے،یا حج کا سفرخرچ نہ رہے یا موت کا وقت قریب آ جائے تو حج فرض ہونے کی وجہ سے وصیت کر جانا ضروری ہے،اور اس صورت میں وہ گنہگار نہیں ہوگا،اگر وصیت بھی نہیں کی تو گنہگار ہوگا۔(شامی،معلم الحجاج)

﴿۱۶۷۵﴾ ٹیکس سے بچنے کے لئے حجاج کا جھوٹ بولنا؟

سوال: عام طور پر فی زمانناسمگلینگ کی گھڑیوں کی تجارت زور وشور سے ہورہی ہے، سمگلینگ کی گھڑی کا علم ہونے کے باوجود لوگ اسے خریدتے ہیں،اور اسے پہن کر نماز پڑھتے ہیں،تو ایسی گھڑی پہن کر نماز پڑھنے سے نماز صحیح ہوگی؟ ایسی گھڑیوں کے خرید بل بھی تاجر حضرات نہیں دیتے،اور مکہ سے آنے والے حاجی صاحبان بھی ایسی گھڑیاں لاتے ہیں،اور ایکسائز ڈیوٹی بھی جھوٹ بول کر نہیں بھرتے،ان کا یہ فعل از روئے شرع کیسا ہے؟ ایسی گھڑی کا ہدیہ قبول کیا جا سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......ایسی گھڑیاں یا ایسی ہی دوسری چیزیں ان کے اصل مالکان سے خریدی گئی ہوں،تو ان چیزوں اور گھڑیوں کے استعمال میں کچھ حرج نہیں ہے، نیز ان چیزوں کو ہدیۃً دینا لینا اور پہن کر نماز پڑھنا بھی از روئے شرع جائز ہے۔ڈیوٹی یا ٹیکس نہ بھرنے سے اس چیز کی حلت میں کوئی فرق نہیں آتا،البتہ ٹیکس سے بچنے کے لئے جھوٹ بولنا یا دھوکہ دینا جائز نہیں ہے،اس لئے اس سے بچنا چاہیئے،خاص کر حجاج کو ایسے

کام سے بچنا چاہئے جس سے انہیں جھوٹ بولنا پڑے، ایسی حرکتوں کی وجہ سے غیروں پر حجاج کی غلط تصویر ظاہر ہوتی ہے، اس لئے ایسے فعل سے ضرور بچنا چاہئے۔

﴿۱۶۷۶﴾ حج کمیٹی کی سیٹ حاصل کرنے کے لئے رشوت دینا؟

سوال: بعد سلام مسنون دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ آج کل لوگ حج بیت اللہ جانے کے لئے حج کمیٹی سے فارم بھرتے ہیں، اور حج کمیٹی والے قرعہ اندازی سے نام نکالتے ہیں جس کے نام کا فارم ولفافہ کھلتا ہے وہ حج کمیٹی سے حج کے لئے جا سکتا ہے لیکن حج کمیٹی والے کچھ سیٹ باقی رکھتے ہیں جو اپنے متعلقین اور ملنے جلنے والوں سے ایک سیٹ پر چار یا پانچ ہزار روپئے زیادہ لے کر دے دیتے ہیں تو اس طرح چار یا پانچ ہزار روپئے زیادہ دے کر حج کمیٹی سے حج کے لئے جانا کیسا ہے؟ یہ زائد رقم دینا درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حج کمیٹی والے کچھ سیٹ قرعہ اندازی میں نہیں دیتے اور باقی رکھتے ہیں اگر بغیر رشوت دئے اس میں موقع مل جائے تو جانا جائز ہے لیکن ان سیٹوں کے لئے کچھ زائد رقم دینا جائز نہیں ہے، یہ زائد رقم کا دینا رشوت ہے اور حدیث شریف میں رشوت لینے اور دینے والے دونوں کو جہنمی کہا گیا ہے، **الراشی و المرتشی کلاھما فی النار۔** (مشکوۃ) اس لئے رشوت دینا حرام ہونے کی وجہ سے حج جیسے مبارک سفر کو اس برائی سے پاک رکھنا چاہئے۔　فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۷۷﴾ مکہ کے سفر میں ''سر کے بل چلنے'' کا کیا مطلب ہے؟

سوال: مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے سفر کے حالات وواقعات کے بیان میں لکھا ہوا ہوتا ہے کہ اگر ہو سکے تو سر کے بل چلنا چاہئے، تو سر کے بل چلنے سے کیا مراد ہے؟ اس جملہ کا کیا

مطلب ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کچھ جملے کہاوت اور مقولہ کے طور پر کہے جاتے ہیں، اور مذکورہ جملہ جذبات کو ابھارنے کے لئے بولا جاتا ہے۔ کہ ان جگہوں کی بہت عزت اور احترام کرنی چاہئے، ان جگہوں کے ادب کا تقاضا یہ ہے کہ ان جگہوں کے ادب میں اگر سر کے بل چلا جائے تو بھی اس کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۷۸﴾ پرائے مردوں کے ساتھ طواف کرنا؟

سوال: کیا مکہ میں خانہ کعبہ کے پاس عورتوں کا پرائے مردوں کے ساتھ طواف کرنا جائز ہے؟ جب کہ مرد صرف لنگی اور ایک چادر میں ہوتے ہیں اور سر کھلا ہوتا ہے، کچھ نے حلق کروایا ہوتا ہے اور عورتوں کے چہرے کھلے ہوئے ہوتے ہیں، تو ان حالات میں جبکہ عورتیں مردوں کو دیکھ سکتی ہوں اور مرد عورتوں کو دیکھ سکتے ہوں، عورتوں کا مردوں کے ساتھ طواف کرنا جائز کہلائے گا؟ اور پردہ کی وجہ سے عورتوں کو ہماری مسجدوں میں آنے سے بھی منع کیا جاتا ہے، تو یہاں کیوں جائز ہے؟

اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ ۹۹ فی صد حجاج صرف رضائے الٰہی کی خاطر حج کرنے آتے ہیں، اور اپنی نظروں کو گناہ سے بچائیں گے، لیکن جو کچھ لوگ ایسے ہیں وہ تو اپنی نظروں کو محفوظ نہیں رکھ سکیں گے، تو ان حالات میں اجازت ہوگی یا نہیں؟ اگر ہے تو کیوں؟

(۲) میں اپنے ساتھ حج کے مختلف موقعوں کی الگ الگ دعاؤں کی کتاب اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں، اور ہر موقعہ پر کتاب میں سے دیکھ کر دعا مانگنا چاہتا ہوں، مجھے سب دعائیں یاد نہیں رہتیں، تو حج میں مختلف موقعوں پر کتاب میں دیکھ کر دعا پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ کتاب

میں دیکھ کر دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مکہ میں خانۂ کعبہ کے گرد مردوں اور عورتوں کا ساتھ میں مل کر خانۂ کعبہ کا طواف کرنا جائز ہے، اور ان دونوں کے لئے الگ الگ جگہ کا انتظام کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ البتہ مرد حضرات خانہ کعبہ کے قریب اور عورتیں مطاف کے کنارے کنارے اس طرح طواف کرے گی تا کہ مردوں کے ساتھ ٹکراؤ نہ ہو۔ زبدۃ المناسک میں ص:۲۴۲ سے ۲۴۴ تک اسی مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

حج کے مختلف موقعوں پر اور طواف میں کتاب میں دیکھ کر دعا پڑھنا اسی طرح ایک آدمی پڑھائے اور دوسروں کا پڑھنا سب شکلیں جائز ہے، بلا تردد پڑھ سکتے ہیں، لیکن دلی جزبات اور کیفیات سے جو دعا کرو گے اس کا اثر دوسرا ہی ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۷۹﴾ رمی اور طواف زیارت ادا نہیں کیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: اس سال میرے ایک ساتھی جو جدہ میں رہتے ہیں انہوں نے بھی میرے ساتھ جدہ سے حج کا احرام باندھا، اور حج کے ارکان ادا کرنے شروع کئے، لیکن درمیان ہی سے حج چھوڑ کر واپس جدہ آ گئے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ نویں ذی الحجہ کو وقوف عرفہ ادا کر کے سیدھے مزدلفہ آ گئے، اور رمی اور طواف زیارت وغیرہ کچھ نہیں کیا، تو ان کا حج ہوا یا نہیں؟ اگر ادا نہیں ہوا تو قضا واجب ہے یا نہیں؟ اور ان کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا وہ اپنی بیوی سے ہم بستر ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... دسویں تاریخ کو رمی اور بعدہ طواف زیارت کرنا پڑتا ہے، اس کے بغیر حج کا احرام نہیں کھلتا، اور طواف زیارت فرض ہے، جب تک طواف نہیں

کرے گا اپنی بیوی سے ہم بستر ہونا جائز نہیں ہے، اور ایام نحر کے گزر جانے کے بعد طواف زیارت کرنے کی صورت میں دم دینا واجب ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں: معلم الحجاج۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۸۰﴾ کیا یوم عرفہ کی تعیین مصری تاریخ سے ہوتی ہے؟

سوال: عربی اسلامی سال کے بارہ مہینوں میں کچھ مہینے تیس دن کے ہوتے ہیں اور کچھ ۲۹ کے، اور کونسا مہینہ ۳۰ کا ہوگا یا ۲۹ کا یہ متعین نہیں ہوتا، اس لئے کہ اسلامی تاریخ کا دارومدار چاند کی رؤیت پر ہے، اگر چاند ۲۹ کو ہوتا ہے تو مہینہ ۲۹ کا کہلاتا ہے اور چاند تیس کو ہوتا ہے تو مہینہ تیس کا کہلاتا ہے، اور اسی قمری تاریخ سے ہمارے روزے، تیوہار اور نسک کا تعلق ہے، اور اسی پر ہم دیوبندی احناف کا عمل ہے۔

لیکن اس قمری تاریخ کے علاوہ ایک دوسری تاریخ ہے جسے مصری تاریخ کہتے ہیں، اس میں ہر ماہ کے دن متعین ہیں، محرم کے ۳۰ دن، صفر کے ۲۹ دن، ربیع الاول کے ۳۰ دن، ربیع الاولٰی کے ۲۹ دن، جمادی الاول کے ۳۰ دن، جمادی الاخریٰ کے ۲۹ دن، رجب کے ۳۰ دن، شعبان کے ۲۹ دن، رمضان کے ۳۰ دن، شوال کے ۲۹ دن، ذی القعدہ کے ۳۰ دن اور ذی الحجہ کے ۲۹ دن۔

ان تاریخوں پر شیعہ اور روافض کا عمل ہے، ان کے نسک ومعاملات میں اسی تاریخ کا اعتبار ہوتا ہے۔ نیز ذی الحجہ کا مہینہ ۲۹ کا ہے، اور ہر تین سال کے بعد چوتھے سال میں یہ مہینہ ۳۰ کا ہوتا ہے۔ اور زیادہ تر دیکھا گیا ہے کہ اس مصری مہینہ کی پہلی تاریخ اور گجراتی مہینے (کارتک، ماگھ، پوس وغیرہ) کی پہلی تاریخ ایک ہی دن آتی ہے، اور اسلامی تاریخ سے

ایک دو دن قبل مصری مہینہ کی پہلی تاریخ آتی ہے، اس لئے کہ وہ متعین کی ہوئی ہوتی ہے، جب کہ اسلامی تاریخ کا مدار چاند کی رؤیت پر ہے.

سوال یہ ہے کہ سالوں سے وقوف عرفہ جو نویں ذی الحجہ کو ہوتا ہے، اور حج کا اہم رکن ہے، اور یہ مذکورہ مصری نویں ذی الحجہ کے دن ہی ہوتا ہے، اسلامی نویں ذی الحجہ کو وقوف عرفہ نہیں کیا جاتا، تو کیا یہ وقوف صحیح کہلائے گا؟ اور ہزاروں مسلمان جو اپنے فریضہ کو ادا کرنے کے لئے اپنا وطن، گھربار اور اولاد کو چھوڑ کر وہاں جاتے ہیں، اور ہزاروں روپئے خرچ کرتے ہیں کیا ان کے ذمہ سے فریضہ ادا ہوگا؟

بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ جب ایک ہزار یا ڈیڑھ ہزار میل کا فاصلہ ہوتا ہے، تو تاریخ میں ایک دو دن کا فرق آتا ہے، اگر اسے صحیح تسلیم کریں تو سوال یہ ہوتا ہے کہ مصری تاریخ ہمیشہ اسی دن بنتی ہے، ایک دن بھی آگے پیچھے کیوں نہیں ہوتی؟ آج سالوں سے دیکھ رہا ہوں کہ وقوف عرفہ اسی مصری تاریخ کی نویں ذی الحجہ ہی کو ادا کیا جاتا ہے تو کیا یہ وقوف صحیح کہلائے گا؟ اور حج ادا ہوگا؟ کیا نبیٔ کریم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعینؒ مصری تاریخ کی نویں ذی الحجہ ہی کو وقوف کرتے تھے؟ اور ان کے مبارک دور میں مصری تاریخ مروّج تھی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... سوال میں لکھنے کے مطابق اسلامی تاریخ کا مدار چاند کی رؤیت پر ہے، اور ہماری وہ عبادتیں جو خاص کسی متعین دن میں ادا کی جاتی ہیں اس میں اسی تاریخ کا اعتبار ہے۔ حساب پر یا کوئی دوسری نئی چیز پر اس کا مدار بالکل نہیں ہے، یہ چیزیں صرف معین ہوتی ہیں۔ مثلاً: نماز، روزوں کے لئے بنائے جانے والے ٹائم ٹیبل یہ سہولت کے لئے ہیں، اور وقت بتانے میں معین ہیں، اصل مدار تو ان علامتوں پر ہی ہے جو احادیث

نبویہ میں اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں بتلائیں ہیں۔

و امـا وقتـه فـاشهر معلومات و الاشهر المعلومات ؛شوال و ذو القعدة و عشر ذى الـحـجـه و اذا عـمـل شيئـا من اعمال الحج من طواف و سعى قبل اشهر الـحـج لا يـجـوز و اذا عـمـل فيهـا يـجوز۔ (فتاویٰ ہندیہ،شامی:۲۱۶ مکتبہ زکریا دیوبند)۔

ترمذی شریف کی ایک حدیث نمونہ کے طور پر یہاں ذکر کی جاتی ہے جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے روزوں کا دارومدار رؤیت ہلال پر فرمایا ہے، نہ کہ متعین کسی تاریخ پر اسی طرح پنج وقتہ نمازوں کے اوقات بھی طے شدہ گھڑیوں پر نہیں ہیں بلکہ سورج کے طلوع وزوال اور غروب وغیرہ پر ہیں۔

عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله ﷺ لا تصوامو ا قبل رمضان صوموا لرؤيته و افطروا لرؤيته فان حالت دونه فاكملوا ثلثين يوماً۔ (ترمذی شریف:۱/۱۴۸؛ کتاب الصوم)۔

سوال کی بنیاد جس مصری تاریخ پر رکھی گئی ہے وہی غلط ہے،جس طرح ہمارے یہاں کی تاریخ جو زیادہ تر صحیح ہی ہوتی ہے،اور کبھی غلط بھی ہو جاتی ہے،اسی طرح یہ تاریخ بھی مصری حساب سے ہونے کی وجہ سے زیادہ تر صحیح ہو جاتی ہے،اور کبھی غلط بھی ہوتی ہے،اور جب غلط ہوتی ہے تو ہمارے یہاں کی طرح وہاں بھی مصری تاریخ پر مدار نہیں رکھا جاتا بلکہ ہماری اسلامی تاریخ پر مدار رکھا جاتا ہے جس میں رؤیت کا اعتبار ہے۔خود سعودی عربیہ میں چاند دیکھنے،اور شہادت موصول ہونے کے بعد باقاعدہ حکومت کی طرف سے اعلان کیا جاتا ہے۔اس مرتبہ جب رمضان کے پہلے چاند کے لئے عشاء کی نماز کے آدھے گھنٹہ بعد

حکومت نے ثبوت ہلال کا اعلان کیا، اور ہر وہ شخص جو وہاں رہتا ہے اس بات کو جانتا ہے، اس لئے یوں کہنا کہ "وقوف عرفہ کا مدار مصری تاریخ پر ہے، اور سعودی میں مصری تاریخ کا اعتبار ہوتا ہے" بالکل صحیح نہیں ہے، یہ اتفاق ہے اور ممکن ہے کہ یہ حساب ماہرین کے بنائے ہوئے ہونے کی وجہ سے زیادہ تر صحیح اور سچے ہی ہوتے رہتے ہیں، لیکن اس پر مدار بالکل نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۸۱﴾ کیا متروکہ نماز، روزوں کا گناہ حج سے معاف ہوگا؟

سوال: ایک شخص نماز اور روزہ کی بالکل پرواہ نہیں کرتا، اور نماز اور روزوں کی پابندی نہیں کرتا، البتہ عیدین کی نمازیں پڑھ لیتا ہے، یہ شخص اگر حج کو جائے تو کیا اس کے تمام گناہوں کے ساتھ نماز اور روزے کا گناہ بھی معاف ہو جائے گا؟ اس کے لئے حج کرنے کے لئے جانا کیسا ہے؟ اسے جانا چاہئے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... متروکہ نماز، روزے، زکوۃ وغیرہ توبہ کرنے سے یا حج کرنے سے معاف نہیں ہو جاتے، البتہ قضاء کی ادائے گی میں کی گئی سستی اور ادا کی ادائے گی میں کی گئی لا پرواہی معاف ہو سکتی ہے، جو نماز اور روزے چھوٹ گئے ہیں ان کی قضا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۸۲﴾ کتاب میں دیکھ کر دعا مانگنا؟

سوال: میں حج میں جانے کا ارادہ رکھتا ہوں، اور حج میں بہت سے مواقع ایسے ہیں جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں، اور کچھ خاص موقعوں کی الگ الگ مسنون دعائیں ہیں، جو مجھے یاد نہیں رہتیں، میرے پاس ایک دعا کی کتاب ہے جس میں حج کیلئے جانے والوں کے لئے

ہرموقعہ کی دعالکھی ہوئی ہے،تو کیا میں اس کتاب میں دیکھ کر ہرموقعہ پراس کی مناسب دعا پڑھ سکتا ہوں؟ طواف کے وقت وقوف کے وقت اس کتاب میں دیکھ کر دعا پڑھ سکتا ہوں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......طواف کرتے وقت کتاب میں دیکھ کر دعا پڑھنا یا زبانی پڑھنا یا دوسرا کوئی پڑھائے اور خود پڑھنا،سب جائز اور درست ہے،البتہ دعاء میں توجہ اور خشوع وخضوع اور دل کا متوجہ ہونا یہ سب سے اہم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۸۳﴾ حج کے دنوں میں مقیم ہونے کی نیت معتبر نہیں ہے؟

سوال: ایک شخص یکم ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ پہنچتا ہے،اور مکہ میں پندرہ دن قیام کی نیت کرتا ہے، اورآٹھویں ذی الحجہ کو ارکان حج ادا کرنے کے لئے منیٰ،عرفات،مزدلفہ جاتا ہے،تو اس شخص کے لئے ان مذکورہ جگہوں پر نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آیا وہ قصر کرے گا یا اتمام؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکور شخص نے پندرہ دن ایک ہی جگہ پر قیام کی نیت نہیں کی، بلکہ منیٰ،مزدلفہ،عرفات وغیرہ جگہوں کو ملا کر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی ہے،اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حج کے لئے گیا ہے،اورآٹھویں کو اسے منیٰ کے لئے جانا ضروری ہے، اس لئے اس کی مکہ میں پندرہ دن کے قیام کی نیت صحیح نہیں ہے،اور وہ اس مدت میں قصر کرے گا۔(ہدایہ:۱۴۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۸۴﴾ ہجوم کی وجہ سے رمی میں نائب بنانا؟

سوال: ایک عورت جوان،تندرست ہے،بارہویں ذی الحجہ کو غروب آفتاب سے قبل منیٰ سے مکہ مکرمہ آنے کے لئے ہجوم بہت تھا،اس لئے اس نے اپنے بھائی سے کہا کہ تم میری طرف سے رمی کرلو،اوراس کے بھائی نے اس کی طرف سے رمی کرلی،تو اس طرح جوان

تندرست عورت کی طرف سے اس کے بھائی کا رمی کر لینا صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح نہیں ہے تو کیا دم واجب ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......معذور اور مجبور عورت کے لئے کچھ گنجائش نکل سکتی ہے، لیکن جوان، تندرست عورت کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے، اس لئے نیابۃً کی گئی رمی معتبر نہیں ہوگی، اور اس میں جزا واجب ہوگی۔ (مناسک:۱۶۴،۱۹۴) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۸۵﴾ کعبہ کا طول وعرض

سوال: کعبہ کا طول وعرض وعمق کتنا ہے؟ اور رقبہ کتنا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... کعبہ کا طول تقریباً ۵۷ فٹ، عرض تقریباً ۶۰ فٹ اور عمق تقریباً ۸۰ فٹ ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

کتاب النکاح

باب الخِطبة والوکالة والخُطبة وغیرھا

﴿۱۶۸۶﴾ چار نکاح کی حکمت؟

سوال: مرد ایک ساتھ زیادہ سے زیادہ چار بیویاں رکھ سکتا ہے، ایسا کیوں؟ چار کی ہی پابندی کیوں؟ چار سے زیادہ بیویاں کیوں نہیں رکھ سکتا؟ اس میں کیا حکمت ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اللہ تعالیٰ نے بندوں کو جو بھی حکم دیا اس میں بندوں کے لئے کچھ نہ

کچھ بھلائی ضرور ہے، اور ہر حکم اس کی شان حکیمی سے حکمت سے بھرپور ہے البتہ ہر حکم کی علت اور اس کا فائدہ محدود علم رکھنے والے انسان کی سمجھ میں نہیں آ سکتا، اس لئے ہر حکم کی علت سمجھنے کے پیچھے نہیں پڑنا چاہئے، اللہ کے دئے ہوئے احکام کی علت ڈھونڈنا (تلاش کرنا) بے ادبی اور حق عبدیت کے خلاف ہے ہمارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ حکم اللہ نے دیا ہے اس لئے بلا چوں و چرا اس حکم کو مان لینا چاہئے اور ایک ساتھ چار ہی بیویاں رکھنے کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے ہی دیا ہے، اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں: **فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلث و ربع الخ** اور نکاح کروان عورتوں میں سے جو تم کو پسند ہوں دو دو تین تین چار چار۔ (سورۂ نساء)۔

اس کے باوجود علماء نے چار بیویوں میں تحدید کی ایک حکمت یہ بیان کی ہے کہ اسلام مذہب دوسرے مذاہب سے زیادہ حیا، عفت اور پاکدامنی کو پسند کرتا ہے، اور ایک انسان جب نکاح کرتا ہے تو ہمبستری کے نتیجہ میں اگر بیوی کو استقرار حمل ہو جائے تو عامۃً تیسرے مہینہ

میں اس کا یقینی علم ہوتا ہے اس کے بعد جماع حمل کو نقصان کرتا ہے اور حمل کے گر جانے کا اندیشہ رہتا ہے اس لئے آج کے اطباء بھی اس مدت کے بعد ہمبستری نہ کرنے کا مشورہ دیتے ہیں، اور مرد کے لئے اب بھی بشری تقاضے موجود ہے اور غیر محل میں مادۂ منویہ کو ضائع کرنے کے بجائے عفت کے تحفظ کی خاطر دوسرا نکاح کر لینا بہتر ہے، اسی طرح یہ دوسری بیوی بھی تین مہینوں بعد حاملہ ہوگی اس کے بعد تیسرا نکاح اور پھر چوتھا نکاح، اس طرح ایک سال میں چار نکاح ہوں گے اور سال کے ختم ہونے پر پہلی بیوی ولادت سے فارغ ہو کر تیار ہو چکی ہوگی، اس لئے چار نکاح کی اجازت ہے، اور مرد میں قوت زیادہ ہوتی ہے اس لئے وہ چار کو نبھا بھی سکتا ہے، اس لئے چار سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے۔ (المصالح العقلية) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۸۷﴾ بیوہ اور مطلقہ کے نکاح ثانی کو برا سمجھنا؟

سوال: بیوہ اور مطلقہ کے دوسرے نکاح کو معاشرہ میں برا سمجھا جاتا ہے، لڑکا یا لڑکی دوسرے نکاح کے لئے راضی ہو بھی جائیں تو والدین راضی نہیں ہوتے، دوسرے نکاح کے لئے والدین راضی ہوں تو لڑکا یا لڑکی راضی نہیں ہوتے، تو اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ نکاح ثانی کے بارے میں حدیث شریف میں کیا فرمان ہے؟ صحابہؓ کے دور میں ایسے نکاح ہوتے تھے یا نہیں؟ مرد، عورت کتنی عمر تک نکاح کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... بیوہ اور مطلقہ کے نکاح ثانی کو برا سمجھنا بہت ہی غلط بات ہے، بلکہ اسے عیب یا برا جاننے میں ایمان کے خارج ہو جانے کا اندیشہ ہے، ہمارے نبی ﷺ کی جتنی بھی بیویاں تھیں سوائے حضرت عائشہؓ کے زیادہ تر بیوہ تھیں، نیز آپ

ﷺ نے حضرت عثمانؓ کی پہلی بیوی کے انتقال پر (جو آپ ﷺ ہی کی بیٹی تھی) اپنی دوسری بیٹی کا نکاح کروایا۔ اس لئے بیوہ یا مطلقہ کے نکاح کو برا نہ سمجھتے ہوئے ان کا دوبارہ نکاح ہوجائے اس کی کوشش کرنی چاہئے۔

نکاح کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں ہے، صرف عورت کے حقوق ادا کرنے پر قدرت ہونی چاہئے، مثلاً: نان ونفقہ اور سکنیٰ وغیرہ کے حقوق۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۸۸﴾ کامن لاء کے مطابق مرد دوسری عورت کرسکتا ہے؟

سوال: ایک شخص کنیڈا کا باشندہ ہے اس کا نکاح ہوچکا ہے لیکن اس کی ضرورت ایک بیوی سے پوری نہیں ہوتی اس میں خواہش کا مادہ زیادہ ہے تو یہ شخص دو نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟ یہاں کا ماحول خواہش بڑھانے والا ہے، یہاں کی عورتوں کا لباس کاسیاتٍ عاریاتٍ کا مصداق ہے جس سے خواہش اور بڑھتی ہے، ان حالات میں پرائی عورت کو روپیہ دے کر اس سے اپنی خواہش پوری کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اس ملک کے کامن لاء کے مطابق مرد دوسری عورت کرسکتا ہے لیکن اسے بیوی کا درجہ نہیں مل سکتا، مرد اسے جب چاہے تب چھوڑ سکتا ہے اور اس کے بچے وارث نہیں بن سکتے، تو کوئی شخص کامن لاء کے مطابق دوسری عورت کرسکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سوال میں مذکورہ طریقہ کے مطابق کہ بغیر نکاح کے روپیہ دے کر پرائی عورت سے خواہش پورا کرنا از روئے شرع زنا ہے، جو کبیرہ گناہ ہے، جس سے شریعت میں سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے، اور دنیا وآخرت میں اس کے لئے سخت سزائیں بیان کی گئی ہیں، اس لئے اپنی نفسانی خواہش پر قابو رکھنا چاہئے، اگر اپنی منکوحہ بیوی سے خواہش کی تکمیل نہ ہوتی ہو تو دوسری مسلمان عورت سے یا کتابیہ سے شرعی طریقہ

کے مطابق نکاح کر لینا چاہئے، یا مسلسل روزہ رکھ کر خواہش پر قابو حاصل کرنا چاہئے۔ **و من لـم يستطع فعليه بالصوم۔** حکومتی لائن کا دوسرا سول میرج نہیں کرسکتا مگر شرعی نکاح کر کے رکھنا جائز ہو تو اس پر عمل کرسکتے ہیں، اس صورت میں دوسری عورت کو حکومت کی نظر میں عورت کا درجہ اور حقوق نہیں ملیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۸۹﴾ منکوحہ کے دوسرے نکاح میں حصہ لینا

سوال: ہمارے یہاں ایک شخص ایک لڑکی لے کر اپنی بہن کے گھر آیا، اور ہمارے یہاں کے ایک نوجوان لڑکے سے اس کا یہ کہہ کر نکاح کرا دیا کہ یہ مطلقہ ہے اور اس کی عدت ختم ہو چکی ہے، نکاح کے دو چار دن بعد معلوم ہوا کہ وہ تو کسی کی منکوحہ ہے اور یہ دوسرا نکاح دھوکے سے ہوا ہے، تو اس دوسرے نکاح کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ نیز گاؤں والوں کا کہنا ہے کہ منکوحہ کا نکاح پڑھانے والے مولانا اور وکیل اور گواہ اور نکاح میں شرکت کرنے والے تمام کے نکاح فاسد ہو گئے، ان کا نکاح بھی پھر سے پڑھانا پڑے گا، کیا یہ بات صحیح ہے؟ اور نکاح پڑھانے والے مولانا کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں مذکورہ عورت دوسرے کے نکاح میں تھی اس لئے اس کا دوسرا نکاح صحیح اور معتبر نہیں کہلائے گا، دونوں کو فوراً جدا کر دینا چاہئے، نکاح پڑھانے والے مولانا اور وکیل اور گواہ اور حاضرین کو صحیح حقیقت حال کا علم نہ ہو اور انہوں نے شرکت کی تو اس فعل پر ان سے مؤاخذہ نہیں ہوگا، نیز اس فعل سے ان کا نکاح فاسد ہو جاتا ہے یہ عقیدہ غلط ہے اور اس سے امام کی امامت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اگر ان لوگوں کو صحیح حقیقت حال کا شروع سے علم تھا، اور یہ جانتے ہوئے کہ یہ کسی کی

منکوحہ ہے انہوں نے اس کا دوسرا نکاح کرا دیا تو وہ سب سخت گنہگار کہلائیں گے، اور توبہ کرنے سے یہ گناہ معاف ہو جائے گا۔ (شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۹۰﴾ مسجد میں نکاح خوانی رکھنا؟

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک شخص نے اپنے لڑکے کا نکاح مسجد میں جماعت خانہ میں بیٹھ کر کروایا، لوگوں کا کہنا ہے کہ نکاح صحن میں بیٹھ کر ہونا چاہئے، تو اس بارے میں صحیح طریقہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد میں نکاح خوانی رکھنا منع نہیں ہے بلکہ مستحب ہے، جماعت خانہ میں نکاح پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

البتہ مسجد اللہ کا گھر ہے اس کا ادب کرنا اور وہاں شور وغل اور دنیوی باتیں نہ کرنا ضروری ہے، اس لئے اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ نکاح خوانی کی وجہ سے مسجد کی بے حرمتی نہ ہو۔

﴿۱۶۹۱﴾ دیندار عالم سے نکاح پڑھوانا؟

سوال: بے ریش، داڑھی تراش شخص نکاح پڑھا سکتا ہے؟ نکاح کا خطبہ کب پڑھنا چاہئے؟ کلمہ، قنوت

پڑھنے کے بعد خطبہ پڑھا جائے یا پہلے؟ مجلس نکاح میں بعد نکاح کے ڈھول تاشے بجا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......نکاح کرنے والے زوجین یا وکیل یا نکاح پڑھانے والا قاضی نیک ہو یا فاجر شرعی اصولوں کے مطابق ایجاب وقبول ہو جائے تو نکاح درست اور صحیح ہو جاتا ہے، البتہ داڑھی منڈے، فاسق اور فاجر شخص سے نکاح پڑھوانے سے دیندار متقی

پرہیزگار شخص سے نکاح پڑھوانا اور دعا کروانا قبولیت اور حصول برکت کی علامت ہے۔
نکاح سے قبل یا بعد نکاح کے ڈھول تاشے یا مزامیر وغیرہ بجانا اور گانے گانا سب ناجائز اور حرام ہے، آپ ﷺ کی تعلیمات کے خلاف ہے، اسے بالکل بند کر دینا چاہئے۔

﴿۱۶۹۲﴾ نکاح کا افضل وقت؟

سوال: نکاح کا افضل وقت کونسا ہے؟ کچھ لوگ عصر کے بعد کا وقت زیادہ پسند کرتے ہیں، تو افضل طریقہ بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نکاح خوانی مسجد میں اور جمعہ کے دن افضل ہونا درمختار جلد: ۲/۲۶۲ پر لکھا ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ جب مجمع زیادہ ہو اور اعلنوا النکاح کا مقصد زیادہ حاصل ہوتا ہو ایسے وقت نکاح رکھنا چاہئے، عصر کے بعد نکاح خوانی رکھنا نہ تو افضل ہے اور نہ مکروہ۔ (فتاویٰ دارالعلوم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۹۳﴾ بے وضو نکاح پڑھانا؟

سوال: بے وضو نکاح پڑھانا کیسا ہے؟ ایک شخص بے وضو نکاح پڑھاتا ہے تو کیا اس کا پڑھایا ہوا نکاح صحیح ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نکاح کے لئے وضو یا طہارت شرط نہیں ہے، اس لئے بے وضو نکاح پڑھنے یا پڑھانے سے کوئی خرابی نہیں آتی، نکاح صحیح ہو جاتا ہے۔

﴿۱۶۹۴﴾ منگنی کے بعد لڑکا لڑکی کا آپس میں خط وکتابت کرنا؟

سوال: منگنی کے بعد لڑکا و لڑکی آپس میں خط وکتابت کے ذریعہ بات چیت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور نامحرم لڑکا لڑکی آپس میں خط وکتابت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... منگنی کے بعد نکاح کے ہونے تک لڑکا ولڑکی آپس میں ایک دوسرے کے لئے نامحرم اور اجنبی ہی رہتے ہیں، اور نامحرم لڑکا ولڑکی کا آپس میں خط و کتابت کرنا بہت سی برائیوں کو پیدا کرتا ہے، اس لئے ممنوع ہے، اور احتراز ضروری ہے، اور یہی حکم فون سے بات کرنے کا بھی ہے، اور ساتھ میں گھومنا پھرنا بھی ممنوع اور معصیت ہے، اس لئے اس سے بھی بچنا ضروری ہے۔

﴿۱۶۹۵﴾ ایک مجلس میں متعدد نکاح ؟

سوال: ایک مجلس میں ایک ساتھ کتنے دلہوں کا نکاح پڑھا سکتے ہیں؟ ایک مجلس میں ایک سے زیادہ نکاح پڑھانے کا کیا طریقہ ہے؟ کیا ہر نکاح کے لئے الگ خطبہ ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ایک مجلس میں ایک اور ایک سے زائد جتنے بھی نکاح ایک ساتھ پڑھانا چاہیں پڑھا سکتے ہیں، اس میں کوئی پابندی یا تحدید نہیں ہے، عوام میں جو تحدید مشہور ہے وہ بے بنیاد اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، ہر نکاح پر الگ الگ خطبہ افضل ہے اور تمام نکاحوں کے لئے ایک خطبہ بھی کافی ہے۔

البتہ ہر نکاح کے لئے وکیل اور دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے، اور ایک شخص متعدد نکاح میں وکیل اور گواہ بن سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۹۶﴾ ایک خطبہ سے دو نکاح پڑھانا؟

سوال: ایک گھر میں دو لڑکیوں کے نکاح ہو رہے ہوں، تو دونوں لڑکیوں کے وکیل اور گواہ الگ الگ ہونے ضروری ہیں یا ایک وکیل اور دو گواہ سے دونوں کا نکاح ہو جائے گا؟ اور دو نکاح کے لئے ایک خطبہ کافی ہے یا دو نکاح کے لئے دو خطبے پڑھنے ضروری ہیں؟ ایک شخص

خطبہ پڑھا کر ایک نکاح کراوے، پھر اسی جگہ دوسرا شخص پہلے خطبہ پر اکتفاء کر کے دوسرا نکاح پڑھاوے تو اس طرح کر کے نکاح پڑھانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... دو لڑکیوں کی طرف سے ایک شخص وکیل بن سکتا ہے، اور ایک مجلس میں دونوں کے نکاح بھی پڑھا سکتا ہے، ہر نکاح کے لئے الگ الگ خطبہ پڑھنا افضل ہے، اور ایک خطبہ سے دو یا دو سے زائد نکاح پڑھانا اور ایک ہی مجلس میں پہلے خطبہ سے دوسرے کا نکاح پڑھانا بھی درست ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۹۷﴾ ٹیلی فون پر کیا گیا نکاح صحیح ہے؟

سوال: ہمارے گاؤں کا ایک لڑکا لندن رہتا ہے، اس کا ابھی گاؤں کی ایک لڑکی کے ساتھ فون پر نکاح ہوا، نکاح کے بعد لڑکی اپنے سسرال گاؤں میں لڑکے کے والد کے گھر آئی، لڑکا ابھی لندن ہی میں رہتا ہے، پانچ چھ ماہ بعد جھگڑا ہونے کی وجہ سے لڑکے نے طلاق معلق بذریعہ خط دی جس کا مضمون یہ ہے:

میں اپنی بیوی کو اس کے والد کے یہاں رہنے جانے کے لئے کہتا ہوں، اگر وہ میرے لکھنے کے مطابق اس کے گاؤں نہیں گئی تو اس کو تین طلاق دیتا ہوں۔

لڑکے نے کچھ دن بعد معلوم کیا تو لڑکی خط ملتے ہی فوراً اس کے والد کے یہاں چلی گئی تھی اور کچھ لوگوں کا کا کہنا ہے کہ فوراً نہیں گئی تھی، تو اس صورت میں اس لڑکی کو طلاق ہوئی یا نہیں، بعد میں چھ ماہ بعد اس لڑکے نے لندن سے آکر اس لڑکی سے دوبارہ نکاح کیا۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ پہلا نکاح جو ٹیلی فون پر کیا گیا تھا، کیا وہ صحیح ہوا تھا یا نہیں؟ اور دوبارہ نکاح کی ضرورت تھی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نکاح کے صحیح ہونے کے لئے مرد اور عورت یا ان کے وکیلوں کا ایک مجلس میں ایجاب وقبول کرنا اور اسی مجلس میں دو گواہوں کا اس کو سننا شرط اور ضروری ہے۔ (شامی:۲)

ٹیلی فون اور تار سے کئے جانے والے نکاح میں یہ شرط نہیں پائی جاتی اس لئے اس طرح کیا گیا نکاح شرعاً معتبر نہیں ہے، اور جب کہ نکاح ہی صحیح نہیں ہوا تو طلاق دینا بھی باطل کہلائے گا اور اس لڑکے نے گاؤں آ کر دوبارہ نکاح کر لیا ہے تو یہ دوسرا نکاح صحیح اور درست ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۶۹۸﴾ تار سے کیا ہوا نکاح معتبر ہے؟

سوال: لڑکا کنیڈا میں رہتا ہے اور لڑکی انڈیا میں ہے، دونوں کی آپس میں منگنی ہو چکی ہے اور شربت پلائی کی رسم پوری ہو چکی ہے۔ اب لڑکی کا نکاح کرا کے اسے کنیڈا بھیجنا چاہتے ہیں تو تار سے نکاح پڑھا دیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ تار سے کیا ہوا نکاح عندالشرع معتبر ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شریعت نے نکاح کا طریقہ اور اس کے کچھ شرائط مقرر فرمائے ہیں اگر اس طریقہ سے اور ان شرائط کے مطابق نکاح کیا جائے گا اس وقت نکاح معتبر سمجھا جائے گا ورنہ نکاح غیر معتبر کہلائے گا۔ نکاح کرنے والے مرد اور عورت یا ان کے وکیل کا ایک مجلس میں ایجاب وقبول کرنا اور دو گواہوں کا اسی مجلس میں اس ایجاب وقبول کو سننا شرط ہے، تار سے کئے جانے والے نکاح میں یہ شرط نہیں پائی جاتی اس لئے تار سے کئے جانے والا نکاح معتبر نہیں ہے، اس لئے لڑکا دور بیرون ملک میں ہو اور لڑکی یہاں انڈیا میں ہو اور تار سے نکاح کیا جائے تو یہ نکاح معتبر نہیں سمجھا جائے گا۔ ایسے موقع کے لئے نکاح کی

بہتر صورت یہ ہے کہ عورت کسی ایسے شخص کو جولڑکے کے والوں کے گھر کے قریب رہتا ہو اپنے نکاح کا وکیل بنائے اور وہ وکیل اس اختیار کے مطابق اس لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے کروا دے اور لڑکا اس نکاح کو قبول کر لے اور اس ایجاب وقبول کو دو مسلمان گواہ سن لیں تو اس سے نکاح صحیح ہو جائے گا۔

اور یہ شکل بھی ہو سکتی ہے کہ لڑکا کسی ایسے شخص کو اپنے نکاح کا وکیل بنا دے جو لڑکی والوں کے گھر کے قریب رہتا ہو اور یہ وکیل عورت کے وکیل کے ساتھ دو گواہوں کی موجودگی میں اس کو ملے ہوئے اختیار کے مطابق بیرون ملک میں رہنے والے لڑکے کا وکیل بن کر ایجاب و قبول کر لے، تو اس سے بھی نکاح صحیح ہو جائے گا، اور یہ طریقہ شریعت میں معتبر ہے۔

نوٹ: بیرون ملک رہنے والے لڑکے کا وکیل بن کر ایجاب و قبول کرنا شرط ہے۔

(عالمگیری: ۲۸۴/۱، ۲۸۵، شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۶۹۹﴾ ذات ہبہ کرنے سے نکاح ہو جاتا ہے؟

سوال: ایک مرد جو مسلمان ہے دیندار ہے، اس کو ایک عورت نے جس کی عمر ۱۹ سال ہے ذات ہبہ کی ہے، اور اس مرد نے بخوشی قبول کیا ہے، اور ان دونوں میں میاں بیوی جیسے تعلقات ہیں، تو کیا اس طریقہ سے دونوں میاں بیوی ہو جاتے ہیں؟ اور ذات ہبہ کرنے سے نکاح ہو جاتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... عاقلہ وبالغہ لڑکی اپنی ذات کسی مرد کو ہبہ کرے اور وہ مرد اسی مجلس میں اسے قبول کر لے اور وہاں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ کے طور پر موجود ہوں جو اس ایجاب وقبول کو سن لیں، تو اس سے دونوں کا نکاح ہو جاتا ہے، لیکن اس

طریقہ میں نکاح چھپا ہوا ہوتا ہے، جس سے تہمت لگنے اور فتنہ کا اندیشہ ہے، اور حدیث میں نکاح علی الاعلان کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس لئے مکروہ ہے۔ (درمختار، شامی: ۲)

﴿۱۷۰۰﴾ بذریعہ خط ذات ہبہ کی تو نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

سوال: ہمارے یہاں ایک عاقلہ و بالغہ لڑکی نے نکاح کے لئے ایک جوان لڑکا پسند کرلیا، اور اس کے ساتھ نکاح کی ساری تیاری اور انتظام کرلیا، لڑکی کے باپ کو اس کا علم ہو گیا تو اس نے اس نکاح سے منع کر دیا لڑکی کو باہر نکلنے سے منع کر دیا، اس لئے لڑکی نے دو گواہوں کی موجودگی میں اس جوان لڑکے کو اپنی ذات ہبہ کرنے کا کاغذ لکھا، نیز ان گواہوں کی موجودگی میں اس لڑکی نے اپنی زبان سے بھی ذات ہبہ کرنے کے الفاظ کہے، اس واقعہ کو سات آٹھ سال گزر گئے، اس کے باوجود لڑکی کی مرضی کے خلاف لڑکی کے باپ نے اس کی دوسری جگہ شادی کر دی، اب یہ لڑکی اس مرد کے ساتھ رہنے کے لئے بالکل راضی نہیں ہے، اور اس نے جو لڑکا پسند کیا تھا اس کے ساتھ رہنا چاہتی ہے، اور وہ لڑکا بھی اسے رکھنا چاہتا ہے، اور اس لڑکی آج بھی ذات ہبہ کرنے کا اقرار کرتی ہے، اور اگر نکاح کی ضرورت ہو تو دونوں نکاح کرنے کے لئے بھی تیار ہیں، تو اس بارے میں شرعی مسئلہ کیا ہے؟

اس تفصیل کے ذیل میں مذکورہ چند سوالات کے جوابات فقہ کی روشنی میں آپ سے درکار ہیں، ان کا تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

(۱) اس لڑکی کے دوسرے مرد سے کرایا گیا نکاح صحیح ہے؟ (۲) اگر نکاح صحیح نہیں ہوا تو دونوں کے درمیان ہوئی ہمبستری زنا کہلائے گی؟ (۳) لڑکی نے جس کو ذات ہبہ کی تھی وہ لڑکا بغیر طلاق کے آج اس لڑکی کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے، یا اس سے نکاح کر سکتا ہے؟ (۴)

لڑکی پر عدت آئے گی؟ (۵) اگر دوسرے نمبر کا شوہر لڑکی کو طلاق نہ دے تو پہلے والا لڑکا اس کو بیوی کے طور پر اپنے پاس رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......سوال میں ذات ہبہ کرنے کی جو صورت لکھی ہے اس سے لڑکی کا نکاح اس کے پسند کئے ہوئے جوان لڑکے کے ساتھ صحیح نہیں ہوا، اس لئے کہ نکاح کے صحیح ہونے کے لئے عورت اور مرد کا ایک ہی مجلس میں اپنے وکیل یا ولی کے ساتھ دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کا کرنا ضروری ہے، اور اگر ایک مجلس میں ایجاب و قبول نہ ہو تو اس سے نکاح صحیح نہیں ہوتا۔

اب اگر لڑکی کے والد نے لڑکی کی مرضی کے خلاف دوسرے مرد سے نکاح کرا دیا تو اگر والد نے نکاح سے قبل یا نکاح کے وقت جب لڑکی سے پوچھا اس وقت لڑکی نے صاف الفاظ میں انکار کر دیا ہو تو یہ دوسرا نکاح بھی نہیں ہوا، لیکن اگر لڑکی نے انکار نہ کیا ہو بلکہ خاموش رہی ہو یا ہنسی ہو یا روئی ہو تو یہ بھی اجازت سمجھی جائے گی اور نکاح منعقد ہو جائے گا۔ (ہدایہ، درمختار)

اس تفصیل میں آپ کے پانچوں سوالات کے جوابات آ گئے ہیں تاہم جزوی جوابات بغور ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) والد کے لڑکی سے پوچھنے پر لڑکی نے صاف الفاظ میں انکار کر دیا ہو تو نکاح صحیح نہیں ہوا۔ (۲) اگر نکاح صحیح ہوا ہے تو ہمبستری زنا نہیں ہے۔ (۳) ذات ہبہ کرنے کی صورت شرعاً صحیح نہیں ہے اس لئے نکاح صحیح ہوا ہی نہیں، اس لئے طلاق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (۴) دوسرا نکاح صحیح ہوا ہو تو طلاق سے قبل عدت کا سوال ہی نہیں آتا۔ (۵) جواب نمبر۲ دیکھ لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۰۱﴾ اسلام میں نکاح کے لئے عمر کی قید؟

سوال: ہمارے ملک میں چند سالوں قبل نکاح کرنے والے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے عمر کی تحدید متعین کرتے ہوئے شاردا ایکٹ کا قانون ملک کے کل باشندگان پر لازم کیا گیا تھا، جس کا اصل مقصد بچوں کے نکاح کی روک تھام تھا، جس میں لڑکی کی اقل عمر ۱۵ سال اور لڑکے کی ۱۸ سال مقرر کی گئی تھی، اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والا مستحق تعزیر ہوتا ہے، تو پوچھنا یہ ہے کہ کیا اسلام میں نکاح کے لئے عمر کی کوئی تحدید یا پابندی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اسلام میں نکاح کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں ہے، نیز اس طرح عمر کی پابندی لگانا مناسب اور جائز بھی نہیں ہے، مذکورہ قانون کی مخالفت میں کفایت المفتی اور امداد الفتاویٰ میں سوال اور جواب موجود ہیں، ان کو دیکھنا مفید رہے گا۔

﴿۱۷۰۲﴾ بالغ لڑکی اپنی مرضی سے نکاح کرسکتی ہے؟

سوال: مسلمان لڑکی اپنی مرضی سے کسی سے شادی کرنا چاہتی ہے، تو کرسکتی ہے یا نہیں؟ شرعاً اسے یہ حق ہے یا نہیں؟ اگر اجازت ہے تو کس درجہ (طرح) کی اجازت ہے؟ آپ کے ایک سوال کے جواب میں پڑھا تھا کہ کفو یعنی میاں بیوی میں برابری کا ہونا ضروری ہے، اور غیر کفو میں کئے جانے والے نکاح میں اگر ولی کی رضامندی نہیں ہے تو اس نکاح کو توڑنے کا حق ولی کو ہے۔ تو اس مسئلہ کی مکمل تفصیل کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... شریعت میں آزاد بالغ عورت کو کچھ شرائط کے ساتھ اپنی مرضی کے مطابق نکاح کرنے کی اجازت دی گئی ہے، شریعت کی ان شرائط کا خیال رکھتے ہوئے اگر کوئی عورت اپنا نکاح از خود کرلے تو وہ نکاح صحیح اور درست کہلائے گا، اور

کسی بھی شخص کو اس نکاح کے رد کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا۔

اور عمر کے اعتبار سے لڑکیوں کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں، ایک نابالغ وصغیر العمر اور دوسری بالغ اور جوان۔

(۱) نابالغ لڑکی میں عقل و ہوش کامل نہیں ہوتا، اسے اپنے نفع ونقصان کی پوری سمجھ نہیں ہوتی، اور اس کی وسعت نظر بھی محدود ہوتی ہے، اس لئے ایسی نابالغ لڑکی کو اپنے ولی کی اجازت اور رضامندی کے بغیر اپنا نکاح کسی بھی جگہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر ایسی لڑکی بغیر ولی کی اجازت کے اپنا نکاح از خود کر لیتی ہے، تو یہ نکاح ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا، اگر ولی اجازت دے گا تو نکاح صحیح کہلائے گا، ورنہ باطل ہوگا۔

ولی کو نابالغ صغیر العمر لڑکی سے فطری طور پر ہمدردی ہوتی ہے، کبھی کبھی بچی کے روشن مستقبل اور اس کی بھلائی کے لئے اس کا ولی بچی کی رضامندی کے بغیر صرف اپنی ولایت کے اختیار پر کسی کے ساتھ اسکا نکاح پڑھا دیتا ہے، تو ایسا نکاح بھی معتبر سمجھا جائے گا، اس لئے کہ اس نکاح سے اسے مستقبل میں فائدہ ہوگا یہ سوچ کر ولی نے نکاح کرایا ہوگا جیسا کہ کتب فقہ میں ہے۔

اب اگر اس ولایت کے اختیار پر باپ و دادا کے علاوہ کسی اور ولی نے نکاح کرایا ہے، تو بچی کو بالغ ہوتے ہی اپنے نکاح کو رد اور فسخ کرنے کا اختیار ملے گا، اس وقت وہ اگر اپنے نکاح کو فسخ کر دینا چاہتی ہے تو اسے اس کا اختیار ہے۔ (شامی:۲، ہدایہ)۔

(۲) اور اگر لڑکی جوان، بالغ ہے، صحیح عقل ودانش والی ہے، تو وہ اپنا بھلا برا سمجھ سکتی ہے، اس لئے وہ اپنی مرضی کے مطابق جہاں چاہے اور جس کے ساتھ چاہے نکاح کر سکتی ہے، اس

لئے ایسی عاقلہ بالغہ لڑکی کا زوروز بردستی کر کے اس کی مرضی کے خلاف نکاح کرانے کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔

کبھی کبھی عورت جوش میں یا ضد میں یا جوانی کے خمار میں نکاح کا ایسا فیصلہ کر لیتی ہے، جو اس کی نظر میں صحیح اور مناسب ہوتا ہے، لیکن اس کے اس فیصلہ کا برا اثر اس کے رشتہ داروں پر پڑنے کا امکان ہوتا ہے، اس لئے شریعت نے ایسی آزادی کے ساتھ کئے جانے والے نکاح میں دو شرطیں لگائی ہیں، اگر اس نکاح میں یہ دو شرطیں نہیں پائی جائیں گی تو نکاح کی اطلاع ملتے ہی ولی کو اس کے توڑنے کا حق رہے گا۔ من جملہ ان دو شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ:

لڑکی کا مہر، مہر مثل سے کم مقرر نہ کیا گیا ہو، لڑکی کے خاندان کی اس عمر کی دوسری لڑکیوں کا جو مہر چلا آتا ہوا سے مہر مثل کہتے ہیں، اس سے کم مہر مقرر نہ کیا گیا ہو۔ مثلاً: مہر مثل ۱۲۷ روپے ہے، اور نکاح صرف ۵۰ روپے مہر پر کیا گیا ہو، تو اس صورت میں ولی کو اس کے خلاف آواز اٹھانے اور نکاح کو توڑنے (فسخ) کا حق رہے گا، اس لئے کہ اس نکاح سے اس کی دوسری بہنوں کو نقصان پہنچنے کا امکان ہے۔

اور دوسری شرط یہ ہے کہ کفو ہی میں نکاح کیا ہو، اگر غیر کفو میں نکاح کر لیا یعنی اپنے رتبے ، درجے اور خاندان سے اسفل درجہ کے شخص سے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا، تو ولی کو اس نکاح کے توڑنے کا حق رہے گا۔ (شامی، عالمگیری: ۲)۔

غیر کفو میں نکاح کے لئے ولی کی اجازت اس لئے ضروری ہے کہ اس نکاح سے ولی کی عزت وشہرت پر آواز اٹھنے اور بدنام ہونے کا امکان ہے، اور خاندان کے دوسرے لوگوں کو

بھی اس نکاح سے نقصان پہنچنے کا امکان ہے۔ نیز ایک عورت اپنے سے کم درجہ کے شخص کے ساتھ گھر بسائے گی تو کبھی اس کے دل میں یہ بات آئے گی کہ وہ اپنے اوپر ایک کم درجہ کے شخص کو کیوں اختیار دے رہی ہے، وہ تو اچھے خاندان کی ہے، اور یہ خیال دونوں میں دوری پیدا کرے گا، اور خوشحال زندگی میں فساد پیدا ہوگا، اس لئے اس اور ان جیسے دوسرے وجوہ سے شریعت نے کفو کا بھی اعتبار کیا ہے۔ اور میاں بیوی میں برابری جسے شریعت میں کفو کہتے ہیں، اس میں یعنی کفو چھ چیزوں میں برابری کا حکم ہے۔

(۱) نسب، خاندان (۲) اسلام (۳) آزادی (۴) دینداری اور تقوی
(۵) مالداری (۶) پیشہ، روزگار میں۔

اس لئے کوئی آزاد بالغ عورت ان شرائط کے خلاف اپنی مرضی سے نکاح کرلے اور اس نکاح میں ولی کی رضا مندی نہ ہو تو وہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اس سلسلہ میں حنفی فقہاء کے دو قول ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ نکاح تو صحیح ہو گیا، لیکن ولی کو یہ حق ہے کہ وہ مسلم قاضی یا حاکم یا مسلم پنچایت کے سامنے اپنا دعویٰ دائر کر کے ثبوت پیش کرے، پھر قاضی یا مسلم پنچایت (اس نکاح کو) فسخ کر دے گی، اور بعد فسخ کے وہ عورت اس مرد کی زوجہ نہیں رہے گی۔ اور اس صورت میں اگر نکاح کے بعد خلوت صحیحہ ہوگئی ہو تو پورا مہر دینا ہوگا، لیکن نکاح کے بعد اگر خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو اور ولی کی مخالفت کی وجہ سے نکاح فسخ کیا گیا ہو تو مہر کے طور پر ایک پیسہ بھی نہیں ملے گا، اور عدت بھی واجب نہیں ہوگی۔

اور دوسرا اور راجح قول یہ ہے کہ نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوگا، اور علامہ شامیؒ نے اسی

پر فتویٰ دیا ہے۔(شامی، عالمگیری، ہدایہ؛ باب الکفو) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۰۳﴾ باپ کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص لڑکی کا وکیل بن سکتا ہے؟

سوال: نکاح میں دلہن کی طرف سے اس کے والد کے علاوہ کوئی اور شخص وکیل بن کر نکاح پڑھاوے تو نکاح ہوگا یا نہیں؟ والد موجود ہو اور وہ کسی دوسرے کو وکیل بناتا ہے، تو ایسا کرنا درست ہے؟ جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......لڑکی اگر نابالغ ہو تو والد کی اجازت سے اور والد اپنے ولی ہونے کی حیثیت سے اور لڑکی بالغ ہو تو لڑکی کی اجازت سے دوسرا کوئی شخص بھی وکیل بن کر نکاح کرا سکتا ہے۔(شامی، وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۰۴﴾ نکاح کا وکیل بناتے وقت دو گواہ کا ہونا؟

سوال: (۱) نکاح کے لئے دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے کیا ان دو گواہوں کا لڑکی کا محرم ہونا ضروری ہے؟ (۲) جب وکیل لڑکی سے اجازت لینے جاتا ہے اس وقت گواہوں کا وہاں موجود رہنا ضروری ہے؟ یعنی گواہوں کو ساتھ میں جانا چاہیئے؟ (۳) گواہ لڑکے والوں کی طرف سے ہونے چاہیئے یا لڑکی والوں کی طرف سے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......نکاح کے صحیح ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایجاب و قبول کے وقت دو گواہ موجود ہوں اور وہ ایجاب وقبول کو سنیں اور ان کا عاقل بالغ مسلمان ہونا ضروری ہے لیکن محرم یا غیر محرم ہونے کی کوئی شرط نہیں ہے۔(شامی:۹۰/۴) ہمارے یہاں نکاح کے وقت جو ایجاب و قبول ہوتا ہے اس وقت مجلس میں موجود حاضرین اس ایجاب وقبول کو سنتے ہیں تو وہ بھی اس کے گواہ اور شاہد ہوتے ہیں۔(۲) ہمارے یہاں

لڑکی نکاح کی مجلس میں حاضر نہیں ہوتی وہ کسی کو اپنے نکاح کا وکیل بنا کر بھیجتی ہے اور وہ وکیل اس لڑکی کی طرف سے ایجاب کرتا ہے اور اس وقت اس لڑکی نے اس شخص کو وکیل بنایا ہے اس کی گواہی کے طور پر دو شخص رکھے جاتے ہیں تا کہ مستقبل میں کبھی لڑکی کہے کہ میری اجازت کے بغیر میرا نکاح کرا دیا گیا تو یہ دو گواہوں کی گواہی سے اسے ثابت کیا جا سکے، اور اس میں وکیل لڑکی والوں کی طرف سے اور دونوں گواہ لڑکے والوں کی طرف سے مقرر کئے جاتے ہیں، لڑکی نے وکیل بنایا ہے اس کی گواہی کے طور پر وکیل بناتے وقت یا اجازت لیتے وقت ان کا ہونا اور سننا ضروری ہے، اس لئے ان کا لڑکی کے سامنے جانا ضروری ہے۔(۳) اسلامی حکم کے مطابق گواہ کسی بھی فریق کی طرف سے ہو نکاح میں کوئی فرق نہیں آتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۰۵﴾ وکیل کے علاوہ فضولی نکاح پڑھائے تو؟

سوال: عورت کے نکاح کے وقت عورت کی طرف سے وکیل اور گواہوں کے نام کے ساتھ اجازت آتی ہے، اب نکاح پڑھاتے وقت کاغذ میں وکیل اور گواہوں کے جو نام ہیں ایجاب وقبول کے وقت کبھی انہی ناموں کو بولا جاتا ہے اور کبھی حاضرین میں سے کسی دوسرے کو وکیل اور گواہ بنا کر نکاح پڑھایا جاتا ہے، تو اس طرح نکاح پڑھانے سے نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......عورت نے جس شخص کو وکیل بنایا ہو وہ اپنے اختیار سے نکاح کرائے گا تو نکاح صحیح ہو جائے گا، اس کے علاوہ دوسرا شخص جسے عورت نے وکیل نہ بنایا ہو اس کے نکاح پڑھانے سے یہ نکاح ''نکاح فضولی'' سمجھا جائے گا اور عورت کی

اجازت پر موقوف رہے گا،عورت اجازت دے گی تو نکاح صحیح ہو جائے گا، ورنہ پھر سے نکاح پڑھنا پڑے گا۔(شامی،وغیرہ)

﴿۱۷۰۶﴾ وکیل اورشاہدین کو پوچھے بغیر نکاح پڑھانا؟

سوال: وکیل اور شاہدین مجلس میں موجود ہوں،لیکن نکاح پڑھانے والا انہیں پوچھے بغیر کہ ''عورت نے اجازت دی ہے یانہیں'' نکاح پڑھادے تو نکاح صحیح ہوگا یانہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاًومسلماً:صورت مسئولہ میں نکاح صحیح ہو جائے گا۔

﴿۱۷۰۷﴾ غیرمسلم کا گواہ بننا صحیح ہے؟

سوال: نکاح میں غیرمسلم شاہد ہوتو نکاح صحیح ہوگا؟

الجواب: حامداًومصلیاًومسلماً......مسلمان کے نکاح کے صحیح ہونے کے لئے گواہوں کا بھی مسلمان ہونا ضروری ہے، غیرمسلم شاہد کے روبرو کیا گیا نکاح معتبر نہیں کہلائے گا۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۷۰۸﴾ لڑکے کے اولیاء

سوال: ایک لڑکے کے اولیاء میں فی الحال اس کے چچا،سوتیلی دادی، پھوپھی، ماموں وغیرہ ہیں،لیکن کورٹ نے والد کی چچی کواس لڑکے کا ولی قرار دیا ہے،تو کیا اس کی اجازت سے لڑکے کا نکاح درست ہوگا؟

الجواب: حامداًومصلیاًومسلماً......شریعت میں والد کی چچی کوحق تولیت حاصل نہیں ہوتا، بلکہ اولاً اولیاء میں اس شخص کے لڑکے ہوں تو لڑکے ہی ولی بنتے ہیں اوروہ نہ ہوں تو پوتے، دوسرے نمبر پراس کے باپ، دادا، پردادا وغیرہ جوبھی ہوں وہ ولی بنتے ہیں، اور

تیسرے نمبر پر اس کا حقیقی بھائی ولی بنتا ہے، اور چوتھے نمبر پر حقیقی چچا اور چچا کے لڑکے ولی بنتے ہیں، ان میں سے کوئی نہ ہو تو ماں کو تولیت ملتی ہے لہذا صورت مسئولہ میں اس لڑکے کے حقیقی چچا اس کے ولی کہلائیں گے، والد کی چچی کو حق تولیت نہیں مل سکتی۔ (فتاویٰ عالمگیری: ۴۹/۲)۔

نوٹ: مذکور لڑکا عاقل بالغ ہو تو وہ اپنی مرضی سے اپنا نکاح کر سکتا ہے، اسے کسی ولی کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۷۰۹﴾ والد کی اجازت کے بغیر لڑکی کا اپنی مرضی سے نکاح کر لینا؟

سوال: میرا ایک بھائی اپنے اہل وعیال کے ساتھ جنگل میں رہتا ہے، حال میں میری بھتیجی کا ایک نومسلم سندھی کے ساتھ ناجائز تعلق ہو گیا، اور اس نے بھاگ کر شہر جا کر اس کے ساتھ نکاح کر لیا، اس نکاح کی اطلاع میرے بھائی کو بہت بعد میں ہوئی، اور اسے جیسے ہی اطلاع ملی، اس نے اس نکاح کی مخالفت کی، اور کہا کہ یہ نکاح میری اجازت اور رضامندی کے بغیر ہوا ہے، اسے میں جائز نہیں رکھتا۔ تو اب از روئے شرع اس نکاح کا کیا حکم ہے؟

ہمارے خاندان اور لڑکے کے خاندان میں کوئی میل جول اور برابری نہیں ہے، ہمارے کاروبار اور اس کے کاروبار میں زمین آسمان کا فرق ہے، تو اس صورت میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر نکاح فسخ ہو سکتا ہے تو اس کا اس زمانہ میں کیا طریقہ ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اولاً یہ جاننا ضروری ہے کہ لڑکی بالغ ہے یا نابالغ ہے؟ دونوں کا حکم جدا جدا ہے۔ نابالغ لڑکی میں دانشمندی کامل نہیں ہوتی، اور اس کے اولیاء کی شفقت بھی اس کے ساتھ کامل طور پر ہوتی ہے، اور اس کے اولیاء اس کا بھلا برا اچھی طرح

سمجھ سکتے ہیں، اس لئے نابالغ لڑکی اگر اپنی مرضی سے نکاح کرلے اور ولی کی اجازت نہ لے تو وہ نکاح صحیح اور معتبر نہیں، ہاں! ولی نابالغ لڑکی کا نکاح کرادے تو نکاح صحیح ہوجائے گا۔

اور اگر لڑکی بالغ ہو تو وہ اپنا اچھا برا سمجھ سکتی ہے، اور حکماً اس میں سمجھداری بھی آجاتی ہے، اس لئے اسلام میں ایسی لڑکی کو اپنی مرضی سے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرنے کی اجازت ہے، لیکن اس میں کچھ قیود وشرائط ہیں، اس لئے ان قیود وشرائط کی پابندی کے ساتھ نکاح ہوگا تو ہی معتبر سمجھا جائے گا، ورنہ معتبر نہیں کہلائے گا۔

من جملہ ان کے ایک شرط کفو کا ہونا ہے، یعنی خاندان میں برابری، اگر لڑکی اپنے سے ادنیٰ (کم طبقہ، کم درجہ) خاندان کے مرد سے بلا اجازت ولی نکاح کرتی ہے تو یہ لڑکی کے خاندان والوں کے لئے عار ہے، اس لئے مفتی بہ قول کے مطابق ایسا نکاح معتبر نہیں سمجھا جائے گا۔

صورت مسئولہ میں کفو کی یہ شرط مفقود ہے، اس لئے کہ مذکور لڑکا نومسلم ہے، اور پیشے اور اخلاق میں بھی بہت فرق ہے، اس لئے یہ نکاح مفتیٰ بہ قول کے مطابق ولی کی مخالفت اور رضامندی نہ ہونے کی وجہ سے صحیح ہی نہیں ہوا، اس لئے وہ لڑکی اگر اس کے ساتھ رہتی ہو تو فوراً الگ کردینی چاہئے، اور یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا اس لئے فسخ کی ضرورت نہیں ہے، اگر یہ لڑکی اپنے ولی کی اجازت لیتی یا بعد نکاح کے اجازت لیتی تو نکاح صحیح ہوجاتا۔

(شامی:۲، ہدایہ، امداد الفتاویٰ، فتاویٰ دارالعلوم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۱۰﴾ داڑھی منڈا بے نمازی نکاح میں گواہ بن سکتا ہے؟

سوال: نکاح کی مجلس میں لڑکی کے والد کا خود وکیل بن کر نکاح پڑھوانا کیسا ہے؟ زید کا

کہنا ہے کہ دلہے کی طرف سے غیرمحرم مردوں کو گواہ کے طور پر دلہن کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟ اور داڑھی منڈے، بے نمازی کو نکاح میں گواہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......لڑکی جب انکار کرے کہ میں نے کسی کو اپنے نکاح کا وکیل نہیں بنایا ہے، تب شاہد کی ضرورت پڑتی ہے، تاکہ وکیل اپنی وکالت ثابت کر سکے، اس لئے وکیل کے ساتھ شاہد بھی ہوتے ہیں، اگر لڑکی بالغ ہو تو اس کی رضامندی یا وکیل ہونا ضروری ہے، اور اگر لڑکی نابالغ ہو تو والد ولی ہونے کی وجہ سے اس کا نکاح کرا سکتا ہے، اس صورت میں شاہد کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ فاسق فاجر شخص نکاح میں شاہد ہو تو نکاح تو صحیح ہو جائے گا، لیکن قاضی ایسے شخص کی گواہی قبول نہیں کرے گا۔

﴿۱۱۷۱﴾ کیا بیٹے کے نکاح کی ذمہ داری باپ پر ہے؟

سوال: ایک والد کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں اس میں تین بیٹے اور تین بیٹیوں کا نکاح باپ نے کرادیا اور چوتھے بیٹے کا نکاح آج کل میں ہونے والا ہے اور اب صرف ایک بیٹی کا نکاح کرانا باقی ہے، مذکورہ تین لڑکے جن کی شادی ہو چکی ہے ان میں سے ایک لڑکے نے باپ کی اجازت سے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے اس میں اور اس کی بیوی میں سخت نااتفاقی تھی اس بیوی سے اسے ایک پانچ سال کی لڑکی بھی ہے جو باپ کے پاس رہتی ہے، تو اب اس بیٹے کا دوسرا نکاح کرانے کی ذمہ داری باپ پر ہے یا نہیں؟ اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بیٹا اگر جوان اور تندرست ہے تو اس کے کھانے پینے

اور نکاح وغیرہ کی ذمہ داری والدین پر نہیں رہتی اس پر ضروری ہے کہ وہ خود محنت کرے اور اپنا گذر بسر کرے، لہذا والد پر شرعاً واجب نہیں ہے کہ وہ آپ کے دوسرے نکاح کا خرچ اٹھائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۱۲﴾ لڑکی ایک ملک میں رہتی ہے اور لڑکا دوسرے ملک میں، تو دونوں کے مابین نکاح کی کیا شکل ہے؟

سوال: لڑکا کنیڈا میں ہے، اور لڑکی انڈیا میں ہے، اور منگنی کی رسم ادا ہو چکی ہے، اور اب لڑکی کا نکاح پڑھا کر اسے کنیڈا بھیجنا ہے، تو اس کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... شریعت میں نکاح کا طریقہ اور شرائط مقرر ہیں، ان شرائط کی رعایت کے ساتھ نکاح کیا جائے گا تو ہی نکاح درست اور صحیح کہلائے گا۔ شرعاً مرد، عورت یا عورت کے وکیل کی طرف سے جو ایجاب وقبول ہوتا ہے، اس کا ایک مجلس میں ہونا اور دو گواہوں کا اس ایجاب وقبول کو سننا شرط ہے، تار سے کئے جانے والے نکاح (ایجاب وقبول) میں یہ شرائط نہیں پائے جاتے اس لئے تار سے کیا گیا نکاح معتبر نہیں ہے۔

ایسی صورت میں جب کہ لڑکا ایک ملک میں ہو اور لڑکی دوسرے ملک میں ہو، نکاح کا طریقہ یہ ہے کہ لڑکی اپنے نکاح کرانے کا اختیار ایسے شخص کو سپرد کرے جو لڑکے کے ملک میں رہتا ہو، اور وہ شخص لڑکی کا وکیل بن کر اس کو ملے ہوئے اختیار سے اس لڑکے سے اس لڑکی کا نکاح کرائے، اور ایجاب وقبول کے وقت دو گواہ بھی وہاں ہوں، جو اس وکیل اور لڑکے کے مابین ہونے والے ایجاب وقبول کو سنیں، تو اس طرح کرنے سے نکاح صحیح اور درست کہلائے گا۔ اور اسی طرح لڑکا بھی لڑکی کے ملک میں اپنے نکاح کا کسی کو وکیل بنا

کر اس طرح نکاح کرسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۱۳﴾ والد نابالغ لڑکی کا نکاح کرادے تو نکاح فسخ نہیں ہوسکتا؟

سوال: ہمارے یہاں ایک ۷،۸ سال کی ایک نابالغ لڑکی کا نکاح اس کے والد کی ولایت کے تحت ہوا ہے، بعد میں اسکول جاتے ہوئے اس لڑکی کو ایک دوسرے لڑکے کے ساتھ محبت ہوگئی، بالغ ہوتے ہی لڑکی اپنے منکوحہ شوہر کے یہاں جانے سے انکار کرتی تھی، اور لڑکی کو جس کے ساتھ محبت ہوگئی تھی، اس کے ساتھ بھاگ گئی، لڑکی کہتی ہے کہ اس لڑکے کے ساتھ میرا نکاح ہوا ہے یا نہیں مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہے، اور اس کے ساتھ رہنے پر میں راضی نہیں ہوں، جس کے ساتھ میں بھاگی ہوں اسی کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔ تو اب اس لڑکی کا نکاح اس لڑکے کے ساتھ کس طرح کیا جاسکتا ہے؟ کیا اسے اپنے اول شوہر سے طلاق لینا ضروری ہے؟ یا لڑکی کے انکار کرنے سے نکاح فسخ ہوگیا؟ اور لڑکی پر عدت ہے یا نہیں؟ لڑکی پہلے والے شوہر کے ساتھ کبھی بھی تنہائی میں نہیں ملی، اور نہ ہی ان دونوں میں کبھی کوئی تعلق ہوا تھا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... باپ یا دادا نے اپنی ولایت سے اپنی لڑکی یا پوتی کا نکاح کرا دیا ہو، تو چاہے لڑکی کو وہ نکاح منظور ہو یا نامنظور ہو، اور نکاح کا علم ہو یا نہ ہو، رضامندی ہو یا نہ ہو، بہر صورت نکاح صحیح اور منعقد ہوجاتا ہے، اور لڑکی بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کو منظور نہ کرے تو بھی نکاح فسخ نہیں ہوسکتا۔ (شامی: ۲، ہدایہ)۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں لڑکی کا نکاح منعقد ہوچکا ہے، اور اگر لڑکی اپنے شوہر کے ساتھ کسی بھی صورت میں رہنے پر راضی نہ ہو تو اس کے شوہر سے کسی بھی طرح طلاق لینی چاہئے،

اورشوہر کے ساتھ خلوت صحیحہ نہیں ہوئی ہے اس لئے ایک طلاق سے لڑکی بائن یعنی نکاح سے بالکل علیحدہ ہو جائے گی، اور اس پر عدت بھی نہیں ہے، لہذا طلاق کے فوراً بعد دوسرے لڑکے سے نکاح بھی کرسکتی ہے، طلاق لینے سے قبل اپنے محبّ کے ساتھ کسی بھی طرح کا رشتہ یا تعلق رکھنا زنا میں شمار ہوگا، جو بہت ہی بڑا گناہ ہے۔

﴿۱۷۱۴﴾ بغیر گواہوں کے نکاح صحیح نہیں ہوں گے؟

سوال: اگر کسی نکاح میں گواہ نہ ہوں، صرف لڑکا لڑکی اور خطیب نکاح پڑھانے والا ہو، تو ان تینوں کی حاضری میں کیئے گئے نکاح صحیح ہوں گے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نکاح کے صحیح ہونے کے لئے اسی مجلس میں دو گواہوں کا ہونا شرط ہے، جو بیک وقت دونوں کا ایجاب وقبول سن سکیں۔ صورت مسئولہ میں گواہوں کی عدم موجودگی کے سبب نکاح صحیح نہیں ہوں گے۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۱۵﴾ آزاد بالغ مرد وعورت کا اپنی مرضی سے دو گواہوں کے روبرو نکاح کر لینا معتبر ہے یا نہیں؟

سوال: ہندہ نے زید سے نکاح کرنے کا وعدہ کیا، اس کے بعد زید اپنی والدہ کے ساتھ نکاح کا پیغام لے کر ہندہ کے گھر گیا، ہندہ کی والدہ نے جواب دیا کہ ہم ایک ہفتہ کے بعد جواب دیں گے، ہندہ کو بات چیت سے پتہ چل گیا کہ نفی میں جواب دینے والے ہیں، تو ہندہ نے زید کو خط لکھا اور ساری بات سے واقف کر دیا، اور لکھا کہ کسی بھی صورت میں وہ زید ہی سے نکاح کرے گی، زید نے جواب میں کہا کہ وہ اپنے گھر والوں کو کسی بھی طرح منائے، اور شادی پر رضا مند کر لے، لیکن ہندہ کے گھر والوں نے ہندہ کو گھر میں قید کر دیا،

اور ایک دن سب گھر والوں کے ساتھ ہندہ کو اپنے وطن ہندوستان بھیج دینے کے لئے گھر سے نکل گئے۔لندن ایر پورٹ پر ہندہ نے وہاں کے افسر کو بتایا کہ اس کے گھر والے زبر دستی سے اسے انڈیا بھیج دینا چاہتے ہیں، اور وہ زید سے نکاح کرنا چاہتی ہے، اور اس کے گھر والے اسے روکتے ہیں۔افسر نے زید کو ایر پورٹ پر بلایا، اور ہندہ کو زید کے حوالے کر دیا، وہاں سے نکل کر ہندہ اور زید نے تین مسلمان گواہوں کی موجودگی میں نکاح کرلیا، اور رجسٹر پر دستخط بھی کئے۔نکاح کے بعد دونوں زید کے گھر آئے، زید نے ہندہ سے کہا کہ اب ہم دونوں کی شادی ہو چکی ہے، لیکن لوگ بات کریں گے اس لئے بہتر ہے کہ تم اپنے گھر چلے جاؤ، اور وہاں مولانا کو بلا کر با قاعدہ خطبہ کے ساتھ نکاح کریں گے، اور یہ بہتر ہے، ہندہ اپنے گھر گئی تو ہندہ کے گھر والوں نے زید کو خبر کئے بغیر اسے دوسرے ملک بھیج دیا، زید کو جب معلوم ہوا تو اس نے اس پتہ پر بہت خط لکھے، لیکن اس کے کسی خط کا جواب نہیں آیا، کچھ دنوں بعد زید کو ہندہ کا خط ملا کہ وہ قانون کے مطابق زید سے طلاق چاہتی ہے، اور اس کی کارروائی وکیل کو سپرد کردی گئی ہے، زید اسے طلاق دینا نہیں چاہتا، اس کے ساتھ گھر بسانا چاہتا ہے، تو کیا زید اگر ہندہ کو طلاق نہ دے تو ہندہ دوسرے کسی مرد سے نکاح کرسکتی ہے؟ اور شرعاً ان کا کیا ہوا نکاح معتبر ہے یا نہیں؟ زید مسلمان ہے، نمازی ہے، اور تاجر ہے، اس کی آمدنی بھی اچھی ہے، ہندہ کے والدین گجراتی وہورا ہیں، اس لئے اونچ نیچ (اعلی وادنی) کا سوال نہیں ہے، سب مسلمان ہیں، کلمہ گو ہیں، اللہ، نبی کو ماننے والے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......آزاد بالغ مرد اور عورت جب دو مسلمان گواہوں کے روبرو نکاح کا ایجاب وقبول کرتے ہیں تو اس سے نکاح منعقد اور صحیح ہو جاتا ہے، اور عورت

باقاعدہ اس کی بیوی بن جاتی ہے۔ لہذا صورت مسئولہ میں زید نے جب کہ تین مسلمان گواہوں کے روبرو کورٹ میں جا کر ہندہ کے ساتھ نکاح کا ایجاب وقبول کرلیا تھا، اور ہندہ کو بیوی کے طور پر قبول کیا۔ اور احتیاطاً نکاح کے کاغذات پر دستخط بھی کئے، تو یہ نکاح صحیح اور معتبر سمجھا جائے گا۔

نکاح سے قبل خطبہ مسنون ہے، شرط یا فرض نہیں ہے، اس لئے بغیر خطبہ پڑھا گیا نکاح صحیح ہوگیا۔ اب جب تک زید طلاق نہ دے، یا اس کا انتقال نہ ہو جائے، اور عدت پوری نہ ہو جائے یہ عورت کسی دوسرے سے نکاح نہیں کرسکتی، اور یہ جاننے کے باوجود کہ یہ منکوحہ ہے اس کا دوسری جگہ نکاح کرادیا جائے تو اس میں حصہ لینے والے سخت گنہگار ہوں گے، اور زنا کا گناہ ہوگا۔

عالمگیری میں ہے: **لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیرہ۔** کسی مرد کے لئے کسی کی منکوحہ سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ لہذا صورت مسئولہ میں جب تک ہندہ کو طلاق نہ مل جائے، وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہیں کرسکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۱۶﴾ والدین کی مرضی کے خلاف نکاح کرنا؟

سوال: میرا ایک دوست ہے، وہ اپنی پھوپھی کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے، اور اس کے والد صاحب منع کرتے ہیں، تو اگر میرا دوست والد کی مرضی کے خلاف اس لڑکی سے نکاح کرلے تو اسے گناہ ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عاقل بالغ مرد اپنی مرضی سے اپنے خاندان (کفو) میں نکاح کرنا چاہے تو کرسکتا ہے، لیکن والدین ناراض ہوں اور منع کرتے ہوں تو اس کا

سبب معلوم کر کے اس کا حل نکالنا چاہئے۔اور اگر وہ انانیت اور گھمنڈ کی وجہ سے انکار کرتے ہیں،تو ایسی بات ماننے پر لڑکا مجبور نہیں ہے،اور اگر کسی شرعی نقطہ نظر سے یا کسی مانع کی وجہ سے انکار کرتے ہیں تو والدین کی اطاعت واجب ہے۔(شامی:۵)

﴿۱۷۱۷﴾ طلاق کی شرط پر ہونے والے نکاح میں حصہ لینا

سوال: ایک شخص نے اس شرط پر نکاح کیا کہ وہ نکاح پڑھ کر فوراً اپنی بیوی کو طلاق دے گا، نکاح پڑھانے والے اور شاہد اور وکیل کو بھی اس بات کا علم تھا،اس کے باوجود اس کا نکاح پڑھایا گیا اور شاہد اور وکیل نے شرکت کی؟ تو کیا اس طرح نکاح پڑھانا اور اس میں شاہد اور وکیل بننا جائز ہے؟ اور جن حضرات نے اس نکاح میں حصہ لیا ان کا نکاح فاسد ہو گیا یا باقی رہا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......نکاح پڑھانے والے اور شاہد اور وکیل کو معلوم ہو تو اس نکاح میں کسی طرح کا حصہ نہیں لینا چاہئے،اس کے باوجود انہوں نے حصہ لیا تو اس سے ان کے نکاح پر کوئی اثر یا فساد نہیں آتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۱۸﴾ نکاح سے قبل دلہے کو کلمہ، دعائے قنوت پڑھوانا؟

سوال: نکاح سے قبل ہمارے یہاں دلہے کو پانچ کلمے، ایمان مفصل اور دعائے قنوت پڑھاتے ہیں اس کے بعد قاضی صاحب نکاح کا خطبہ پڑھتے ہیں اور پھر ایجاب وقبول ہوتا ہے،تو یہ طریقہ از روئے شرع کیسا ہے؟ اور دلہن کو پانچ کلمے اور قنوت نہیں پڑھاتے،تو کیا شریعت میں صرف مرد کو پڑھانے کا حکم وارد ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......نکاح سے قبل پانچ کلمے اور قنوت وغیرہ پڑھوانے کی رسم

صرف ہمارے علاقہ میں ہی ہے، حضور ﷺ اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مبارک زمانہ میں یہ دستور نہیں تھا آپ ﷺ نے یا کسی صحابی نے نکاح سے قبل کلمہ یا قنوت پڑھا ہو یہ کتابوں سے ثابت نہیں ہے اس لئے اس رسم کو بند کر دینا چاہیئے، کلمہ پڑھانے کا ایک فائدہ تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ دلہا مسلمان نہ ہو تو کلمہ پڑھتے ہی مسلمان ہو جائے لیکن دعائے قنوت تو بالکل بے محل ہے۔

نکاح پڑھانے والے مُلاں جو نکاح پڑھانے کے روپئے لیتے ہیں، ہوسکتا ہے انہوں نے یہ رسم شروع کی ہو تاکہ سیدھے سادے سنت طریقہ کے مطابق نکاح پڑھانے میں ایک یا ڈیڑھ منٹ لگے گی اور دلہے والوں کو ہوگا یہ ڈیڑھ منٹ کے اتنے روپئے لے لئے؟ انہیں زیادہ کام بتانے کی نیت سے یہ رسم شروع کی ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۱۹﴾ لڑکی کا اجازت میں بسم اللہ کہنا کافی ہے؟

سوال: نکاح کے وقت لڑکی کے پاس شاہد اور وکیل جاتے ہیں، اور اس سے اجازت لیتے ہیں، تو اگر لڑکی جواب میں صرف بسم اللہ کہے تو کیا یہ اجازت سمجھی جائے گی؟ یا زبان سے ''میں اجازت دیتی ہوں'' ایسا پورا جملہ کہنا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......نکاح کے لئے جب بالغ لڑکی سے اجازت لی جائے تو اگر اجازت لینے والا وکیل یا اس کا مقرر کیا ہوا شخص ہو تو اس کے جواب میں لڑکی اشارۃً یا کنایۃً بھی اجازت دے تو وہ اجازت معتبر سمجھی جائے گی۔ لہذا ''مجھے منظور ہے'' یوں کہے یا صرف ''بسم اللہ'' کہے دونوں صورت میں رضامندی سمجھی جائے گی، اور نکاح معتبر سمجھا جائے گا۔ (شامی، عالمگیری) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۲۰﴾ گونگے بہرے کے نکاح کا طریقہ؟

سوال: میرے بھائی کا لڑکا پیدائشی بہرا گونگا ہے نہ بول سکتا ہے نہ سن سکتا ہے، اشارہ سے بات کو سمجھتا ہے، اس کے نکاح کرانے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... گونگا بہرا شخص لکھنا پڑھنا جانتا ہوتو لکھ پڑھ کر اور نہ جانتا ہوتو ایجاب وقبول کا اشارہ کر کے یعنی اشارہ سے اسے سمجھایا جائے کہ کیا تونے اسے اپنے نکاح میں قبول کیا ؟ وہ اشارہ میں جواب دے کہ میں نے قبول کیا تو اس سے گونگے اور بہرے کا نکاح ہو جائے گا، گونگے اور بہرے کا اشارہ سے قبول کرنا اور طلاق دینا شریعت میں معتبر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۲۱﴾ جھوٹے نام سے نکاح پڑھنا؟

سوال: ایک لڑکے کا نام عمر ہے اس کے والد کا نام عبدالرحیم ہے اور اس کے چچا کا نام داؤد ہے، داؤد بیرون ملک مقیم ہے، داؤد نے اپنے بھتیجے عمر کو بیرون ملک بلایا اور بلانے کے لئے جو پاسپورٹ بنایا تو اس میں عمر کا نام قاسم لکھوایا اور والد کا نام عبدالرحیم کے بجائے داؤد نام لکھوایا، اب یہ لڑکا جھوٹے نام کے ساتھ لندن پہنچ گیا، اور وہاں اس کا نکاح ہوا، نکاح بھی اسی جھوٹے نام کے ساتھ ہوا، نکاح پڑھانے والے کو اپنا غلط نام قاسم بتایا اور شاہد اور وکیل نے بھی اسی جھوٹے نام سے لڑکی سے اجازت لی، لڑکا اور لڑکی دونوں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں لیکن اصل نام کے بجائے جھوٹے نام سے نکاح پڑھایا ہے، تو اس طرح کیا گیا نکاح شرعی رو سے معتبر ہے یا نہیں؟ اس بارے میں صحیح رہبری فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... لڑکے نے جب نکاح کا ایجاب وقبول کیا اس وقت یہ

معلوم ہو کہ یہ لڑکا جو بیٹھا ہے اس کا نام قاسم ہے اور لڑکی کو بھی معلوم ہو کہ قاسم سے یہی لڑکا مراد ہے اور اسی نام سے نکاح پڑھایا تو نکاح صحیح ہو گیا، اس لئے جہالت باقی نہیں رہی۔ (درمختار مع الشامی:۲/ ۳۶۷)

﴿۱۷۲۲﴾ چھوٹے گاؤں میں نکاح درست ہے؟

سوال: میری منگنی ایک ایسے گاؤں میں ہوئی ہے جہاں مسلمانوں کے صرف چار ہی گھر ہیں، اور اس گاؤں میں مسجد بھی نہیں ہے، اور میرے علم کے مطابق وہاں کے لوگ بے نمازی ہیں، صرف جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں، تو وہاں نکاح کرنے میں کچھ حرج ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......نکاح کرنے کے لئے اس جگہ کا شہر ہونا یا وہاں مسجد ہونا شرط نہیں ہے، لہذا اصورت مسئولہ میں چھوٹے گاؤں میں جہاں آپ کا رشتہ طے ہوا ہے نکاح کرنا درست ہے۔

زواج المدنی یعنی سیول میرج

﴿۱۷۲۳﴾ سیول میرج کا حکم؟

سوال: ایک لڑکا اور لڑکی اپنی مرضی سے ایک دوسرے سے نکاح کرنا چاہتے ہیں، لڑکی کی عمر ۱۸ سال اور لڑکے کی عمر ۲۰ سال ہے، تو وہ دونوں دو گواہوں (اپنے دوستوں) کی حاضری میں کورٹ میں جا کر نکاح کرلیں، تو کیا شرعاً ان کا نکاح صحیح ہو جائے گا؟ اور وہ دونوں میاں بیوی بن جائیں گے؟ اور یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بالغ مرد اور عورت اپنے کفو میں دو مسلمان گواہوں کی حاضری میں شرعی طریقہ کے مطابق نکاح کرلیں تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے، حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ نکاح علی الاعلان کرو، اس لئے چھپ کر دو گواہوں کے سامنے نکاح کر لینا اور اعلان نہ کرنا اس حدیث کے خلاف ہے اس لئے مکروہ ہے، لہذا لوگوں میں اعلان بھی کر دینا چاہئے اور یہ مستحب ہے، اور اس سے لوگوں میں بدگمانی بھی ختم ہو جائے گی۔
(مرقاۃ شرح مشکوۃ: ۳/۴۲۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۲۴﴾ سیول میرج ہو جانے کے بعد لڑکی کا اسے غیر معتبر قرار دینا؟

سوال: ہمارے یہاں ابھی ابھی ایک لڑکا اور ایک لڑکی کا سیول میرج ہوا ہے، اس وقت دو دیندار مسلمان مرد بھی وہاں موجود تھے، اور گواہ کے طور پر ان کے دستخط بھی لئے گئے، اب کسی وجہ سے وہ لڑکی اس لڑکے کے ساتھ رہنے پر راضی نہیں ہے، اور ہمارے یہاں کے دستور کے مطابق سیول میرج کے بعد سنت طریقہ کے مطابق اسلامی نکاح اس کے ساتھ کرنے سے انکار کر رہی ہے، اور سیول میرج سے کئے گئے نکاح کو معتبر قرار نہیں دیتی، تو

اب یہ لڑکی دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اسلامی قانون کے مطابق نکاح کے صحیح ہونے کے لئے مرد اور عورت کا ایجاب وقبول کرنا اور اس وقت دو مسلمان گواہوں کا ایک ہی مجلس میں سننا ضروری ہے۔لہذا صورت مسئولہ میں سیول میرج کے وقت ایجاب وقبول کرتے وقت دو مسلمان دیندار مردوں نے سنا ہے اور اس واقعہ کے گواہ بنے ہیں اس لئے اسلامی نقطہ نظر سے یہ نکاح صحیح اور منعقد ہوگیا۔البتہ خطبہ مسنونہ نہیں پڑھا گیا اس لئے خلاف سنت کہلائے گا، اور یہ لڑکی اس لڑکے کی زوجہ کہلائے گی، اور اسلامی طریقہ کے مطابق دوبارہ نکاح پڑھنا ضروری نہیں ہے، اس لئے لڑکی کا انکار کرنا اور سیول میرج کو غیر معتبر قرار دینا کوئی حیثیت نہیں رکھتا، جب تک لڑکا نکاح کے تعلق کو ختم نہ کرے یا اور کسی طریقہ خلع وغیرہ سے نکاح کے تعلق کو ختم کرنے پر لڑکے کو رضامند نہ کرلیا جائے یہ لڑکی کسی دوسرے مرد سے نکاح نہیں کرسکتی۔(شرح وقایہ، شامی، عالمگیری:۱/۲۶۷) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۷۲۵﴾ سیول میرج سے کیا گیا نکاح شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟

سوال: ایک شخص نے سیول میرج کر کے ایک لڑکی سے نکاح کرلیا، اس نکاح پر لڑکی کے والد نے اعتراض کیا اور مقدمہ دائر کیا، لیکن فیصلہ ان کے حق میں نہیں ہوا، لڑکی کا خاندان نیچے درجہ کا اور لڑکے کا خاندان اونچے درجہ کا ہے، تو اس میں شریعت کی طرف سے اس نکاح کو فسخ کرنے کا کوئی راستہ نکل سکتا ہے؟ اور سیول میرج سے کیا گیا نکاح شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......آپ کے لکھنے کے مطابق لڑکی کا خاندان نیچے درجہ کا ہے اور لڑکے کا خاندان اونچے درجہ کا ہے، تو اگر لڑکی عاقلہ وبالغہ ہو اور مہر مثل پر نکاح کیا گیا ہو، تو

اگر چہ لڑکی کے والدین نکاح کے خلاف ہوں، اور ان کی اجازت کے بغیر نکاح کیا گیا ہو، نکاح صحیح ہو جائے گا، اور ولی کو نکاح کے فسخ کرانے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ (شامی، ہدایہ)

﴿۱۷۲۶﴾ سیول میرج کا حکم؟

سوال: ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے، دونوں بالغ ہیں، اور وہ دونوں آپس میں نکاح کرنا چاہتے ہیں، لیکن لڑکا یا لڑکی یا دونوں کے والدین اس نکاح کے خلاف ہیں، اب اگر یہ دونوں ایک وکیل اور دو گواہوں کو لے کر کسی مولانا صاحب کے روبرو نکاح کر لیں، تو یہ نکاح عند الشرع قابل قبول ہوگا؟ یا اگر یہ دونوں اپنی جان کی سلامتی کے لئے سرکاری قانون کا سہارا لے کر ایک وکیل اور دو گواہوں اور ایک مولانا صاحب کو لے کر سرکاری کورٹ میں سیول میرج کرتے ہیں، تو اس طرح کیا گیا نکاح عند الشرع قابل قبول ہے؟ ان دونوں نکاحوں کا حکم شریعت میں کیا ہے؟ نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً: شرعی طریقہ کے مطابق گواہوں کی حاضری میں نکاح کیا گیا ہو تو وہ نکاح معتبر اور صحیح کہلائے گا، اس نکاح سے وہ لڑکی اس لڑکے کی زوجہ بن جائے گی۔ **النکاح ینعقد بالایجاب و القبول:** (یعنی دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول کرنے سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے)۔ اس لئے شرعی طریقہ کے مطابق کیا گیا نکاح اور سیول میرج دونوں صحیح ہیں، صرف غیر کفو میں یا نکاح کی کوئی دوسری شرط کی خلاف ورزی ہو رہی ہو تو نکاح کے حکم میں فرق آ جائے گا۔ فقط واللہ اعلم

﴿۱۷۲۷﴾ سرکاری آفس میں نکاح رجسٹرڈ کرانے سے نکاح صحیح ہو جائے گا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ :

برطانیہ میں بعض حضرات وقتی طور پر ویزا لے کر اپنے ملک سے تشریف لاتے ہیں اُن میں سے غیر شادی شدہ حضرات برٹش مسلم لڑکیوں سے شادی کر کے رہائش کا حق حاصل کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں برٹش قانون کے مطابق نکاح پڑھ کر (جسے سول میرج کہتے ہیں)۔ میرج سرٹیفیکٹ حاصل کر کے مستقل ویزا ملنے تک نہ اسلامی نکاح پڑھتے ہیں اور نہ ہی لڑکی کی رخصتی عمل میں آتی ہے۔ یاد رہے کہ حکومت کے رجسٹرار کے آفس میں نکاح پڑھانے والا آفیسر کبھی غیر مسلم مرد ہوتا ہے کبھی عورت۔ البتہ اس مجلس میں ہمارے دو چار مسلم مرد عورت حاضر ہوتے ہیں۔ اب جواب طلب امر یہ ہے کہ :-

(الف) کیا حکومت برطانیہ کے قانون کے مطابق نکاح پڑھانے والا غیر مسلم مرد یا عورت چند مسلم مردوں اور عورتوں کے سامنے دولہا دولہن کا ایجاب وقبول کروا دے تو شرعی طور پر نکاح واقع ہو جائیگا ؟ اب دوبارہ اسلامی نکاح پڑھانے کی ضرورت ہوگی یا نہیں ؟

(ب) لڑکے کی برطانیہ میں رہائش کا حق حاصل کرنے کیلئے ہوم آفس پر میرج سرٹیفیکٹ کے علاوہ اسلامی نکاح نامہ بھی بھیجنا پڑتا ہے۔ اس لئے بغیر اسلامی نکاح پڑھائے اسلامی نکاح سرٹیفیکٹ حاصل کر کے بھیجا جاتا ہے۔ اس سرٹیفیکٹ پر باقاعدہ لڑکا لڑکی دونوں کے دستخط کرائے جاتے ہیں۔ کیا خطبۂ نکاح اور اسلامی طریقہ سے نکاح پڑھائے بغیر نکاح کے رجسٹر پر لڑکا لڑکی دونوں اپنے نکاح کی رضامندی کے صرف دستخط کر دیں تو اس سے اسلامی نکاح ثابت ہو جائیگا ؟

(ت) لڑکی کے سول میرج کرنے اور اسلامی نکاح پر دستخط (بغیر اسلامی نکاح کے) کرنے کے بعد کبھی لڑکی اپنا ارادہ بدل دیتی ہے اور جس سے سول میرج ہوا ہے اسکی بجائے دوسرے لڑکے سے یہ سمجھ کر اسلامی نکاح کسی مولوی صاحب سے پڑھا لیتی ہے کہ

اگلے لڑکے سے باقاعدہ نکاح نہیں ہوا ہے۔تو اب ان دونوں نکاحوں میں سے صحیح نکاح کونسا سمجھا جائیگا۔

الجواب : حامداً ومصلیاً ومسلماً۔

(۱) نکاح کے منعقد ہونیکے لئے مرد اور عورت ایجاب وقبول کرے اسوقت الفاظ صیغہ ماضی کے ہوں اور اسوقت مجلس میں دو مرد مسلم یا ایک مرد اور دو عورت سن لے تو شرعی طور پر نکاح منعقد ہوجاتا ہے نکاح کے الفاظ ادا کرنے والا مسلم یا غیر مسلم ہو مرد ہو یا عورت ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہاں حکومت برطانیہ کے قانون کے مطابق رجسٹرڈ میرتج بیورو میں سول میرتج کے وقت جو الفاظ میاں بیوی سے مادری اور انگلش زبان میں ادا کروائے جاتے ہیں وہ اسلامی شرائط کے مطابق ہیں اسلئے اسوقت گواہ کی شرط پوری ہوجائے تو نکاح منعقد ہوجائے گا دوبارہ نکاح کروانیکی ضرورت نہیں۔ ہدایہ میں ہے النکاح ینعقد بالایجاب و القبول اھ ص۳۰۵ ج۲

(۲) الفاظ کے ادا کئے بغیر صرف رجسٹرڈ میں دستخط کردے تو اس طرح نکاح منعقد نہیں ہوتا شامی میں لکھا ہے اذا الکتابة من الطرفین بلاقول لاتکفی ولو فی الغیبة الخ ص۲۳، ج۴

(۳) سول میرتج جس طریقہ سے یہاں ہوتا ہے اسمیں جو الفاظ ذکر کئے اور کروائے جاتے ہیں وہ اسلامی احکام نکاح کے مطابق ہوتے ہیں اسلئے گواہوں کی تعداد پوری ہوگئی ہو تو اسلامی حکم کے مطابق نکاح کا انعقاد ہوجائیگا اب اس سے شرعی طور پر طلاق حاصل کئے بغیر دوسرے آدمی سے نکاح کرنا باطل ناجائز اور حرام ہے اور دوسرا نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا۔ (عالمگیری) واللہ اعلم۔

﴿۱۷۲۸﴾ یو.کے. جانے سے قبل سول میرج کرنے کی حیثیت؟

سوال: ایک لڑکے کو یو.کے. سے لڑکی والوں نے شادی کے لئے یو.کے. بلایا تھا، بلانے سے قبل لڑکا اور لڑکی کا سول میرج کروانا پڑتا ہے اوراس کے لئے دو گواہ بھی بنانے پڑتے ہیں بعد میں یو.کے. پہنچ کر باقاعدہ اسلامی طریقہ سے دوسری مرتبہ نکاح ہوتا ہے، اس لڑکے کا بھی پہلے سول میرج ہوا اور وہ یہاں سے یو.کے. چلا گیا، لیکن کسی نااتفاقی کی وجہ سے بعد میں شرعی نکاح نہیں ہوا، اور اب لڑکی والے اس لڑکے سے نکاح کروانا نہیں چاہتے، تو ازروئے شرع بتائیں کہ کیا اس مسئلہ میں لڑکے سے طلاق لینا ضروری ہے؟ یا شرعی نکاح نہیں ہوا تو طلاق کی ضرورت نہیں ہے؟ اگر طلاق لینا ضروری ہو اور لڑکا طلاق دینے پر راضی نہ ہو تو لڑکی کو علیحدگی کے لئے ازروئے شرع کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... دو مسلمان مردوں کی موجودگی میں سول میرج کرنے سے شرعاً نکاح صحیح ہوگیا، اس لئے بغیر طلاق کے یہ نکاح فسخ نہیں ہوسکتا، اگر مرد اس لڑکی کو رکھنے کے لئے راضی نہ ہو اور طلاق بھی دینا نہ چاہتا ہو تو مسلمان جج سے فیصلہ کروا کر یا شرعی پنچایت کے روبرو عورت اپنا مقدمہ دائر کرکے اپنا نکاح فسخ کرواسکتی ہے۔

باب المحارم

باب فیما یحل نکاحه وما لا یحل

﴿۱۷۲۹﴾ کن کن لڑکیوں سے نکاح ناجائز ہے؟

سوال: اسلام میں کن کن لڑکیوں سے نکاح کرنا ناجائز بتایا گیا ہے؟ اس موضوع پر تفصیلی روشنی ڈالیں، ترتیب وار ہر رشتہ کو بتائیں تو مہربانی ہوگی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قرآن پاک میں اس موضوع پر واضح ارشاد موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **حرمت علیکم امهتکم و بنتکم (نساء:۲۳)۔**

حرام ہوئی ہیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بیٹیاں بھائی کی اور بہن کی اور جن ماؤں نے تم کو دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور تمہاری عورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں جن کو جنا ہے تمہاری ان عورتوں نے جن سے تم نے صحبت کی اور اگر تم نے ان سے صحبت نہیں کی تو تم پر کچھ گناہ نہیں اس نکاح میں اور عورتیں تمہارے بیٹوں کی جو تمہاری پشت سے ہیں اور یہ کہ اکٹھا کرو دو بہنوں کو۔ (ترجمہ شیخ الہند)۔

اس آیت کی روشنی میں اپنی ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، دودھ پلانے والی ماں، دودھ شریک بہن، ساس اور جس عورت سے جماع کیا ہو اس کی پہلے شوہر کی لڑکی، صلبی بیٹے کی عورت، اور اپنی بیوی کے نکاح میں رہتے ہوئے یا عدت میں ہوتے ہوئے اس کی بہن کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے، اور نانی اور دادی کے ساتھ بھی نکاح کرنا حرام ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۷۳۰﴾ کیا پھوپھی کے لڑکے سے میری لڑکی کا نکاح ہوسکتا ہے؟

سوال: میری پھوپھی کے لڑکے کے ساتھ میری لڑکی کا نکاح جائز ہے؟ ہمارا رشتہ ماموں پھوپھی کا ہے، وہ میری لڑکی کا چچا ہوتا ہے۔(۲) ایک عورت کسی کی منکوحہ ہے، وہ جان بوجھ کر دوسرا نکاح کر رہی ہے، اس نے پہلے شوہر سے طلاق بھی نہیں لی، تو ایسی عورت کے لئے کیا حکم ہے؟ اگر اسلامی حکومت ہو تو ایسی عورت کو کیا سزا دی جاتی؟ (۳) ایک مرد کی منکوحہ سے دوسرے مرد کا نکاح ہو رہا ہو اور اس کے شوہر کو اس کا علم بھی ہو اور یہ اس نکاح کے خلاف آواز نہ اٹھائے اور نکاح ہونے دے تو ایسے مرد کے لئے کیا حکم ہے؟ اگر اسلامی حکومت ہو تو ایسے مرد اور عورت کو کیا سزا دی جاتی؟

خلاف شریعت کام کرنے والوں کے ساتھ ہمارا سلوک کیسا ہونا چاہئے؟ ان سوالوں کے جوابات واضح الفاظ میں عطا فرما کر مہربانی فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... قرآن شریف میں جن رشتوں سے نکاح کو حرام بتایا گیا ہے ان میں سے یہ رشتہ نہیں ہے، اس لئے دونوں کا آپس میں نکاح درست ہے، مذکور شخص لڑکی کا حقیقی چچا نہیں ہے اس لئے نکاح کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ (شامی)۔

(۲) جو عورت کسی کی منکوحہ ہو وہ کسی حال میں دوسرے مرد سے نکاح نہیں کرسکتی، اگر نکاح کیا تو وہ نکاح معتبر نہیں کہلائے گا، رد اور باطل کہلائے گا، اسلامی اور دنیوی دونوں قانون اس مسئلہ میں ایک ہی ہیں لہذا دوسرا نکاح غیر معتبر کہلائے گا۔

(۳) ایک شخص جس کا شرعاً اور صحیح نکاح ایک عورت کے ساتھ ہوا ہے، اس نے طلاق بھی نہیں دی ہے اور وہ عورت کسی دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کر لے اور پہلا شوہر خاموش

تماشائی بن کر دیکھتا رہے اور کوئی اعتراض نہ کرے، یہ تو ہو نہیں سکتا، مرد کی مجبوری کیا ہے؟ یہ جانے بغیر کوئی سخت حکم نہیں بتایا جا سکتا۔

جو لوگ خلاف شریعت کام کرتے ہوں ان کو ہاتھ یا زبان سے اس کام کو کرنے سے روکنا چاہئے اور منع کرنا چاہئے، اگر اتنی طاقت نہ ہو تو اس کام پر اپنی ناراضگی کا اظہار کرنا چاہئے اور یہ بتانا چاہئے کہ ہم ان کی کوئی مدد کرنے والے نہیں ہے، اتنا تو ضرور کرنا چاہئے۔

﴿۱۷۳۱﴾ خالہ زاد بہن سے نکاح درست ہے؟

سوال: دو حقیقی بہنیں ہیں، ان میں سے ایک بہن کے لڑکے کا نکاح دوسری بہن کی لڑکی کے ساتھ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی خالہ زاد بہن سے نکاح درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قرآن شریف میں جن رشتہ دار عورتوں سے نکاح کرنا حرام فرمایا گیا ہے، اس میں سوال میں مذکورہ رشتہ کو حرام نہیں فرمایا گیا ہے، اس لئے خالہ زاد بہن سے نکاح درست ہے۔

﴿۱۷۳۲﴾ خالہ کی لڑکی سے نکاح درست ہے؟

سوال: میرے بڑے بھائی نے میری حقیقی خالہ کا دودھ پیا ہے اور ان کی بڑی لڑکی نے میری والدہ کا دودھ پیا ہے، میں نے اپنی خالہ کا دودھ نہیں پیا ہے، اور میری خالہ کی چھوٹی لڑکی نے میری والدہ کا دودھ نہیں پیا ہے، ہم دونوں ایک دوسرے سے نکاح کرنے کے لئے رضامند ہیں تو پوچھنا یہ ہے کہ میرا نکاح مذکورہ میری چھوٹی خالہ زاد بہن سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟ مجھے دل سے ان رشتوں کی وجہ سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں ناجائز رشتہ سے تعلق نہ ہو۔ لہذا آنجناب شریعت کی روشنی واضح حکم بیان فرمائیں تاکہ میرے لئے آسانی ہو۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مدت رضاعت میں (ڈھائی برس کے اندر) آپ نے اپنی خالہ کا دودھ نہیں پیا ہے، نیز آپ کی چھوٹی خالہ زاد بہن نے بھی مدت رضاعت میں آپ کی والدہ کا دودھ نہیں پیا ہے، اس لئے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی اور آپ دونوں نکاح کر سکتے ہیں۔ (امداد الفتاویٰ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۳۳﴾ کیا اہل حدیث سے نکاح ہو سکتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں مسئلہ ذیل کے متعلق کہ اہل حدیث مسلمان ہیں یا نہیں؟ اور ان کے بچوں اور بچیوں کے ساتھ نکاح کا کیا حکم ہے؟ اور ان سے اس طرح کے تعلقات اور ربط کہ وہ پھر اپنی جماعت میں داخل ہونے کی تشکیل کریں تو کیا ان سے اس طرح کے تعلقات جائز ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اہل حدیث دوسرے مسلمانوں کی طرح اسلامی عقائد کو مانتے ہیں اس لئے مسلمان ہیں مگر وہ لوگ تقلید اور دوسرے چند مسائل میں فروعی اختلاف کرتے ہیں اس لئے وہ فاسق وفاجر کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں البتہ ان کے یہاں لڑکی کی شادی کرنا یا ان کے یہاں سے لڑکی کو شادی کر کے لانا شرعاً جائز ہے مگر اس طرح کرنے سے اپنے عقائد پر اثر پڑتا ہو تو اس سے بچنا لازم ہے۔

﴿۱۷۳۴﴾ متبنیٰ بیٹے سے حقیقی بیٹی کا نکاح؟

سوال: میرے لڑکے کو اس کے پھوا نے اپنا بیٹا بنا کر لندن بلوایا ہے، لندن بلانے کے لئے یہاں کی حکومت اور لندن کی حکومت نے ہم سے اور لڑکے کے پھوا سے قسم نامہ لکھوایا ہے، اور ہم نے اور ہمارے پھوا نے قسم نامہ پر دستخط کی ہے، تو پوچھنا یہ ہے کہ کیا بصورت مجبوری

قسم نامہ پر دستخط کرنے سے لے پالک لڑکا پھوا کا ہو جاتا ہے؟ اور پھوا کی لڑکی کے ساتھ اس کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں مذکورہ لڑکے کا نکاح لندن بلانے والے پھوا کی لڑکی کے ساتھ ہوسکتا ہے، اس طرح کے جھوٹے قسم نامہ سے یا متبنیٰ بنانے سے نکاح میں کوئی فرق نہیں آتا، لیکن ایسی جھوٹی قسم کھانا سخت گناہ کا کام ہے اس سے توبہ ضروری ہے۔ (شامی:۲) فقط واللہ اعلم

﴿۱۷۳۵﴾ متبنیٰ بیٹے کا حکم

سوال: اسلام میں شریعت کی رو سے کسی بچے کو گود لینے کا کیا حکم ہے؟ یعنی کسی بچے کو لے پالک بنانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... متبنیٰ لڑکا قرآنی حکم کے مطابق نسبی بیٹے کی طرح نہیں ہے، اور اسے نسبی بیٹے کا حق حاصل نہیں ہوتا، اور وہ اس کا حقیقی بیٹا نہیں سمجھا جاتا، تاہم ضرورت کی وجہ سے یا محبت کی خاطر کوئی شخص کسی بچے گود لینا چاہے تو شریعت کی طرف سے ممانعت بھی نہیں ہے، جائز ہے۔ (کفایت المفتی:۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۳۶﴾ چھوٹے بھائی کی بیوہ سے نکاح کرنا؟

سوال: ہمارے یہاں کبھی کبھی ساتھ میں رہنے کے سبب ایسے واقعات پیش آتے ہیں کہ چھوٹا بھائی کا انتقال ہو جاتا ہے تو بڑا بھائی اس کی بیوی کے ساتھ نکاح کر لیتا ہے، یا چھوٹا بھائی اپنی بھابھی سے نکاح کر لیتا ہے، تو کیا اس طرح نکاح کرنا جائز ہے؟ اور یہاں سوراشٹر (گجرات) میں ایسا رواج ہے کہ دیور اپنی بھابھی کے ساتھ بغیر نکاح کے نکاح

جیسا تعلق رکھتا ہے۔

اس ماہ کے الاصلاح شمارہ میں اس موضوع پر تفصیلی مضمون پڑھ کر معلوم ہوا کہ اگر نکاح کر لیا جاوے تو نکاح درست ہے، اس میں یہاں تک لکھا ہے کہ دیور، جیٹھ محرم نہیں ہیں، تو کیا شرعاً ان سے نکاح جائز ہے؟ کسی جگہ پر چھوٹے بھائی کی بیوی کے ساتھ بڑے بھائی کا تعلق قائم ہو جاتا ہے، اور یہ دونوں علانیہ نکاح سے ڈرتے ہیں، لیکن گھر میں میاں بیوی جیسی زندگی گذارتے ہیں، تو ہماری شریعت اس بارے میں کیا کہتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بڑے بھائی کے انتقال کے بعد یا طلاق دینے کے بعد جب کہ عورت اپنی عدت گذار چکی ہو اور اس کا چھوٹا بھائی اس عورت سے نکاح کرنا چاہے تو کرسکتا ہے، اسی طرح چھوٹے بھائی کے انتقال یا طلاق دینے کے بعد جب کہ عورت اپنی عدت گذار چکی ہو بڑا بھائی اس عورت سے نکاح کرسکتا ہے، اور اس نکاح کو شریعت میں منہی عنہا یا حرام نہیں بتایا گیا۔ بغیر نکاح کے چھوٹے بھائی کی بیوی کے ساتھ میاں بیوی کا تعلق رکھنا زنا اور کبیرہ گناہ ہے، اس سے بچنا نہایت ہی ضروری ہے، اگر چھوٹے بھائی کا انتقال ہو گیا ہو یا ایسی کوئی ضرورت ہو تو اس سے نکاح کر لینا چاہئے، عوام میں ایسے نکاح کا دستور نہیں ہے، اس لئے لوگوں سے یہ غلط فہمی کو دور کرنا اور جائز طریقہ پر عمل کرانے کے لئے لوگوں کو سمجھانا چاہئے، اور جو لوگوں کو سمجھائے گا اور جائز طریقہ پر عمل کرائے گا اسے حدیث شریف کے فرمان کے مطابق سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۳۷﴾ والد کی چچازاد بہن سے نکاح جائز ہے؟

سوال: ایک لڑکا ہے اس کا نام زید ہے وہ اپنے والد کے حقیقی چچا کی بیٹی سے نکاح کرنا

چاہتا ہے، تو کیا اس سے نکاح جائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... زید اپنے والد کے حقیقی چچا کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو کر سکتا ہے، اس لئے کہ یہ رشتہ محرمات میں سے نہیں ہے۔ **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

﴿۱۷۳۸﴾ سوتیلے لڑکے کی مطلقہ سے نکاح جائز ہے؟

سوال: ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی، اس عورت کو اپنے پہلے شوہر سے ایک لڑکا تھا، اب یہ سوتیلا باپ اس لڑکے کی مطلقہ عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو کر سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... باپ اپنے سوتیلے لڑکے کی مطلقہ عورت سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

﴿۱۷۳۹﴾ پترائی چچا کے ساتھ نکاح درست ہے؟

سوال: میرے والد کے حقیقی چچا میرے پترائی دادا ہوئے ان کے لڑکے میرے والد کے پترائی بھائی ہوئے، وہ میرے پترائی چچا ہوئے ان کا لڑکا میرا دور کا پترائی بھائی ہوا، تو پوچھنا یہ ہے کہ میری لڑکی میرے اس دور کے پترائی بھائی سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ کیا یہ رشتہ محرمات میں سے ہے؟ اس لڑکی کا رشتہ اس کے پترائی چچا کے ساتھ طے ہوا ہے تو کیا رشتہ ناجائز تو نہیں ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سوال میں مذکورہ رشتہ محرمات میں سے نہیں ہے دونوں میں آپس میں نکاح جائز ہے اس لئے بلا تردد نکاح کر سکتے ہیں۔ **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

﴿۱۷۴۰﴾ حاملہ من الزنا سے نکاح جائز ہے؟

سوال: ایک مسلمان لڑکی حاملہ ہے اور یہ حمل زنا سے ہے اور اسی حالت میں اس کا نکاح

ہوگیا اور جس کا حمل ہے اس سے نکاح نہیں ہوا کوئی تیسرے شخص کا یہ حمل ہے اور لڑکی بھی یہ بات قبول کرتی ہے تو کیا یہ نکاح جائز ہوا؟ یہ نکاح معتبر کہلائے گا؟ حمل کی حالت میں نکاح جائز ہے؟ لڑکے کو ابھی معلوم ہوا وہ لڑکی کو طلاق دے کر علیحدہ کرنا چاہتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... زنا سے حمل ٹھہر گیا ہو اور اس حالت میں نکاح کیا جائے تو نکاح تو صحیح ہو جاتا ہے لیکن جس کا حمل ہو اس کے علاوہ کسی دوسرے سے نکاح ہوا ہو تو نکاح کرنے والے کے لئے وضع حمل تک اس لڑکی سے جماع کرنا جائز نہیں ہے۔ صورت مسئولہ میں عورت کی بداخلاقی کی وجہ سے (جب کہ لڑکی خود قبول بھی کر رہی ہے) طلاق دینا چاہے تو دے سکتا ہے، اس میں گناہ نہیں ہے۔ (شامی: ۲/۲۹۲)

﴿۱۷۴۱﴾ حاملہ من الزنا کا نکاح صحیح ہے؟

سوال: ایک عورت کو زنا سے حمل ٹھہر گیا، اس کے گھر والوں نے اس کا نکاح کر دیا، تو حاملہ کا نکاح صحیح ہوا؟ نکاح پڑھانے والا اور شاہدین اور وکیل کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... حاملہ من الزنا کا نکاح کرانا اور ایسی عورت سے نکاح کرنا جائز ہے اس میں کوئی گناہ یا برائی نہیں ہے۔ البتہ جس کا یہ حمل ہے اگر اسی سے نکاح ہوا ہے تو وہ اس عورت سے جماع بھی کر سکتا ہے اور اگر کسی دوسرے شخص سے نکاح ہوا ہے تو وضع حمل تک اس شخص کے لئے اس عورت سے جماع کرنا جائز نہیں ہے۔ (شامی، در مختار: ۱/۴۰۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۴۲﴾ انقضائے عدت سے قبل نکاح درست نہیں؟

سوال: ایک عورت کو طلاق ہوگئی دوسرے دن اس عورت نے کسی دوسرے شخص سے نکاح

کرلیا تو کیا یہ نکاح جائز ہوگیا؟ اس عورت نے عدت نہیں گزاری اور یہ عورت پندرہ سال سے گھر بیٹھی ہوئی تھی اپنے شوہر کے یہاں نہیں جاتی تھی، دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ پندرہ سال سے گھر بیٹھی ہے اس لئے اس پر عدت نہیں ہے طلاق کے دوسرے دن نکاح ہو سکتا ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟ ہمارے یہاں کے امام صاحب نے اس نکاح کے پڑھانے سے منع کر دیا تو دوسرے شخص کو لاکر اس سے نکاح پڑھایا، امام صاحب نے اس لئے منع کیا کہ اس نے عدت نہیں گزاری تو کیا امام صاحب کا کہنا صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... منکوحہ کو طلاق ملنے کے بعد جب تک اس کی عدت ختم نہ ہو جائے وہ دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی، اور عدت کے درمیان نکاح کرنے سے نکاح صحیح نہیں ہوتا، اس نکاح کے بعد دونوں کا ساتھ میں ملنا اور رہنا زنا کے حکم میں کہلائے گا، چاہے طلاق سے قبل عورت شوہر کے گھر گئی ہو یا طویل عرصے سے گھر بیٹھی ہو دونوں صورتوں میں عدت گزارنا ضروری ہے۔

جن لوگوں کو علم ہو کہ یہ نکاح عدت کے درمیان ہو رہا ہے اور پھر بھی اس نکاح میں حصہ لیں گے تو وہ سخت گنہگار کہلائیں گے اور انہیں توبہ کرنی ضروری ہے۔ (شامی، ہدایہ، عالمگیری وغیرہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۷۴۳﴾ جس عورت نے بچہ دانی نکلوادی ہے اس کی عدت کتنی ہے؟ کیا وہ عدت کے ایک مہینہ کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے؟

سوال: ایک عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دی اس عورت کی بچہ دانی نکال دی گئی ہے، اس عورت کی عدت میں ابھی ایک مہینہ ہی گزرا ہے کہ وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کرنا

چاہتی ہے تو کیا یہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے؟ اس عورت کا کہنا ہے کہ میں نے آپریشن کروایا ہے اس لئے میرے لئے ایک مہینہ کی عدت کافی ہے، تو کیا شرعاً اس عورت کے لئے ایک مہینہ کی عدت کافی ہے؟ اور جس عورت نے آپریشن کروایا ہو اس کی عدت کی مدت کتنی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... عدت کے بارے میں شریعت کی طرف سے واضح حکم بیان کیا گیا ہے جس کی خلاف ورزی کرنا جائز نہیں ہے اور عدت میں نکاح کرنے سے نکاح صحیح نہیں ہوتا، مذکورہ عورت کو عادت کے مطابق حیض آتا ہو تو اس کی عدت تین حیض ہے اور اگر آپریشن کی وجہ سے حیض بند ہو گیا ہو تو عدت تین ماہ ہے۔ لہذا صورت مسئولہ میں اس عورت کا اپنی عدت ایک ماہ بتانا غلط اور عدت کے حکم کی صریح توہین ہے۔ (شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۷۴۴﴾ عدت میں نکاح صحیح نہیں ہے؟

سوال: باہر گاؤں سے لڑکی آئی ہو اور وہ دوسرا نکاح کرنا چاہے (اس سے پہلے اس کا ایک نکاح ہوا تھا، اور اس شوہر نے اسے طلاق دے دی تھی اور لڑکی ایسا کہے کہ اس کی عدت ختم ہو گئی ہے) اور اس کا دوسرا نکاح کرا دیا گیا، بعد میں معلوم ہوا کہ اس کی عدت ختم نہیں ہوئی تھی تو اس کا پڑھایا ہوا نکاح صحیح کہلائے گا یا نہیں؟ نکاح کے وقت اس کا ولی حاضر نہیں تھا اور لڑکی کے کہنے سے اس کا نکاح کرا دیا گیا تو یہ نکاح معتبر کہلائے گا یا نہیں؟ اور نکاح پڑھانے والے کو کچھ گناہ تو نہیں ہوگا؟ اس لئے کہ نکاح پڑھانے والے کو اس بات کا علم نہیں تھا، جماعت کے لوگوں کے کہنے سے انہوں نے نکاح پڑھا دیا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بالغ لڑکی خود کہے کہ میرا نکاح پڑھا دو حال میں میں کسی کے نکاح میں نہیں ہوں اور نکاح پڑھنے والے اور پڑھانے والے کو اس کے سچے ہونے کا پورا یقین ہو اور نکاح پڑھا دیا جائے تو اس میں وہ لوگ گنہگار نہیں ہوں گے۔ (قاضی خان: ۳۷۵، شامی: ۲۷۰/۵)۔اور بعد میں معلوم ہوا کہ لڑکی دوسرے کے نکاح میں یا عدت میں ہے تو یہ کیا گیا نکاح صحیح نہیں کہلائے گا۔

﴿۱۷۴۵﴾ منکوحہ بغیر طلاق لئے دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے؟

سوال: ایک مرد ایک منکوحہ عورت کو نکاح کر کے لانے کے لئے بیتاب ہے، اگر اس عورت کا شوہر اسے طلاق نہ دے تو اس عورت کا نکاح دوسرے مرد سے کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شرعی اصول کے مطابق ایک مرتبہ نکاح صحیح ہو گیا تو جب تک شوہر کا انتقال نہ ہو جائے یا شوہر طلاق نہ دے اور اس کی عدت نہ ختم ہو جائے اس منکوحہ کا دوسری جگہ نکاح کرنا درست نہیں ہے، منکوحہ کا دوسری جگہ نکاح معتبر نہیں کہلاتا، ایسا کرنا سخت گناہ اور زنا کے مترادف ہے۔(شامی:۲) فقط واللہ تعالی اعلم

باب فیما لایحل نکاحه

﴿۱۷۴۶﴾ بھانجی کے ساتھ ماموں کا نکاح درست ہے؟

سوال: حقیقی بہن کی لڑکی کے ساتھ حقیقی بھائی کا نکاح ہوسکتا ہے؟ ہمارے یہاں حقیقی بہن کی لڑکی (بھانجی) کے ساتھ ایک شخص نے نکاح کرلیا ہے تو کیا یہ نکاح معتبر کہلائے گا یا نہیں؟ اس معاملہ میں اب کیا کیا جائے؟ اور اس نکاح کو دس سال ہوگئے ہیں، شریعت اس بارے میں کیا کہتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قرآن شریف میں جن رشتوں سے نکاح ناجائز اور حرام بتایا گیا ہے ان میں سے ایک بھانجی کا رشتہ بھی ہے، اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں: و بنت الاخ و بنت الاخت، اور حرام ہوئی ہیں تم پر تمہاری............ بھائی کی لڑکیاں اور بہن کی لڑکیاں۔ یعنی حقیقی بہن کی لڑکی کے ساتھ نکاح حرام ہے، جس طرح بہن سے نکاح جائز نہیں ہے اسی طرح بہن کی لڑکی کے ساتھ حقیقی ماموں کا نکاح ناجائز اور حرام ہے، ایسا نکاح غیر معتبر ہے، اس لئے دونوں کو فوراً علیحدہ کر دینا چاہئے۔ (بحر، شامی، عالمگیری: ۲۷۳:۳)

ماموں حقیقی بھانجی کے لئے محرم ہے، اور یہ ایک ایسا رشتہ ہے جس میں بھانجی کبھی بھی ماموں کے لئے حلال نہیں ہوسکتی، یہ نکاح کیسے ہوگیا؟ اور آج تک کسی نے آواز بھی نہیں اٹھائی؟ یہ ادنی درجہ کی جہالت اور گمراہی کی زندہ مثال ہے، اس لئے دونوں کو جلد از جلد علیحدہ کر دینا چاہئے۔

﴿۱۷۴۷﴾ والد کے ماموں سے نکاح جائز ہے؟

سوال: ایک بیوہ عورت ہے، اس کے دو بچے ہیں وہ ہندو محلّہ میں رہتی ہے اس کی حالت ٹھیک نہیں ہے ہمیں ڈر ہے کہ وہ عورت کہیں کسی ہندو مرد کے ساتھ شادی نہ کر لے، اس لئے ہم اس کو کسی مسلمان کے ساتھ نکاح کرنے لئے کہتے ہیں۔ تو وہ عورت کہتی ہے کہ میرے والد کے حقیقی ماموں کے ساتھ میں نکاح کرنے کے لئے تیار ہوں۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ اپنے والد کے حقیقی ماموں سے اس عورت کا نکاح ہوسکتا ہے؟ کیا اس میں شریعت کی طرف سے کوئی ممانعت تو نہیں ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... ماموں اپنی بہن یا بہن کی اولاد یا اولاد کی اولاد سے نکاح نہیں کرسکتا، لہذا صورت مسئولہ میں والد کے ماموں سے نکاح جائز نہیں ہے، حرام ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۷۴۸﴾ خالہ اور بھانجی ایک نکاح میں جمع ہوسکتی ہیں؟

سوال: میں سنت رسول ﷺ کے مطابق دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہوں، اور وہ دوسری لڑکی میری بیوی کی بہن کی لڑکی یعنی اس کی بھانجی ہے، وہ شادی کی عمر کی ہے، اور وہ بھی سنت رسول کے مطابق مجھ سے نکاح کرنا چاہتی ہے، تو کیا میں شریعت کی روشنی میں اس سے نکاح کرسکتا ہوں؟ میری عورت حیات ہے اور میرے نکاح میں ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... جب تک اس لڑکی کی خالہ آپ کے نکاح میں ہے، آپ اس کی بھانجی کے ساتھ نکاح نہیں کرسکتے، یعنی خالہ اور بھانجی کو ایک نکاح میں بیوی بنا کر جمع کرنا جائز نہیں ہے۔ (شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۷۴۹﴾ منکوحۃ الغیر بغیر طلاق لئے دوسرا نکاح نہیں کرسکتی؟

سوال: ایک لڑکی کا نکاح آج سے چار سال قبل ہو چکا تھا، یہ لڑکی اپنے شوہر کے ساتھ بہت کم وقت رہی ہے، اس عرصہ کے بعد اس شوہر کے اس لڑکی سے کوئی رابطہ نہیں ہے، اس نے دوسرا نکاح بھی کرلیا ہے اور وہ اس لڑکی کا کوئی حق ادا نہیں کرتا، اور اس کی کوئی دیکھ بھال بھی نہیں کرتا، لڑکی کے باپ نے بارہا اس شخص سے کہا کہ لڑکی کو لے جاؤ یا نان ونفقہ ادا کرو لیکن اس شخص نے اثبات میں یا نفی میں کوئی جواب نہیں دیا، لڑکی کے والدین غریب ہیں اور ضعیف ہیں اسے اکیلے گھر پر چھوڑ کر کام کے لئے بھی نہیں جاسکتے، اس لئے والدین اس لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرادینا چاہتے ہیں لیکن اس کے پہلے شوہر نے اسے ابھی تک طلاق نہیں دی ہے، لڑکی کے والدین نے طلاق کے لئے بھی کہا لیکن وہ شخص کوئی جواب نہیں دیتا تو اس معاملہ میں اب کیا کیا جائے؟ کیا اس لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سے ہوسکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں لڑکی کا نکاح ہو چکا ہے لہذا وہ کسی کی منکوحہ ہے تو اب چاہے وہ اپنے شوہر کے ساتھ رہتی ہو یا نہ رہتی ہو جب تک وہ اس شخص کے نکاح میں ہے کسی اور سے نکاح نہیں کرسکتی، لہذا اب اگر یہ ہوسکتا ہو کہ مرد کو سمجھا کر یا زور وزبردستی سے طلاق حاصل کی جاسکتی ہو تو طلاق لے لی جائے، یا عورت مہر یا روپیوں کے عوض خلع وغیرہ کر کے اپنی جان چھڑا سکتی ہو تو اسی کے مطابق عمل کیا جائے، یہی بہتر صورت ہے۔

اگر اس میں سے کوئی بھی ترکیب کارگر نہ ہو تو عورت مسلم جج کی کورٹ میں دعویٰ کرے کہ میرا نکاح فلاں کے ساتھ ہوا تھا اور آج اتنے سال گذر چکے ہیں اور وہ میری کوئی خیر خبر نہیں

رکھتا اور نان ونفقہ کی ذمہ داری بھی ادا نہیں کرتا اور بیوی کے حقوق بھی ادا نہیں کرتا اور اس حالت میں میں اپنی زندگی نہیں گذار سکتی لہذا کورٹ مجھے میرے حقوق دلوائے یا اس شوہر سے میرا رشتہ ختم کر کے مجھے نجات دلائے، تو کورٹ عورت کی فریاد مرد کو سنا کر کارروائی کرے گی اور مرد اسے رکھنے کے لئے راضی نہ ہو یا اس کے حقوق ادا نہ کرے اور کورٹ کے کہنے کے باوجود اسے طلاق دے کر اپنے نکاح سے علیحدہ نہ کرے تو کورٹ دونوں کا نکاح فسخ کر دے گی، اور اس کے بعد عورت عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

اور جہاں مسلمان جج نہ ہو یا شرعی قانون کے مطابق فیصلہ نہ ہوتا ہو تو مسلم پنچایت بھی مذکورہ طریقہ کے مطابق یہ کارروائی کر سکتی ہے، لیکن اس کے لئے الحیلة الناجزة میں مذکورہ شرائط اور طریقہ کی مکمل پابندی کرنا اور جماعت میں ایک متقی پرہیزگار عالم کا ہونا بھی ضروری ہے، جس کی مکمل تفصیل صفحہ ۶۳ پر زوج متعنت کے بیان میں مذکور ہے، اسے دیکھ لینا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۵۰﴾ اپنی بیوی کو طلاق دینے کے بعد اس کی بہن سے نکاح کرنا کب جائز ہے؟

سوال: ایک گھر میں تین چار بہنیں ہیں، ان میں سے دوسرے نمبر کی لڑکی سے میرا نکاح ہوا تھا، اب وہ لڑکی میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی، اور طلاق چاہتی ہے، تو اسے طلاق دے کر فوراً اس کی بڑی یا چھوٹی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے؟ اگر نکاح کرنا جائز ہے تو کتنی مدت کے بعد نکاح کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عورت کو طلاق دینے کے بعد جب تک وہ عدت میں ہو اس کی کسی بھی بہن کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے جب تک عدت ختم نہ ہو

اس کی بڑی یا چھوٹی بہن کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں ہے، حیض والی عورت کی طلاق کی عدت تین حیض اور کم سنی یا سن ایاس کو پہنچ جانے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو اس کی طلاق کی عدت تین ماہ ہے۔ اور حاملہ کی عدتِ طلاق وضع حمل ہے۔ (شامی، ہدایہ)

﴿۱۷۵۱﴾ بہن کی سوتیلی لڑکی سے نکاح جائز ہے؟

سوال: میری ایک لڑکی ہے جس کا نام فاطمہ ہے اس کا نکاح محمد کے ساتھ ہوا ہے، محمد کی یہ دوسری شادی ہے پہلا نکاح اس کا مریم کے ساتھ ہوا تھا نا اتفاقی کی وجہ سے اس سے طلاق ہو گئی، مریم سے محمد کو ایک لڑکی مسمی بہ خدیجہ ہے اس خدیجہ کا نکاح میرے لڑکے کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ یعنی فاطمہ کے حقیقی بھائی کے ساتھ اس کی سوتیلی لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اسلامی قاعدہ وقانون کے تحت یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شریعت میں جن رشتہ داروں سے نکاح حرام بتلایا گیا ہے ان میں سے یہ رشتہ نہیں ہے یعنی خدیجہ کا نکاح آپ کے لڑکے کے ساتھ کرنا درست ہے اس لڑکے کا لڑکی کے ساتھ نسبی یا رضاعی کوئی رشتہ نہیں ہے صرف اس کی بہن کی سوتیلی لڑکی ہوتی ہے اس لئے دونوں کا نکاح آپس میں درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۵۲﴾ بہنوئی کی لڑکی سے سالے کا نکاح

سوال: خسر اپنے داماد کی پہلے والی بیوی کی لڑکی سے اپنے لڑکے کا نکاح کروا سکتا ہے یا نہیں؟ یعنی داماد کو پہلے والی بیوی سے ایک لڑکی ہے اس بیوی کا موجودہ بیوی سے کوئی رشتہ نہیں ہے تو بیوی کے بطن سے پیدا ہونے والی لڑکی سے خسر اپنے لڑکے کا رشتہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ یعنی بہنوئی کی پہلے والی بیوی کے بطن سے پیدا ہونے والی لڑکی سے سالے کا نکاح

ہوسکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... خسر اپنے داماد کی پہلے والی بیوی کے بطن سے پیدا ہونے والی لڑکی سے اپنے لڑکے کا نکاح کرانا چاہے تو کرسکتا ہے، قرآن شریف میں جن رشتوں سے نکاح کو ناجائز بتایا ہے ان میں سے یہ رشتہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۵۳﴾ سالی سے زنا کرنے سے بیوی نکاح سے نکل جاتی ہے؟

سوال: کوئی شخص اپنی بیوی کی حقیقی بہن (سالی) کے ساتھ زنا کرے تو کیا اس کی عورت اس کے نکاح میں باقی رہے گی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سالی سے زنا کرنے سے اپنی بیوی نکاح میں سے نکل جاتی ہے یہ عقیدہ غلط ہے، البتہ یہ فعل بہت ہی برا اور غلط ہے اس سے بچنا نہایت ضروری ہے پھر بھی کسی سے یہ فعل ہوگیا ہو تو جب تک سالی کو ایک حیض نہ آجائیں اس وقت تک یہ اپنی بیوی سے جماع نہ کرے اس لئے کہ اتنی مدت اس کے لئے اپنی بیوی سے جماع کرنا جائز نہیں ہے۔ (شامی: ۳۸۶/۲) فقط واللہ اعلم

﴿۱۷۵۴﴾ سالی سے زنا کی صورت میں حمل ٹھہر گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: ایک شخص نے سالی سے زنا کیا اور اس کی وجہ سے سالی کو حمل ٹھہر گیا اس حالت میں وہ شخص اپنی بیوی کے ساتھ میاں بیوی کی طرح رہ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سالی کے ساتھ رشتہ فوراً ختم کردے، اور توبہ اور استغفار کرے اور آئندہ کے لئے عزم مصمم اور پکا عہد کرے کہ آج کے بعد کبھی ایسی غلطی نہیں کرے گا، اس فعل سے اپنی بیوی سے جو نکاح کا رشتہ ہے اس میں کوئی خرابی یا نقص

نہیں آتا وہ اس کی بیوی ہی رہے گی البتہ سالی کو حمل ٹھہر گیا ہے تو وضع حمل تک اس کے لئے اپنی بیوی سے جماع کرنا جائز نہیں ہے، اس سے بچنا واجب ہے۔ فقط واللہ اعلم

﴿۱۷۵۵﴾ سالی کے ساتھ بدفعلی کرنے کا کیا حکم ہے؟

سوال: کوئی شخص اپنی بیوی کی حقیقی بہن سے بدفعلی کرے تو اس کی بیوی اس کے نکاح میں باقی رہے گی

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بیوی کی حقیقی بہن کے ساتھ زنا کرنا بہت ہی سخت اور کبیرہ گناہ ہے، لیکن اس فعل سے اس کی بیوی اس کے نکاح میں سے نہیں نکلتی، البتہ اس وقت تک اس سالی کو ایک حیض نہ گزر جائیں تب تک یہ مرد اپنی بیوی سے ہم بستر نہیں ہو سکتا۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۷۵۶﴾ دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں؟

سوال: ایک مسلمان بھائی نے کچھ سال قبل ایک غیر مسلم لڑکی کو اسلام میں داخل کر کے اس سے نکاح کیا اور اس سے اس کو اولاد بھی ہوئی اور اب اس لڑکی کی دوسری بہن جو غیر مسلم تھی اس شخص کے تعلق میں آئی اور اس دوسری بہن نے بھی اسلام قبول کرلیا اور اسلامی طریقہ سے اس سے نکاح کیا پہلے والی بہن بھی اس مرد کے نکاح میں ہی ہے تو سوال یہ ہے کہ دو بہنوں کو یہ شخص ایک ساتھ نکاح میں رکھ سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں ایک ساتھ دو حقیقی بہنوں کو کوئی شخص نکاح میں جمع نہیں کرسکتا، قرآن پاک میں صاف الفاظ میں اس کی ممانعت وارد ہے، ارشاد باری ہے:: و ان تجمعوا بین الاختین ۔ (اور حرام ہے تم پر) کہ اکٹھا کرو دو بہنوں کو

۔(نساء:۲۳)۔اس لئے بعد میں مسلمان ہوکر کیا گیا دوسری بہن کا نکاح صحیح نہیں ہوا، اس لئے ان دونوں کو فوراً علیحدہ کر دینا چاہیئے، اور جب تک اس بہن کو تین حیض نہ آجائیں اس وقت تک اس مرد کے لئے اپنی بیوی (یعنی اس دوسری بہن کی بڑی بہن) سے جماع کرنا جائز نہیں ہے۔(شامی:۲) فقط واللہ تعالی اعلم۔

﴿۱۷۵۷﴾ بیوی کی بہن سے کیا گیا نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

سوال: میرے سسرالی رشتہ داروں میں سے ایک رشتہ دار ہے، اس نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا، اور وہ عورت ان کے ساتھ رہتی ہے، بعد میں اس نے دوسرا نکاح کیا، اور دوسری عورت ان کی سالی ہے، یعنی ان کی زوجہ کی حقیقی بہن ہے، تو پوچھنا یہ ہے کہ ایک نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ دوسرا نکاح عنداللہ صحیح ہوا یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جب تک پہلی عورت کے ساتھ نکاح باقی ہے اسوقت تک اس کی بہن کے ساتھ نکاح ہی درست نہیں ہوا، زنا اور ناجائز تعلق کہلائے گا، اس لئے جلد از جلد دونوں کو جدا کر دینا چاہیئے۔ مذکور شخص اپنی سالی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہو تو اول اس کی بہن کو طلاق دے، اس کے بعد وہ اپنی عدت پوری کرے اس کے بعد وہ اپنی سالی کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے۔(شامی، عالمگیری)

﴿۱۷۵۸﴾ سالی سے نکاح کب ہوسکتا ہے؟

سوال: ایک شخص انگلینڈ میں رہتا ہے اور اس کی بیوی اور بچے بھی وہیں رہتے ہیں یہ شخص انڈیا آتا ہے اور اپنی سالی (بیوی کی بہن) سے نکاح کرتا ہے تو یہ نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟ بڑی

بہن ابھی اس کے نکاح میں ہے لیکن یہ شخص اب انگلینڈ جانا نہیں چاہتا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......ایک بہن کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی دوسری بہن کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں: و ان تجمعوا بين الاختين ۔ (اور حرام ہے تم پر) کہ اکٹھا کرودو بہنوں کو۔اس لئے ایک بہن کے نکاح میں ہوتے ہوئے دوسری بہن سے نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا ، اس لئے صورت مسئولہ میں سالی سے کیا ہوا نکاح غیر معتبر ہے اور دونوں کا آپس میں ملنا زنا کے حکم میں ہے، نکاح پڑھانے والے اور اس کام میں مدد کرنے والوں کو اس کا علم ہوتے ہوئے انہوں نے یہ کام کیا تو وہ سخت گناہ کے مرتکب ہیں،اور زنا کے کام میں مدد کرنے والے شمار ہونگے ،فوراً دونوں کو علیحدہ کردیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۵۹﴾ سالے کی لڑکی سے نکاح درست ہے؟

سوال: میرے بڑے بھائی کی بیوی کا زچگی میں انتقال ہوگیا، البتہ پیٹ میں ایک لڑکی تھی جو بچ گئی ،اور اس عورت سے میرے بھائی کو دوسری چار لڑکیاں ہیں، ان کے بڑے سالے کی بھی لڑکیاں ہیں، جن کی عمر ۲۰، ۲۵ سال ہے، اور میرے بھائی کی عمر ۴۰، ۳۵ سال ہے، تو ان کا نکاح ان کے سالے کی لڑکی کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......عورت کے انتقال کے بعد اس کی بہن کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے تو سالے کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا کیوں جائز نہیں ہوسکتا؟ لہذا صورت مسئولہ میں سالے کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے، عمر میں تفاوت ہونے سے نکاح میں کوئی فرق نہیں آتا، حضور اقدس ﷺ کا پہلا نکاح حضرت خدیجہؓ سے ہوا تھا اس وقت

آپ ﷺ کی عمر ۲۵ سال کی تھی اور حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ سال کی تھی، اور آپ کا نکاح جب حضرت عائشہؓ سے ہوا اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر چھ سال کی تھی جب رخصتی ہوئی اس وقت آپ کی عمر نو سال کی تھی، اور حضور ﷺ کی عمر ۵۵ سال کی تھی، اس لئے اپنے سے بڑی یا چھوٹی ہر عمر کی لڑکی سے نکاح ہوسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۷۶۰﴾ سالی سے نکاح ہوسکتا ہے؟

سوال: میری بیوی کی بہن یعنی میری سالی کے ساتھ میرا نکاح ہوسکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جب تک آپ کی بیوی آپ کے نکاح میں ہے اس وقت تک آپ کی بیوی کی بہن یعنی آپ کی سالی کے ساتھ آپ کا نکاح نہیں ہوسکتا، آپ اپنی بیوی کو طلاق دیں یا آپ کی بیوی کا انتقال ہو جائے اس کے بعد آپ کی سالی کے ساتھ آپ کا نکاح ہوسکتا ہے۔ (قرآن مجید و عام کتب فقہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۷۶۱﴾ کیا سالی سے زنا کرنے سے بیوی نکاح میں سے نکل جاتی ہے؟

سوال: اپنی بیوی کی بہن یعنی سالی سے زنا کرنے سے خود کی بیوی نکاح میں سے نکل جاتی ہے کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سالی سے زنا کرنا امر معصیت ہے، اسلامی حکومت ہوتی تو ایسے شخص کو عبرتناک سزا دی جاتی، البتہ اس سے خود کی بیوی نکاح سے نکل جاتی ہے یہ خیال غلط ہے، لیکن اس زناء کے بعد اس کو حیض نہ آجائے وہاں تک بیوی سے جماع کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۷۶۲﴾ کیا سالی سے زنا کرنے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے؟

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کے ہوتے ہوئے اپنی سالی کے ساتھ زنا کیا، تو کیا اب اس کے لئے اس کی بیوی حرام ہوگئی ؟ اگر حرام ہوگئی تو اب حلال ہونے کی کیا صورت ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اس شخص کو چاہئے کہ اس فعل بد سے توبہ کرے اور سالی سے ناجائز رشتہ کو ختم کرے، اور سالی کی عدت (ایک حیض کا آنا) کے ختم ہونے تک اس کے لئے اپنی بیوی سے صحبت کرنا جائز نہیں، البتہ دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

باب الکفائۃ

﴿۱۷۶۳﴾ سیدزادی اپنا نکاح غیر کفو میں کر لے تو والد کو فسخ کا اختیار ہے؟

سوال: ایک لڑکا اور لڑکی عاقل بالغ ہیں، سنی حنفی مسلمان ہیں، لڑکی سید خاندان کی ہے اور لڑکا غیر سید ہے، دونوں شادی کرنے کے لئے تیار ہیں، لیکن لڑکی صاف شرط لگا کر یہ کہتی ہے کہ میرے والدین کی رضامندی اور اجازت کے بغیر میں یہ شادی نہیں کر سکتی۔ لڑکے کی طرف سے لڑکی کے والدین کی اجازت لینے کی کوشش ڈیڑھ سال تک ہوتی رہی لیکن لڑکی کے والدین اس رشتہ کو ہم پلہ اور کفو نہیں مانتے اور منظور نہیں کرتے۔

اس کے بعد لڑکا لڑکی کو یہ لالچ دے کر کہتا ہے کہ ہم نکاح کر لیں گے اس کے بعد تمہارے والدین راضی ہو جائیں گے یہ کہہ کر ایک دن لڑکی کو قاضی کے مکان لے جاتا ہے جہاں لڑکی اکیلی ہوتی ہے اور لڑکا اپنے دو دوستوں کو گواہ بنا کر لڑکی سے نکاح کر لیتا ہے اس وقت لڑکی کے والدین یا اس کا کوئی رشتہ دار وہاں حاضر نہیں تھا لڑکی نے مجبوراً نکاح قبول کیا۔

لیکن بعد میں لڑکی نے لڑکے سے کہا کہ اس طرح والدین کی اجازت کے بغیر چوری چھپے سے نکاح کو میں دھوکہ سمجھتی ہوں اور اب تو میں بھی تجھ سے تھک گئی ہوں اور کسی قیمت پر تمہارے ساتھ آنے کے لئے راضی نہیں ہوں، اور میں اپنے والدین کے ساتھ ہی رہوں گی لڑکی کے والد کو یہ سب باتیں معلوم ہوتی ہیں تو وہ فوراً نکاح کو رد کر دیتا ہے۔ تو کیا یہ نکاح شریعت کی روشنی میں صحیح ہے؟ اور اگر صحیح ہے تو لڑکی کے والد اس نکاح کو فسخ کرا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... عاقل بالغ لڑکی اپنی مرضی سے نکاح کرنا چاہے تو کر

سکتی ہے لیکن اس کے لئے ایک شرط ہے، اور وہ یہ ہے کہ لڑکا لڑکی کے کفو اور برابری کا ہو، لڑکے کا خاندان لڑکی کے خاندان سے اسفل درجہ کا نہ ہو، اگر لڑکے کا خاندان لڑکی کے خاندان سے اسفل درجہ کا ہے اور لڑکی نے اپنی مرضی سے اس سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح لڑکی کے والد کی رضامندی پر موقوف رہے گا، والد اگر اس نکاح کو منظور کرے گا تو ہی نکاح صحیح ہوگا اور اگر لڑکے کے ہم پلہ نہ ہونے کی وجہ سے لڑکی کے والد نے رد کر دیا تو یہ نکاح معتبر نہیں کہلائے گا، اور ظاہری روایت اور مفتیٰ بہ قول کے مطابق نکاح صحیح نہیں ہوگا۔

و فی العالمگیریہ: ثم المرأة اذا زوجت نفسها من غير كفؤ صح النكاح فی ظاهر الرواية الی قوله و لكن للاولياء حق الاعتراض و روی الحسن عن ابی حنيفة ان النكاح لا ينعقد و به اخذ كثير من مشائخنا اھ (۲۹۲/۱)۔

صورت مسئولہ میں نکاح رجسٹرڈ بھی کیا گیا ہے اس لئے کورٹ یا شرعی پنچایت میں جا کر نکاح کو فسخ بھی کروانا چاہئے، فتاویٰ محمودیہ ۱۱/۶۱۷ پر ایسے ہی ایک سوال کے جواب میں مذکور ہے:

سید زادی یا کوئی عالی نسب لڑکی جب اپنا نکاح غیر کفو میں کر لے یعنی ایسے خاندان کے لڑکے سے کر لے جو نسب کے اعتبار سے اس کے برابر نہ ہو بلکہ کم درجہ ہو تو مفتیٰ بہ قول کے مطابق اس کا نکاح جائز نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

باب المہر

﴿۱۷۶۴﴾ مہر سے متعلق چند امور؟

سوال: حنفی سنی مسلمان کے لئے نکاح کے وقت مہر کا مسئلہ آتا ہے تو یہ مہر کیا ہے؟ مہر کتنا ہونا چاہئے؟ مہر کا روپیوں میں ہونا ضروری ہے؟ یا زیورات یا کسی اور چیز کی شکل میں بھی مہر دیا جا سکتا ہے؟ اگر کسی شخص میں نکاح کے وقت مہر ادا کرنے کی قدرت نہ ہو پھر بھی امام صاحب سے مہر کے الفاظ بلوا لے (کہلایے جائے) تو کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ مہر فرض ہے یا سنت؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بعد نکاح کے مرد اپنی بیوی سے بیوی ہونے کی حیثیت سے جو فائدہ اٹھاتا ہے اس کے عوض میں شریعت کے مقرر کئے ہوئے حق کو مہر کہتے ہیں۔ مہر دس درہم سے کم رکھنا درست نہیں ہے، اور دونوں کی رضامندی سے جتنا زیادہ رکھنا چاہیں رکھ سکتے ہیں، اور آپس کی رضامندی سے مؤجل یا معجّل دونوں طرح رکھنا درست ہے، اور زیورات اور کپڑے کی شکل میں دینا بھی جائز ہے، مہر مقرر کرنا اور دینا ضروری ہے۔ (شامی، ہدایہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۶۵﴾ زندگی میں مہر ادا نہ ہو سکا تو انتقال کے بعد کسے دیا جائے؟

سوال: میرے ایک رشتہ دار کی عورت کا ابھی ابھی انتقال ہو گیا، اس نے ابھی تک اپنی بیوی کو مہر نہیں دیا ہے، اب وہ بھائی اس کی عورت کو خواب میں دیکھتا ہے، اور وہ مصیبت میں ہے ایسا کہتا ہے۔ وہ بھائی کا یہ سوچنا ہے کہ مہر ادا نہیں ہوا ہے اس لئے وہ مصیبت میں ہے، اس لئے وہ اب اپنا مہر کا قرضہ ادا کرنا چاہتا ہے، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ بھائی اپنی روزانہ کی کمائی میں سے کچھ روپئے بچا کر مہر کے بدلے غرباء کو کچھ دیدے اور اس کا

ثواب مرحومہ کو بخش دے تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......زندگی میں اگر بیوی کو مہر ادا نہ کیا ہو یا بیوی نے مہر معاف نہ کیا ہو اور بیوی کا انتقال ہو جائے تو اتنی رقم شوہر کے ذمہ قرض ہو جاتی ہے، اس لئے اب اس کا ادا کرنا ضروری ہو جاتا ہے، لیکن اب یہ میراث بن کر عورت کے ورثاء میں شرعی حق کے مطابق تقسیم ہوگی، لہذا شوہر اس کے ورثاء میں مہر کی رقم ان کے حقوق کے مطابق تقسیم کر کے اس سے نجات پا سکتا ہے۔ ورثاء کو دئے بغیر فقراء میں اپنی مرضی کے مطابق صدقہ کرنے سے ثواب تو ملے گا، لیکن مہر کا حق باقی رہے گا، اور اگر خواب میں عورت مصیبت میں معلوم ہو تو اس کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کرنی چاہئے۔

﴿۱۷۶۶﴾ مہر کی کم از کم مقدار کتنی ہے؟

سوال: مہر کی کم از کم مقدار کتنی ہے؟ یعنی کم از کم کتنے روپیوں پر نکاح کیا جا سکتا ہے؟ کنز الدقائق کے صفحہ: ۹۷ پر لکھا ہے کہ مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے، اور اس کے دو روپے دس آنے ہوتے ہیں، یہ کتاب ۱۹۱۳ء میں طبع ہوئی تھی، اور فتاویٰ حسینیہ: ص: ۱۳۸ پر دو روپے بارہ آنے لکھے ہیں، اور کتاب ''حقوق وفرائض اسلام'' صفحہ: ۳۴۳ پر دس درہم اور ایک درہم کا وزن تین ماشا ڈیڑھ رتی لکھا ہے۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ مہر میں کم از کم کتنے روپئے ہونے چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... آپ ﷺ کی مبارک حدیث اور حنفی فقہاء کی تصریحات کے مطابق مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے، دس درہم سے کم مہر مقرر کرنا جائز نہیں ہے۔ (شامی، عالمگیری، مشکوۃ شریف)۔

ایک درہم کی مقدار تین ماشا ایک رتی اور ایک خمس رتی کے برابر ہے۔ اور ایک ماشا برابر ایک گرام ہوتا ہے، اس مقدار سے دس درہم کے بتیس ماشا یا بتیس گرام چاندی ہوتی ہے۔ لہذا بتیس گرام چاندی کی موجودہ قیمت یہ مہر کی کم از کم مقدار ہے، اتنے روپیوں پر نکاح کرنا درست ہے۔ کنز الدقائق اور فتاویٰ حسینیہ وغیرہ کی جو عبارات آپ نے نقل کی ہیں وہ بھی صحیح ہیں، لیکن یہ یاد رکھیں کہ وہ مقدار اس وقت کی ہے جب چاندی ایک روپیہ میں تولہ ملتی تھی، اور آج بھی وقتاً فوقتاً اس کا نرخ بدلتا رہتا ہے، اس لئے احتیاطاً تین تولہ یا ۳۲ گرام چاندی کی جو قیمت ہو اسی کو مہر کی کم از کم مقدار سمجھنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

﴿۱۷۶۷﴾ مہر ایک سو ستائیس روپے اور پچاس پیسے (Rs127-50p) یا چاندی کے سکے؟

سوال: ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہے، اور نکاح کے سرٹیفکیٹ میں مہر کی رقم مندرجہ ذیل طریقہ سے لکھی گئی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: ''ایک سو ستائیس روپے اور پچاس پیسے شریعت کے رواج کے مطابق'' تو شریعت کے رواج کے مطابق کی جو قید لگائی گئی ہے، اس قید سے لڑکی کے ولی کا کہنا یہ ہے کہ اس سے مراد چاندی کے سکے ایک سو ستائیس عدد اور پچاس پیسے ہیں، اور لڑکے کے ولی کا کہنا ہے کہ اس سے مراد مروج نوٹ ہیں نہ کہ چاندی کے سکے۔

لہذا آنجناب سے گذارش یہ ہے کہ مذکورہ بالا مسئلہ میں کس کی بات صحیح ہے؟ اور مہر کتنا لازم ہوگا؟ یہ بتا کر فریقین کے خلجان کو دور فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... صورت مسئولہ میں لڑکی کے ولی کی بات صحیح نہیں ہے۔ اور لڑکے کے ولی کا قول عقلاً، نقلاً وعرفاً تینوں اعتبار سے صحیح ہے۔ اس لئے کہ مہر فی

زمانہ نا ایک سو ستائیس روپے اور پچاس پیسے مروجہ کرنسی نوٹ کے حساب سے ہے۔
دوسری دلیل عبارت میں لفظ پچاس پیسے مکتوب ہے، جو چاندی کے سکے کے زمانہ میں رائج نہیں تھے۔ اور شریعت کے رواج کے مطابق کا مطلب یہ ہے کہ عرف میں جسے شرعی مہر سمجھا جاتا ہے وہ رقم۔ اس لئے ایک سو ستائیس روپے پچاس پیسے مروجہ کرنسی نوٹ کے حساب سے مہر لازم ہوگا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۷۶۸﴾ مہر کی ادائے گی سے قبل عورت کا انتقال ہو جائے تو؟

سوال: ایک شخص نے نکاح کیا تو مہر ۱۰۰ اپاؤنڈ متعین کیا تھا، اس نے ابھی تک عورت کو مہر نہیں دیا، اور عورت کا انتقال ہو گیا، اس عورت سے اس شخص کو کوئی اولاد نہیں ہوئی، البتہ اس عورت کے دو بھائی بقید حیات ہیں۔

نکاح کرنے والے کا کہنا ہے کہ عورت پاگل تھی، اور چلی گئی، اب اس کا انتقال ہو گیا ہے تو میں اسے مہر کیوں دوں؟ میں اسے مہر نہیں دوں گا۔ اس شخص کو ایک دوسری عورت سے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہیں، وہ اپنے والد کے مہر کا قرض ادا کر دینا چاہتے ہیں، تو پوچھنا یہ ہے کہ اس شخص کے کہنے کے مطابق کہ ''اس نے گھر بسایا نہیں'' اس لئے مہر نہیں دوں گا، کیا ایسا کہنا صحیح ہے؟ کیا اس شخص پر مہر واجب نہیں ہے؟ اگر واجب ہے تو کتنا؟ اور اب ادائیگی کی کیا شکل ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... نکاح میں مہر کی تعیین کے بعد اگر بیوی کے ساتھ خلوت صحیحہ ہو چکی ہو تو عورت پورے مہر کی حقدار ہے، اور اگر خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو تو نصف مہر کی حقدار ہے۔ اور صورت مسئولہ میں عورت کا انتقال ہو چکا ہے اس لئے عورت کے مہر کی رقم

اس کے ورثاء میں تقسیم ہوگی، اور سوال میں مذکورہ تفصیل کے مطابق عورت کے ورثاء میں صرف زوج اور دو بھائی ہیں، اس لئے آٹھ آنے شوہر کے ہوں گے اور چار چار آنے دو نوں بھائیوں کو ملیں گے، دوسری عورت کی اولاد وارث نہیں بنے گی۔

اور شوہر کا یہ کہنا کہ ''اس نے گھر نہیں بسایا اس لئے مہر نہیں دوں گا'' صحیح نہیں ہے، مہر تو واجب ہو چکا ہے، اگر یہاں نہیں دیا تو قیامت میں نیکیوں کی صورت میں دینا پڑے گا۔ (شامی، وغیرہ)

﴿۱۷۶۹﴾ مہر فاطمی کی مقدار کیا ہے؟

سوال: آپ ﷺ کی ازواج مطہرات (امہات مؤمنینؓ) اور آپ کی بیٹیوں کا مہر کتنا تھا؟ مہر فاطمی کی مقدار کیا ہے؟ اور موجودہ اوزان میں اس کی مقدار کیا ہے؟ ہمارے یہاں جو مہر ۱۲۷:۵۰ روپے مقرر کیا جاتا ہے، اس کی اصل کیا ہے؟ اور اتنا مہر رکھنا صحیح ہے یا نہیں؟ یہاں یو.کے. میں لوگ کہتے ہیں کہ اتنی قیمت مہر مقرر کرنا جس سے ایک جوڑا اچھی چپلبھی نہیں آسکتی ہے، اس لئے مہر کی رقم زیادہ ہونا چاہئے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شریعت میں مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے، اس سے کم مہر نہیں ہونا چاہئے، اور زیادہ کی کوئی حد نہیں، فریقین آپس کے مشورہ سے جتنا زیادہ متعین کرنا چاہیں کر سکتے ہیں، البتہ اس میں اپنی بڑائی جتانے کا ارادہ نہیں ہونا چاہئے، اپنی حیثیت اور طاقت کے مطابق مقرر کرنا چاہئے۔

حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کا مہر کتنا تھا؟ تو آپؓ نے فرمایا: ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی۔ (مشکوۃ: ۲۷۷)۔

ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے، اس حساب سے ۵۰۰ درہم چاندی بنتی ہے۔ حضرت فاطمہؓ کا مہر بھی ۵۰۰ درہم چاندی تھا، جسے ہم مہر فاطمی یا مہر شرعی کے نام سے جانتے ہیں، ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ کا مہر چار ہزار درہم تھی، لیکن یہ مہر آپ ﷺ نے مقرر نہیں کیا تھا، حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے مقرر کیا تھا، اور اپنی طرف سے ادا بھی کیا تھا۔ (مشکوۃ: ۲۷۷)۔

آج کے وزن کے حساب سے مہر کی کم از کم مقدار ۳۰ گرام چاندی ہے، اور مہر فاطمی کی مقدار ۱۵۳۰ گرام چاندی ہے، اور چاندی کا نرخ روز بروز کم و بیش ہوتا رہتا ہے، اس لئے مہر متعین کرتے وقت بازار کے نرخ سے ۱۵۳۰ گرام چاندی کے جو روپئے بنتے ہوں اتنے متعین کرنے سے مہر فاطمی ادا ہو جائے گا۔

ہمارے یہاں ۱۲۷:۵۰ کا جو رواج ہے، وہ زمانہ قدیم کا رواج ہے، میرے اندازے سے ماضی میں یہ بھی مہر فاطمی ہی رہا ہوگا، اس لئے کہ تولہ کے حساب سے ۱۳۱ تولہ چاندی ہوتی ہے، اور انگریزوں کے دور میں ایک روپیہ سے کم میں ایک تولہ چاندی ملتی ہوگی، بعد میں روپیہ کی قیمت گھٹتی رہی، اور چاندی کی قیمت بڑھتی رہی، اور لوگوں نے اسی پہلے والے حساب ۱۲۷:۵۰ کو مدار بنائے رکھا، اس لئے یہ فرق آ گیا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ مہر کے طور پر مہر فاطمی ۵۰۰ درہم ہی رکھا جائے، اور جس دن متعین کی جائے اس دن کے چاندی کے نرخ کے حساب سے روپیوں یا پاؤنڈ یا ڈالر میں ادا کیا جائے۔

آج کے حساب سے یعنی ۱۹۷۰ء میں چاندی کے نرخ کے حساب سے مہر کی کم از کم مقدار روپیوں کے حساب سے ۱۱۰ روپئے بنتی ہے، اور آج سے دو دن قبل کے نرخ کے

حساب سے ۵۰ : ۱۲۷ میں دس درہم چاندی بھی نہیں آتی ہے، اس لئے اب ۵۰ : ۱۲۷ مہر مقرر کرتے وقت یہ دیکھ لینا چاہئے کہ اقل مہر کی مقدار بھی مکمل ہو رہی ہے یا نہیں۔ خاص کر یو.کے.ادوسرے ممالک میں چاندی کا نرخ ہندوستان سے زیادہ رہتا ہے۔

﴿۱۷۷۰﴾ مہر فاطمی مؤجل رکھنا درست ہے؟

سوال: مہر فاطمی کو مؤجل رکھنا درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو ایسی صورت میں وہ مفضی الی النزاع کا خطرہ ہے کیونکہ مہر فاطمی طے کرتے کے وقت چاندی کی قیمت مثلاً ۲۰،۰۰۰ روپئے تھی، تو ادا کرنے کے وقت ۲۵،۰۰۰ روپئے ہوگئی تو اب یہاں مفضی الی النزاع لازم آتا ہے تو ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مہر نقد یا ادھار دونوں طرح درست ہے، نقد ہو تو جس دن ادائے گی کی جائے اس دن کا بھاؤ معتبر ہوگا اور اگر ادھار ہے تو اس کی جس دن ادائے گی کی جائے گی اس دن کی قیمت کا اعتبار ہوگا اس میں جہالت یا جھگڑے کی کوئی بات نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۷۱﴾ رسماً مرتے وقت مہر معاف کروانا؟

سوال: (۱) میرے بھتیجے کی عورت کا ایک حادثے میں قدرتی طور پر انتقال ہو گیا، مرتے وقت وہ عورت مہر کے بارے میں کوئی خلاصہ نہیں کرسکی، دونوں کی ازدواجی زندگی ساڑھے تین سال رہی، ان حالات میں اس کے مہر کا کیا حکم ہے؟ مرد کے ذمہ اب مہر ادا کرنا لازم ہے یا نہیں؟ اور اگر ورثاء کو ادا کرے تو اس کے ورثاء کون کون کہلائیں گے، اس کے بھائی بہن حیات ہیں کیا وہ وارث بنیں گے؟

(۲) ہمارے یہاں یہ رواج ہے کہ شوہر یا بیوی انتقال سے قبل بیمار ہو تو عورت سے مہر معاف کرواتے ہیں، یہ رواج کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......

(۱) عورت کا انتقال ہو جائے، اور اب تک اس کا مہر ادا نہ کیا گیا ہو یا اس نے معاف نہ کیا ہو تو یہ رقم عورت کا قرض ہے، جس کا ادا کرنا شوہر پر ضروری ہے، اگر دنیا میں ادا نہیں کیا تو قیامت کے دن نیکیوں کی صورت میں ادا کرنا پڑے گا۔

صورت مسئولہ میں شوہر اگر اس قرض سے نجات پانا چاہے تو اس کی شکل یہ ہے کہ عورت کے ورثاء کو ان کے شرعی میراث کے حصہ کے بقدر ان میں مہر تقسیم کر دیا جائے، ان کے قبضہ میں رقم آتے ہی مہر ادا ہوا سمجھا جائے گا۔

(۲) عورت خوش دلی سے اگر مہر معاف کر دے، تو مہر معاف ہو جائے گا لیکن رواج کی وجہ سے یا شرما شرمی میں یا ڈر اور دباؤ میں آ کر معاف کرے گی تو معاف نہیں ہوگا، اور اس طرح معاف کروانا بھی غلط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۷۲﴾ بعد مرنے شوہر کے مہر معاف کر دیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: ایک شخص نے نکاح میں اپنی بیوی کو مہر کے طور پر سونے کا ہار دیا تھا، اتفاق سے وہ شخص بیماری میں ایسا مبتلا ہوا کہ مرنے کے قریب ہو گیا، یعنی سخت بیماری میں مبتلا تھا، دوائی کے روپئے نہ ہونے کی وجہ سے لڑکے کے باپ نے یعنی لڑکی کے خسر نے لڑکی سے کہا کہ میرے لڑکے کی دوائی کے روپئے نہیں ہیں، اس لئے تو تیرا ہار دے دے، اسے بیچ کر دوائی لائی جا سکے، لڑکی نے خسر کو ہار دے دیا، لیکن خسر نے بیچ کر دوائی میں خرچ

کرنے کے بجائے دوسری جگہ خرچ کرڈالے، اور دوسری طرف لڑکے کا انتقال ہوگیا، انتقال کی خبر ملتے ہی لڑکی نے سونے کا ہار معاف کردیا، تو اب سوال یہ ہے کہ اس مسئلہ میں مہر معاف ہوا یا نہیں؟ اور خسر نے جو غلط کام کیا اسے اس کا گناہ ہوگا یا نہیں؟ اور ہار واپس لوٹانا پڑے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... لڑکی نے خسر کو ہار اس لئے دیا تھا تا کہ اسے بیچ کر ان روپیوں سے اس کے شوہر کی دوائی کی جائے، یعنی لڑکی نے انہیں وکیل بنایا تھا، اور انہوں نے امر کے مطابق خرچ نہیں کیا دوسری جگہ خرچ کر دالا، اس لئے وہ ضامن اور گنہگار ہوں گے، ہار کی رقم واپس لوٹانی ضروری ہے، اب لڑکے کے انتقال کی خبر ملتے ہی لڑکی نے ہار معاف کردیا، تو اب خسر کے ذمہ واپس کرنا ضروری نہیں ہے، اور وہ معاف ہو گیا گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۷۷۳﴾ ازواج مطہرات کی مہر نقدی تھی یا اشیاء کی صورت میں؟

سوال: اللہ جل شانہ کے محبوب سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے نکاح کے موقع پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوش نصیب بندیوں کو اپنے نکاح میں لے کر امہات المؤمنین کا شرف بخشا۔ تو امت کی ان خوش نصیب ماؤں کا مہر کیا مقرر کیا تھا؟ اور مہر نقدی تھی یا کسی شیء کی صورت میں دیا گیا تھا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مشکوۃ شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کا مہر کیا تھا؟ تو آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی، یعنی ۵۰۰ درہم چاندی تھی۔ (۲۷۷/۲)۔

ایک درہم تین ماشہ ایک رتی اور ایک خمس رتی کا ہوتا ہے، اس حساب سے ۵۰۰ درہم کے ۱۵۳۰ گرام چاندی ہوتی ہے، اور ہمارے یہاں مہر فاطمی جو مشہور ہے اس کی بھی یہی مقدار ہے۔

ام المؤمنین حضرت حبیبہؓ کا مہر حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے مقرر کیا تھا اور اسی نے ادا کیا تھا، وہ سب سے زیادہ ۴۰۰۰ (چار ہزار) درہم تھے۔ یہ مہر نقد تھا یا اشیاء کی صورت میں تھا؟ اس کی اطلاع مجھے ابھی تک نہیں ہوسکی ہے، لیکن اس وقت میں عام رواج نقد مہر دینے کا تھا، اس لئے مہر نقد ہی دیا گیا ہوگا۔

﴿۱۷۷۴﴾ مہر سے متعلق تفصیلی فتویٰ؟

سوال: (۱) آج کے دور (یعنی ۱۹۷۱-۱۹۷۰) میں شرعاً یو.کے. میں مہر کتنا ہونا چاہئے؟

(۲) کیا آپ ﷺ کے زمانہ کے درہم کے حساب سے ہندوستان میں علماء کی طرف سے مہر ۵۰:۱۲۷ مقرر کیا گیا ہے؟ آج کے زمانہ کے اعتبار سے درہم کے حساب سے مہر کتنا ہونا چاہئے؟

(۳) یو.کے. کے مسلمانوں کے لئے پاؤنڈ میں مہر کتنا ہونا چاہئے؟

(۴) مروجہ مہر ۵۰:۱۲۷ میں کچھ ترمیم کر کے اسے بڑھانا چاہئے یا نہیں؟

(۵) قوم کے زیادہ تر لوگ مہر میں اضافہ کے قائل ہیں، لیکن اقل قلیل مروجہ مہر ۵۰:۱۲۷ ہی پر مصر ہیں، اور یہی رکھنا چاہتے ہیں، تو اس بارے میں شرعی فیصلہ کیا ہوسکتا ہے؟ اور اکثریت والے اقلیت والوں سے بزور زبردستی زیادہ مہر لے سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......ہم جب کسی چیز کو اپنی ملکیت میں لے کر اسے استعمال

کرنا چاہیں تو اس کے عوض کچھ ثمن ادا کر کے اسے مول لیتے ہیں، اسی طرح عورت اپنا بدن (شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ اور حدود کے مطابق) اپنے ہونے والے شوہر کو عطا کرتی ہے، اس کے عوض اسے جو قیمت ادا کی جاتی ہے، اسے شرعی اصطلاح میں مہر کہا جاتا ہے، اور یہ شریعت کی طرف سے عورت کو دیا گیا ایک حق ہے، جس کا ادا کرنا مرد کے ذمہ لازم اور ضروری ہے۔

اسلام میں مہر کی کم از کم مقدار احناف کے یہاں دس درہم ہے، اور اس سے کم مہر نہیں ہو سکتی۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: **لا مھر دون عشرۃ دراھم (ہدایہ ص ۳۰۴)**۔ اور اس کی قیمت مہر کی کم از کم مقدار کہلائے گی۔

مہر کی زیادہ سے زیادہ مقدار کے بارے میں شریعت کی طرف سے کوئی پابندی نہیں ہے، اس لئے جو شخص جتنا زیادہ مہر رکھنا چاہے رکھ سکتا ہے، لیکن اس کے لئے مرد کا اس کے ادا کرنے پر قدرت کا ہونا بھی ضروری ہے، اس لئے کہ ایسا شخص جانتا ہے کہ وہ مہر ادا نہیں کر سکے گا، اور اس کی نیت مہر ادا کرنے کی نہیں ہوتی، اسی طرح خاندان کی یا اپنی بڑائی بتانے کے لئے بھی زیادہ مہر باندھنا صحیح نہیں ہے، البتہ اس طرح کیا گیا نکاح تو صحیح ہو جائے گا، لیکن سخت گنہگار ہوگا۔

حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے، اور نکاح کے وقت اس کی نیت مہر ادا کرنے کی نہیں ہے، اور اس نے اخیر وقت تک مہر نہیں دیا تو قیامت کے دن وہ شخص زانی بنا کر اٹھایا جائے گا، اس لئے مہر میں بڑی بڑی مقدار مہر مقرر کرنے کا خیال دل سے نکال دینا چاہیئے، نیز یہ کچھ بڑائی جتانے یا عزت بڑھانے کا ذریعہ نہیں ہے۔

مشکوۃ شریف کی ایک حدیث میں حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ مہر میں حد سے نہ بڑھو، اس لئے کہ اگر یہ دنیا میں عزت اور بڑائی کی چیز اور آخرت میں تقویٰ کی علامت ہوتی تو ہم سب سے افضل حضور ﷺ اس کے زیادہ حقدار تھے، حالانکہ میرے علم کے مطابق آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اور بنات طاہرات کا مہر بارہ اوقیہ چاندی سے زیادہ نہیں تھا، اس لئے فقہاءؒ فرماتے ہیں کہ زیادہ مہر باندھنا جائز ہے، لیکن افضل اور بہتر یہ ہے کہ جتنا مہر ادا کرنے کی قدرت ہو اتنا مہر مقرر کرنا چاہئے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مہر کی کم از کم مقدار کیا ہونی چاہئے، اور زیادہ مہر کا کیا حکم ہے؟ اور یہ حق العبد ہے اس لئے اس کا ادا کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔

اب ان شرائط کی رعایت کے ساتھ نیز عورت کو اس کا حق ملے اس نیت کے ساتھ جماعت کی طرف سے کوئی مہر مقرر کر دیا جائے، اور مرد و عورت اس پر رضا مند ہوں تو شریعت کی طرف سے ممنوع نہیں ہے، لیکن اس کے لئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی لاڈلی بیٹی اور جنتی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہؓ کا مہر کیا تھا؟ اسے معلوم کر کے اس کے برابر مہر مقرر کیا جائے تو بہت ہی بہتر کہلائے گا، جسے ہم مہر فاطمی کے نام سے جانتے ہیں، احادیث کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ کا مہر ۵۰۰ درہم مقرر کیا گیا تھا۔

آج کے دور میں مروج اوزان کے مطابق اس کا وزن یہ ہے: ایک درہم برابر ساڑھے تین ماشا اور ایک رتی اور ایک خمس رتی ہوتا ہے، اور ۵۰۰ درہم کے ۱۵۳۰ ماشا ہوتے ہیں، اور بارہ ماشا کا ایک تولہ ہوتا ہے تو ایک سو سوا اکتیس تولہ چاندی ہوتی ہے، اور چاندی کا نرخ روز بروز بڑھتا رہتا ہے، اس لئے جس دن مہر مقرر کیا جائے اس دن چاندی کا جو نرخ ہو اس

کے حساب سے مہر فاطمی کے جو روپئے بنتے ہوں اتنے مقرر کرنے چاہئے، مہر نقد اور ادھار، مؤجل اور معجّل دونوں طرح مقرر کرنا درست ہے، اگر ادھار متعین کیا گیا ہو تو عورت فوراً مانگنے کا حق نہیں رکھے گی، اور انتقال سے قبل ادا نہ کیا ہو تو قرض شمار ہو کر تقسیم میراث سے قبل ادا کرنا ضروری ہے، اور اس وقت بھی ادا نہیں کیا اور عورت نے معاف بھی نہیں کیا تو قیامت کے دن نیکیوں کی صورت میں ادا کرنا پڑے گا، اس لئے جتنا ہو سکے جلد اس سے سبکدوش ہو جانا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۷۵﴾ آج کے وزن کے حساب سے مہر فاطمی کی مقدار کیا ہوگی؟

سوال: میرے لڑکے کا نکاح ہوا تھا، اس وقت مہر فاطمی مقرر کی تھی، تو آج کے وزن کے حساب سے مہر فاطمی کی مقدار کیا ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حضور ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے کرتے وقت جو مہر مقرر کیا تھا، اسے ہماری اصطلاح میں مہر فاطمی کہتے ہیں، جو اس وقت کے وزن کے حساب سے ۵۰۰ درہم تھا، (امداد الفتاویٰ: ۲/۲۵۴، فتاویٰ دار العلوم: ۳/۱۹۸)۔ ۵۰۰ درہم کے ۱۵۳۰ گرام چاندی یا ۱۳۱ تولہ تین گرام چاندی ہوتی ہے، اس لئے اس دن چاندی کی جو قیمت ہوگی اس سے حساب لگا کر اتنے روپئے مہر کہلائے گا۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۲۰۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۷۶﴾ کیا اقل مہر ۳۲ گرام چاندی ہے؟

سوال: شریعت محمدی میں مہر کی مقدار کیا ہے؟ اور مہر کب ادا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شریعت میں مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے۔ حضور

ﷺ نے فرمایا ہے کہ **"لا مھر دون عشرۃ دارھم"**، دس درہم سے کم مہر نہیں ہو سکتا۔(ہدایہ:۳۰۴) اس لئے آج کے وزن کے حساب سے اقل مہر ۳۲ گرام چاندی ہوتا ہے، اس لئے اس سے کم مہر مقرر کرنا جائز نہیں ہے، مہر اگر نقد مقرر کیا ہو تو نکاح کے وقت یا اس کے بعد عورت جب مطالبہ کرے ادا کرنا ضروری ہے، اور ادھار مہر میں مرنے سے قبل ادا کرنا ضروری ہے۔(شامی:۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۷۷﴾ مہر ادا کرنے کی ذمہ داری کس پر ہے؟

سوال: کچھ جگہوں پر نکاح کے وقت جو مہر ادا کیا جاتا ہے وہ ناکح کے والد ادا کرتے ہیں، اور وہ رقم ان کی اپنی کمائی سے ہوتی ہے، ناکح کی کمائی نہیں ہوتی، حالانکہ مہر ناکح پر لازم ہوتا ہے، تو کیا دوسرے کا ادا کرنا جائز ہے؟ مہر کی ذمہ داری ناکح کی ہونی چاہئے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مہر جو بھی مقرر کیا گیا ہو اس کے ادا کرنے کی ذمہ داری ناکح کی ہے، اس لئے ناکح ہی کو ادا کرنا چاہئے، لیکن اس کی اجازت سے اس کا ولی یا کوئی دوسرا شخص مہر ادا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے، ناکح کا اپنی کمائی سے مہر ادا کرنا واجب یا ضروری نہیں ہے۔ آپ ﷺ کے ام المؤمنین حضرت حبیبہؓ کے نکاح میں مہر ۴۰۰۰ درہم نجاشی بادشاہ نے ادا کئے تھے۔(شامی:۲/۴۵۴)

﴿۱۷۷۸﴾ مہر معاف کرنے کا حق کس کو ہے؟

سوال: میرے شوہر میرے بھائی کی دکان پر ضروری بات چیت کرنے آئے، بات چیت میں کسی ضرورت کے پیش نظر مجھے دکان پر بلایا، اس کے بعد میرے شوہر نے پانچ افراد کے روبرو کہا کہ: میں تیری سلامی کے روپئے لایا ہوں، تو میں نے کہا کہ: تم گھڑی بیچ کر ۳۵

روپئے لائے ہو، یہ تم نے مجھے کہا، لیکن میری سلامی کے روپئے جو میں نے دوسرے کو رکھنے دئے تھے وہ تم لائے ہو یا نہیں؟ یہ تم نے بتایا نہیں؟ تو اس پر میرے شوہر نے الٹا میرے بھائی کو سوال کیا کہ کیا تم طلاق چاہتے ہو؟

میرے بھائی نے کہا: یہ کوئی طلاق کی جگہ نہیں ہے، اگر تمہیں ایسا کچھ کرنا ہو تو جماعت بہت بڑی ہے، تو میرے بھائی پر میرے شوہر، دیور اور بہنوئی نے حملہ کیا، تو میرے بھائی نے گھبرا کر کہا کہ ''میں نے مہر معاف کر دیا'' میرے شوہر نے میرے سامنے اور وہاں موجود پانچ افراد کے حاضری میں جان بوجھ کر تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق بولا، اور اتنا بول (کہہ) کر وہ چلے گئے۔

پھر میرے بھائی نے دکان پر دو جماعتی بھائیوں کو بلا کر یہ بات دو مسلمانوں کی گواہی کے ساتھ جماعت کے سامنے پیش کی۔ جماعت کے بھائیوں نے کہا کہ: ہم بھی طلاق کے گواہ ہیں، پھر میرا بھائی متولی کے پاس گیا، متولی نے کہا کہ: فیصلہ عید بعد ہوگا، گذشتہ کل متولی اور جماعتی بھائیوں نے میرے بھائی اور مجھے بلایا، اور میرے بھائی سے پوچھا کہ: اس معاملہ میں تم کیا کہتے ہو؟ میرے بھائی نے کہا کہ: اوپر کا واقعہ صحیح ہے۔

پھر متولی صاحب نے میرے شوہر کو بلایا اور کہا کہ: تم نے اس لڑکی کو طلاق دی ہے؟ تو انہوں نے جماعتی بھائیوں کی موجودگی میں 'ہاں' کہا، تو جماعتی بھائیوں نے کہا کہ: جب تم نے طلاق دے دی ہے، تو مہر کے روپئے ۱۲۷:۵۰ بھی لڑکی کو دے دو۔ تو شوہر نے جواب دیا کہ ان کے بھائی کی طرف سے مہر معاف کر دیا گیا ہے۔ پھر جماعتی بھائیوں نے مجھ سے کہا کہ: تم مہر کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ میں نے جواب میں کہا کہ: میرے مہر کے

معاف کرنے کا حق میرے بھائی کو نہیں ہے، مہر کے روپئے پر میرا حق ہے، اس لئے مجھے ملنے چاہئے۔اب سوال یہ ہے کہ طلاق ہوئی ہے یا نہیں؟ میں مہر کی رقم لینے کی حقدار ہوں یا نہیں؟ مجھے عدت کا خرچ ملے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں مرد نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی ہے، اس لئے تین طلاق واقع ہوگئی، اورعورت نکاح سے الگ ہوگئی، اب جب تک شرعی طور پر حلالہ نہ ہو جاوے اسے بیوی بنا کر رکھنا جائز نہیں ہے، مہر شریعت کا دیا ہوا عورت کا حق ہے، جو مرد کو ادا کرنا ضروری ہے، اور بعد طلاق کے عورت کو مانگنے کا حق ہے، جب تک وہ اپنی مرضی سے معاف نہ کرے یا کسی دوسرے کو معاف کرنے کا حق نہ دے' معاف نہیں ہوسکتا۔لہذا صورت مسئولہ میں بھائی نے از خود معاف کیا ہو تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا، اس لئے مرد کو مہر ادا کرنا ضروری ہے، نیز بعد طلاق کے عورت پر عدت گزارنا ضروری ہے، اس مدت میں عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح بھی نہیں کرسکتی، اس لئے اس مدت کا خرچ بھی مرد پر ضروری ہے، اگر یہ خرچ نہ دیا جائے تو قیامت کے دن نیکیوں کی صورت میں ادا کرنا پڑے گا، جماعتی بھائیوں کو بھی حلال چیزوں میں اور حق کی ادائیگی میں مدد کرنی چاہئے۔

﴿۱۷۷۹﴾ مہر کی رقم میں مرد کے ورثاء کا کوئی حق وحصہ نہیں ہے؟

سوال: ایک عورت نے اپنے مہر کے روپئے اور زیورات اپنے شوہر کے ایک دوست کے ہاتھ میں دئے اور کہا کہ میری مہر اور زیورات بیچ کر گھر کے لئے زمین خرید کر گھر بنا دو۔تو شوہر کے دوست نے وہ مہر کی رقم اور زیورات بیچ کر جملہ ۲۰۰۰ (دو ہزار) روپئے خرچ کر کے زمین خرید کر گھر بنایا، اس عورت نے دوست کو اس لئے رقم دی کہ شوہر کو دیتی تو وہ خرچ

کر دیتا، بعد میں اس عورت نے وہ گھر اپنی ملک ہی میں رکھا، نہ کسی کو بخشش کیا، نہ مہر معاف کیا، نہ اس مکان کا کسی کو مالک بنایا۔ آج اس بیوہ ماں سے اس کا ایک لڑکا اس گھر میں سے حصہ مانگتا ہے، ماں کہتی ہے کہ یہ تو میرا گھر ہے، تیرے مرحوم باپ کی حیات میں اس کے دوست کے پاس یہ گھر بنوایا تھا۔ تو لڑکا کہتا ہے کہ تمہاری مہر کے دو ہزار روپئے میں دیتا ہوں، مجھے گھر میں سے حصہ دو۔

تو سوال یہ ہے کہ اس مہر کے روپیوں سے خریدے گئے مکان کا مالک کون کہلائے گا؟ ماں یا باپ؟ مرحوم کے انتقال کے وقت اس کے ورثاء میں دو لڑکے اور دو لڑکیاں حیات تھیں، اس میں سے اب دو بھائی اور ایک بہن حیات ہیں، تو کیا مکان میں سے ان کے حصے ہوں گے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مرد نے مہر کی رقم عورت کو ادا کر کے عورت کو اس کا مالک بنا دیا، تو اب یہ رقم مرد کی ملک سے نکل کر عورت کی ملک ہوگئی، اور مرد کے مرنے کے بعد بھی عورت ہی کی ملک رہے گے، اس میں مرد کے ورثاء کا کوئی حق و حصہ نہیں ہے۔ اب ان روپیوں سے عورت نے گھر بنایا یا خریدا ہے، تو وہ عورت ہی کی ملک سمجھا جائے گا، اس گھر سے لڑکے کا حصہ مانگنا صحیح نہیں، عورت کے انتقال کے بعد اس کے ورثاء میں میراث بن کر تقسیم ہوگا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۷۸۰﴾ مہر کی رقم گھر کے خرچ میں استعمال کر دی تو مرد سے واپس لینے کا حق ہے؟

سوال: مہر کی رقم مرد نے عورت کو دے دی، اور اپنا فریضہ ادا کر دیا، وہ رقم عورت نے اپنی خوشی سے روزانہ کے خرچ میں استعمال کر لی، اب عورت کی رضا مندی سے گھر خرچ میں

مستعمل رقم مرد کو واپس لوٹانا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مرد نے عورت کو مہر کی رقم دے کر اس کو اس کا مالک بنا دیا، تو اب عورت اپنی خوشی سے جہاں خرچ کرنا چاہے خرچ کر سکتی ہے، اسی طرح روزانہ کے گھر خرچ میں عورت نے یہ رقم خرچ کر دی تو مرد کے پاس دوبارہ لینے کا حق نہیں رہے گا، ہاں مرد کے حکم سے یا بزورِ زبردستی خرچ کی ہے تو اتنی مقدار واپس لینے کا اس کو حق ہے۔

﴿۱۷۸۱﴾ مہر کا کچھ حصہ معاف کرنا؟

سوال: مہر کی رقم پہلے سے ایک ہزار روپئے متعین کر کے نکاح ہوا، پھر ناچاقی کی بنا پر دونوں میں تفریق ہو گئی، لیکن مہر کی رقم ادا کرنے کی مرد کی حیثیت نہیں ہے، پوری رقم ادا کرنے کے لئے رہائشی مکان بیچنا پڑے ایسی حالت ہے، اگر رہائشی مکان بیچ کر مہر ادا کرنے کی نوبت آتی ہو تو ایسے مسئلہ میں مہر کی رقم کم کر کے آپس میں معاملہ نمٹانے کی شریعت میں گنجائش ہے؟ یا مکان بیچ کر یا رہن رکھ کر بھی مہر ادا کرنا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... نکاح کے وقت مہر کی رقم متعین کی جائے اور بعد میں دونوں کے درمیان خلوتِ صحیحہ یا صحبت ہو جائے اور بعد میں ناچاقی یا نااتفاقی کی بنا پر تفریق ہو جائے تو مہر کے طور پر جتنی رقم متعین کی گئی ہو وہ پوری ادا کرنا ضروری ہو جاتا ہے، مہر شریعت کا دیا ہوا عورت کا حق ہے۔ اور شوہر کے ذمہ عورت کا قرض ہے، اس لئے اس کا ادا کرنا ضروری ہے، لیکن مرد کی اتنی حیثیت نہیں ہے کہ وہ پوری مہر ادا کر سکے تو عورت اپنی خوش دلی سے بلا کسی دباؤ کے اپنی مرضی سے پورا مہر یا مہر کا کچھ حصہ معاف کرنا چاہے تو کر سکتی ہے، ناراضگی کے ساتھ یا دباؤ میں آ کر معاف کیا ہوا مہر معاف نہیں کہلائے گا، مہر

عورت کا حق ہے اس لئے اس کی اجازت کے بغیر اس میں کمی وبیشی نہیں ہوسکتی، اور اگر عورت پورا مہر کا مطالبہ کرے اور مہر ادا کرنے میں مکان بیچنا ہوگا یا رہن رکھنا ہوگا تو بیچ کر یا رہن رکھ کر بھی مہر ادا کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۷۸۲﴾ زبردستی مہر معاف کروانے سے مہر معاف نہیں ہوگا؟

سوال: میری لڑکی کا نکاح پانچسو پاؤنڈ مہر پر کیا گیا تھا، پھر لڑکے نے ایک کاغذ پر مذکورہ تحریر لکھ کر بیہوشی کی حالت میں لڑکی سے اس پر زبردستی دستخط کروالئے، جس کا مضمون یہ تھا: ”میں فلاں بنت فلاں اپنی رضامندی سے پانچسو پاؤنڈ مہر معاف کرتی ہوں۔ دستخط:..............
تو کیا اس طرح بیہوشی کی حالت میں زبردستی مذکور تحریر پر دستخط کروا لینے سے مہر معاف ہو جاتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مہر یہ شریعت کا عورت کو دیا ہوا حق ہے، اس لئے اسے ادا کرنا چاہئے، لیکن کوئی عورت اپنی خوش دلی سے اپنا یہ حق معاف کرنا چاہے تو کرسکتی ہے، اور اس کے بعد مرد پر اس کو ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔ زور (دباؤ) اور زبردستی سے مہر معاف کرنا بہت برا فعل ہے، اور اس طرح زبردستی معاف کرانے سے یا دستخط کروا لینے سے مہر معاف نہیں ہوتا۔ لہذا صورت مسئولہ میں سوال میں درج تفصیل صحیح ہو تو مہر معاف نہ ہوگا، اب بھی عورت کو مہر لینے کا حق ہے۔ (شامی: ۴۶۵)

﴿۱۷۸۳﴾ ۵۱ روپئے مہر پر نکاح کرنا؟

سوال: گھانچی جماعت میں مہر صرف ۵۱ روپئے متعین کیا جاتا ہے، کیا اس مہر پر نکاح کرنا صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے، جو تین تولہ چاندی کے قریب قریب ہوتا ہے، اس لئے آج کے نرخ کے حساب سے ۵۱ روپیہ مہر متعین کرنا صحیح نہیں ہے، اور اس مہر پر کئے گئے نکاح میں مہر مثل واجب ہوگی۔ آج (یعنی ۱۹۷۵ء) کے چاندی کے نرخ کے حساب سے دس درہم چاندی کی قیمت ۱۲۰ روپئے ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۷۸۴﴾ مہر فاطمی کے حساب سے ہندوستان میں کتنے روپئے ہوتے ہیں؟

سوال: نکاح میں مرد عورت کو مہر فاطمی دینا چاہے تو آج کے دن ہندوستان میں اس کے کتنے روپئے ہوتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... تقریباً ۱۳۲ تولہ (۱۵۳۱ گرام) چاندی کے جتنے روپئے نکاح کے دن ہوتے ہوا تنے روپئے (مہر فاطمی کے) سمجھے جائیں گے، چاندی کا نرخ روزانہ بدلتا رہتا ہے۔

﴿۱۷۸۵﴾ ۱۲۷:۵۰ روپے مہر رکھنا صحیح ہے؟

سوال: ہمارے یہاں عام طور پر ۱۲۷:۵۰ روپئے مہر میں متعین کئے جاتے ہیں، آج کے گرانی کے حساب سے یہ مقدار مہر میں متعین کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ اور کتنا اضافہ کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... مہر کی اکثر مقدار شریعت کی طرف سے مقرر نہیں ہے، شوہر جتنی ادا کرنے پر قدرت رکھتا ہو اس کی حیثیت کے مطابق زیادہ بھی رکھ سکتے ہیں، لیکن زیادہ مہر مقرر کرنے میں فخر یا اپنی بڑائی جتلانے کو شریعت نے ناپسند قرار دیا ہے۔ (مشکوۃ شریف) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۷۸۶﴾ ایجاب وقبول میں مہر کی مقدار ذکر نہ کی ہو تو نکاح صحیح ہوگا؟

سوال: ایک مولانا صاحب نے ایک مسلمان بھائی کا نکاح پڑھاتے وقت جب ایجاب و قبول کے الفاظ کہلوائے تو اس وقت کہا کہ ”فلاں بنت فلاں کا نکاح وکیل کی وکالت اور شاہدین کی شہادت پر بعوض مہر مؤجل آپ سے کیا جارہا ہے، آپ نے قبول کیا؟“

بعد میں مجلس میں سے ایک صاحب نے کہا: کہ مولانا صاحب نے مہر کی مقدار نہیں بتائی ہے، اس لئے نکاح نہیں ہوا، تو دوسرے صاحب کہتے ہیں: کہ نکاح فاسد ہو گیا، تو تیسرے صاحب کہتے ہیں: کہ مقدار بتانی چاہئے اس لئے دوبارہ نکاح پڑھاؤ!

تو مولانا صاحب نے دوبارہ نکاح پڑھایا، اوراس میں مہر ۵۰:۱۲۷ کا ذکر بھی کیا، تو پوچھنا یہ ہے کہ صرف مہر مؤجل کہنے اور مقدار کا ذکر نہ کرنے سے نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟ کیا نکاح میں کچھ نقص آئے گا؟ اوراس وقت کے اعتبار سے ۵۰:۱۲۷ روپے مہر متعین کرنا صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً:...... نکاح میں ایجاب وقبول کے وقت جو مہر متعین ہوئی ہو اس کی صراحت بھی ہو جانی چاہئے، تا کہ بعد میں کوئی اختلاف واقع نہ ہو، اس کے باوجود اگر کوئی صراحت نہ کی گئی ہو یا بھول سے مہر کی مقدار نہ بتائی ہو تو اس صورت میں نکاح صحیح ہو جاتا ہے، اور مہر مثل واجب ہوتی ہے، اور از سر نو ایجاب وقبول کی ضرورت نہیں ہے۔

(شامی: ۲/۳۳۴، ہدایہ: ۲/۳۰۳) فقط واللہ اعلم

﴿۱۷۸۷﴾ ۵۰:۱۲۷ روپے مہر کی کوئی اصل ہے؟

سوال: ہمارے یہاں مہر ۵۰:۱۲۷ روپئے مقرر کیا جاتا ہے، اس بارے میں شریعت کیا حکم دیتی ہے؟ کیا شریعت میں اس کی اصل ہے؟ اور شریعت کی طرف سے مہر کی کوئی حد متعین

ہے؟ کم ازکم اور زیادہ سے زیادہ کتنا مہر مقرر کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اور بنات طاہرات کے مہر کتنے تھے

؟ مہر فاطمی کا کیا مطلب ہے؟ اور اس کی راجح مقدار کیا ہے؟ آج کے دور میں مہر متعین کرنے میں علمائے دین کی رائے کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً: ......شریعت کے مقرر کئے ہوئے حدود اور شرائط کے مطابق عورت اپنی ذات کو مرد کے سپرد کر دیتی ہے، اس کے عوض اسے جو رقم دی جاتی ہے اسے شریعت کی اصطلاح میں مہر کہتے ہیں، اور مہر شریعت کی طرف سے دیا گیا عورت کو ایک حق ہے، جس کا ادا کرنا مرد کے ذمہ ضروری ہے۔

اسلام میں مہر کی کم ازکم مقدار عندالاحناف دس درہم ہے، دس درہم سے کم مہر مقرر کرنا صحیح نہیں ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: **لا مهر دون عشرة دراهم** (دارقطنی) ترجمہ: دس درہم سے کم مہر مقرر کرنا صحیح نہیں ہے۔

ایک درہم کا وزن آج کے مروج وزن سے تین ماشہ ڈیڑھ رتی ہوتی ہے، اس حساب سے دس درہم کے ساڑھے اکتیس ماشہ ہوتے ہیں، جس کے اکتیس گرام سے کچھ زیادہ چاندی ہوتی ہے، اس لئے مہر کم ازکم بتیس گرام چاندی یا اس کی قیمت کے برابر ہونا چاہئے۔

مہر کی زیادہ مقدار شریعت نے متعین نہیں کی ہے، جتنی زیادہ مہر متعین کرنا چاہیں کر سکتے ہیں، البتہ مرد کا اس کی ادائیگی پر قادر ہونا ضروری ہے، اس لئے کہ جو شخص نکاح کرتے وقت مہر ادا نہ کرنے کی نیت رکھتا ہو، اور مہر ادا کئے بغیر اس کا انتقال ہو جائے وہ بفحوائے حدیث قیامت کے دن زانی بنا کر خدا کے دربار میں پیش کیا جائے گا، نیز خاندان کی بڑائی

جتلانے کے لئے بھی زیادہ مہر مقرر کرنے کو شریعت نے ناپسند کیا ہے، اس لئے کہ زیادہ مہر فخر یا عزت کی چیز نہیں ہے۔

مشکوۃ شریف کی ایک حدیث میں حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ مہر مقرر کرنے میں حد سے تجاوز نہ کرو، اس لئے کہ یہ اگر دنیا میں عزت اور بڑائی کی چیز اور آخرت میں تقویٰ کی علامت ہوتی تو تم سے افضل حضور اقدس ﷺ اس کے زیادہ حقدار تھے۔ حالانکہ میرے علم کے مطابق حضور ﷺ کی ازواج مطہرات اور بنات طاہرات کا مہر بارہ اوقیہ چاندی سے زیادہ نہیں تھا۔ اسی لئے فقہاءؒ فرماتے ہیں: زیادہ مہر مقرر کرنا جائز ہے، لیکن افضل اور بہتر یہ ہے کہ مہر اتنا ہونا چاہئے کہ جس کے ادا کرنے پر شوہر قادر ہو، اور وہ کم ہونا چاہئے، حدیث شریف میں ایسے نکاح کو برکت والا نکاح کہا گیا ہے۔

حضرت عمرؓ کی مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اور بنات طاہرات کے مہر معتدل تھا، اس لئے ہمارے لئے بہتر یہ ہے کہ ہم ان کی اتباع کرتے ہوئے اتنا مہر مقرر کریں یا ان کے ادب کی خاطر اس سے کچھ کم مقرر کریں تو یہ بہتر کہلائے گا۔

اب ہم حدیث کی روشنی میں ازواج مطہرات اور بنات طاہرات کا مہر کتنا تھا اس کی تفصیل سے معلوم کریں گے۔

حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ: آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کا مہر کتنا تھا؟ تو آپؓ نے فرمایا: ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی (مشکوۃ: ۲۲۷)۔

ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے، اس حساب سے ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی کے ۵۰۰

درہم ہوتے ہیں، حضرت فاطمہؓ کا مہر بھی ۵۰۰ درہم چاندی تھا، جسے ہم مہر فاطمی یا مہر شرعی کہتے ہیں، ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ کا مہر ۴۰۰۰ درہم تھا، یہ مہر آپ ﷺ نے مقرر نہیں کیا تھا، بلکہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے مقرر کیا تھا، اور اس نے اپنی طرف سے ادا کر دیا تھا۔ (مشکوۃ شریف: ۲۷۷)۔

مہر فاطمی یعنی ۵۰۰ درہم کے پرانے وزن سے ایک سو اکتیس تولہ ہوتا ہے، اور نئے وزن سے ۱۵۳۱ گرام چاندی ہوتا ہے، چاندی کا نرخ روزانہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے، لہذا مہر مقرر کرنے کے دن چاندی کا جو بازار میں نرخ ہو اس کے حساب سے روپئے مقرر کرنے سے مہر فاطمی ادا ہو جائے گا۔

ہمارے یہاں ۱۲۷:۵۰ روپے مہر کا جو رواج چلا آ رہا ہے، یہ بھی میرے اندازے سے پرانے زمانہ کا مہر فاطمی ہی ہوگا۔ اس لئے پرانے زمانہ میں ہمارے یہاں چاندی کے سکے مروج تھے، جن کا وزن ایک تولہ کے قریب تھا، اور تولہ کے حساب سے مہر فاطمی ایک سو سو اکتیس تولہ ہوتی ہے، اور انگریزوں کے دور میں ایک روپیہ سے بھی کم نرخ میں ایک تولہ چاندی ملتی تھی، بعد میں روپیہ کی قیمت کم ہوگئی، اور چاندی کی قیمت بڑھتی رہی، اور ہم نے روپیہ ہی کو مدار بنائے رکھا، اس لئے اتنا فرق آ گیا۔ اس لئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ مہر فاطمی رکھنا ہو تو ۵۰۰ درہم یعنی ۱۵۳۱ گرام چاندی رکھی جائے، اور جس دن مہر متعین کیا جائے اس دن کے بازار کے نرخ سے اتنی مقدار چاندی کے جو روپئے یا پاؤنڈ بنتے ہوں ان کی وضاحت کر دی جائے، تو انشاءاللہ آج جو پریشانی پیدا ہوئی ہے وہ پیدا نہیں ہوگی۔

مہر کی کم از کم مقدار جیسا کہ شروع میں گذرا ۱۰ درہم یعنی پونے تین تولہ یا ۳۱ گرام چاندی

ہے، آج کل چاندی کا نرخ اتنا گھٹتا بڑھتا رہتا ہے کہ کبھی تو ۱۳۱ گرام چاندی کا نرخ ۱۲۷:۵۰ روپے کے اندر ہوتا ہے، اور کبھی اتنا تیز ہوتا ہے کہ اتنے روپئے میں ۱۳۱ گرام چاندی بھی نہیں آسکتی۔ اور بیرون ممالک میں چاندی ہمارے یہاں سے اور بھی زیادہ مہنگی ہوتی ہے، جیسا کہ آج جب کہ یہ جواب لکھا جارہا ہے (۱۹۷۶ء) دس گرام چاندی کا نرخ ۴۰ روپے ہیں، اس حساب سے دس درہم چاندی کی قیمت ۱۲۲، ۱۲۳ روپے ہوتی ہے، جب کہ آج سے ڈیڑھ دو ماہ قبل چاندی کا نرخ دس گرام کے ۴۰، ۵۰ روپئے تھے۔ اسی طرح مستقبل میں چاندی کا نرخ بڑھ جائے تو ۱۲۷:۵۰ مہر کی اقل مقدار کو بھی پوری نہیں کر پائے گا، اس لئے مہر متعین کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ، مہر ۱۳۱ گرام چاندی سے کم نہ ہو اور زیادہ مہر مقرر کرنے میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ۱۵۳۱ گرام چاندی یا اس کی قیمت کے برابر روپئے مہر کے طور پر رکھے جائیں، نیز یہ بھی جان لینا چاہئے کہ مہر معجّل ہو یا مؤجل دنیا ہی میں اس کی ادائیگی کی فکر کرنی چاہئے، تاکہ کل قیامت کے دن نیکیوں کی صورت میں ادا نہ کرنا پڑے۔ ہمارے یہاں شادی بیاہ میں ہزاروں روپئے خرچ کئے جاتے ہیں، اور مہر شرعی مقدار سے کم اور مؤجل رکھی جاتی ہے، یہ بہت ہی شرمناک اور بے عزتی کی بات ہے، نیز بہت سی جگہوں پر تو عورت سے زبردستی یا شرما شرمی میں مہر معاف کرایا جاتا ہے، اس کی اصلاح کر کے عورتوں کو ان کے حقوق برابر ادا کرنے چاہئے۔ وفقنا الله ولسائر المسلمين لما يحب به ربنا ويرضاه۔ آمین (شامی:۲، عالمگیری:۱)

﴿۱۷۸۸﴾ مجھے مہر نہیں چاہئے کہنے سے مہر معاف ہوجائے گا؟

سوال: عورت کہتی ہے کہ میں نے سابقہ مہر معاف کر دیا ہے، اور دوسرا نکاح کرتے وقت

مجھے مہر نہیں چاہئے، عورت کے ایسا کہنے سے مہر معاف ہوگا یا نہیں؟ اور عورت کو مہر نہ دیں تو درست ہے یا نہیں؟ مہر کی کم از کم مقدار کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مہر عورت کا حق ہے، عورت اپنی خوش دلی سے مہر معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا، مہر کی کم از کم مقدار دس درہم یعنی تین تولہ چاندی ہے، عورت کا یہ کہنا کہ مجھے مہر نہیں چاہئے اس لئے مہر متعین نہ کیا جائے، صحیح نہیں ہے، مہر تو متعین کیا جائے گا، بعد میں عورت کو نہ چاہئے تو خود معاف کرسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۷۸۹﴾ جماعت کے مقرر کئے ہوئے مہر سے کم مقدار پر مہر مقرر کرنا؟

سوال: مہر کی رقم جماعت نے ۱۲۷:۵۰ روپے مقرر کی ہے، لیکن بہت سی مرتبہ اس سے کم مہر ادا کیا جاتا ہے، تو اس طرح کم مہر متعین کرنے سے نکاح کرنے والے کو ثواب ملے گا یا نہیں؟ ایسی کم رقم کی مہر متعین کرنے میں مرد اور عورت کی رضا مندی ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مرد کو اپنی حیثیت کے مطابق اتنی مہر متعین کرنی چاہئے جتنی کہ وہ ادا کرنے پر قادر ہو، صرف ناموری یا دکھلاوے کے لئے بڑی مہر مقرر کرنے کو شریعت پسند نہیں کرتی، مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے، یعنی پونے تین تولہ چاندی یا اتنی قیمت کی کوئی اور چیز، اس سے کم مہر مقرر کرنا جائز نہیں ہے، اگر کوئی اس سے کم مہر پر نکاح کرے گا تو مہر مثل واجب ہوگا، اس لئے مرد و عورت دونوں اپنی خوشی سے اور نابالغ ہوں تو ان کے اولیاء اپنی رضا مندی سے ایک سو ساڑھے ستائیس روپے سے کم مہر مقرر کرنا چاہیں جب کہ وہ رقم دس درہم چاندی کی قیمت سے زیادہ ہو تو ایسا کرنا درست ہے، مہر متعین کرتے وقت فریقین کا رضا مند ہونا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۷۹۰﴾ حضرت فاطمہؓ کا جہیز

سوال: حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے اپنی لاڈلی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے نکاح پر انہیں جہیز میں کیا کیا چیزیں عطا کی گئی تھیں؟ حضرت فاطمہؓ کا مہر کتنا تھا؟ نقد دیا گیا تھا یا ادھار؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جہیز میں دو یمنی چادر، کھجور کی چھال بھری ہوئی دو رضائیاں، چار گدے، دو چاندی کے کڑے، ایک تکیہ، ایک پیالہ، ایک چکی، ایک مشک، ایک سقہ اور ایک کمبل دیا گیا تھا۔ جہیز دینے میں تین باتوں کا خیال رکھنا چاہئے:

(۱) اپنی حیثیت کے مطابق ہو، حیثیت سے زیادہ نہ ہو۔ (۲) ضروری چیزیں دی جائیں۔ (۳) نام و نمود اور شہرت کے لئے نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۹۱﴾ طلاق کے بعد عورت مہر کے روپیوں کا مطالبہ کر سکتی ہے؟

سوال: لڑکی کی مہر نکاح خوانی کے دفتر میں ۱۱۰۰:۰۰ (گیارہ سو روپئے) درج ہوئی ہے، طلاق نامہ کے ساتھ مہر کے روپئے نہیں ملے ہیں، تو مہر کے روپئے وصول کرنے کے لئے کیا مسئلہ ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اگر مہر ادا نہ کی گئی ہو اور نہ تو عورت نے معاف کیا ہو تو طلاق کے بعد مہر وصول کرنے کا عورت کو حق ہے، اس لئے عورت مہر کے روپئے مانگ سکتی ہے، اور مرد کے لئے دینا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۹۲﴾ لڑکی کو نکاح کے وقت جو زیور اس کے والد نے دیا تھا اس کا مالک کون ہے؟

سوال: ایک لڑکی کو اس کے نکاح کے وقت اس کے والد نے سونے کی چین دی تھی، بعد

میں لڑکی کو طلاق ہو گئی، لیکن لڑکی جب نکاح میں تھی تب اسی چین کو تڑوا کر اس کی بالیاں بنا لی تھی، تو بعد طلاق کے ان بالیوں پر کس کا حق ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... نکاح کے وقت لڑکی کو جو زیور اس کے والد کی طرف سے دیا گیا تھا اس زیور کی مالک لڑکی ہے، لہذا اگر والد نے سونے کی چین دی تھی تو اب اس کی مالک لڑکی ہے۔

﴿۱۷۹۳﴾ نکاح کے وقت کا ہدیہ بعد طلاق کے واپس مانگنا

سوال: ایک لڑکی کو اس کے نکاح کے وقت اس کی نند (شوہر کی بہن) نے ایک ہاتھ کی گھڑی ہدیہ میں دی تھی، تو بعد طلاق کے اس گھڑی کا حقدار کون ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... موہوبہ شئ کا واپس لینا مروت کے خلاف ہے، نیز حدیث شریف میں اسے قے کر کے دوبارہ چاٹنے سے تشبیہ دی ہے، اس لئے واپس نہیں لینا چاہئے، اس کے باوجود کوئی شخص موہوبہ شئ کو واپس مانگے تو دے دینی چاہئے، لہذا صورت مسئولہ میں نند کا موہوبہ گھڑی کا مانگنا مکروہ تحریمی ہے، اور لڑکی کی رضامندی نہ ہو تو نند اسے واپس نہیں لے سکتی۔ (شامی: ۷۰۹/۴) نند نے جب گھڑی بخشش کی تھی اور بھابھی نے اس پر قبضہ کیا تھا تو اس وقت ہبہ تام ہو گیا تھا اور گھڑی بھابھی کی ملکیت ہو چکی تھی۔

﴿۱۷۹۴﴾ بعد طلاق کے جہیز کا مالک کون؟

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، طلاق دینے کو ایک سال گزر چکا ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ عورت جہیز کے طور پر جو سامان شوہر کے گھر لائی تھی اس کی مالک عورت ہی ہے، طلاق کے بعد مذکور شخص نے اپنے سسرال والوں کو بار بار کہلوایا کہ آپ کا جو بھی

سامان میرے یہاں ہے اسے لے جاؤ، لیکن سسرال والوں میں سے کوئی لینے نہیں آیا، تو اب اس سامان کا کیا کیا جائے؟ کیا ایسا کر سکتے ہیں کہ دو تین افراد کو بلا کر اس سامان کی قیمت متعین کی جائے اور جو رقم بنتی ہو منی آرڈر سے انہیں بھیج دی جائے، کیا ایسا کرنے سے یہ شخص سامان کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مذکورہ اشیاء و سامان آپ کے پاس امانت ہے، اس لئے ان اشیاء کا استعمال بغیر ان کی اجازت کے آپ کے لئے جائز نہیں، ان کی حفاظت آپ کے ذمہ ضروری ہے، اگر وہ لوگ خود سامان لینے نہ آتے ہوں اور نہ ہی کسی کو بھیجتے ہوں اور آپ سامان کی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا چاہتے ہوں تو آپ کو خود جا کر وہ سامان ان کے یہاں پہونچا دینا چاہئے یا کسی معتمد شخص کے ذریعہ وہاں پہونچا دینا چاہئے، سامان یقینی طور پر ان کے یہاں پہنچ جانے پر آپ ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیں گے۔ (عالمگیری: باب الودیعت) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۷۹۵﴾ جہیز کے برتن کا مالک کون ہے؟

سوال: جہیز کے برتن پر کس کا حق ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... عورت کو جو برتن جہیز میں ملے ہیں وہ عورت کی ذاتی ملک ہیں لہذا عورت کو ان کے مانگنے یا لے جانے کا پورا اختیار ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۷۹۶﴾ جہیز میں گھڑی، سائیکل اور روپے مانگنا

سوال: جہیز میں گھڑی، سائیکل اور ریڈیو وغیرہ مانگنا کیسا ہے؟ نیز یہ کہنا کہ جب تک ایک ہزار روپے نہیں ملتے نکاح نہیں ہوگا، کیسا ہے؟ شریعت میں اس مانگنے کا کیا درجہ ہے؟ کیا

یہ مانگنا السوال ذلٌّ میں داخل نہیں ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ......شریعت میں اس طرح مانگنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے، جہیز میں کوئی چیز مانگنا مناسب نہیں ہے، اس لئے کہ لڑکی کے والدین کی استطاعت ہوتی تو وہ بغیر مانگے ہی دیتے، اگر ان کی استطاعت نہیں ہے اور انہوں نے صرف طعن و تشنیع سے بچنے کے لئے دیا ہے تو شرعاً ایسا لینا منع ہے، بسا اوقات ایسے موقع پر والدین سودی قرض لے کر بھی سوال پورا کرتے ہیں جو قبیح اور برا ہونے کے ساتھ سودی لین دین کی وعید کا مستحق بناتا ہے۔ نیز اس طرح کا سوال ایک رسم ہے، اور ایک رواج ہے جسے چھوڑ دینا چاہئے، نیز اس طرح کے سوال میں رقم دینے والا بدلہ کی نیت سے دیتا ہے کہ سامنے والے نے میری خوشی کے موقع پر دس روپے دئے تھے تو اب اس کی خوشی کے موقع پر مجھے وہ واپس کرنے ہیں تو یہ ایک طرح کا قرض ہوا، اگر ایسے غلط طریقہ سے مقروض ہونا پڑے تو یہ جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۷۹۷﴾ لڑکے کا جہیز مانگنا

سوال: ایک لڑکی کا نکاح ہو چکا ہے، البتہ اس کی رخصتی ابھی تک نہیں ہوئی ہے، شوہر کا مطالبہ ہے کہ جب تک اسے ریڈیو، گھڑی اور سائیکل وغیرہ نہیں دئے جاتے ہیں وہ لڑکی کو لینے نہیں آئے گا، یہ رسم عام ہو چکی ہے، جس کی وجہ سے جوان جوان لڑکیاں جن کے نکاح ہو چکے ہیں لیکن وہ ازدواجی زندگی کی حقیقی مسرت سے محروم ہیں تو ایسی رسم کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور یہ لین دین کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ......شوہر کو یہ حق ہے کہ وہ آکر اپنی منکوحہ کو اپنے گھر لے

جائے ،لیکن اس کے لئے کسی چیز کا مانگنا غلط ہے،لڑکی کے والدین کو ان چیزوں کے دینے کے لئے مجبور نہیں کرنا چاہئے ، وہ بخوشی جو دیں اسے لے کر اپنی منکوحہ کو اپنے گھر لے جانا چاہئے ،اگر شوہر بیوی کو اپنے گھر نہیں لے جاتا اور بیوی کے اپنے گھر پر رہتے ہوئے اس کا کوئی حق بھی ادا نہیں کرتا تو بیوی کو طلاق کے مطالبہ کا حق ہے،اگر شوہر طلاق نہ دے تو جو شکل ممکن ہو،مہر معاف کر کے یا روپے کی لالچ دے کر طلاق حاصل کر کے نکاح ختم کروا لینا چاہئے۔

ایسی عورت الحیلۃ الناجزہ میں بتائے گئے طریقہ کے مطابق عمل کر کے بھی اپنا نکاح فسخ کر واسکتی ہے،اس کے لئے برادری کی عام پنچایت کافی نہیں ہے،شرعی پنچایت کا ہونا ضروری ہے،لہذا شرعی پنچایت کا طریقہ اور مزید تفصیل الحیلۃ الناجزہ میں دیکھ لی جائے۔

﴿۱۷۹۸﴾ جہیز کی حیثیت؟

سوال: محترم جناب مفتی صاحب!

مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۱) شریعت میں جہیز کی کیا حقیقت ہے؟ (۲) کیا جہیز حضور ﷺ کی سنت ہے؟ (۳) موجودہ زمانہ میں جہیز دینا چاہئے یا نہیں؟ اگر ہاں تو جہیز میں کیا دینا چاہئے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... نکاح کے بعد لڑکی کی نئی زندگی شروع ہوتی ہے اس زندگی کی ابتداء

میں اس کے لئے آسانی کے طور پر اس کے اعزہ کی طرف سے جو اشیاء دی جاتی ہیں ان کو جہیز کہا جاتا ہے۔

حضور ﷺ نے اپنی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے نکاح کے موقع پر ان کو کچھ ضروری چیزیں دی تھیں، اس لئے اگر کوئی شخص آج بھی اپنی بیٹی کو کچھ دینا چاہتا ہے تو دے سکتا ہے، ممنوع نہیں ہے۔

جہیز دینے میں تین بنیادی باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۱) اپنی حیثیت کے مطابق ہو، حیثیت سے زیادہ نہ ہو۔(۲) ضروری چیزیں دی جائیں۔(۳) نام ونمود کے لئے نہ ہو، اس لئے کہ یہ اپنی اولاد کے ساتھ نیک سلوک ہے اس میں اعلان اور نمائش کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

باب مایتعلق بنکاح منکوحۃ الغیر

﴿۱۷۹۹﴾ دوسرے کی منکوحہ سے لاعلمی میں نکاح کر لینا اور اس سے ہونے والے بچوں کا حکم؟

سوال: خان دیس سے ایک عورت اپنے رشتہ داروں کے یہاں آنند رہنے آئی اور اس عورت اور اس کے گھر والوں کی رضا مندی سے اس عورت نے دوسرے سے نکاح کیا، اس بات کو آج پانچ سال گذر گئے، اب یہ عورت کہتی ہے کہ اس کا پہلا شوہر زندہ ہے میں آئی اس وقت میں شادی شدہ تھی، میرا شوہر زندہ تھا۔ اور اب اس کا کیا حال ہے یہ مجھے نہیں معلوم، اس عورت کو اس دوسرے شوہر سے دو بچے بھی ہیں تو اس عورت کو ہمیں رکھنا چاہئے یا جدا کر دینا چاہئے؟ اس عورت کا نکاح مذکور شخص سے صحیح ہوا یا نہیں؟ ۵-۶ سال ہوئے اس کا پہلا شوہر اس کی خبر تک لینے کبھی نہیں آیا، تو یہ عورت پہلے شوہر کے نکاح میں رہی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... خان دیس سے آکر اس عورت نے کیا یہ کہا تھا کہ میرا شوہر زندہ ہے یا نہیں؟ یعنی تمہارے سامنے کسی بات کا خلاصہ کیا تھا یا نہیں؟ (عورت کے کہنے سے یا اس کے رشتہ داروں کے کہنے سے) اگر آپ کو مکمل یقین ہو گیا کہ یہ عورت کسی کے نکاح میں نہیں ہے اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کسی کے نکاح میں ہے تو دوسرا نکاح صحیح نہیں کہلائے گا البتہ اس مدت میں ہونے والے بچے دوسرے شوہر کے ہی کہلائیں گے اور اس میں آپ کو گناہ نہیں ہوگا، البتہ اب اس عورت کو جدا کر دینا چاہئے اس لئے کہ وہ پہلے شوہر کی ہی بیوی کہلائے گی اس سے طلاق لینے کے بعد اور اس طلاق کی عدت گزر جانے کے بعد آپ از سر نو نکاح کر کے اسے رکھ سکتے ہیں۔ (شامی، درمختار) فقط واللہ تعالی اعلم

باب المصاهرة

﴿۱۸۰۰﴾ بہو سے زنا بالجبر کی صورت میں بہو بیٹے پر حرام ہو جائے گی؟

سوال: ایک شخص نے اپنے بیٹے کی بیوی سے زنا بالجبر کیا، تو کیا وہ عورت اس کے بیٹے کے نکاح میں باقی رہی؟ اور اب دونوں میاں بیوی کو ساتھ میں رہنا درست ہے؟ اس مسئلہ کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اپنے لڑکے کی بیوی باپ یعنی خسر کے لئے بیٹی کے درجہ میں ہے اس لئے بے حیائی اور بے شرمی کا کام کرنا بہت ہی شرمناک فعل اور ذلیل حرکت ہے، لیکن لڑکے یعنی شوہر کا کیا کہنا ہے؟ جواب دینے سے قبل اس کا بیان جاننا بھی نہایت ضروری ہے، اس لئے پوری تفصیل لکھ کر دوبارہ جواب طلب کرلیں۔

﴿۱۸۰۱﴾ خسر سے نکاح جائز ہے؟

سوال: ایک عورت نے ایک مرد سے شادی کی اس مرد سے اس عورت کو اولاد ہوئی پھر اس مرد کا انتقال ہو گیا اور اس کے مرنے کو کافی عرصہ گذر گیا اب یہ عورت اپنے خسر یعنی مرحوم شوہر کے حقیقی والد سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو کیا یہ عورت اپنے خسر سے نکاح کر سکتی ہے؟ اس طرح انتقال کر جانے والے شوہر کے والد سے ایسی عورت عدت کے ختم ہونے کے بعد نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ مرنے والے کی اولاد بھی ہے اور خدانہ کرے اپنے خسر سے جماع کی وجہ سے اس عورت کو اولاد ہو جائے گی تو خسر کی اولاد اور اس کی پہلے والی اولاد دونوں رشتہ میں بھائی بہن ہو جائیں گے، تو اس بارے میں شرعی مسئلہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......جس مرد سے اس عورت کا نکاح ہوا اور اس سے اولاد بھی ہوئی تو اس کا والد یعنی عورت کا خسر عورت کا محرم ہو گیا، اور محرم کے ساتھ کسی بھی صورت میں نکاح جائز نہیں ہے۔ **و حلائل ابنائکم الذین من اصلابکم الخ** (اور حرام ہیں تم پر) عورتیں تمہارے بیٹوں کی جو تمہاری پشت سے ہیں۔ (نساء:۲۳) لہٰذا صورت مسئولہ میں عورت کسی بھی صورت میں عدت کے گذر جانے کے بعد بھی اپنے خسر سے نکاح نہیں کرسکتی، اور اس کی بیوی نہیں بن سکتی، قرآن پاک میں جن رشتہ داروں سے نکاح کرنا حرام بتایا گیا ہے اس میں خسر بھی داخل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۰۲﴾ خسر سے نکاح درست ہے؟

سوال: ایک شخص کے لڑکے کا انتقال ہو گیا اس کی عورت ۳۵ سے ۴۰ سال کی جوان ہے اور اس کے چار پانچ چھوٹے بچے ہیں یہ عورت بچوں کو چھوڑ کر دوسری جگہ نکاح کرنا پسند نہیں کرتی اور وہ اپنے آپ کو قابو میں نہیں رکھ سکے گی اور گناہ میں مبتلا ہو جائے گی ایسا خطرہ ہے اگر یہ اپنے خسر کے ساتھ رہنے پر راضی ہو تو عورت اپنے خسر کو کسی کی حاضری کے بغیر یعنی گواہوں کے بغیر ذات بخش دے تو یہ درست ہے؟ دوسرے کسی کی موجودگی میں عورت اپنی ذات بخشش کرے تو بات کے پھیلنے کا ڈر ہے اور عزت خاک میں مل سکتی ہے۔ تو اس بارے میں بزرگان دین اور شریعت کیا کہتی ہے؟ اس عورت کو بچہ ہونے کا امکان نہیں ہے، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ایسے بہت واقعات پیش آتے ہیں اس لئے کسی کی موجودگی کے بغیر ذات بخش دے تو چل سکتا ہے، تو کیا ان کا کہنا صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......قرآن شریف میں جن رشتہ داروں سے نکاح کو ابدی

طور پر حرام فرمایا گیا ہے ان میں سے ایک بیٹے کی بیوی بھی ہے، خسر اپنے صلبی بیٹے کی بیوی کے ساتھ کبھی بھی کسی حال میں نکاح نہیں کرسکتا، چاہے وہ عورت بیوہ ہوگئی ہو یا لڑکے نے طلاق دے کر جدا کر دیا ہو۔ **و حلائل ابنائکم الذین من اصلابکم الخ** (اور حرام ہیں تم پر) عورتیں تمہارے بیٹوں کی جو تمہاری پشت سے ہیں۔ (نساء: ۲۳) لہذا صورت مسئولہ میں خسر کا نکاح بہو سے کسی حال میں جائز نہیں ہے، حرام ہے۔ (شامی: ۲/۲۷۹)

﴿۱۸۰۳﴾ جوان لڑکے کا ماں کے ساتھ سونا؟

سوال: ایک لڑکا جس کی عمر ۲۰ سال ہے وہ پوری رات اپنی والدہ کے ساتھ قمیص اتار کر سوتا ہے، بہت سی راتیں اس طرح پوری رات سوتا دیکھا گیا، اور صبح میں لڑکے کے پیر والدہ کے پیروں پر دیکھے گئے، والدہ کی عمر ۵۰ کے اندر ہے، تو اس عورت کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ جواب بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب لڑکے کی عمر دس سال کی ہو جائے تو اس کا بستر علیحدہ کر دیا جائے، اسی لئے فتاویٰ بزازیہ میں لکھا ہے کہ جب لڑکے کی عمر دس سال کی ہو جائے تو اس کو اس کی والدہ کے ساتھ نہیں سونا چاہئے، احادیث میں اس کی مکمل تفصیل اور برائیاں مذکور ہے، اس لئے الگ سلانا واجب کہلائے گا پھر بھی جب تک یقینی طور پر کوئی برائی ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک نکاح پر کوئی اثر یا طلاق نہیں ہوتی۔ (شامی: ۵/۲۴۴) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۰۴﴾ خون دینے سے جزئیت ثابت نہیں ہوتی؟

سوال: ایک عورت نے اپنے بیمار شوہر کو جو کہ ہسپتال میں داخل تھا اور بیہوشی کی حالت میں

تھا، ڈاکٹر کے کہنے پر خون دیا، اس عورت کا خون اپنے بیمار شوہر کے خون سے میل رکھتا تھا، تو عورت نے اپنی خوشی سے اپنے شوہر کی زندگی بچانے کے لئے خون دیا، بعد میں شوہر کی طبیعت اچھی ہوگئی، اور انہیں معلوم ہوا کہ انہیں خون ان کی عورت نے دیا ہے، تو ایک بھائی جو حافظ یا مولوی ہیں ان کو بتانے پر اس نے ایسا جواب دیا کہ خون دینے سے وہ عورت تمہاری بہن ہوگئی، تو شوہر نے اپنی بیوی سے کہا تو تو میری بہن ہوگئی، اس لئے تو اب میری عورت نہیں رہی، اور اس نے اس کو اپنی ماں کے گھر بھیج دیا، اور دوسری شادی کر لی، تو کیا خون دینے سے عورت بہن بن جاتی ہے؟ اور اس نے اپنی بیوی کو اس کے گھر بھیج دیا کیا یہ صحیح ہے؟ اور اس کا دوسرا نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... خون دینے سے بہن کا رشتہ نہیں ہو جاتا، اور یہ کہنا کہ خون دینے سے تو میری بہن ہوگئی صحیح نہیں ہے، یہ عورت جیسے پہلے نکاح میں تھی اب بھی نکاح میں ہے، اگر نکاح کا تعلق ختم کرنا ہو تو طلاق کے بغیر ختم نہیں ہوگا، جنہوں نے آپ کو بتایا کہ خون دینے سے وہ آپ کی بہن ہوگئی انہوں نے غلط بتایا، اور اس قول پر عورت کو اس کی ماں کے یہاں بھیج دینا بھی غلط تھا، وہ عورت اب بدستور آپ کے نکاح میں ہے، مجبوری میں یعنی بیماری میں اس عورت نے تمہاری مدد کی اس پر آپ کو اس کا شکر گذار ہونا چاہئے، اس کے بجائے ناشکری کرتے ہوئے اسے اپنے ماں باپ کے یہاں بھیج دیا، یہ بہت ہی غلط کیا، مرد نے دوسرا نکاح کیا وہ بھی صحیح ہو گیا، اور پہلا نکاح بھی باقی ہے۔

﴿۱۸۰۵﴾ خون دینے سے آپس میں رشتہ کرنا ناجائز ہو جاتا ہے؟

سوال: کوئی عورت اپنے پستان سے دو بچوں کو دودھ پلائے تو وہ دونوں آپس میں دودھ

شریک بھائی بہن ہو جاتے ہیں، اور ان میں آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا، اسی طرح ایک ماں یا اس کا لڑکا پرائی لڑکی کو بیماری کی وجہ سے خون دیں اور وہ خون ایک دوسرے کے بدن میں گردش کرنے لگے تو اب یہ لڑکی جسے خون چڑھایا گیا ہے اس کے ساتھ اس لڑکے کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......ایک انسان کا خون دوسرے انسان کے بدن میں کسی سخت ضرورت کے پیش نظر چڑھانا پڑے تو سخت مجبوری کے درجہ میں خون چڑھانا تو جائز ہے، لیکن خون چڑھانے کی وجہ سے جزئیت ثابت نہیں ہوتی، یعنی وہ اس کی لڑکی یا بہن نہیں بنتی، اس لئے دونوں کا آپس میں نکاح درست ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۰۶﴾ مزنیہ کی لڑکی سے زانی کے لڑکے کا نکاح ہوسکتا ہے؟

سوال: زید کا ہندہ سے ناجائز رشتہ تھا، پھر ہندہ کا نکاح عمر کے ساتھ ہو گیا اب عمر سے ہندہ کو جو اولاد ہوئی ہے ان کا نکاح زید کے لڑکوں اور لڑکیوں کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں زید اور ہندہ کے لڑکے اور لڑکیوں کا آپس میں نکاح جائز ہے، جیسے کسی عورت سے کوئی مرد نکاح کرے اور اس کا لڑکا اپنی سوتیلی ماں کے پہلے والے شوہر کی لڑکی سے نکاح کرے تو یہ جائز ہے اسی طرح زید اور ہندہ کی اولاد کا نکاح بھی آپس میں جائز ہے۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۰۷﴾ بیٹے کی مزنیہ سے باپ کا نکاح ہوسکتا ہے؟

سوال: ایک کنواری لڑکی تھی، ایک مرتبہ اس نے تین آدمیوں کے ساتھ زنا کیا، اس میں سے ایک اس کا محبوب تھا اور دوسرا ایک نوجوان لڑکا تھا اور تیسرا اس نوجوان لڑکے کا باپ تھا،

یعنی ان تینوں میں ایک اس کا محبوب تھا اور دو باپ بیٹے تھے، تینوں مسلمان تھے، تینوں نے ایک ہی لڑکی کے ساتھ زنا کیا، اور اس زنا سے لڑکی کو حمل رہ گیا، اور تینوں نے اس حمل کا انکار کیا کہ یہ میرا حمل نہیں ہے لیکن تینوں نے زنا کا اقرار کیا کہ انہوں نے زنا کیا ہے۔

اس لئے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ حمل کس کا کہلائے گا؟ یہ بات ثابت نہ ہوسکی اور معاملہ دب گیا اور باپ بیٹے اس فتنہ سے بچ گئے اور جو محبوب تھا وہ پھنس گیا۔

میرے علم کے مطابق ان تینوں کی بات صحیح تھی لیکن اس محبوب کا اس لڑکی سے گہرا تعلق تھا یہ میرے علاوہ بھی بہت سے لوگ جانتے تھے اس لئے وہ انکار نہ کرسکا اور خود لڑکی کو لے جا کر وہ حمل ساقط کروادیا۔ اس لڑکی کو پھر دوبارہ حمل ٹھہر گیا اس بار لڑکی نے ان تینوں میں سے صرف ایک کا نام لیا اور وہ لڑکے کے باپ کا نام تھا اور کہتی ہے کہ اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے اور لڑکے کا باپ بھی اقرار کرتا ہے کہ یہ حمل اس کا ہے اور وہ لڑکی کو اپنانا چاہتا ہے آج یہ تینوں زانی حیات ہیں، اس لئے لڑکے کا باپ اسے اپنانے سے ہچکچاتا ہے اور اس لڑکی سے ذات بخشش کروانا چاہتا ہے۔

تو مسئول بہ امر یہ ہے کہ وہ زانی (باپ) اس لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر نکاح نہیں ہوسکتا تو خفیہ طور پر ذات بخشش کرواسکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر یہ دونوں صورتیں نہیں ہوسکتیں تو دوا وغیرہ سے حمل ساقط کروانا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... مذکورہ لڑکی کے ساتھ باپ اور لڑکے نے دونوں نے زنا کیا ہے جس کی وجہ سے حرمت مصاہرت ثابت ہوچکی ہے اس لئے باپ یا لڑکے کے ساتھ اس لڑکی کا نکاح کسی حال میں نہیں ہوسکتا اور ذات بخشش بھی نہیں ہوسکتی۔ (شامی:

۶/۲۷۲ پر اس مسئلہ کی مکمل وضاحت موجود ہے)

﴿۱۸۰۸﴾ کیا باپ کی مزنیہ کی بیٹی سے نکاح ہوسکتا ہے؟

سوال: زید کو اس کی بیوی حمیرہ سے ایک لڑکی ہے، حمیرہ کا بکر کے ساتھ چکر چلتا ہے یعنی ناجائز تعلقات ہیں اور وہ زنا کا گناہ کر بیٹھتی ہے اور بکر کو اس کی بیوی سے ایک لڑکا ہے، اب بکر کا لڑکا حمیرہ کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو کرسکتا ہے؟ کیا حرمت مصاہرت کی وجہ سے یہ رشتہ ناجائز تو نہیں ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......صورت مسئولہ میں حمیرہ کی لڑکی کا نکاح بکر کے لڑکے کے ساتھ کرنا درست ہے۔ ویحل لاصول الزانی و فروعه اصول المزنی بها و فرعها۔ (شامی: ۱۰۷/۴، شامی: ۲)

﴿۱۸۰۹﴾ بھول سے بہو کی چھاتی پر ہاتھ ڈال دیا تو......؟

سوال: زید اپنی بیوی کے کمرہ میں جاتا ہے، اور اس کے بستر پر سوئی ہوئی عورت کو اپنی بیوی سمجھ کر اس کی چھاتی پر ہاتھ پھراتا ہے، ہاتھ پھیرتے ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو کوئی اور عورت ہے اس لئے چپ چاپ واپس آجاتا ہے اور اپنی بیوی کو آواز لگاتا ہے وہ آتی ہے تو اس سے پوچھتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آج تو بہو (اس کے بیٹے کی بیوی) اس کے پلنگ پر سوئی ہوئی تھی، اب پوچھنا یہ ہے کہ اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے اور وہ عورت اس کے لڑکے کے نکاح میں باقی رہتی ہے؟ اس سے نکاح میں کچھ فرق آئے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......صورت مسئولہ میں وہ بہو لڑکے کے لئے حرام ہوگئی، لڑکے کے لئے واجب ہے کہ وہ اسے علیحدہ کردے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۱۰﴾ اوپر کے مسئلہ پر اعتراض اور اس کا جواب؟

سوال: ماہ نامہ ''تبلیغ'' کے جنوری ۱۹۷۰ کے شمارہ میں فقہی مسائل کے عنوان کے تحت آپ کا یہ سوال و جواب نظر سے گذرا، اس کی کچھ وضاحت مطلوب ہے:

سوال تھا کہ: زید اپنی بیوی کے کمرہ میں جاتا ہے، اور اس کے بستر پر سوئی ہوئی عورت کو اپنی بیوی سمجھ کر اس کی چھاتی پر ہاتھ پھراتا ہے، ہاتھ پھراتے ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو کوئی اور عورت ہے اس لئے چپ چاپ واپس آجاتا ہے اور اپنی بیوی کو آواز لگاتا ہے وہ آتی ہے تو اس سے پوچھتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آج تو بہو (اس کے بیٹے کی بیوی) اس کے پلنگ پر سوئی ہوئی تھی، اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے اور وہ عورت اس کے لڑکے کے نکاح میں باقی رہتی ہے؟ اس سے نکاح میں کچھ فرق آئے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... صورت مسئولہ میں وہ بہو لڑکے کے لئے حرام ہوگئی، لڑکے کے لئے واجب ہے کہ وہ اسے علیحدہ کردے۔

اس سوال کے جواب میں کچھ بھول ہوئی ہے، زید کے لڑکے کے لئے اس کی بیوی حرام نہیں ہونی چاہئے میری دلیل یہ ہے کہ کیا انسان سے بھول نہیں ہوتی؟ کیا انسان معصوم ہے خطا سے پاک ہے؟ زید کو جب معلوم ہوا تو وہ فوراً ہٹ گیا اور اس نے اپنی بیوی کو تلاش کیا، اب نہ تو زید نے صحبت کی ہے اور نہ اس کے ساتھ آدھا گھنٹہ سویا ہے، صرف ہاتھ لگاتے ہی اسے معلوم ہوگیا کہ یہ اس کی بیوی نہیں ہے اس لئے فوراً ہاتھ ہٹالیا، اب اس واقعہ میں لڑکے اور بہو کا کیا قصور ہے؟ تو کیا ان دونوں کو اس کی سزا ملنی چاہئے؟ ایسی واہیات باتیں بغیر حوالہ کے کیسے طبع کر دیں، اور ہزاروں قارئین ایسی (بے تکی) باتیں پڑھتے ہیں، اس سے مجھے بہت تکلیف ہوئی وہ

بہولڑکے پر حرام ہوگئی بھول ہوئی باپ سے اور سزا ملے لڑکے کو؟ یہ کیسا انصاف ہے؟ بغیر قصور کے بہو علیحدہ ہوگئی اور اس کی زندگی اجڑ گئی اس کی اولاد ہو تو اس کا کیا ہوگا؟

اس سوال کا جواب یہ ہونا چاہئے تھا کہ زید اپنی بہو سے جو بیٹی کے درجہ کی ہے اپنے سے ہوئی بھول پر افسوس ظاہر کرے اور اپنی بیوی کو وصیت کرے کہ مستقبل میں جب بھی بستر بدلے یا دوسری جگہ سوئے تو پہلے سے زید کو اس کی خبر کرے، اس سوال کا یہی جواب ہوسکتا ہے، ماہ نامہ میں جو جواب دیا گیا ہے وہ محض اختراع ہے اور بے بنیاد ہے لہذا آئندہ شمارہ میں اس مسئلہ کا خلاصہ فرمائیں اور لوگوں کو صحیح بات سے واقف کریں، یہی میری گذارش ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ماہ نامہ ''تبلیغ'' کے شوال ۱۳۸۹ھ کے شمارہ میں صفحہ نمبر ۶ پر دیا گیا حرمت مصاہرت والا جواب بالکل صحیح ہے۔

البتہ اس کے ساتھ ایک قید ہے جو ذکر کرنا چاہئے تھی جیسا کہ فتح القدیر ۲/ ۳۶۷ پر اور بحر الرائق ۲/ ۱۰۰ پر یہ قید مذکور ہے، اور وہ یہ ہے کہ

لا تحرم علی ابیه و ابنه الا ان یصدقاه او یغلب علی ظنهما صدقه۔

لڑکے کے لئے اس عورت کے حرام ہونے کے لئے ضروری ہے کہ لڑکا اس بات کا اقرار کرے کہ اس کے والد نے شہوت سے اس کی بیوی کو ہاتھ لگایا ہے یا اس لڑکے کو عورت کی بات پر کامل یقین ہو تو اب اس عورت کے ساتھ اس لڑکے کو میاں بیوی کا تعلق رکھنا جائز نہیں ہے حرام ہے، اس لئے اسے علیحدہ کر دینا چاہئے۔

اس لئے بہتر یہ ہے کہ شوہر خود ''میں تجھے جدا کرتا ہوں'' کہہ کر علیحدہ کردے، یا قاضی اپنے شرعی فیصلہ سے دونوں میں علیحدگی کر دے، اور بعد انقضائے عدت کے وہ عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔ شامی جلد: ۲ میں لکھا ہے کہ: **الا بعد**

تفریق القاضی او بعد المتارکة۔ اس لئے اوپر والے سوال کا جواب اس طرح ہوتا تو مکمل کہلاتا۔

خسر اپنی بہو کو جان بوجھ کر یا بھولے سے شہوت کے ارادہ سے ہاتھ لگائے یا اس کے ساتھ زنا کرے اور اس بہو کا شوہر اس بات کو سچ سمجھے یا گواہوں سے یہ بات ثابت ہو جائے تو عورت اس کے شوہر کے لئے حرام ہو جاتی ہے، اس لئے لڑکے کے لئے واجب ہے کہ وہ اسے علیحدہ کر دے، شریعت کی اصطلاح میں اسے حرمت مصاہرت کہتے ہیں جس کا بیان فقہ کی ہر کتاب میں نکاح محرمات کے باب میں دلائل کے ساتھ مذکور ہے، خاص طور پر شیخ ابن ہمامؒ کی فتح القدیر شرح ہدایہ جلد:۲ صفحہ:۳۶۶ پر اور بدائع جلد:۲ صفحہ:۲۶۱ پر قرآن و حدیث کے دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ ’’شہوت کے ساتھ ہاتھ لگانے سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے، اور حرمت کے ثابت ہونے کے لئے کل ۷ شرائط کا پایا جانا ضروری ہے جس کی تفصیل مطولات میں مذکور ہے۔

اب یہ کہنا کہ ’’بھول کرے باپ اور سزا ملے لڑکے کو‘‘ یہ جملہ غلط اور بے محل ہے اس لئے کہ علت بھول کا ہونا نہیں ہے بلکہ ایک شرعی قاعدہ ہے کہ باپ کی موطوءہ (موطوئة الاب:) جس سے باپ نے نکاح کیا ہو یا جماع کیا ہو وہ عورتیں بیٹے کے لئے ماں جیسی ہو جاتی ہیں اور جماع کے اسباب (ہاتھ لگانا، بوسہ لینا وغیرہ) کو بھی احتیاط کے طور پر جماع کا درجہ دے دیا گیا ہے، اس لئے شرعی قاعدہ کے مطابق جب سبب پایا جائے گا تو مسبب بھی واقع ہو جائے گا یعنی جس عورت کو شہوت کے ساتھ باپ نے ہاتھ لگایا یا بوسہ لیا یا جماع کیا وہ بیٹے کے لئے ماں جیسی ہو جائے گی، اور بیٹے پر حرام ہو جائے گی۔

اس مسئلہ میں ایک دوسری بات ہے گناہ کا ہونا تو چونکہ بھول سے ہاتھ لگایا ہے اس لئے گناہ

نہیں ہوگا لیکن دوسرا حکم یعنی حرمت مصاہرت تو ثابت ہو ہی جائے گی، جیسے کوئی شخص کسی مشروب کو آب حیات سمجھ کر پی لے اور وہ زہر ہو تو اس سے خودکشی کا گناہ تو نہیں ہوگا لیکن اس سے اس کی جان تو جائے گی، اسی طرح مذکورہ مسئلہ میں گناہ تو نہیں ہوگا لیکن حرمت مصاہرت تو ثابت ہو ہی جائے گی اور بہو اس کے بیٹے پر حرام ہو جائے گی۔

اب یہ کہنا کہ اولاد کا کیا ہوگا؟ اس کا کیا مطلب ہوسکتا ہے؟ اس لئے کہ اولاد تو ماں باپ کی ہی کہلائے گی اور اس کی پرورش کی پوری ذمہ داری باپ پر ہی ہے، پھر کیا اعتراض ہوسکتا ہے؟ خدانہ کرے اولاد چھوڑ کر ماں کا انتقال ہو جاتا تو اولاد کا کیا ہوتا؟

ملحقہ خط میں جواب تو یہی ہوسکتا ہے کہہ کر جو جواب لکھا ہے وہ کس کتاب میں ہے؟ قرآن شریف کی کس آیت یا حدیث کے کس بیان سے ثابت ہے؟ اور فقہ کی کونسی کتاب کا حوالہ ہے یہ نہیں لکھا، شاید اپنے تخیلات کی پیداوار ہے، اگر واقعہ یہی ہے تو کوئی مسئلہ اپنی سمجھ سے بیان کر دینا اور اسے شرعی جواب کہنا کہاں تک صحیح ہے؟

یہ مسئلہ ایک دوسری مثال سے بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ مثال کے طور پر اگر باپ کے ہاتھ میں بندوق ہے اور تاریکی میں باپ چور سمجھ کر بھول سے بہو پر گولی چلاتا ہے اور گولی لگنے سے بہو کا انتقال ہو جاتا ہے تو کیا اسے دوبارہ زندہ کیا جاسکتا ہے؟ باپ کی بھول سے بیٹے کو کیوں سزا مل رہی ہے؟ بہو کی اولاد کا کیا ہوگا ایسا کہنا مناسب ہے؟ یہ واقعہ بھول سے ہوگیا ایسا سمجھ کر بہو کو دوبارہ زندہ کیا جاسکتا ہے؟

﴿۱۸۱۱﴾ خسر کے پیر دبانا اور سر پر بوسہ دینے سے حرمت ثابت ہوگی؟

سوال: میں ایک یتیم لڑکی ہوں، میری عمر تقریباً ۲۲ سال ہے، آج سے تین مہینہ قبل میرا

نکاح ہوا تھا، لیکن کم نصیبی سے یہ واقعہ پیش آ گیا جس کی تفصیل درج ذیل ہے، تو اس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ یہ بتا کر ممنون فرمائیں۔

ایک رات کو میرے خاوند گھر پر نہیں تھے، کام پر گئے ہوئے تھے میرے دیور، نند سب سوئے ہوئے تھے، لائٹ جل رہی تھی اور میں کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی سامنے پلنگ پر میرے خسر لیٹے ہوئے تھے اور میرے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔

خسر نے مجھ سے کہا کہ میری طبیعت اچھی نہیں ہے اس لئے میں نے اپنے خسر سے کہا کہ لایئے میں آپ کے پیر دبا دیتی ہوں، انہوں نے ہاں کہا، میں نے ہاتھوں سے پیر اور سر دبا دیا، لیکن انہوں نے کہا تجھ میں زور نہیں ہے اس لئے پیروں سے دبا، اول میں نے منع کیا کہ مجھے پیروں سے چل کر دبانے میں شرم آتی ہے تو انہوں نے کہا کہ اس میں کیا ہوا؟

اخیر میں میرے خسر الٹے سو گئے اور میں نے پیروں سے پورے بدن پر چل کر بدن دبایا، دباتے دباتے میں نے کہا کہ آپ کا بدن دباتے ہوئے مجھے میرے مرحوم والد جیسا صبر آ رہا ہے، خسر نے مجھے ہاں کہا، تھوڑی دیر بعد میں نے کہا کہ ابا بس؟ تو انہوں نے کہا: ہاں، آج مجھے میرا بدن خوب ہلکا لگتا ہے اور نیند بھی اچھی آئے گی، تھوڑی دیر بعد ہم سو گئے، خسر پلنگ پر اور میں دور چھوٹے دیور کے پاس بستر پر سو گئی، تھوڑی دیر بعد شاید میرا دیور رویا اس لئے میرے خسر کی آنکھ کھل گئی اور میں بھی اٹھ گئی اور دیور سو گیا خسر نے کہا کہ تو بھی بیمار ہے اور تیرا بھی بدن دکھتا ہے تو لاؤ تیرے پیر دبا دیتا ہوں، میں نے ہاں کہا تو خسر نے پورا بدن دبا دیا، اور کہا کہ تو نے میری بات مانی اس لئے بیٹی تو مجھے بہت اچھی لگتی ہے، ایسا کہہ کہ میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور سر پر بوسہ دیا اور کہا کہ تو بھی دے، تو میں نے بھی دیا، پیر دباتے

ہوئے بولے کہ بیٹی اچھا لگتا ہے؟ میں نے ہاں کہا، پھر خسر چلے گئے، اس واقعہ میں ہم دونوں کی نیت صاف تھی میں نے انہیں اپنے حقیقی باپ جیسا سمجھا اور انہوں نے مجھے حقیقی بیٹی سمجھی۔

اس واقعہ کے ذیل میں بتائیں کہ کیا میرا اپنے شوہر سے نکاح ٹوٹ گیا؟ تھوڑے دن قبل میری ساس کا انتقال ہوگیا اس لئے روزانہ کہتے تھے کہ میں ہی تیری ماں ہوں اور میں ہی تیرا باپ بھی، تجھے گبھرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، تو ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جواب دینے کی گذارش ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں جو واقعہ ذکر کیا ہے اس میں لکھا ہے کہ دونوں کی نیت صاف تھی اس لئے کہ دونوں میں سے کسی نے بھی خواہش سے یہ کام نہیں کیا، اور شوہر اپنے دل کی گواہی کے ساتھ یہ کہتا ہو کہ میرے باپ نے خواہش سے ایسا نہیں کیا ہے تو اس فعل سے عورت اس کے شوہر کے نکاح سے نہیں نکلے گی، اور اس سے ان دونوں کے نکاح پر کوئی اثر نہیں آئے گا، اس لئے دونوں میاں بیوی کے طور پر ساتھ میں رہ سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۱۲﴾ خوش دامن سے زنا کے نتیجہ میں بیوی کا حرام ہونا

سوال: (۱) بکر نے اپنی بیوی کی حقیقی ماں اور حقیقی بہن اور حقیقی خالہ سے زنا کیا اور ان میں سے ایک تو اس زنا سے حاملہ ہوگئی، تو اس صورت میں بکر کی اپنی بیوی بکر کے نکاح میں باقی رہی یا نکل گئی؟ اور اب اسے نکاح میں لانے کی کیا صورت ہے؟ (۲) اپنی بیوی کو دوسری طلاق بائن دینے کے بعد عدت کے اندر اندر نکاح کر کے اسے واپس اپنے نکاح میں لا

سکتے ہیں؟ اور طلاق مغلظہ کے بعد عدت کے اندر اندر اسے دوبارہ اپنے نکاح میں لا سکتے ہیں؟ (۳) جاپان کا کیٹی کپڑا مرد حضرات پہن سکتے ہیں؟ کہا جاتا ہے کہ اس میں بیس فی صد کوٹن ہوتا ہے، شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... (۱) بکر نے جب اپنی خوش دامن کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا اسی وقت اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی، اور اب مستقبل میں کبھی بھی اس عورت سے بیوی کا رشتہ رکھنا بکر کے لئے جائز نہیں رہا، اس کو نکاح میں لانے کی اب کوئی صورت نہیں ہے۔ (۲) طلاق بائن میں عدت کے اندر یا عدت کے بعد دونوں میاں بیوی راضی ہوں تو از سر نو نکاح کر کے میاں بیوی بن سکتے ہیں، اور تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ کے نکاح نہیں ہوسکتا۔ (۳) کیٹی کپڑا پہننا مرد کے لئے جائز ہے۔

باب الرضاعت

﴿۱۸۱۳﴾ رضاعی بہن سے نکاح درست نہیں؟

سوال: میرا نام اقبال حسین فاروقی ہے، مجھے ایک مسئلہ میں فتویٰ چاہئے مسئلہ یہ ہے کہ میرا ایک لڑکا ہے جس کا نام رفیق حسین فاروقی ہے یہ اس وقت چار مہینہ کا تھا اس وقت ایک مرتبہ میں اسے لے کر اپنے بھائی شفیق محمد کے گھر گیا تھا اس لئے کہ میرا اپنی بیوی سے جھگڑا ہوگیا تھا۔ رات بہت ہوچکی تھی اور میرا لڑکا رو رہا تھا تو میری بھابھی نسیم بانو نے اسے اپنی چھاتی سے دودھ پلایا تھا دوسرے دن میں اپنے لڑکے کو لے کر گھر آگیا۔

آج رفیق کی عمر اکیس سال کی ہے اور محمد شفیق کی ایک لڑکی ہے جس کی عمر ۱۹ سال کی ہے، ہم دونوں بھائی رفیق کا نکاح اس کی چچازاد بہن کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں تو رفیق کا نکاح اس کی چچازاد بہن کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ یہ نکاح کرانا درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: رفیق نے مدت رضاعت میں (ڈھائی برس کے اندر) نسیم بانو کا دودھ پیا ہے اس لئے نسیم بانو رفیق کی رضاعی ماں کہلائے گی اور نسیم بانو کے بچے رفیق کے دودھ شریک (رضاعی) بھائی بہن کہلائیں گے اس لئے نسیم بانو کی لڑکی رفیق کی رضاعی بہن ہونے کی وجہ سے رفیق کا نکاح اس کی چچازاد بہن کے ساتھ کرنا درست نہیں ہے، ناجائز اور حرام ہے۔ (شامی) فقط واللہ اعلم

﴿۱۸۱۴﴾ رضاعی بہن سے نکاح؟

سوال: میری بیوی کو جب پہلا لڑکا ہوا تھا تو اس لڑکے کو میری بڑی سالی نے ایک دو مرتبہ دودھ پلایا تھا، تو کیا میرے اس لڑکے کی شادی میری سالی کی لڑکی کے ساتھ ہوسکتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مدت رضاعت (ڈھائی برس کے اندر) کسی عورت نے کسی بچہ کو دودھ پلایا ہو تو وہ دودھ پلانے والی عورت اس بچہ کی رضاعی ماں بن جائے گی اور وہ بچہ اس کا رضاعی لڑکا بن جائے گا اور اس عورت کے دوسرے بچے اس کے رضاعی بھائی بہن بن جائیں گے اور جس طرح نسبی بہن سے نکاح جائز نہیں ہے اسی طرح رضاعی بہن سے بھی نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ (شامی، ہدایہ)

﴿۱۸۱۵﴾ سوال مثل بالا؟

سوال: ایک بھائی بہن ہیں، بھائی کی بیوی نے بہن (یعنی بھابھی نے نند) کے لڑکے کو دودھ پلایا ہے، بعد میں تقریباً تین سال بعد بھائی کے گھر لڑکی پیدا ہوئی تو اس لڑکی کا نکاح بہن کے لڑکے کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مدت رضاعت ڈھائی سال ہے، صورت مسئولہ میں بھائی کی بیوی نے اپنی نند کے لڑکے کو ڈھائی سال کے اندر اندر دودھ پلایا ہے تو وہ اس لڑکے کی رضاعی ماں ہو گئی اور اس کی لڑکی (بھائی کی لڑکی) اس لڑکے کے لئے رضاعی بہن کہلائے گی، اور جس طرح نسبی بہن سے نکاح جائز نہیں اسی طرح رضاعی بہن سے بھی نکاح جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۱۶﴾ مدت رضاعت کتنے سال ہے؟

سوال: بہت سی عورتیں دو سال سے زیادہ تین سال تک بچہ کو دودھ پلاتی ہیں تو کیا وہ گنہگار ہوں گی؟ بچہ دودھ پینے کے لئے روتا ہو تو کیا وہ معذور کہلائیں گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بچہ کو دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے اس لئے اس

مدت سے زیادہ دودھ نہیں پلانا چاہئے دو سال کے بعد دودھ پلانا حرام ہے اس کے بعد دودھ پلانے سے عورت گنہگار ہوگی، لیکن ڈھائی سال کی مدت میں کسی بچہ کو دودھ پلایا جائے تو اس سے حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ (بحر، درمختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۱۷﴾ بیوی کے پستان کو بوسہ دینا اور منہ میں لینا؟

سوال: اگر خاوند اپنی بیوی سے صحبت کرتے وقت یا ساتھ میں سوتے وقت بیوی کے پستان کو بوسہ دے یا منہ میں لے تو ایسا کر سکتا ہے؟ اور عورت کو دودھ اترتا ہو اور پستان منہ میں لینے کی وجہ سے دودھ کے کچھ قطرے بھی منہ میں چلے جائیں تو اس کا کیا حکم ہے؟ نکاح باقی رہے گا یا ٹوٹ جائے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شوہر اپنی بیوی کے پورے جسم سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، اس کے جسم کے ہر عضو کو دیکھنا اور ہاتھ لگانا جائز ہے، اس لئے بیوی کے پستان کو ہاتھ میں لینا بوسہ دینا منہ میں لینا جائز ہے، بیوی کو دودھ اترتا ہو اس حالت میں پستان منہ میں لینے کی صورت میں اگر دودھ کے کچھ قطرے منہ میں آجائیں تو ان کو تھوک دینا چاہئے اور کلی کر لینی چاہئے، اس دودھ کو پی جانا جائز نہیں ہے، حرام ہے، اور اس کے باوجود اگر پیٹ میں چلا گیا تو مکروہ کہلائے گا، اس کی وجہ سے نکاح میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

﴿۱۸۱۸﴾ کیا رضاعی بھتیجی سے نکاح ہو سکتا ہے؟

سوال: زید اور عمر دو الگ الگ خاندانوں کے دو فرد ہیں، اور ان دونوں کی والدہ بھی الگ الگ ہیں اور دونوں کا باپ بھی الگ ہیں، اور دونوں کی عمر میں ۲۰ سے ۲۵ سال کا فرق ہے، زید بڑا اور عمر چھوٹا ہے، بہت کم وقت کے لئے زید کی ماں کا انتقال ہو جانے کی وجہ سے عمر کی

ماں نے زید کو دودھ پلایا تھا، اب عمر زید کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے تو کیا عمر کا نکاح زید کی لڑکی کے ساتھ جائز ہے؟

کیا حرمت رضاعت کی وجہ سے یہ رشتہ ناجائز ہے؟ کیا زید اور عمر رضاعی بھائی کہلائیں گے؟ اور اس دودھ کے رشتہ کی وجہ سے زید کی لڑکی عمر کی بھتیجی کہلائے گی؟ تو کیا رضاعی بھتیجی سے نکاح ہوسکتا ہے؟ کتنی مدت میں دودھ پیا ہو تو حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: صورت مسئولہ میں زید اور عمر دودھ شریک بھائی ہیں، اس لئے زید کی لڑکی سے عمر کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ (شامی)۔ ڈھائی سال کی عمر تک کسی بھی عورت کا دودھ پیا یا پلایا جائے تو اس عورت سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، اور ڈھائی سال کی عمر کے بعد دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، البتہ اس عمر میں دودھ پینے سے گناہ ہوگا۔ (شامی، ہدایہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۱۹﴾ شوہر نے بیوی کا دودھ پی لیا تو کیا بیوی شوہر پر حرام ہوگئی؟

سوال: میرے دوست کے گھر اس کی اہلیہ دوپہر کے وقت چائے بنا کر لائی چائے میں دودھ کم تھا میرے دوست نے اہلیہ سے پوچھا کہ دودھ کیوں کم ہے؟ اس نے کہا کہ گھر میں جتنا دودھ تھا سب ڈال دیا میرے دوست نے کہا کہ کیا تیرے پاس دودھ نہیں ہے؟ بھابھی نے کہا کہ کیا یہ دودھ ڈال دوں؟ دوست نے ہاں کہا، تو بھابھی نے ان کی چھاتی کا دودھ کپ میں ڈال دیا، اور وہ چائے میرا دوست پی گیا۔

(۱) تو اب یہ عورت میرے دوست کے نکاح میں رہی یا نکل گئی؟ (۲) اس کے لئے

شریعت کی روشنی میں کوئی گنجائش نکلتی ہو یا کوئی راستہ ہوتو ضرور بتا کر مہربانی فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکورہ حقیقت کو دیکھتے ہوئے اپنی بیوی کے دودھ کی چائے بنا کر شوہر نے پی، تو شوہر نے مکروہ تحریمی کا ارتکاب کیا جسے سخت بے حیائی اور بے شرمی کا کام بھی کہہ سکتے ہیں، البتہ دونوں میاں بیوی باقی رہتے ہیں اس حرکت سے ان کے نکاح پر کوئی اثر نہیں آئے گا آئندہ ایسے کاموں سے احتراز اور سچے دل سے توبہ کرنا دونوں کے لئے ضروری ہے۔ (شامی:۲)

باب الشتی المتفرقة

﴿۱۸۲۰﴾ پرائے مرد سے دوستی کرنے سے نکاح فاسد نہیں ہوتا؟

سوال: ہمارے گاؤں سے ایک بھائی ایک سال چار ماہ سے لندن گیا ہوا ہے، اور اس کی بیوی یہاں انڈیا ہی میں ہے، یہ عورت دوسرے مرد کے ساتھ چھ مہینہ سے محبت کرتی ہے، اور دونوں میں تعلق اتنا گہرا ہے کہ صرف نکاح کرنا باقی ہے، باقی دونوں میں ہر طرح کا تعلق ہے، تو یہ عورت اپنے اصل شوہر کے نکاح میں کہلائے گی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... پرائے مرد کے ساتھ محبت کرنا یا زنا کرنا سخت گناہ کا کام ہے، لیکن اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا، اس لئے مذکورہ عورت لندن میں قیام پذیر بھائی کے نکاح میں ہی کہلائے گی، جب تک وہ اسے طلاق نہ دے، یہ عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح نہیں کرسکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۲۱﴾ کیا دبر کے مقام میں وطی کرنے سے عورت کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی سے دبر میں وطی کی، اور پہلے یہ شخص جاہل اور تبلیغی جماعت کا مخالف تھا، پھر اس کے علاقہ میں تبلیغی جماعت جانے کی وجہ سے اس کا دل بدل گیا، اور تبلیغی جماعت کو ماننے والا بن گیا۔

اس نے یہ کام جہالت کے زمانہ میں کیا تھا، اب اس کو افسوس ہو رہا ہے تو پوچھنا یہ ہے کہ اس فعل سے اس کا نکاح فاسد تو نہیں ہو گیا؟ ایک شخص کو اس نے پوچھا کہ مجھ سے یہ فعل سرزد ہو گیا تو کیا اس سے میرے نکاح پر کوئی اثر تو نہیں ہوا؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ تمہارا نکاح فاسد ہو گیا؟ تو کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں عورت کے ساتھ اس کی رضامندی سے یا بغیر رضامندی کے دبر میں وطی کرنا سخت گناہ کا کام ہے، لیکن اس فعل سے عورت کا نکاح فاسد ہو جاتا ہے یہ عقیدہ غلط ہے، اس سے نکاح کے تعلق پر کوئی اثر نہیں آتا، البتہ قوم لوط کی تباہی کا سبب یہی گناہ تھا، اس لئے اس گناہ سے سچے دل سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ **عن ابی ہریرۃؓ قال: قال رسول الله ﷺ:"ملعون من اتی امرأته فی دبرها"** (مشکوۃ المصابیح، باب المباشرۃ، الفصل الثانی:۲۷۶، عالمگیری:۳۳۰/۵، جوہرہ:۳۵/۱)

﴿۱۸۲۲﴾ بیوی سے دبر کے مقام میں وطی کرنا؟

سوال: بیوی سے اس کے دبر کے راستے میں وطی کرنے کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث میں اس بارے میں کیا فرمایا گیا ہے؟ بہت سے لوگوں کو شوق کے خاطر یا اور وجہ سے دبر کے راستے میں وطی کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس بدفعلی پر قرآن و حدیث میں سخت الفاظ میں ممانعت وارد ہے، جب کہ دوسرے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس بدفعلی سے میاں بیوی کے درمیان نکاح کا تعلق ختم ہو جاتا ہے اور نکاح ٹوٹ جاتا ہے، اس مسئلہ کی صحیح حقیقت کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں: **فأتوا حرثكم انىٰ شئتم:**

ایک حدیث میں ہے کہ ملعون ہے وہ شخص جو اپنی بیوی سے دبر کے مقام میں ہم بستری کرے، **عن ابی ہریرۃؓ قال: قال رسول الله ﷺ:"ملعون من اتی امرأته فی دبرها"** (مشکوۃ المصابیح، باب المباشرۃ، الفصل الثانی:۲۷۶)۔

دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر بھی نہیں کرے گا جس نے اپنی عورت سے دبر کے مقام میں ہمبستری کی ہوگی۔ (مشکوۃ: ۲۷۶) اس جیسی بہت سی حدیثوں سے اس برے فعل کی ممانعت اور وعید ثابت ہے، اس لئے ہر مسلمان کو اس سے بچنا ضروری ہے، اس کے باوجود کوئی بد بخت یہ کام کرے گا تو اس سے اس کے نکاح میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۲۳﴾ نکاح کے بعد سلام وملاقات کرنا اور مبارکبادی دینا؟

سوال: نکاح کے بعد سلام وملاقات یا معانقہ کے ذریعہ مبارک بادی دینا کیا بدعت ہے؟ آج کل جو یہ کیا جاتا ہے اس میں افتراء علی الرسول کی کوئی صورت ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... نکاح کرنے والے کو بارك الله لك و عليك و جمع بينكما بالخير کے الفاظ کے ساتھ دعا دینا اور مبارکباد کہنا یہ تو جائز ہے بلکہ حضور اقدس ﷺ سے بھی ثابت ہے اس لئے سنت کہا جائے گا لیکن ہمارے یہاں دولہا کھڑا ہو کر عقد نکاح کے بعد سلام کرتا ہے یا مصافحہ کرتا ہے معانقہ کرتا ہے یہ سب رسمی امور ہیں سنت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اور اگر کوئی اس کو شرعی احکام یا سنت سمجھ کر کرتا ہے تو بدعت وناجائز اور قابل ترک ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۲۴﴾ نکاح سے پہلے کا حمل کس کا کہلائے گا؟

سوال: ایک عورت نے اپنی ذات ایک شخص کو ہبہ کردی، اور موہوب لہ سے اس عورت کو تین ماہ کا حمل بھی ہے، اور اب اس عورت نے تقریبًا آٹھ دن سے اس مرد سے نکاح کرلیا ہے، تو یہ بچہ حلال کہلائے گا یا حرام؟ مرد وعورت کا کہنا ہے کہ حمل ہمارا ہے، کچھ لوگوں کا کہنا

ہے کہ حمل نکاح سے پہلے کا ہے اس لئے حرامی کہلائے گا؟ تو شریعت اس بارے میں کیا کہتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... نکاح کر لینے کے چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہو تو وہ ثابت النسب اور ناکح کا کہلائے گا۔ ذات ہبہ کی ہے ایسا لکھا ہے، لیکن اس کی تفصیل اور وضاحت لکھی نہیں ہے، اس لئے اس کا حکم نہیں لکھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۲۵﴾ بچے نہ ہونے کے لئے آپریشن کروانا؟

سوال: آج بہت سی عورتیں اولاد کے سلسلے کو بند کرانے کیلئے آپریشن کراتی ہیں تو از روئے شرع اس کا کیا حکم ہے؟ اور جو عورتیں ناواقفیت میں کر چکی ہیں تو اس کی تلافی کی کیا صورت ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کو یہ نعمت نہیں ملی ان کو پوچھئے وہ کتنے پریشان ہیں یہ دنیا کے بقاء کا خدائی نظام بھی ہے اس نظام کو بند کرانے کیلئے جو ترکیبیں کی جاتی ہیں وہ سب شیطانی اور اسلامی شریعت کے خلاف ہیں، اس لئے ضرورۃً کچھ مدت کے لئے رکاوٹ ہو ایسی صورتیں انتہائی مجبوری کے وقت کرنے کی گنجائش ہوسکتی ہے مگر پورے نظام کو بند کر دینا شیطانی کام اور ناجائز ہے اس سے بچنے کی ضرورت ہے جو عورتیں ناواقفیت میں کرا چکی ہیں ان کو صدق دل سے توبہ کرنا لازم ہے۔ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۲۶﴾ پہلی ولادت میں لڑکی پیدا ہونے پر حکومت کی طرف سے ملنے والی امداد کا لینا؟

سوال: بعد سلام مسنون! بندہ ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہے وہ یہ کہ بندہ ’’سینٹرل

گورنمنٹ دادرہ حویلی سیلواس'' کا باشندہ ہے جہاں سرکاری دواخانہ میں ایک رواج چل پڑا ہے کہ اگر ولادت میں لڑکی پیدا ہوئی اور وہ پہلی لڑکی ہو یعنی اس سے پہلے نہ لڑکی ہو نہ لڑکا ہو تو حکومت اولاً بیس ہزار کا چیک دیتی ہے۔ پھر اس چیک کو اپنے پاس جمع کر لیتی ہے اور جب مولودہ لڑکی کی عمر اٹھارہ سال کی ہوتی ہے تو دو لاکھ روپیہ دیتی ہے تو اس دو لاکھ روپیہ یا بیس ہزار کا چیک لینا کیسا ہے؟

اور حکومت یہ رقم اس لئے دیتی ہے تا کہ کوئی عورت لڑکی کی ولادت کے خوف سے اسقاطِ حمل نہ کرادے نیز شادی وغیرہ کا خرچ کا بوجھ بھی سر پر دامنگیر رہنے کی بناء پر، اور یہ قاعدہ وقانون خاص ہے صرف اسی شہر والوں کیلئے اور اسی شہر کے سرکاری دواخانہ میں ہے، اور اگر کوئی اس شہر کا نہ ہو تو اس کے لئے سہولت فراہم نہیں ہے۔

نیز حکومت اس مولودہ لڑکی اور اس کی والدہ کو کپڑا وغیرہ بھی دیتی ہے تو کیا اس کپڑے کو لینا درست ہے؟ اور اگر یہ رقم لے کر شوہر کے والدین ''جو کہ غیر مسلم ہیں'' ان کو ان کی ضرورت کیلئے دیا جائے تو کیا درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اگر کسی جگہ کی حکومت لڑکا یا لڑکی پیدا ہونے کی صورت میں ہدیۃً کوئی رقم نومولودہ کو یا اس کی والدہ کو کپڑا یا دوائی وغیرہ کا خرچہ دیتی ہے تو یہ جائز اور درست کام ہے اگر وہاں کے قانون کے مطابق ہے تو اس رقم یا اشیاء کو لینا جائز ہے حکومت کی طرف سے امداد یا ہدیہ سمجھا جائے گا

جو جائز ہے۔

پہلے بیس ہزار کا چیک دیا مگر مالکانہ حق نہیں دیا اور لے لیا اور بعد میں ۱۸ سال بعد اس کے عوض دو لاکھ کا چیک دیا تو یہ بھی جائز اور درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۲۷﴾ زوجۂ مفقود سے شرعی طریقہ کے مطابق خلاصی اختیار کیئے بغیر دوسرا نکاح کر لیا تو یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

سوال: ایک عورت کی ایک مرد کے ساتھ شادی ہوئی، شادی کے بعد تین سال تک میاں بیوی ساتھ میں رہے، اس کے بعد مرد عورت کو چھوڑ کر کہیں چلا گیا، کہاں گیا کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے، اور اس کا کوئی حال معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے؟ دو سال کے بعد مرد کا باپ اسے کہیں سے ڈھونڈ کر لایا، تو عورت کے باپ اور مرد کے باپ کے درمیان بات چیت ہوئی کہ دو دن بعد تمہاری لڑکی کو بلالیں گے، ان دو دنوں میں وہ مرد پھر کہیں بھاگ گیا، اور کہاں گیا اس کا کسی کو کچھ علم نہیں ہے، اور نہ ہی کوئی کاغذ لکھتا ہے اور نہ ہی کوئی فون کرتا ہے، لڑکی کے باپ نے کہا کہ میری حالت ایسی نہیں ہے کہ میں لڑکی کا خرچ اٹھا سکوں، اور تمہارا لڑکا بھاگ جاتا ہے اور لڑکی کی ذمہ داری نہیں اٹھاتا، اور معلوم نہیں وہ کہاں ہے؟ تو لڑکی کے باپ نے لڑکے کے باپ سے پوچھا کہ میری لڑکی کی دوسری کسی جگہ شادی کر دوں؟ تو لڑکے کے باپ نے اجازت دی کہ تمہاری خوشی ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تو لڑکی کے باپ نے دوسرے مرد کے ساتھ اس لڑکی کا نکاح کر دیا، اور اس نئے شوہر سے اس لڑکی کو ایک لڑکا بھی ہے، اس واقعہ کو دو ایک سال گذر گئے، اب پہلے والے شوہر کے بارے میں خبر ملی ہے کہ وہ کسی شہر میں رہتا ہے، تو اب اس عورت کا دوسرا نکاح جائز کہلائے گا یا نہیں؟ اور یہ لڑکا کس کا کہلائے گا؟ اور یہ لڑکی دوسرے شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر پہلا شوہر واپس آجائے تو کیا کیا جائے؟ اور اگر دوسرے شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے تو اس عورت کے نان ونفقہ کا ذمہ دار کون ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... پہلے شوہر سے طلاق حاصل کئے بغیر یا شرعی طریقہ کے مطابق پنچایت سے نکاح فسخ کرائے بغیر دونوں سمدھیوں نے آپس میں بات چیت کر کے لڑکی کا دوسرا نکاح کرا دیا یہ بہت ہی سخت گناہ کا کام کیا، اس لڑکی کا پہلا نکاح باقی ہے اور دوسرے مرد کے ساتھ کیا گیا نکاح معتبر اور صحیح نہیں ہے، اس لئے فوراً دونوں کو علیحدہ کر دینا چاہئے۔

دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کراتے وقت اس دوسرے شخص کو حالات سے بے خبر رکھ کر نکاح کروایا ہو تو پیدا ہونے والے لڑکے کا نسب دوسرے باپ کے ساتھ جوڑ دیا جائے گا، اور اگر اس شخص کو واقعہ کا علم تھا کہ یہ لڑکی دوسرے کے نکاح میں ہے اور اس نے طلاق حاصل نہیں کی پھر بھی اس نے اس سے نکاح کیا تو یہ زنا کہلائے گا، اور لڑکے کا نسب پہلے والے شوہر کے ساتھ جوڑ دیا جائے گا۔

دونوں صورتوں میں اولاً لڑکی کو دوسرے شوہر سے جدا کر دیا جائے اور اس کا نان ونفقہ پہلے شوہر کے ذمہ اور مال نہ ہو تو لڑکی کے باپ کے ذمہ رہے گا۔

الحیلۃ الناجزہ میں مفقود شوہر کی بیوی کے لئے نکاح سے جدا ہونے کی صورت بیان کی گئی ہے اس طریقہ سے نکاح فسخ کروا کر دوسرے مرد کے ساتھ شرعی نکاح کر سکتی ہے۔

﴿١٨٢٨﴾ چوری چھپے سے نکاح کرنا، اور نکاح کو پوشیدہ رکھنا؟

سوال: زید ہندہ سے محبت کرتا ہے، وہ دونوں آپس میں رشتہ دار بھی ہیں، اور اس محبت کی وجہ سے دونوں زنا میں ملوث بھی ہو جاتے ہیں، اور ہندہ کو حمل ٹھہر جاتا ہے، دنیا سے چھپانے کے لئے ہندہ اسقاط کرا دیتی ہے، اس کے بعد بھی دونوں میں محبت برقرار رہتی ہے، اس درمیان زید کے والدین زید کا نکاح کسی دوسری لڑکی سے کرا دیتے ہیں، اس کے

بعد بھی دونوں میں محبت باقی رہتی ہے، زید کو ڈر ہے کہ اگر وہ ہندہ کو چھوڑ دے گا تو وہ اور زیادہ بدنام ہو جائے گی، اس لئے وہ چوری چھپے دو گواہوں کے روبرو ہندہ سے ہندہ کی ذات بخشواتا ہے، یعنی ہندہ ان دو مرد گواہوں کی حاضری میں اپنی ذات زید کو ہبہ کرتی ہے، تو اس طرح زید کا نکاح ہندہ سے درست ہے یا نہیں؟ وہ دونوں اپنے اپنے گھر پر رہتے ہیں، اور ان کے اولیاء ان کے اس نکاح سے بے خبر ہیں، اور وہ دونوں سنت سمجھ کر صحبت بھی کرتے ہیں، تو کیا ان دونوں کے لئے صحبت کرنا جائز ہے؟ اور اس صحبت سے وجود میں آنے والی اولاد حلال ہوگی یا حرامی؟ ذات ہبہ کرنے سے نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟ زید کے انتقال پر اس طرح کئے گئے نکاح سے وجود میں آنے والی اولاد کو زید کے ترکہ سے حصہ ملے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... دو گواہوں کی حاضری میں ہندہ نے مذکورہ الفاظ کہے اور اپنی ذات زید کو ہبہ کر دی اور زید نے قبول کر لیا تو شرعاً نکاح صحیح ہو گیا، اس لئے صحبت کرنا بھی جائز ہے اور اولاد حلالی کہلائے گی، اور میراث کی حقدار ہوگی، لیکن اس طرح چوری چھپے سے نکاح کرنا اور نکاح کو چھپانا مکروہ ہے، حدیث شریف میں نکاح کے اعلان کرنے کا حکم دیا گیا ہے، تا کہ کسی کو وہم نہ ہو، اس لئے اب بھی نکاح کے اخفاء کو ختم کر دیا جائے اور نکاح کو ظاہر کر دیا جائے۔ (شامی: ۲۶۲/۲، ۲۶۸)

﴿۱۸۲۹﴾ نکاح نامہ نکاح کے لئے ضروری ہے؟

سوال: چھپ چھپا کر گھر کے اندر نکاح کر لیا جائے، اور کسی کو پتہ نہ چلے تو ایسا نکاح شریعت کی رو سے معتبر ہے یا نہیں؟ اور نکاح کے بعد جماعت کی طرف سے جو نکاح نامہ دیا جاتا ہے تو کیا اس کا ہونا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... نکاح علی الاعلان اور ظاہر میں ہونا چاہئے، تاکہ کسی کو غلط گمان اور وہم نہ پیدا ہو، اس کے باوجود دو گواہوں کی حاضری میں شرعی قانون کے مطابق گھر میں ایجاب وقبول کرلیا جائے تو اس سے نکاح صحیح اور منعقد ہو جاتا ہے، جماعت کا سرٹیفکیٹ ثبوت کے طور پر کارآمد ثابت ہوسکتا ہے، لیکن نکاح کے انعقاد کے لئے شرط یا ضروری نہیں ہے۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۳۰﴾ عدت کے درمیان نکاح صحیح نہیں ہے؟

سوال: ایک شخص نے گھریلو جھگڑوں سے تنگ آکر اپنی عورت کو اس کی ماں کے گھر بھیج دیا، اس کی عورت تین ماہ اپنی ماں کے گھر ہی پر رہی، اور بعد میں اس نے اپنی عورت کو طلاق دے دی، طلاق دینے کو ایک مہینہ ہو چکا ہے، اب ایک دوسرے شخص نے اس عورت سے نکاح کرلیا، تو کیا اس عورت کا نکاح صحیح ہوا؟ نکاح کرنے والے والے دلہے، شاہدین اور نکاح پڑھانے والے قاضی کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... عدت کے درمیان دوسرے مرد سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے، حرام ہے۔ اور عدت کے درمیان کیا گیا نکاح معتبر نہیں ہے۔ (عالمگیری)۔ اور اگر نکاح پڑھانے والے قاضی اور شاہدین کو اس بات کا علم ہو کہ یہ عورت عدت میں ہے، اور اس کے باوجود انہوں نے نکاح پڑھانے میں حصہ لیا تو انہوں نے سخت گناہ کا کام کیا، توبہ واستغفار ضروری ہے، اور نکاح صحیح نہیں ہوا اس لئے دونوں مرد، عورت میں تفریق کر دینی چاہئے، اور ایسے نکاح میں حصہ لینے سے شاہدین اور وکیل کی عورتیں بھی ان کے نکاح میں سے نکل جاتی ہے یہ عقیدہ غلط ہے، البتہ ایسے نکاح کو حلال سمجھ کر اس میں حصہ لیا ہو تو

ایمان خارج ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۳۱﴾ بھاگ کر شادی کرنے والی لڑکی کو گھر میں قید رکھنا کیسا ہے؟

سوال: ایک مسئلہ کا شرعی حل بتا کر ممنون فرمائیں۔

ایک ۲۱ سال کا جوان مسلمان لڑکا ہے، وہ ایک جوان مسلمان لڑکی سے محبت کرتا ہے، جس کی عمر ڈاکٹری کے حساب سے ۱۷ سے ۱۸ سال اور اسکول سرٹیفکیٹ کے حساب سے ۱۵ سال چھ ماہ اور اس کی ماں کے قول کے مطابق ۱۵ سال ہے۔ یہ لڑکی اس لڑکے کے سامنے والے مکان میں رہتی ہے، لڑکی کی والدہ کو اور محلّہ والوں کو اس کا علم ہو گیا لڑکے والوں نے لڑکی کا ہاتھ مانگا لڑکی کی والدہ نے انکار کر دیا اور لڑکی کی دوسری جگہ شادی کرنے کی بات کی لڑکی نے اپنے گھر سے لڑکے کو بھاگ جانے کا اشارہ کیا اور گھر سے نکل گئی اور دونوں بھاگ گئے اور پہلے دونوں نے شادی کی اور دوسرے گاؤں چلے گئے اور پانچ دن کے بعد لڑکی والے پولس بلا لائے اور کورٹ میں کیس چلا اور لڑکا بے قصور چھوٹ گیا۔

اس وقت علماء سے فتویٰ منگوایا گیا تو جواب میں لکھا کہ نکاح شرعاً صحیح ہو گیا، جسے لڑکی والے بھی قبول کرتے ہیں، اب لڑکی کو اس کے جوان بہنوئی کے یہاں کمرہ میں قید کر کے رکھا ہوا ہے اور کسی سے بات بھی کرنے نہیں دیتے، لڑکے والوں نے لڑکی کو سسرال لانے کے لئے آدمی بھیجے تو وہ ایک رٹ لگائے بیٹھے ہیں کہ لڑکے کو کہو کہ طلاق دیدے لڑکی والے پکے تبلیغی جماعت والے ہیں اور اس مسئلہ میں شریعت کی نہیں سنتے کہ منکوحہ لڑکی کو اس کے شوہر کے یہاں جانے سے روک رہے ہیں، لہذا آنجناب شریعت کی روشنی میں بتائیں کہ لڑکی والوں کا لڑکی کو روک رکھنا کیسا ہے؟ اور ایسے جماعتی اور تبلیغی بیان کرنے والے کا

شریعت کو نہ ماننا کیسا ہے؟

نوٹ: لڑکی کی ماں کا گھر ہے، اس کے بھائی ہیں جو اس کی ماں کے ساتھ رہتے ہیں اس کے باوجود بہنوئی کے یہاں قید میں رکھنا کیسا ہے؟ اس مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں، لڑکی کے والد کا انتقال ہو گیا ہے، ماموں، بھائی، چچا ان سب کے حیات ہونے کے باوجود بہنوئی کے یہاں رکھا ہے، تو لڑکی کو بہنوئی کے یہاں رکھنا کیسا ہے؟ اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ......سوال میں مکتوب تفصیل کے مطابق لڑکی بالغہ ہے اور اس نے شرعی طریقہ کے مطابق نکاح کیا ہے تو اسے اس کے شوہر کے پاس جانے سے روکنے والا سخت گنہگار ہوگا، اس لئے لڑکی کو اس کے شوہر کے پاس جانے دینا چاہئے، اور لڑکی کا بہنوئی لڑکی کے لئے نامحرم ہے اس لئے اس کے یہاں رکھنے میں فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے یہ بھی گناہ ہے۔ ہاں! کسی محرم کے یہاں رکھنا چاہو تو رکھ سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۳۲﴾ مطلقہ بعد انقضائے عدت کے دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

سوال: ایک مرد نے اپنی عورت کو ایک یا دو طلاق دی ہے، اور عدت کے درمیان رجوع نہیں کیا تو یہ عورت عدت کے بعد کسی دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟ اور جس شوہر نے طلاق دی ہے اسی کے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو حلالہ کی ضرورت ہے؟ یا بغیر حلالہ کے صرف نکاح پڑھا دینے سے دونوں میاں بیوی ہو جائیں گے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ......صورت مسئولہ میں یہ مطلقہ عورت بعد انقضائے عدت

کے دوسرے کسی مرد سے بلاتردد نکاح کرسکتی ہے، اور طلاق دینے والے شوہر کے ساتھ بھی واپس رہنا چاہے تو اس کے لئے بھی حلالہ کی ضرورت نہیں ہے، صرف نئے سرے سے نکاح کرنا کافی ہے، تین طلاق کے بعد حلالہ ضروری ہو جاتا ہے، اور صورت مسئولہ میں دو ہی طلاق دی گئی ہیں اس لئے حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۳۳﴾ اجتماعی نکاح کا پروگرام کرنا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے متعلق کہ ہمارے شہر میں اجتماعی نکاح کا نظم کیا جاتا ہے جس کی بنیاد خاص طور سے دو چیزیں ہیں:

(۱) کچھ لوگوں کو دیکھا جو اپنی نوجوان بیٹیوں کے نام پر چندہ کرتے ہیں اور پھر نکاح میں وہ تمام باتیں وجود میں آتی ہیں جو شرعاً غلط ہیں (۲) کچھ لوگوں کو دیکھا جو غیروں سے قرض لے کر نکاح کرتے ہیں اور پھر وہ قرض سود کے ساتھ لوٹانا پڑتا ہے یہ بھی شرعاً غلط ہے۔

اجتماعی نکاح کمیٹی نے اپنے زیر انتظام نکاح کروانا شروع کیا جس میں آنے والے مہمانوں کیلئے کھانے کا نظم ہوتا ہے مردوں کیلئے الگ انتظام ہوتا ہے عورتوں کیلئے الگ انتظام ہوتا ہے۔ اس نکاح میں لڑکی والوں سے چار ہزار اور لڑکے والوں سے تین ہزار وصول کئے جاتے ہیں یہ بھی حسب حیثیت ہے اگر دینے کی استطاعت نہیں ہے تو یہ بھی ضروری نہیں ہے۔ یہ رقم اسی نکاح میں خرچ کردی جاتی ہے نیز ہر جوڑے کو گھریلو سامان مکمل دیا جاتا ہے اور حتی المقدور کوشش کی جاتی ہے کہ کوئی حرکت ایسی نہ ہو جو شرعاً غلط ہو اس طریقہ سے نکاح کا شرعاً کیا حکم ہے؟

مدلل جواب مرحمت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں اور اس میں کوئی بات قابل ترمیم ہو یا آپ کے

ذہن میں اور کوئی بات مفید ہو تو اس سے بھی مطلع کریں نیز ایک برادری والے ایک قبیلہ والے بھی اس طریقہ سے نکاح کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اسلام بہت سادہ اور فطری مذہب ہے اس کے تمام امور واحکام بہت ہی آسان ہیں من جملہ اس میں سے نکاح بھی ہے۔ہم لوگوں نے دوسری قوموں کو دیکھا دیکھی اس میں بھی بہت سے امور اور رواج لازم کر کے اس کو ایک سخت مرحلہ بنا دیا ہے۔اور اسی وجہ سے غرباء اس کو جب چاہیں آسانی سے انجام نہیں دے سکتے۔اس کی اصلاح ضروری ہے۔اسی وجہ سے آج اجتماعی نکاح کا سلسلہ شروع ہوا ہے جو مناسب ہے،جو لوگ اس میں محنت اور کوشش کرتے ہیں، نیکی اور ثواب کے کام میں شرکت کرتے ہیں،اس کو مزید عام کرنے کی ضرورت ہے۔جو نکاح جتنی سادگی اور آسانی اور بغیر کسی تکلف کے ساتھ ہوگا اتنا سنت اور شرعی احکام کے مطابق ہوگا ور اتنا ہی خیر و برکت کا باعث ہوگا۔

﴿۱۸۳۴﴾ منکوحہ کا دوسرے کے ساتھ نکاح کر لینا اور بھائی کا اس سے قطع تعلق کرنا؟

سوال: ایک شادی شدہ لڑکی جو اپنے پہلے شوہر کے ساتھ ۲ تا ۳ سال رہنے کے بعد کسی دوسرے مرد کے ساتھ شادی کر کے فرار ہو گئی،فرار ہونے کا سبب پہلے شوہر سے اولاد کا نہ ہونا ہے اور اس لڑکی کو دوسرے مرد کے ساتھ رہ کر تقریباً ۱۲ تا ۱۳ سال ہو گئے اور اس سے اولاد بھی ہے۔

خدمت عالیہ میں عرض آنکہ کہ دوسرے مرد سے نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا تو اس کی اولاد کا کیا حکم ہوگا جو دوسرے مرد سے ہوئی ہے نیز پہلے شوہر نے ابھی تک طلاق نہیں دی

ہے۔اب ۱۲-۱۳ سال کے بعد اس سے طلاق مانگی جائے اور وہ طلاق دے تو کیا اس کی بیوی پر عدت واجب ہوگی یا نہیں؟ اور دوسرے مرد سے جس کے ساتھ فی الحال زندگی بسر کر رہی ہے نکاح کی کیا صورت ہوگی؟ نیز اگر عدت واجب ہو تو وہ عدت کہاں گزارے گی؟

(۲) اس لڑکی کے چھ بھائی ہیں اور ان میں سے پانچ بھائی اپنی بہن کو اپنے اپنے گھروں پر آنے کی اجازت دینے پر راضی ہیں اور ایک بھائی یہ کہتا ہے کہ اگر وہ گھر پر آئے گی تو میں اس کو قتل کر دوں گا اسی بھائی نے اپنے باپ کے انتقال کے وقت اپنی بہن کو آنے کی اجازت نہیں دی حالانکہ دوسرے سب بھائی اس کو آنے کی اجازت دے رہے تھے اور اس بہن کی بھی تمنا تھی کہ آخری وقت میں اپنے باپ کا دیدار کرلوں اس بھائی کی یہ بات (جو قتل کرنے کا کہتا ہے) اوپر کی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہے تو شرعاً کون صحیح ہے؟ اور اپنی اس بہن کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ کیا جائے شریعت کی رو سے بیان کریں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... منکوحہ عورت جب تک وہ بیوہ نہ ہو جائے یا اس کا شوہر اس کو طلاق نہ دے اس وقت تک وہ نکاح میں رہتی ہے اور ایک مرد کے ساتھ نکاح باقی ہو اسکو چھوڑ کر دوسرے مرد سے نکاح کرے تو دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوتا اس لئے صورت مسئولہ میں پہلے مرد کو چھوڑ کر دوسرے مرد سے بھاگ کر نکاح کرلیا وہ صحیح نہیں ہوا تو جو ہوا وہ سب زنا ہوا دونوں کو فی الفور الگ کر دینا چاہئے اولاد جس مرد کے ساتھ نکاح باقی ہے شرعاً اسی کی شمار ہوں گی، بغیر لعان کے سلسلۂ نسب ختم نہیں ہوگا، شوہر اول طلاق دے تو عدت تین حیض گزارنی ہوگی اور اس کے بعد دوسرے مرد سے نکاح ہوسکتا ہے۔

یہ عورت فاسقہ فاجرہ ہے اور اس نے بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے اس لئے اگر وہ توبہ نہ

کرے تو قطع تعلق کر سکتے ہیں لیکن اس کو قتل کرنا کسی کے لئے جائز نہیں اور جو بھائی اس فسق و فجور کے باوجود اس کے ساتھ نرم تعلق رکھتے ہیں وہ بھی گناہ میں ساتھ دے رہے ہیں۔

﴿۱۸۳۵﴾ کیا دوسرے نکاح کے لئے پہلی بیوی سے اجازت لینا ضروری ہے؟

سوال: میرا نام انیسہ ہے، اور تاریخ ۲۸/۴/۲۰۰۴ کو میری شادی شریعت محمدی کے مطابق مسلم برادروں اور رشتہ داروں کی موجودگی میں سورت کے ایک گھرانہ میں شعیب کے ساتھ ہوئی، میرے والد کا شادی سے پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا، اور شادی کے تین مہینوں کے بعد میری والدہ کا بھی انتقال ہو گیا، شادی کے بعد میرے شوہر اور میرے سسرال والوں نے جہیز اور روپیوں کے لئے مجھے بہت ستانا شروع کیا، مجھے مارتے تھے پھر بھی میں نے کئی مرتبہ روپئے لا کر دئے اور جب میں نے روپئے لانے سے انکار کر دیا تو انہوں نے دوسری شادی کرنے کی بات کی، اور کوشش بھی کی جب یہ بات میرے بھائیوں کو معلوم ہوئی اور وہ ان کو سمجھانے کے لئے میرے سسرال آئے تو میرے شوہر اور سسرال والوں نے میرے بھائیوں کے ساتھ جھگڑا کر کے مجھے مار کر کہ مجھ کو گھر سے باہر نکال دیا، میں اپنے بھائیوں کے گھر ڈیڑھ سال سے رہ رہی ہوں اور وہ کبھی مجھے لینے نہیں آیا، میرے دو چھوٹے بچے ہیں میں سسرال جانا چاہتی تھی لیکن پھر بھی میرے شوہر نے میری اجازت اور میری مرضی کے خلاف اور میرے بچوں کے بارے میں سوچے سمجھے بغیر دوسرا نکاح کر لیا، اس لئے میں نے کورٹ میں اپنے اور اپنے بچوں کے انصاف کے لئے مقدمہ داخل کیا ہے، لیکن وہاں جج کا کہنا ہے کہ اسلام میں شریعت کے حساب سے چار شادی کرنے کی اجازت ہے لیکن وہ شریعت کے حساب سے یہ نہیں جانتے کہ میری مرضی اور

اجازت کے بغیر دوسرا نکاح نہیں کر سکتے تو اس لئے مجھے اپنے بچوں اور انصاف کے لئے شریعت کے حساب سے مدد کی آپ سے التجا ہے، لکھنے میں مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو معاف فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اگر سوال میں لکھی ہوئی حقیقت صحیح ہے تو واقعی آپ مظلوم ہیں اور ہمدردی کے لائق ہیں، آپ کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ اسلامی نقطۂ نظر سے بھی صحیح نہیں ہے، اور شوہر کو عورت کا پورا پورا حق ادا کرنا چاہئے اور لڑکوں کی پرورش بھی کرنی چاہئے۔

جج صاحب کا کہنا صحیح ہے اسلام میں ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت ہے، اور مرد دو تین چار تک بیویاں رکھ سکتا ہے، اور ان سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور دوسرے نکاح کے لئے پہلی عورت سے پوچھنے کی یا اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن دوسرا نکاح کرنے کی صورت میں دونوں بیویوں میں برابری اور دونوں کے حقوق برابر ادا کرنے کا بھی اسلام نے حکم دیا ہے، اور اگر دونوں میں برابری نہ کرسکیں تو ایک ہی بیوی پر اکتفاء کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں

فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلث و ربع فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة الخ

اور نکاح کروان عورتوں میں سے جو تم کو پسند ہوں دو دو تین تین چار چار اور اگر تم کو ڈر ہو کہ تم ان میں انصاف نہ کرسکو گے تو ایک ہی پر اکتفا کرو۔ (سورۂ نساء) اور اگر شوہر بیوی کا حق ادا نہ کرے تو بیوی قانون کا دروازہ کھٹکھٹا سکتی ہے، ورنہ آخرت میں اللہ کے دربار میں پورا پورا اور صحیح فیصلہ ہونے والا ہی ہے۔

﴿۱۸۳۶﴾ شادی کے وقت عورت کو ملنے والے زروزیورات کا مالک کون ہے؟

سوال: بعد سلام مسنون! میرے لڑکے ہارون کی شادی وحیدہ بنت ایوب کے ساتھ ۱۹۹۷ میں ہوئی، شادی کے بعد وحیدہ ہمارے گھر بہو بن کر آئی وحیدہ کو ہمارے گھر کوئی تکلیف نہیں تھی پھر بھی جب میں اور میری بیوی ۲۰۰۱ میں عمرہ کے لئے گئے تو وہ میرے لڑکے کو لے کر الگ رہنے چلی گئی میرے گھر میں بہت سارا قیمتی سامان تھا، میری غیر حاضری میں وحیدہ اوراس کی دو بہنیں میرے گھر سے زروزیورات، کپڑے، چاندی اور گھریلو اشیائیں لے گئیں، اورفی الحال وحیدہ میرے لڑکے کے گھر پر بھی نہیں ہے اس کا گھر بھی چھوڑ کر اپنے گھر چلی گئی ہے اور میرا تمام سامان زروزیورات بھی لے گئی ہے، اول تو وحیدہ کے والد نے ہماری چیزیں لوٹا دینے کے لئے کہا تھا لیکن اب وہ بھی واپس نہیں کر رہے ہیں اور نکاح کے وقت دی ہوئی تمام چیزیں چاندی، کپڑے، زیورات اورسونا وغیرہ کی زکوۃ ہر سال ہم ہی نکالتے ہیں، تو نکاح کے وقت جو چیزیں زیورات وغیرہ ہم نے وحیدہ کو دی ہیں وہ ہم واپس لینے کے حقدار ہیں یا نہیں؟ وحیدہ جب تک ہمارے گھر پر رہی اس وقت تک زیور، کپڑے اور قیمتی سامان ہمارے قبضہ میں رہتا تھا، موقع بموقع اور ضرورت کے وقت میری بیٹی کے ہاتھ سے بہو کو پہننے کے لئے دیتے تھے اور ضرورت پوری ہونے پر واپس ہمارے پاس رکھ لیتے تھے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... نکاح کے وقت عورت کو جو چیزیں دی جاتی ہیں اس میں کچھ تفصیل ہے، عورت کو اس کے والد اور رشتہ داروں کی طرف سے چھوٹی بڑی جو چیزیں اور ہدایا، تحائف مالکانہ طور پر دئے جاتے ہیں عورت اس کی مالک ہے۔ اور شوہر یا

شوہر کے گھر والے یا رشتہ داروں کی طرف سے جو چیزیں اسے ہدیہ یا بخشش کے طور پر دی جاتی ہیں یا مہر کے نام سے دی جاتی ہیں عورت ان کی مالک ہے، طلاق کے بعد یا کبھی بھی اس سے یہ چیزیں واپس لینا جائز نہیں ہے۔ اور جو چیزیں شوہر یا شوہر کے والد کی طرف سے صرف استعمال کے لئے دی جاتی ہیں عورت ان کی مالک نہیں ہوتی، جیسا کہ دیتے وقت یہ کہہ کر دیا ہو کہ یہ استعمال کے لئے ہیں یا ''آپ کے خاندان میں ایسے موقع پر جو بھی رواج ہو کہ مالکانہ اختیار کے ساتھ دیا جاتا ہے یا استعمال کے لئے دیا جاتا ہے اسی کے مطابق ان زر و زیورات کا بھی حکم رہے گا''، لہٰذا زیورات یا کپڑے وغیرہ جو بھی عورت لے کر گئی ہے ان کا حکم اوپر بتائے ہوئے قاعدہ کے مطابق رہے گا، فتاویٰ عالمگیری ۱/۳۲۷ اور فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۱۲۷ پر اس کی تفصیل موجود ہے۔

واذا بعث الزوج الی اهل زوجته اشیاء عند زفافها منها دیباج فلما زفت الیه اراد ان یسترد من المرأة الدیباج لیس له ذلك اذا بعث الیها علی جهة التملیك كذا فی الفصول العمادیة۔ (فتاویٰ عالمگیری: ۱/۳۲۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۳۷﴾ شادی بیاہ میں چولی، سوٹ اور شرارا وغیرہ پہننا؟

سوال: میرے محلّہ میں ایک لڑکی کی شادی ہے، یہ لڑکی شادی میں فیشن کے کپڑے میکسی، چولی سوٹ، شرارا، گھاگھرا وغیرہ پہننا چاہتی ہے تو کیا ان کپڑوں کا پہننا شریعت میں جائز ہے؟ یہ مسئلہ اس نے مجھ سے پوچھا ہے اس لئے آنجناب کو ایک بار اور تکلیف دے رہی ہوں اس کا تفصیلی جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شادی یا خوشی کے موقع پر نئے مناسب دام کے اچھے کپڑے پہننا جائز ہے لیکن جن کپڑوں سے بدن چھپتا (ڈھکتا) نہ ہو اور ستر کا کوئی حصہ کھلا رہتا ہو یا کپڑا اتنا باریک ہو کہ اس میں سے بدن جھلکتا ہو تو ایسے کپڑے پہننا ناجائز اور حرام ہے، سوال میں مذکورہ کپڑے غیروں سے کچھ درجہ مشابہ رکھنے کی وجہ سے کراہت سے خالی نہیں ہیں، ان کے بجائے مسلمان نیک عورتوں کے مثل کپڑے پہننا مستحب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۳۸﴾ فلمی دنیا میں اداکار کا اداکارہ سے نکاح کی اداکاری کرنے سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں؟

سوال: جس طرح مذاق میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے اسی طرح ایک دوسرا مسئلہ پیش آیا ہے اور وہ یہ ہے کہ فلمی دنیا میں باقاعدہ شرعی طریقہ کے مطابق ایک اداکار کا ایک اداکارہ کے ساتھ نکاح ہوتا ہے، تو کیا صرف ایکٹنگ میں نکاح کرنے سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نکاح کرنے والے مرد وعورت (یعنی اداکار و اداکارہ) مسلمان ہوں اور مسلمان گواہوں کے روبرو ایجاب وقبول کیا جائے تو اسلامی نقطۂ نظر سے نکاح منعقد ہو گیا اور دونوں میاں بیوی کہلائیں گے۔ (شامی:۲)۔ لیکن اداکارہ پہلے سے کسی کے نکاح میں ہے تو یہ نکاح نہ ہوگا۔

﴿۱۸۳۹﴾ منگنی اور شادی بیاہ میں تھالی میں ناریل رکھنا؟

سوال: منگنی اور شادی بیاہ کے موقع پر تھالی میں ناریل رکھنا غیر اسلامی رسم ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... منگنی اور شادی بیاہ میں تھالی میں ناریل رکھنا یا ایسی ہی دوسری رسمیں کرنا جائز نہیں ہے، غیر قوم کا اپنایا ہوا غلط رواج ہے، جو قابل ترک ہے، سنت طریقہ کے مطابق سادگی کے ساتھ منگنی اور شادی کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۴۰﴾ شادی کے موقع پر ہلدی لگانا، ہار پہننا اور لال جوتے پہننا؟

سوال: شادی کے موقع پر ہلدی لگانا، اور ہلدی والا شخص باہر نکلے تو اسے اثر ہو جانا، شادی میں لال جوتے پہننا، ہاتھ میں ناریل اور گلے میں پھولوں کا ہار پہننا وغیرہ جو رسمیں ہیں ان کا جواب حدیث کی روشنی میں تفصیل سے بتا کر مہربانی فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شادی بیاہ میں ہلدی لگانا، لال جوتے پہننا، ہاتھ میں ناریل اور گلے میں پھولوں کا ہار پہننا یہ سب غیر اسلامی اور غیروں کے دیکھا دیکھی اپنائے گئے رواج ہیں ان چیزوں سے بچنا ضروری ہے۔

حضور ﷺ اور آپ کے صحابہؓ نے بھی نکاح کئے تھے، لیکن ان حضرات سے اس طرح کے رواج ثابت نہیں ہے۔ بلکہ فتح مکہ جیسے خوشی کے موقع پر آپ ﷺ نے اپنے سر پر کالے رنگ کا عمامہ باندھا ہوا تھا، جو حدیث سے ثابت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۴۱﴾ دلہے کا ہاتھ میں کلغی (گلدستہ) لینا پھولوں کا ہار پہننا؟

سوال: شادی بیاہ کے موقع پر دلہے کا ہاتھ میں کلغی (گلدستہ) لے کر نکاح کرنے جانا اور پھولوں کے ہار پہننا جائز ہے یا نہیں؟ نیز میں نے سنا ہے کہ شب زفاف کی باتیں دوستوں میں کرنا بڑا گناہ ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلما: پھول، ہار اور کلغی (گلدستہ) پہن کر نکاح کرنے جانا

غیروں کا طریقہ ہے اور غیروں سے مشابہت ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے، اس لئے اس طرح نکاح کرنے نہیں جانا چاہئے۔ حضور ﷺ اور صحابہؓ نے بھی نکاح کئے ہیں لیکن کسی سے بھی پھول اور ہار پہننا یا کلغی (گلدستہ) ہاتھ میں لینا ایسا کسی حدیث یا معتبر روایت سے ثابت نہیں ہے۔ اس لئے ان رسموں کو چھوڑنا چاہئے، اس لئے کہ ہم اللہ کے رسول کے متبع ہیں نہ کہ غیروں کے۔

ہمارا اسلام مذہب فطری مذہب ہے اور اس کی تعلیمات پاکیزہ اور عیوب و نقائص سے پاک ہیں، اور جو کام بے حیائی و بے مروتی اور لایعنی ہوں ان سے اسلام نے منع فرمایا ہے، اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''قیامت کے دن سب سے بری جگہ والا وہ شخص ہوگا جو اپنی بیوی سے ہم بستری کرے اور بیوی اس سے لطف اندوز ہو اور پھر وہ لوگوں میں اپنا راز پھیلاتا پھرے''۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد اپنے دوستوں سے اور عورت اپنی سہیلیوں سے جو باتیں کرتی ہیں وہ صحیح نہیں ہے۔ اس لئے مرد و عورت کو شب زفاف کی باتیں دوسروں میں نہ کرنی چاہئے، اور یہ صرف شب زفاف تک ہی محدود نہیں بلکہ کسی بھی رات کی بات کسی کے سامنے نہیں کرنی چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۴۲﴾ نکاح اور عید کی خوشی کے موقع پر معانقہ کرنا؟

سوال: نکاح کی مجلس میں نکاح ہو جانے کے بعد دعا کے اختتام پر نکاح پڑھانے والے امام صاحب اور مجلس میں موجود حاضرین اور چھوٹے بڑے تمام حضرات دلہا اور دلہن اور دونوں کے والدین کو اور ان کے بھائیوں کو گلے مل کر شادی کی مبارک بادی دیتے ہیں اور شادی مبارک کہتے ہیں، کبھی نکاح کی اس مجلس میں دو سو تین سو افراد ہوتے ہیں اور تمام کو

شادی مبارک کہنا ہوتا ہے اور معانقہ کرنا ہوتا ہے تو جلدی کرنے میں کبھی مسجد میں شور وغل ہوتا ہے جس سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے، تو کبھی گلے ملنے والا ثواب سمجھ کر سامنے والے کو پوری طاقت سے دباتا ہے جس سے سامنے والے کو تکلیف ہوتی ہے۔

نیز دونوں عیدوں میں بھی عید مبارک کہنے کا رواج عام ہو گیا ہے، اور عید کے دن گلے ملتے ہیں، ایک مولانا کا کہنا ہے کہ نکاح اور عید جیسے خوشی کے موقع پر گلے ملنا اور مبارکباد دینا اچھا کام ہے، تو کیا شادی کی مجلس میں معانقہ کرنا شادی مبارک کہنا فرض، واجب، سنت یا مستحب یا ضروری ہے یا نہیں؟ نیز عید کے دنوں میں گلے ملنا اور مبارکبادی دینا شرعی عمل ہے ؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کسی خاص مبارک اور نکاح کے موقع پر اتفاق سے آپس میں ایک دوسرے کی ملاقات ہو جائے تب ہاتھ ملانا اور معانقہ کرنا درست اور جائز ہے، اسی طرح مبارک بادی دینے میں بھی کسی طرح کا حرج نہیں، یہ چیزیں نہ تو فرض ہیں نہ ہی واجب۔ (مشکوۃ، شامی)۔

سوال میں مذکورہ تفصیل کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے یہ چیزیں اپنے مقام سے ہٹ گئی ہیں اور رواج کی شکل اختیار کرگئی ہیں، نیز تمام حاضرین سے گلے ملنا اور مصافحہ کرنے میں شور وغل کا ہونا اور مسجد کی بے حرمتی کا اندیشہ ہے، اس لئے ایسی رسموں، مصافحہ اور معانقہ وغیرہ کو بند کرنا چاہئے۔ فتاویٰ دار العلوم ۵/۲۲۳ پر عید کی نماز کے بعد ملاقات کرنے اور معانقہ کرنے کو رافضیوں کا طریقہ بتایا گیا ہے، اور بدعت کہہ کر ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ (شامی: ۵)

﴿۱۸۴۳﴾ شادی میں لڑکے والوں کا لڑکی کو کپڑے اور زیور دینا؟

سوال: شادی بیاہ کے وقت لڑکی والے اپنے خاندانی رواج کے مطابق کچھ جوڑے

کپڑے کے اور کچھ سونے اور چاندی کے زیور مانگتے ہیں، تو یہ مانگنا اور دینا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حیثیت کے مطابق دینا چاہیئے، لڑکی والے شادی کے وقت جو کپڑے وغیرہ خاندانی رواج کے مطابق مانگتے ہیں ان کو اپنی حیثیت کے مطابق دینا چاہیئے، غیروں کی دیکھا دیکھی اور نقالی میں آپس میں اس وقت جو لین دین کا رواج ہو گیا ہے اور اس رواج کے بغیر شادی نامکمل سمجھی جاتی ہے یہ بالکل غلط ہے، اس رسم کو ختم کرنا چاہیئے اور سنت طریقہ کو اختیار کرنا چاہیئے۔

﴿۱۸۴۴﴾ لڑکی والوں کا لڑکی کے انتقال کے بعد شادی میں دی ہوئی چیزیں واپس مانگنا؟

سوال: تین سال قبل میری لڑکی جمیلہ کی شادی ہوئی تھی، اس کی ایک لڑکی بھی ہے، اور تاریخ ۳۰/۷/۸۷ھ کو میری لڑکی جمیلہ کا انتقال ہو گیا، اس کی لڑکی اس کے ابو کے ساتھ ہی رہتی ہے، شادی کے موقع پر بیٹی کو ہدیہ بخشش کے طور پر زیور (سونے کے) اور دوسری ضروری چیزیں کباٹ، کپڑے، پنکھا، پلنگ میری طرف سے اور میرے رشتہ داروں کی طرف سے دیا گیا تھا، اب اس لڑکے کے ساتھ ہمارا کوئی رشتہ نہیں رہا، ہم اس سے شادی کے وقت دی ہوئی چیزیں واپس مانگ رہے ہیں تو ہم یہ چیزیں واپس مانگ سکتے ہیں؟ اس کا جواب فتوے کی شکل میں دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: صورت مسئولہ میں لڑکی کو شادی کے موقع پر والدین یا اعزہ واقارب کی طرف سے جو چیزیں ہدیۃً دی جاتی ہیں وہ مالکانہ اختیار کے ساتھ بخشش کے طور پر ہوتی ہیں، اس لئے ایسی ہر چھوٹی بڑی چیز کی عورت مکمل مالک ہوتی ہے، خسر یا میکے والوں کا اس پر قبضہ کر لینا درست نہیں ہے غصب کہلائے گا، اور اگر دنیا میں نہیں دیا تو

آخرت میں نیکیوں کی صورت میں دینا پڑے گا۔

اس لئے یہ حق شرعی طریقہ کے مطابق دنیا ہی میں ادا کردینا چاہئے، اب جب کہ لڑکی کا انتقال ہوگیا ہے تو ہر وہ چیز جس کی لڑکی مالک تھی اس کے ورثاء کی کہلائے گی، اور اس میں میراث جاری ہوگی اور ہر وارث کو اس کے شرعی حق کے برابر اس میراث میں سے حصہ ملے گا۔

لہذا صورت مسئولہ میں ان تمام چیزوں کے تیرہ حصے کئے جائیں اس میں سے مرحومہ کے شوہر کو تین حصے مرحومہ کی لڑکی کو چھ حصے مرحومہ کے والد کو دو حصے اور مرحومہ کی والدہ کو دو حصے ملیں گے، جو کل تیرہ ہوں گئے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۴۵﴾ کیا میں اپنی مطلقہ والدہ کو لے کر والد کے گھر رہ سکتی ہوں؟

سوال: میرا نام ہندہ ہے، میں اپنے والدین کے ساتھ رہتی ہوں، میرے والد نے میری والدہ کو تاریخ ۲۰۰۸ء/۱۰/۳ کو طلاق دی ہے، والدہ کے میکے میں دو بھابھی اور ایک بہن ہے، جو بیوہ ہے، بھائی اور بھابھی کو والدہ کی عدت کے لئے کہا تو انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا، میرا ایک بھائی بھی ہے جو گھر داماد کے طور پر رہتا ہے، والدہ کو بھائی اپنے گھر عدت کے لئے لے گیا مگر بھابھی والدہ کے ساتھ جھگڑا کرتی رہی اور چھ دن بعد میری چھوٹی بہن کے گھر عدت پوری کرنے کے لئے لے گئے تو یہ صحیح ہوا یا نہیں؟ یا عدت پھر سے گذارنی ہوگی؟ اور عدت کب ختم ہوگی؟ اب عدت کے بعد میرا اور میری والدہ کے رہنے کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے، میری شادی نہیں ہوئی ہے میں اور والدہ ایک ساتھ اکیلے رہ نہیں سکتے، ہمارا گھر دو منزل کا ہے، میرے والد اوپر کی منزل پر کوئی بھی دو کمرہ دینے کے لئے راضی ہے، تو کیا میں اور میری والدہ رہنے کے واسطے والد کے مکان میں نیچے یا اوپر رہ سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں طلاق دینے والے مرد پر لازم تھا کہ عدت کی مدت ختم ہونے تک عورت کے رہنے کا معقول انتظام کرتا تا کہ مطلقہ کو عدت گزارنے کے لئے دوسری جگہ جانے کی نوبت نہ آتی، لیکن اب عدت ختم ہوچکی ہے تو اس کے رہنے کا انتظام کرنا مرد پر لازم نہیں ہے، عورت اپنے لڑکے اور لڑکی کے ساتھ رہ سکتی ہے، لیکن لڑکا سسرال میں رہائش رکھنے کی وجہ سے والدہ کو ساتھ میں نہ رکھ سکتا ہو تو کرایہ سے مکان لے کر ماں کے رہنے کا انتظام کرے، اگر یہ بھی نہ ہوسکتا ہو اور لڑکی باپ والے گھر میں ماں کو لے کر رہ سکتی ہو تو اس کے لئے شرط یہ ہے کہ باپ کے ساتھ ماں کا کبھی آمنا سامنا نہ ہو اس کا خیال رکھا جائے، اس شرط کے پورے اہتمام کے ساتھ ہی رہ سکتی ہے۔

عدت کی مدت تین حیض ہے، لیکن عورت کو کبرسنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو تین مہینہ یعنی ۹۰ دن پورے کرنے سے عدت ختم ہوجائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۴۶﴾ تین نکاح میں سے کونسا صحیح ہوا کونسا باطل؟

سوال: ہندہ بنت زید کا نکاح عمر کے ساتھ ۳۰/۸/۱۹۸۱ء کے دن ہوا، اس نکاح سے ہندہ کو ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے، اس لڑکے اور لڑکی کی عمر آج ۲۶ اور ۲۷ سال کی ہے، اور تاریخ ۸/۹/۱۹۹۸ء کو عمر نے ہندہ کو طلاق دی، اس کے ۹ مہینہ بعد ہندہ نے احمد آباد کے ایک ۹۴ سالہ بزرگ سے خدمت کی شرط پر نکاح کرلیا اور آٹھ دن کے بعد ۱۷/۶/۹۹ کو وہ اپنی ماں کے گھر آ گئی اور بچوں کی محبت کی وجہ سے واپس احمد آباد نہیں گئی اور اس بزرگ سے طلاق نہیں ہوئی اور تاریخ ۳۰/۱/۲۰۰۰ء کو دوبارہ پہلے والے شوہر عمر کے ساتھ نکاح کرلیا، اور حال یہی رہا کہ اچانک ۱۰/۳/۲۰۰۲ء کو اس احمد آباد والے بزرگ کا انتقال ہوگیا، انہوں نے

مرتے دم تک طلاق نہیں دی تھی، پھر عمر سے بھی نا اتفاقی ہوئی لیکن عمر نے طلاق نہیں دی، اوراس نے تیسرے شخص بکر سے ۱۰/۳/۲۰۰۳ء کو نکاح کرلیا، اس بکر کی یہ دوسری شادی تھی اس کی پہلی بیوی اور پانچ بچے بھی حیات ہیں، اور بیوی بکر کے نکاح میں ہے، اور ہندہ دوسری بیوی ہے، بکر کی عمر ۴۴ سال ہے اور ہندہ کی عمر ۴۳ سال ہے اب اس پورے واقعہ میں پوچھنا یہ ہے کہ ان تین آدمیوں میں سے کس کا نکاح ہندہ کے ساتھ کب صحیح ہوا اور کس کا نکاح ناجائز ہوا؟ بس اس کا خلاصہ فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں ہندہ نے احمد آباد کے جس بزرگ کے ساتھ نکاح کیا تھا وہ معتبر ہے، اوران سے طلاق لینے سے قبل ۳۰/۱/۲۰۰۰ء کو اس نے شوہر اول عمر سے دوبارہ نکاح کیا یہ صحیح نہیں ہوا، اس لئے کہ اس وقت وہ کسی کی منکوحہ تھی، اور یہ جاننے کے باوجود کہ وہ دوسرے کے نکاح میں ہے عمر نے اس سے نکاح کیا تو اس نے بہت بڑا گناہ کیا اور اس سے میاں بیوی کا جو تعلق رکھا وہ زنا کہلائے گا اور جن جن لوگوں نے اس نکاح میں اس کی مدد کی وہ سب سخت گناہ کے مرتکب ہوئے، ان تمام کو سچے دل سے توبہ کرنا ضروری ہے، ۱۰/۳/۲۰۰۲ء کو اس بزرگ کا انتقال ہوگیا انتقال ہوتے ہی ہندہ اس کے نکاح میں سے نکل گئی اور اس کی عدت گزارنا اس پر ضروری تھی اور وہ اس کی بیوہ شمار ہوگی، پھر اس نے بکر کے ساتھ ۱۰/۳/۲۰۰۳ء کو نکاح کیا تو یہ نکاح بھی صحیح ہوگیا اور اب وہ اس کی بیوی کہلائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۴۷﴾ نکاح کے موقع پر دلہے سے مسجد والوں کا کچھ روپئے لینا؟

سوال: مسجد کی انتظامیہ کمیٹی ہے یہ کمیٹی والے ہر نکاح کے موقع پر دلہے سے ایک متعینہ رقم

لیتے ہیں اور اسے مسجد کے خرچ میں استعمال کرتے ہیں تو انتظامیہ کمیٹی کا متعینہ رقم لینا جائز ہے یانہیں؟اور لی ہوئی رقم مسجد کے کام میں خرچ کر سکتے ہیں یانہیں؟اور اگر مسجد کے کام میں خرچ نہیں کر سکتے تو کہاں خرچ کرنی چاہئے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... دلہا خوش دلی سے اگر کچھ رقم مسجد میں دے تو اس رقم کا لینا اور مسجد کے کام میں خرچ کرنا جائز ہے، لیکن زبردستی وصول کرنا اور نہ دینے کی صورت میں مسجد میں نکاح کرنے نہ دینا ایسی زبردستی سے روپئے لینا غصب کے حکم میں شمار ہوگا، اور اس طرح روپئے لینا اور مسجد کے کام میں خرچ کرنا ناجائز کہلائے گا، حدیث شریف میں ہے کہ کسی مسلمان کا مال اس کی دلی رضامندی کے بغیر لینا یا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

﴿۱۸۴۸﴾ نکاح والے گھر کسی کی میت ہوجانے سے نکاح ملتوی کرنا؟

سوال: ہمارے یہاں یہ رواج ہے کہ اگر کسی قریبی رشتہ دار کا انتقال ہوجاتا ہے تو اس کے رشتہ دار ایک سال تک گھر میں شادی بیاہ نہیں کرتے، ابھی چھ مہینہ ہوئے میری بہن کا انتقال ہوگیا ہے، اور اب مجھے شادی کرنی ہے تو میں شادی کرسکتا ہوں یانہیں؟ کیا یہ رواج صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... کسی رشتہ دار دوست اور احباب کے انتقال پر رنج وغم کا ہونا فطری چیز ہے، اور اس میں بھی نسبی لڑکا یا بھائی اور بہن کا انتقال ہو جائے تو زیادہ رنج ہوتا ہے اس کا سوگ منانا جائز اور درست ہے لیکن شریعت کی طرف سے اس کی خاص حد مقرر ہے اس مدت سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے "کسی شخص کے لئے تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں ہے، ہاں عورت اپنے شوہر کے انتقال پر چار مہینہ دس دن سوگ مناسکتی ہے" اور اسی پر ازواج مطہرات، صحابہ کرام اور

بزرگان امت کا عمل آج تک چل رہا ہے۔

لہذا صورت مسئولہ میں میت والے گھر ایک سال تک نکاح نہ کرنے کا رواج بنا لینا آپ ﷺ کی تعلیمات کے خلاف ہے، اور ایسے وقت میں نکاح کرنے کی شریعت کی طرف سے کوئی ممانعت نہیں ہے اس لئے آپ نکاح کر سکتے ہیں، بلکہ اس وقت میں آپ کے نکاح کرنے سے آپ کو اس رواج کے ختم کرنے کا جو خاص ثواب ہے وہ بھی ملے گا۔

(شامی:۲، مشکوۃ شریف) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۴۹﴾ لڑکے کے باپ کا لڑکی کے باپ کو ۲۰۱ روپئے دینے کا رواج

سوال: ہماری جماعت کے بنیادی اصول میں سے ایک قاعدہ یہ ہے کہ نکاح کے وقت لڑکی کے باپ کو لڑکے کا باپ ۲۰۱ روپئے دیتا ہے لیکن یہ دینا ضروری نہیں ہے، دے تو اچھا اور نہ دے تو کوئی حرج نہیں، ہماری جماعت میں ۷۰ فی صد لوگ تونگر اور ۳۰ فی صد لوگ غریب ہیں، غریب کی مدد ہو جاوے اس نیت سے یہ قاعدہ بنایا ہے تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کمزور اور غریب مسلمان کو خوشی یا غمی کے موقع پر مدد کرنا بہت ہی ثواب کا کام ہے، اس لئے لڑکے کا باپ لڑکی کے باپ کو اپنی خوش دلی سے متعینہ رقم مذکورہ نیت کے ساتھ غیر ضروری سمجھتے ہوئے دے تو جائز بلکہ ثواب کا کام ہے، لیکن اگر یہ رقم جماعت یا دوسرے لوگوں کی طرف سے ضروری اور فرض کر دی جائے اور نہ دینے والے کو لعن وطعن یا ملامت کی جائے تو پھر یہ دینا اور لینا ناجائز ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۵۰﴾ کسی عالم کا طلاق دے دو کہنا کیسا ہے؟

سوال: ایک لڑکے کی عمر ۲۰ سال اور لڑکی کی عمر ۱۶، ۱۷ سال ہے، ڈیڑھ سال قبل دونوں

نے اپنی مرضی سے خفیہ طور پر گھر والوں کو بے خبر رکھ کر شریعت کے مطابق نکاح کر لیا تھا، اور چھ سات دن باہر رہ کر بھی آئے تھے، نکاح صحیح ہو گیا تھا، یہ علماء اور دونوں کے والدین جانتے ہیں اور قبول بھی کرتے ہیں، اس کے باوجود لڑکی راضی ہے پھر بھی لڑکی والے لڑکی کو سسرال نہیں بھیجتے، اس کی ماں بہت ضدی ہے۔

اس لئے میں ایک دو عالم کے پاس اس امید سے گیا کہ ان کے ذریعہ اس جھگڑے کا حل ہو جاوے، اور میں نے ان کو پورا واقعہ بھی بتایا، اور ان کو پوری حقیقت معلوم ہو گئی، پھر بھی انہوں نے مجھے یہ الفاظ کہے کہ ’’ اسے طلاق دے دو‘‘ تو شریعت میں اس کے لئے کیا حکم ہے؟ کسی عالم کا ’’طلاق دے دو‘‘ ایسا کہنا مناسب ہے؟ لڑکی والوں کا لڑکی کو نہ بھیجنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... کسی شریعت کے پابند شخص نے اس کو بہتر سمجھتے ہوئے کہا تو اس میں وہ گنہگار نہیں ہے، نیز ان کے کہنے سے آپ طلاق دینے کے لئے مجبور یا آپ پر طلاق دینا واجب نہیں ہو جاتا اس لئے اگر آپ طلاق نہ بھی دیں تو آپ گنہگار نہیں ہوں گے۔

آپ اور آپ کی بیوی مل کر گھر بسانا چاہتے ہیں تو یہ بڑی اچھی بات ہے لیکن اس کے لئے مناسب طریقہ اختیار کرنا چاہئے حالات درست کرنے چاہئے ضد اور نفرت دور ہو ایسے کام کرنے چاہئے۔

﴿۱۸۵۱﴾ شادی بیاہ میں سہرا باندھنا اور ہار پہننا؟

سوال: میں نے اپنے نکاح میں پھول ہار نہیں پہنے تھے۔ اس لئے میرے گاؤں والوں نے

مجھے برا بھلا کہا تو اس بارے میں مجھے ان کو صحیح جواب دینا ہے:
مفتی اسماعیل صاحب واڈی والاؒ کی کتاب روضة الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ ”شادی بیاہ کی فضول خرچیوں میں سے ایک فضول خرچی دلہے کا پھول ہار پہننے کے پیچھے روپئے خرچ کرنا ہے“، اور ایسی فضول خرچیوں سے بچنا چاہیئے، تو میں نے پھول ہار نہیں پہنے تو لوگ پیٹھ پیچھے بات کرتے ہیں، اور برا بھلا کہتے ہیں تو کیا کہنا ہے مفتیان کرام کا؟ ہمارے یہاں دلہے سر سے لے کر پیروں تک کا سہرا باندھتے ہیں، ہاتھ میں پھول لیتے ہیں، اور گلے میں ہار پہنتے ہیں یہ سب غلط رواج ہے یا نہیں؟ کیا یہ فضول خرچی میں شامل نہیں ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... روضة الفتاویٰ میں لکھا ہوا جواب صحیح ہے۔ شادی سنت طریقہ کے مطابق اور سادگی سے ہونی چاہیئے، غیروں کی اتباع میں جو رواج ہم میں داخل ہو گئے ہیں ان کو دور کرنا چاہیئے۔ حضور ﷺ اور دیگر صحابۂ کرام مرد وعورتوں نے بھی شادی کی ہے لیکن کسی نے پھول ہار پہنا ہو یا سہرا باندھا ہو ایسا کسی کتاب سے ثابت نہیں ہے، اس لئے آپ نے پھول ہار نہیں پہنا اور جس طریقہ پر عمل کیا یہ سنت کے مطابق اور اتباعِ رسول ہے، اور رواج کو بند کیا اس پر اور زیادہ ثواب ملے گا، شادی بیاہ کے موقع پر پھول ہار کے استعمال کا دین میں کوئی درجہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کا پہننا فرض واجب یا سنت یا مستحب ہے، اور پھولوں کے نہ ہونے سے نکاح میں کوئی فرق بھی نہیں آتا اس لئے پھولوں کے پیچھے روپئے خرچ کرنا فضول خرچی ہے اور قرآن پاک میں فضول خرچی کرنے والوں کو اخوان الشیاطین یعنی شیطانوں کا بھائی کہا گیا ہے، اس لئے ایسی فضول خرچی سے بچنا چاہیئے۔ فقط واللہ اعلم

﴿۱۸۵۲﴾ ساڑھے چار مہینے میکے میں رہنے کا رواج؟

سوال: ہمارے معاشرہ میں یہ رواج ہے کہ لڑکی کا نکاح ہو جانے کے بعد اسے صرف ساتھ دن کے لئے سسرال بھیجتے ہیں اور پھر لڑکی کے گھر والے (خاص کر اس کی ماں) اسے اپنے گھر بلا لیتے ہیں، پھر دو مہینہ بعد اس کے سسرال (شوہر کے گھر) بھیجتے ہیں، اس کے بعد دو مہینہ وہ سسرال میں رہتی ہے اور پھر واپس اپنے گھر آتی ہے، اس طرح شروع شروع میں ہر دو تین مہینہ پر وہ اپنے میکے رہنے جاتی ہے۔

اگر اس عرصہ میں لڑکی اپنے میکے میں ہو اور لڑکا یا لڑکی کے خاندان کے کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو چار مہینہ ۱۵ دن تک لڑکی اس کے شوہر کے گھر نہیں جاتی اور اگر لڑکے والوں کے یہاں کسی کا انتقال ہو جائے تو لڑکے والے نہیں بلاتے، اس طرح کے رسم کی وجہ سے بہت برا بھلا کہا جاتا ہے اور دونوں فریق کے خاندانوں میں بہت مخالفت کی جاتی ہے اور جھگڑا بھی ہوتا ہے، ان رواجوں کو عورتیں زیادہ فروغ دیتی ہیں تو کیا ایسے رواج مناسب ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ......لڑکا اور لڑکی جب ایجاب و قبول کر لیتے ہیں تو وہ فوراً میاں بیوی بن جاتے ہیں اور مرد پر عورت کے اور عورت پر مرد کے حقوق لازم ہو جاتے ہیں۔ من جملہ ان میں سے ایک شوہر کی اطاعت ہے، ہمارے یہاں غیروں کی اتباع میں بہت سے رواج داخل ہو گئے ہیں اور ہم نے اپنی نادانی سے ان کو دینی حکم کا اور شرعی مسئلہ کا درجہ دے دیا ہے جو بہت ہی غلط اور قابل ترک ہے۔

دونوں فریق میں سے کسی کے یہاں میت ہو جانے پر چار مہینہ ۱۵ دن تک شوہر کے یہاں نہ بھیجنا اسلامی اصول کے مطابق ناجائز اور ظلم کے درجہ میں ہے، اس لئے شوہر کے بلانے

پر بیوی کو چلے جانا چاہئے اور اس چلے جانے پر لعن وطعن کرنا یا اسے برا سمجھنا ایمان کی کمزوری کی علامت ہے، اور اللہ کے یہاں جواب دہی کے لئے تیار رہنا چاہئے، ایسے غلط رواجوں کو بالکل بند کرنا چاہئے اور سنت طریقہ کو اپنانا چاہئے۔

﴿۱۸۵۳﴾ نکاح کی مجلس مسجد میں رکھنا اور اس میں عورتوں کا شرکت کرنا؟

سوال: ہمارے یہاں نکاح کی مجلس زیادہ تر بڑی مسجد میں ہوتی ہے، مسجد دومنزلہ ہے جماعت خانہ کھلا ہوا ہے، اور اوپر کی منزل سے نیچے کا جماعت خانہ نظر آتا ہے، بالائی حصہ میں نکاح کے وقت عورتیں بھی آتی ہیں، اور اوپر کی منزل پر پردہ ڈالا ہوا ہوتا ہے، لیکن کبھی کچھ عورتیں پردہ ہٹا کر سامنے کھڑی ہو جاتی ہیں اور نکاح کو سنتی ہیں، بے پردگی ہوتی ہے، شور وغل ہوتا ہے کچھ عورتیں بغیر برقع کے آتی ہیں، عورتوں اور مردوں کے آنے جانے کا راستہ بھی ایک ہی ہے تو کیا اس طرح نکاح کی مجلس کے لئے عورتوں کا مسجد میں آنا جائز ہے؟

نکاح کے بعد لڑکا اس کی منکوحہ لڑکی سے ملنے کے لئے بالائی منزل پر جاتا ہے اور عورتوں کی موجودگی میں ملاقات ہوتی ہے اور گھر کی بڑی عورتیں نانی دادی ساس پھوپھی وغیرہ کو سلام کرتا ہے کیا عورتوں کی موجودگی میں اپنی منکوحہ سے ملنے جانا سلام کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زمین پر سب سے محبوب جگہ اللہ کے نزدیک مسجد ہے اور مسجد اللہ کے سامنے حاضر ہونے کا دربار ہے اس کا خوب ادب واحترام کرنا چاہئے، ہر نیک کام نماز تلاوت ذکر اور نکاح کی مجلس بھی مسجد میں رکھنے میں زیادہ ثواب ملتا ہے، اور ایسی مقدس جگہ پر اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو تو یہ بڑی محرومی اور اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے۔

ایسی نکاح کی مجلس میں عورتوں کا شریک ہونا اگر پردہ کا مکمل انتظام ہو مردوں سے میل جول

نہ ہوتا ہو اور کسی حکم کی خلاف ورزی نہ ہوتی ہو تو آنے کی شریعت کی طرف سے اجازت تو ہے لیکن نماز جیسے اہم اور بنیادی اسلامی حکم کے لئے جب کہ عورتوں کا مسجد میں آنا مکروہ تحریمی بتایا گیا تو نکاح کی مجلس میں شرکت کے لئے عورتوں کا مسجد میں آنا جائز نہیں کہلائے گا، عورتوں کو روکنا اور منع کرنا چاہئے، حضرت عائشہؓ کی ایک روایت بخاری شریف میں ہے، جس میں آپؓ فرماتی ہیں: آج عورتوں کی جو حالت ہو چکی ہے وہ حالت اگر حضور ﷺ کے زمانہ میں ہوتی تو ضرور آپ ﷺ عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع کر دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتیں مسجد میں آنے سے روک دی گئیں۔

آپ نے سوال میں جو حقیقت ذکر کی ہے، اس میں مردوں اور عورتوں کے آنے کا راستہ ایک ہے عورتیں بغیر برقع کے آجاتی ہیں پردہ ہٹا کر سامنے آجاتی ہیں شور وغل ہوتا ہے نکاح کا موقع ہونے کی وجہ سے بن سنور کر آتی ہیں وغیرہ نیز نکاح کے بعد دلہا رشتہ دار عورتوں سے مسجد میں ملتا ہے اور اس وقت دوسری نامحرم عورتیں بھی ہوتی ہیں تو ایسی حالت میں عورتوں کو مسجد میں اور مسجد کے احاطہ میں آنے سے بھی روکنا چاہئے، اور اگر شروع میں مذکورہ برائیاں نہ ہونے کی وجہ سے شرکت کی اجازت دی ہو تو اب اس کے غلط استعمال کی وجہ سے سختی سے منع کرنا چاہئے، اگر ایسا نہیں کیا گیا تو عورتوں کو مسجد میں لانے والے، اجازت دینے والے، مسجد کمیٹی کے ذمہ داران اور مسئلہ سے واقف حضرات جنھوں نے نہی عن المنکر نہیں کیا وہ سب گنہگار رہوں گے۔

و عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ احب البلاد الى الله مساجدها وابغض البلاد الى الله اسواقها (مشکوۃ:۱/۶۸)۔

و يندب اعلانه و تقديم خطبة و كونه فى مسجد يوم الجمعة (شامی:

(۶۶/۴)۔

عن عائشةؓ قالت قال رسول الله ﷺ اعلنوا هذا النكاح و اجعلوه فى المساجد۔عن عمرة بنت عبد الرحمن انها سمعت عائشة زوج النبى ﷺ تقول لو ان رسول الله ﷺ راى ما احدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بنى اسرائيل۔ (مسلم شریف:۱/۱۸۳)۔

و لا يشك للشواب منعهن الخروج الى الجماعات لما ما روى عن عمرؓ انه نهى الشواب عن الخروج و لان خروجهن الى الجماعة سبب الفتنة و الفتنة حرام و ما ادى الى الحرام فهو حرام۔(مرقاة:۹/۳۲۹)۔

ثم اعلم انه اذا كان المنكر حراما وجب الزجر عنه (مرقاة:۹/۳۲۹)

﴿۱۸۵۴﴾ شادی بیاہ میں نیوتہ لینا دینا؟

سوال: ولیمہ کے کھانا میں اگر عقیقہ بھی شامل کرلیا جائے یعنی عقیقہ کا جانور ذبح کر کے اس کے گوشت سے ولیمہ کا کھانا بنالیا جائے تو اس کھانے کے بعد شادی کا نیوتہ لے سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شادی کے موقع پر نیوتہ کے نام سے جو رقم یا اشیاء دی جاتی ہیں یا لی جاتی ہیں وہ علماء کی صراحت کے مطابق جائز نہیں ہے، یہ ایک رسم ہے اسے بند کرنا اور ترک کرنا چاہئے، دینے والا کسی بھی طرح کی پابندی کے بغیر اپنی خوش دلی سے ہدیہ کے طور پر دے تو لینا جائز ہے۔عقیقہ کا گوشت شادی کے موقع پر کھلایا جائے تو یہ جائز ہے لیکن کھانے کے عوض روپئے لئے جائیں تو یہ جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۵۵﴾ ذیقعدہ کے مہینہ میں نکاح کرنا

سوال: ماہ ذی القعدہ کے متعلق بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ خالی مہینہ ہے اس مہینہ میں

کوئی اسلامی تیوہار نہیں ہے اس لئے اس مہینہ میں شادی بیاہ نہیں کر سکتے، لہذا شریعت کی روشنی میں بتائیں کہ کیا اس ماہ میں شادی بیاہ کرنا منحوس ہے؟ ماہ ذی القعدہ کے متعلق لوگوں کا یہ عقیدہ صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شادی بیاہ کے لئے اسلام نے کسی مہینہ یا دن کو منحوس نہیں بتایا ہے اس لئے کسی دن یا مہینہ میں نکاح کو منحوس سمجھنا اسلامی عقیدہ نہیں ہے یہ عقیدہ باطل اور قابل ترک ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں شوال کے مہینہ میں نکاح کو منحوس سمجھا جاتا تھا، لیکن میرا نکاح شوال کے مہینہ ہی میں ہوا اور رخصتی بھی شوال کے مہینہ ہی میں ہوئی۔ اور آج ہم ان کی ازدواجی زندگی کی کامیابی کی مثالیں دیتے ہیں، اس لئے ایسے غلط عقیدوں کو چھوڑ دینا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۵۶﴾ بیوی شوہر کو اپنے پاس بلاوے اور شوہر انکار کردے تو کیا وہ گنہگار ہوگا؟

سوال: احادیث میں بیوی پر مرد کے بہت سے حقوق بتائے گئے ہیں، منجملہ ان کے کئی روایات صحیح بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ میں موجود ہیں اور حقوق کی ادائے گی کی تاکید آئی ہے من جملہ ان کے ایک یہ حق بھی بیان کیا گیا ہے کہ اگر بیوی کو اس کا شوہر بلاوے اور بیوی انکار کرے تو وہ گنہگار ہوگی۔

اس مسئلہ اور اس مسئلہ سے متعلق حدیث کی روشنی میں مجھے کچھ سوالات پوچھنے ہیں:

(۱) کیا اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شوہر ہی بیوی کو بلائے؟ (۲) اگر بیوی کو خواہش ہو تو وہ شوہر کو بلاسکتی ہے یا نہیں؟ (۳) بیوی کو خواہش ہو اور وہ شوہر کے پاس آئے

تو اس میں کچھ گناہ ہے؟

(۴) بیوی شوہر کے پاس آئے اور شوہر انکار کردے تو اس کا کیا حکم ہے؟ (۵) شوہر اپنی خواہش پر بیوی کو بلاتا ہے اور بیوی کو خواہش ہونے پر وہ شوہر کو بلائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت یعنی میاں بیوی دونوں کے حقوق میں مساوات رکھی ہے البتہ دونوں کی جسمانی اور دماغی خلقت کے فرق کے پیش نظر ہر ایک کی ذمہ داری جدا جدا رکھی ہے، شہوت کا تقاضیٰ دونوں میں ہے البتہ عورت پر حیا اور شرم کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے اس لئے وہ اپنی ضرورت کو صاف طور پر ظاہر نہیں کرسکتی اس لئے مردوں کو پہل کرنے کے لئے کہا گیا ہے اور رہی یہ
بات کہ بیوی پہل کرے تو یہ منع نہیں ہے جس طرح خواہش کا پورا کرنا شوہر کا حق ہے ویسے ہی عورت کو بھی یہ حق حاصل ہے۔

(۱) نمبر ایک میں جو ثابت کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے، عورت بھی بلاسکتی ہے (۲) اس میں گناہ نہیں ہے۔ (۳) بیوی شوہر کے پاس آوے اور شوہر انکار کرے اور کم از کم ایک مرتبہ بیوی کا حق ادا کرچکا ہو تو از روئے شریعت وہ گنہگار نہیں ہے۔ (۵،۴) اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فوقیت دی ہے اس لئے بغیر عذر کے عورت انکار کردے گی تو اللہ کے یہاں نافرمان اور گنہگار کہلائے گی۔ (شامی: ۲/۲۵۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۵۷﴾ بیرون ملک جانے کے لئے لڑکی کا کسی کو شوہر بتانا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنی بیوی اور لڑکی کے ساتھ انگلینڈ سے انڈیا تفریح کے لئے آیا، یہاں آنے کے بعد وہ اپنے اخیافی بھائی سے ملا،

اوراب وہ اسے انگلینڈ لے جانا چاہتا ہے، اس کا ارادہ یہ ہے کہ اپنی بیوی اورلڑکی کو اس اخیافی بھائی کے ساتھ بھیج دے، سرکاری کاغذات اور تحقیقات میں عورت یہ بتائے گی کہ میں نے اس کے ساتھ نکاح کیا ہے اور میں اسے انگلینڈ لے جارہی ہوں، یہ چھوٹی لڑکی میرے دوسرے رشتہ دار کی ہے اوراس عورت کا اصل شوہران کے بعد انگلینڈ آجائے گا،تو اب سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح عورت کا پرائے مرد کو شوہر بتانے سے یا اقرار کرنے سے اس کے اصل نکاح میں کوئی خرابی آتی ہے؟ کیا اس کا پہلے والا نکاح باقی رہا یا ٹوٹ گیا؟ اگر ٹوٹ گیا تو اب اس کے لئے کیا شکل ہے؟

نوٹ: بعد میں پہنچنے والا اصل شوہر اپنی بیوی کے ساتھ ہی رہے گا، نیز ایک بات یہ بھی ملحوظ رہے کہ عورت نے سرکاری سوالات و جوابات میں جسے اپنا شوہر ظاہر کیا ہے وہ سرکاری کاغذوں میں ہمیشہ کے لئے اس کا شوہر رہے گا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں عورت کا پرائے مرد کو اپنا شوہر بتانا جھوٹ اور دھوکہ اور خیانت ہے، اس لئے یہ کام خلاف شرع اور معصیت ہے، اور حکومت کے قانون کی خلاف ورزی بھی ہے جس کی وجہ سے سزا اور توہین نفس کا سخت اندیشہ ہے، اس لئے یہ کام ناجائز ہے البتہ اس سے اس کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا، نیز اس میں غیر محرم کے ساتھ سفر بھی ہے جسے حدیث شریف میں ناجائز بتایا گیا ہے، لہذا ایسے دارین کی بربادی والے عمل سے بچنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۵۸﴾ کیا حضرت علیؓ اپنے نکاح میں موجود نہیں تھے؟

سوال: حضرت علیؓ کا نکاح حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے پڑھایا تھا اس وقت

حضرت علیؓ موجود نہیں تھے حضرت علیؓ کو اطلاع دی گئی تو آپؓ نے فرمایا مجھے منظور ہے، یہ واقعہ صحیح ہے یا غلط؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مذکورہ سوال کے جواب میں حضرت تھانویؒ کی ایک عبارت پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں، حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں:

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہؓ کے نکاح کو مسلمانوں کے لئے ایک نمونہ بنایا، نہ اس میں دعوت نامہ تھا نہ مہمانوں کی آمد تھی نہ دیگر رسومات کی پابندی۔

اولاً حضرت ابو بکرؓ نے ثم حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حضرت فاطمہؓ سے نکاح کا پیغام بھیجا، لیکن ان کی عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے حضور ﷺ نے انکار کر دیا اس کے بعد ان دونوں حضرات نے حضرت علیؓ کو تیار کیا اور کہا کہ آپ ﷺ نے ہم دونوں کو اس مجبوری کی وجہ سے انکار کیا ہے البتہ آپ عمر میں چھوٹے ہو اس لئے پیغام بھیجو۔

حضرت علیؓ خود گئے اور خاموش بیٹھے رہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں سمجھ گیا تم کیا مطلب لے کر آئے ہو؟ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ فاطمہ کا نکاح تم سے کر دوں، پیغام منظور ہوتے ہی حضرت علیؓ چلے آئے، بعد میں حضور ﷺ نے دو چار صحابہ کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور حضرت علیؓ سے اس صیغہ کے ساتھ نکاح کرا دیا کہ اگر حضرت علیؓ اسے منظور کریں تو......اور آپؓ اس مجلس میں حاضر نہیں تھے، حضرت علیؓ کو اطلاع ملتے ہی آپ نے منظوری کی مہر ثبت فرما دی اور نکاح ہو گیا۔ (الابقاء: شعبان: ۲۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

باب نکاح اهل الکتاب والفرق الباطلة

﴿۱۸۵۹﴾ مطلقہ کافرہ مسلمان بن کر فوراً نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

سوال: ایک ہندو مذہب کی لڑکی سے ایک مسلمان لڑکے کو محبت ہوگئی، وہ لڑکی شادی شدہ تھی ، کچھ عرصہ ایسا ہی چلتا رہا، پھر دونوں گھر چھوڑ کر بھاگ گئے، اس کے شوہر کو معلوم ہونے پر اس نے اپنے مذہب کے مطابق رضا مندی سے طلاق دے دی، جسے آج دو چار دن ہوئے ہیں، لڑکی حاملہ نہیں ہے، اور ابھی تک مسلمان بھی نہیں ہوئی، اور اب ہندوؤں میں اس کا کوئی سہارا نہیں ہے اس بات کو خاص دھیان میں رکھا جائے، تو اب یہ لڑکی مسلمان بن کر اس لڑکے سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو کرسکتی ہے یا نہیں؟ یا اسے عدت گذارنی ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ لڑکی کو کفر کی حالت میں اس کے شوہر نے اپنے مذہب کے مطابق طلاق دی ہے، اور اس کے مذہب کے مطابق طلاق کے بعد عدت گذارنی نہیں ہے، نیز یہ لڑکی حاملہ بھی نہیں ہے، اس لئے اب مسلمان بننے کے بعد فوراً یہ نکاح کرنا چاہے تو کرسکتی ہے، اس لئے کہ جب یہ لڑکی مسلمان ہوئی اس وقت کسی کے نکاح میں نہیں تھی، اور ایسی عورت جب اسلام قبول کرے اس وقت اس پر عدت بھی نہیں ہے، اس لئے مسلمان ہونے کے بعد یہ لڑکی فوراً نکاح کرسکتی ہے۔ (ہدایہ:۲، امداد الفتاویٰ)

﴿۱۸۶۰﴾ غیر مسلم لڑکی کو مسلمان بنا کر نکاح کرنا؟

سوال: اس مسلمان بھائی کی فضیلت بتائیں جس نے کوئی غیر مسلم لڑکی کو مسلمان بنا کر اس سے نکاح کیا ہو، اور دینی ادب اور علم سکھایا، یا اس نے (اس نو مسلم لڑکی نے) اللہ تعالیٰ کی

نیک ہدایت (توفیق) سے اور اپنے مسلمان خاوند کی فیض صحبت میں اپنی محنت سے علم حاصل کیا، اور ادب سیکھا، اور اسلام پر قائم رہی اور اسی پر اس کا انتقال ہوا، اور اس نومسلم لڑکی کے لئے کیا کیا فضیلتیں ہیں بتا کر ممنون فرمائیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا: اے علی! تیرے ذریعہ کسی کو نیک ہدایت ملے یہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ سرخ اونٹ عرب میں بہت ہی قیمتی مال سمجھا جاتا ہے۔

لہٰذا اگر کوئی شخص اخلاص کے ساتھ کسی کو ہدایت کا راستہ بتائے اور وہ اس راستہ کو اپناوے تو بے شک یہ نبیوں والا کام ہے، اور اس کی بہت ہی فضیلت ہے، اور جو شخص اپنے اہل بیت (بیوی بچوں) کو دینی علم سکھائے اور دینی طریقوں پر چلائے تو اس کو حدیث شریف میں نفل صدقہ سے بھی افضل عمل بتلایا گیا ہے۔ یہ نومسلمہ اللہ کی خوشنودی کے لئے ایمان لائی، اسلام پر قائم رہی اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ دنیا سے رحلت کر گئی تو اللہ پاک کی کریم ذات سے امید ہے کہ اسے جنت میں ٹھکانہ نصیب ہوگا، اور اس کے ساتھ اس کو اس راستہ پر لے جانے والے کو بھی اللہ پاک محروم نہیں رکھے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

(۱۸۶۱) ہندو لڑکی مسلمان ہو کر مسلمان سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو اسے اپنے پہلے والے ہندو شوہر سے طلاق لینی پڑے گی؟

سوال: ایک شخص بیس پچیس سال سے جنگل میں ایک بھیل اناوِل قوم کی لڑکی کو رکھ کر آج تک ازدواجی زندگی گذارتا رہا ہے۔ اسے دین و مذہب کی کوئی پرواہ نہیں ہے، اس کی ایک لڑکی ہے اس کی عمر تقریباً بیس سال ہے، اس کی شادی بھیل اناول قوم کے ایک ہندو شخص

سے بھیل اناوِل قوم کے طور وطریقہ کے مطابق ہوئی تھی، یہ لڑکی فی الحال اپنی خالہ کے یہاں رہتی ہے، اور پانچ سال سے وہ اپنے ہندو شوہر کے پاس نہیں گئی ہے، لڑکی مسلمانوں کے طور وطریقہ کے مطابق رہتی ہے، اور فی الحال ایک مسلمان مرد سے نکاح کرنا چاہتی ہے، اب سوال یہ ہے کہ اس کا پہلا شوہر ہندو ہے اور لڑکی مسلمان ہو چکی ہے تو اس کے پہلے والے شوہر سے طلاق لینا ضروری ہے؟ البتہ یہ پانچ سال سے اپنے ہندو شوہر سے جدا رہ رہی ہے، ان دو سوالوں کے جوابات جلد بتا کر ممنون فرمائیں اس لئے کہ تاریخ ۲۶/۶/۷ کو اس کی نکاح خوانی ہے لڑکی کا باپ مسلمان ہے اور والدہ ہندو ہے۔ لڑکی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو چکی ہے سوال عدت اور طلاق کا ہے، اور مسلمان سے نکاح کرنے کے لئے لڑکی راضی ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مذکورہ لڑکی کا نکاح بھیل اناوِل قوم کے مرد کے ساتھ ان کے طور وطریقہ کے مطابق ہوا تھا اس کے بعد لڑکی نے کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کیا تو اب مسلمان ہونے کے بعد تین حیض آنے تک اس کا شوہر مسلمان نہ ہوا ہو تو تیسرے حیض کے شروع ہوتے ہی اس کا نکاح اس کے ہندو شوہر سے ٹوٹ جائے گا، لہذا صورت مسئولہ میں اس ہندو شوہر سے طلاق حاصل کرنے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا اور عدت کی مدت گذر جانے کے بعد وہ مسلمان مرد سے نکاح کرسکتی ہے۔ (شامی، ہدایہ، عالمگیری وغیرہ)

﴿۱۸۶۲﴾ کیا کیتھولک عیسائی لڑکی سے نکاح ہوسکتا ہے؟

سوال: شرعی قاعدہ کے مطابق اہل کتاب سے نکاح درست ہے یا نہیں؟ کیتھولک عیسائی اہل کتاب میں داخل ہیں؟ کیتھولک عیسائی لڑکی سے نکاح شرعی قاعدہ کے تحت ہوسکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... فی زماننا عیسائی دو طرح کے ہیں:

(۱) ایک وہ جو نصرانی یا عیسائی کہلاتے ہیں لیکن حقیقت میں مذہب کا انکار کرتے ہیں اور

دہریہ ہیں صرف نام کے عیسائی ہیں ان کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

(۲) دوسرے وہ ہیں جو عیسائی مذہب کے ماننے والے ہیں، البتہ انہوں نے اپنے عیسائی مذہب میں رد بدل کر دیا ہے، اور اسی رد و بدل کے مطابق وہ اپنے عقائد رکھتے ہیں، ان کے عقائد شرکیہ ہوں پھر بھی ان سے نکاح کرنا درست ہے۔

اقول و یجوز تزوج الکتابیات، سواء کانت الکتابیة حرة او امة عندنا (الجوهرة النیرة:۲۱/۶)

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ ان سے نکاح کرنا درست تو ہے لیکن فقہاء کرام نے اسے مکروہ شمار کیا ہے اس لئے کہ ماں کے ادب و اخلاق کا اثر بچہ پر پڑتا ہے اور ماں کے عیسائی ہونے سے بچہ کے دین و اخلاق کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے جہاں تک ہو سکے اس سے بچنا چاہئے۔

﴿۱۸۶۳﴾ عیسائی لڑکی سے نکاح جائز ہے؟

سوال: ایک مسلمان شخص عیسائی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے، تو کیا عیسائی لڑکی کے ساتھ مسلمان شخص کا نکاح کرنا جائز ہے؟ لڑکی نکاح کے بعد اپنے پرانے مذہب پر برقرار رہے تو نکاح درست ہوگا یا نہیں؟ لڑکی اپنے مذہب پر باقی رہنا چاہتی ہے، لیکن نکاح کے لئے راضی ہے، تو شرعاً اس مسئلہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مسلمان کسی عیسائی مذہب کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہے تو اس کی گنجائش ہے، لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ عیسائی لڑکی صحیح عیسائی عقائد رکھتی ہو اور اہل کتاب ہو، صرف نام کی عیسائی ہو اور عقائد صحیح نہ ہوں تو ایسی لڑکی سے نکاح جائز نہیں ہے۔ (امداد الفتاویٰ)

باب ما یتعلق بنکاح الروافض

﴿۱۸۶۴﴾ آغا خانی خوجہ لڑکے سے سنی لڑکی کا نکاح صحیح ہے؟

سوال: اہل سنت والجماعت کی لڑکی آغا خانی خوجہ لڑکے کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے؟ اگر نکاح کرلیا ہوتو نکاح صحیح ہوا یا فاسد کہلائے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......آغا خانی خوجہ عقائد کے حاملین موجودہ آغا خان کو خدا کا درجہ دیتے ہیں، اس لئے وہ لوگ شرعاً مسلمان نہیں ہے، لہذا ایسے عقیدہ والے سے سنی مسلمان لڑکی نکاح نہیں کرسکتی، اگر نکاح کیا تو نکاح معتبر نہیں کہلائے گا۔

﴿۱۸۶۵﴾ خوجہ لڑکی سے نکاح درست ہے؟

سوال: ایک مسلمان لڑکا خوجہ لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے، اور وہ خوجہ لڑکی اسلام قبول کرنے کے لئے راضی ہے، اس لڑکی کا نکاح پہلے خوجہ لڑکے سے ہوا تھا اس نے اس کے مذہب کے مطابق اس لڑکی کو طلاق دے دی، پھر اس نے ایک مسلمان لڑکے سے نکاح کیا، اور ابھی اسی لڑکے کے نکاح میں ہے، اس نے اسے طلاق نہیں دی ہے، گاؤں والوں کا کہنا ہے کہ نکاح پڑھانے والے مولانا صاحب اور شاہدین اور وکیل کی عورتیں نکاح میں سے نکل چکی ہیں، اور انہیں کہتے ہیں کہ تمہاری عورت کا حلالہ کراؤ۔ اور مولانا صاحب کو گاؤں والے کہتے ہیں کہ تمہارے پیچھے نماز نہیں ہوتی، تو کیا مولانا صاحب اور شاہدین اور وکیل کی عورتیں ان کے نکاح میں سے نکل گئی ہیں؟ اور کیا ان کی عورتوں کا حلالہ ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......خوجہ لڑکی اسلام قبول کرے پھر اسے تین حیض آجائے وہاں تک اس کا شوہر مسلمان نہ ہوجائے تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے، پھر اس فسخ نکاح کی

عدت تین حیض ختم ہو جائیں پھر وہ کسی مسلمان کے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو کرسکتی ہے۔ (شامی، ہدایہ)

صورت مسئولہ میں اگر علم ہونے کے باوجود اس خوجہ لڑکی سے نکاح کیا تو بہت ہی غلط کیا، ناکح، شاہد، وکیل، خطیب تمام سخت گنہگار ہیں، انہیں سچے دل سے توبہ کرنی چاہئے، لیکن اس فعل سے ان کی عورتیں ان کے نکاح میں سے نکل جاتی ہیں اور انہیں حلالہ کروانا ضروری ہے یہ اعتقاد غلط ہے، اس طرح ان کی عورتیں ان کے نکاح میں سے نہیں نکلتیں.

﴿۱۸۶۶﴾ رافضی لڑکی سے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: رافضی لڑکی سے سنی مسلمان لڑکے کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگر کسی سنی مسلمان لڑکے نے رافضی لڑکی سے نکاح کیا ہو تو اب کیا ہوسکتا ہے؟ اس کے لئے شریعت کا کیا مسئلہ ہے؟ اور یہ نکاح معتبر کہلائے گا یا نہیں؟ وہ لڑکی مسلمان کہلائے گی یا نہیں؟ اور اس لڑکی سے کوئی سنی مسلمان لڑکا نکاح کرنا چاہتا ہو تو نکاح کس طرح کرسکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... رافضیوں کے عقائد اسلام کے بنیادی عقائد کے خلاف ہیں، اس لئے جب تک اس لڑکی کے عقائد اہل سنت والجماعت کے عقائد کے مطابق نہ ہو جائیں اس وقت تک اس کے ساتھ نکاح درست اور صحیح نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتاب الطلاق

باب وقوع الطلاق

﴿۱۸۶۷﴾ ایک ساتھ تین طلاق دینا بدعت ہے؟

سوال: ایک ساتھ تین طلاق دی جائے تو طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ مولانا عبدالرحیم صادق ؒ کی گجراتی تفسیر میں سورۂ طلاق کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ایک ساتھ تین طلاق دینا بدعت اور حرام ہے تو طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

اگر بیوی اپنے میکے گئی ہو اور ایک دن تاخیر سے آئی ہو تو ''کوئی تجھے چھوڑنے کیوں نہیں آیا'' ایسا کہہ کر طلاق دینا مناسب ہے؟ اور اگر دی ہو تو واقع ہوگی یا نہیں؟ اور اب بیوی کو رکھنے کی کیا صورت ہے؟

کن وجوہ سے طلاق دینا جائز ہے؟ چھوٹی معمولی بات پر طلاق دینا مناسب ہے؟ طلاق کا سنت طریقہ کا کیا ہے؟ خیال میں بھی نہ آوے ایسے معمولی عذر کی وجہ سے دی گئی طلاق معتبر ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عجلت میں یا اطمینان کی حالت میں غصہ میں یا خوشی میں، تندرستی میں یا بیماری میں ہر حال میں ایک ساتھ تین طلاق دی جائے تو تینوں واقع ہو جاتی ہیں، اور عورت نکاح میں سے خارج ہو جاتی ہے اور طلاق دینے کا غلط طریقہ اپنانے کی وجہ سے گناہ ہوتا ہے۔ (شامی، ہدایہ) اور مذکورہ تفسیر میں بھی اسے بدعت اور حرام ہی بتایا ہے۔

اب جب تک حلالہ نہ ہو جاوے اسے بیوی بنا کر رکھنا درست نہیں ہے، بغیر حلالہ کے رکھنا قرآن کے حکم کی خلاف ورزی ہے، طلاق کا استعمال انتہائی مجبوری کے درجہ میں کرنا

چاہئے، چھوٹے معمولی عذر پر شوہر طلاق تو دے سکتا ہے اسے اس کا اختیار ہے لیکن اللہ کے یہاں اس کے غلط استعمال کا جواب دینا ہوگا اور اس پر گناہ ہوگا، اس لئے چھوٹی بات پر طلاق نہیں دینی چاہئے اور عورت کو اپنی اصلاح کا موقع دینا چاہئے انتہائی مجبوری کے درجہ میں اگر طلاق دینی ہی ہو تو طلاق احسن یا طلاق حسن کا طریقہ اپنانا چاہئے، جس کی مکمل تفصیل فقہ کی بیشتر کتابوں میں مذکور ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۶۸﴾ عورت کے ستم سے تنگ آ کر طلاق دینا؟

سوال: میں اپنی عورت کے ساتھ پچھلے سات سال سے رہتا تھا، میری عورت نے ظلم وستم کی حدیں پار کر دیں، گالی گلوچ، تکلیف اور بے عزتی ہر طرح سے مجھے پریشان کر دیا، شادی کے بعد میں اور میری عورت امریکہ رہتے تھے، امریکہ میں میری نوکری تھی اس کی تنخواہ سے میرا گھر خرچ مکان کا کرایہ ٹیلی فون بل سب نکلتا تھا، میری عورت بھی نوکری کرتی تھی پھر بھی مجھے چین وسکون یا راحت نہیں تھی، بلکہ بے عزتی، طعنہ اور بدسلوکی اور برداشت نہ ہو ایسے برے الفاظ کے ساتھ ستم اور تکلیفیں پہنچاتی تھی، تین ماہ قبل میں نے اسے طلاق کے کاغذ دے دئے، یہاں کے سرپرست مولانا صاحب اور مفتی صاحب کو میں نے اپنی پوری تفصیل بتائی تو انہوں نے بتایا کہ تم حق پر ہو، آزاد ہو اور تمہیں کوئی گناہ نہیں ہوگا، میرا شادی کے وقت دیا ہوا سب زر وزیورات اسی کے پاس ہیں، اب سوال معاوضہ کا ہے، مجھے اب اسے کیا دینا ہے؟ شرعاً مجھ پر جو خرچ دینا ضروری ہو اس سے مطلع فرمائیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: جب کسی مرد کا کسی عورت سے نکاح ہو جاتا ہے تو شرعی قاعدہ کے مطابق مرد پر عورت کے حقوق واجب ہو جاتے ہیں اسی طرح عورت پر بھی لازم

ہے کہ شوہر کا احترام ملحوظ رکھے اسے عزت دے اور اپنی سعادت مندی کا ثبوت دیتے ہوئے دونوں خوش حال زندگی بسر کریں۔

شوہر کو گالی دینا، اس کی بے عزتی کرنا، اور اسے اتنا ستانا کے وہ طلاق دینے کا ارادہ کر لے ، یہ عورت کے لئے مناسب نہیں ہے۔ سوال میں لکھنے کے مطابق آپ کے یہاں کے علماء اور مفتیان نے مجبوراً طلاق کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں رہا ایسا کہا ہو اور آپ نے طلاق دی ہو تو آپ طلاق دینے پر برحق ہیں اور طلاق دینے کی وجہ سے اللہ کے یہاں آپ گنہگار نہیں ہوں گے۔

طلاق کے بعد عورت کو تین حیض کی عدت گذارنی پڑتی ہے، اس لئے اتنی مدت کا درمیانی خرچ رہنے کھانے پینے پہننے کا دینا ہوگا، جو آپ دونوں کی حالت دیکھ کر اوسط درجہ کا جو آپ کی مقامی جماعت مقرر کرے وہ دینا ہوگا۔ مہر مؤجل ہو تو جو مہر متعین کیا ہو وہ بھی دینا ہوگا، عورت کو شادی کے وقت اس کے والدین اور متعلقین کی طرف سے جو اشیاء ہدیۃً یا بخشش کے طور پر دی گئی ہیں عورت ان کی مالک ہے عورت وہ چیزیں لے سکتی ہے، شوہر کا اسے لینے سے روکنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۶۹﴾ کیا عورت کے طلاق مانگنے سے طلاق ہو جاتی ہے؟

سوال: ایک مسلمان عورت بار بار اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ ”مجھے نکاح سے الگ کر دے، مجھے تیرے ساتھ نہیں رہنا ہے“ تو کیا عورت کے ایسا کہنے سے طلاق ہو جاتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جب تک مرد طلاق نہ دے عورت کے کہنے سے طلاق نہیں ہوتی، نیز عورت کا اس طرح طلاق مانگنے سے سخت گنہگار ہوتی ہے، البتہ شوہر کو بھی

چاہئے کہ اس کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرے جس سے عورت طلاق مانگنے پر مجبور ہو جائے۔

﴿۱۸۷۰﴾ عورت کا ناحق طلاق مانگنا

سوال: میرے بڑے بھائی رحمان انصاری کا نکاح خدیجہ بانو سے ہوا تھا، میری بھابھی رمضان عید کے دوسرے دن اپنے میکے گئی اس وقت میرے والد حیات تھے، اس کے بعد میرے والد کا انتقال ہو گیا، انہیں انتقال کی خبر دی اس کے باوجود وہ نہیں آئی، اس کے بعد میرے چچا کمال الدین اور میرے بڑے ابو حاجی احمد میری بھابھی کو لینے گئے تو میرے بھائی کے خسر نے کہا کہ چار دن بعد بھیج دیں گے، اس کے بعد ۲۸ دن بعد ہماری جماعت کے کچھ لوگوں کو بھیجا تو جواب ملا کہ آٹھ دن بعد بھیجیں گے اس کے بعد میرا بھائی اور اس کے کچھ دوست گئے تو معلوم ہوا کہ خسر اور خوش دامن تو بھیجنے کے لئے راضی ہیں لیکن لڑکی راضی نہیں ہے، خودکشی کرنے کا کہتی ہے ہمارا کوئی لڑائی جھگڑا نہیں تھا لیکن اب بھابھی طلاق مانگتی ہے تو اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میاں بیوی میں کسی بات میں شکوہ اور شکایت ہو، نا اتفاقی ہو تو اسے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، لیکن کوششوں کے باوجود دونوں میں اتفاق نہ ہوتا ہو اور مرد کا قصور بھی نہ ہو اور عورت طلاق کا مطالبہ کر رہی ہو تو ایسی عورت کے لئے بہت ہی سخت وعید بیان کی گئی ہے، ابوداؤد شریف کی ایک روایت میں ہے کہ جو عورت کسی شرعی عذر کے بغیر اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کی خوشبو حرام کر دیتے ہیں۔

مسئلہ کی رو سے ایسے وقت اگر شوہر طلاق دے دے تو وہ گنہگار نہیں ہوگا، لیکن شوہر طلاق

دینا نہ چاہتا ہو تو عورت عدت خرچ کے عوض یا کچھ زیادہ روپے دے کر مرد سے طلاق حاصل کرسکتی ہے، یا خلع کرسکتی ہے، مرد کا قصور نہ ہو تو اس کو وہ روپے لینے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔(شامی:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۷۱﴾ سائیکالوجی کے بیمار شخص کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

سوال: عرض خدمت یہ ہے کہ حافظ غلام مصطفیٰ صاحب جن کی عمر ۷۳ سال ہے انہوں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی ہے، طلاق کے وقت موصوف بہت زیادہ غصے میں تھے اور ان کا یہ غصہ ایک معمولی واقعہ کے پیش آنے سے آیا تھا، واقعہ یہ ہے کہ ان کی پرانی چپل ان کے بیٹے کے کہنے سے حافظ صاحب کی بیوی نے پھینک دی، ان کے بیٹے نئی چپل دلانا چاہتے تھے، حافظ صاحب کا دماغی توازن پچھلے کئی سالوں سے صحیح نہیں ہے (تقریباً آٹھ دس سال سے) وہ معمولی باتوں میں الجھ جاتے ہیں اور ایسی حرکتیں کر بیٹھتے ہیں جو ایک نارمل (صحیح العقل) انسان نہیں کرتا۔ ایک مرتبہ تو انہوں نے اپنے چہرے سے ڈاڑھی بھی منڈوا دی تھی اور سورت ریلوے اسٹیشن پر جا کر بیٹھ گئے تھے بڑی منتوں کے بعد ان کو وہاں سے لائے تھے اور کئی دنوں کے بعد وہ ٹھیک ہوئے اس قسم کی کئی حرکتیں ان سے ہوئی ہیں، طلاق کے دن میاں بیوی میں کوئی جھگڑا نہیں تھا ہاں ایک بات ضرور ہوئی تھی کہ جب انہوں نے بیوی سے کہا کہ تجھے طلاق دوں گا تو ان کی بیوی نے کہا تھا کہ ہاں دے دو۔ طلاق کے وقت حافظ صاحب کے دو بیٹے جو عاقل بالغ ہیں وہاں موجود تھے اور انہوں نے حافظ کو روکنے کی کوشش بھی کی تھی لیکن حافظ صاحب جوش میں جو نہیں بولنا تھا بول گئے۔ ایک ڈاکٹر جن کا علاج چل رہا ہے انہوں نے ایک سرٹیفکیٹ بھی دیا ہے کہ حافظ صاحب

سائیکالوجی کے بیمار ہیں اور زیر علاج ہیں، براہ کرم مندرجہ حالات میں طلاق ہوئی یا نہیں اس کا شرعی حکم بیان فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......صورت مسئولہ میں حافظ غلام صاحب کو سائیکالوجی کا مرض ہے اور جس وقت انہوں نے بیوی کو طلاق کے الفاظ کہے اس وقت ان کا دماغی توازن خراب تھا اور کیا کہہ رہے ہیں ان کو معلوم نہیں تھا اور اس وقت میں یہ الفاظ کہے گئے ہیں تو طلاق واقع نہیں ہوگی اور اگر وہ مذکورہ بیماری سے بیمار تھے لیکن ذہنی توازن خراب نہیں تھا سمجھ کر طلاق کا لفظ استعمال کیا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۷۲﴾ ماضی کے الفاظ میں طلاق دینا؟

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو نکاح نامہ کے اوپر لکھ کر دیا کہ عائشہ بانو کو ۲۹/۹/۲۷ کو دوپہر کو ۲:۱۰ کو نکاح سے جدا کر دیا ہے۔ دستخط......

تو اس مسئلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......''نکاح سے جدا کر دیا ہے'' یہ الفاظ صریح طلاق کے ہیں اس لئے عورت پر طلاق رجعی واقع ہو جائے گی، جدا کر دیا ہے یہ ماضی کی جھوٹی خبر ہے، لیکن اس سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، لہذا صورت مسئولہ میں عورت پر طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۷۳﴾ مستقبل کے الفاظ میں طلاق دینے سے طلاق نہیں ہوتی؟

سوال: میری بہن کے ساتھ جھگڑا ہونے پر ایک مرتبہ میں نے اپنی بہن سے کہہ دیا کہ'' میرے بچوں کو تمہارے گھر میں نہ آنے دینا، اگر آنے دو گے تو میں لڑکے کی ماں کو طلاق

دے دوں گا' (ہو جائے گی)۔
ان الفاظ کے کہنے کے بعد ماں اور بہن بچوں کو گھر میں نہیں آنے دیتی لیکن بچے نادان اور ناسمجھ ہیں، گھر میں داخل ہونے کے لئے ضد اور طوفان کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہم سب بہت پریشان ہیں، اس لئے پوچھنا یہ ہے کہ اگر اب میں دوبارہ ان سے کہہ دوں کہ میں نے اپنی شرط واپس لے لی ہے اور اب تم بچوں کو گھر میں آنے دینے یا نہ دینے میں مختار ہو۔ اور پھر میرے بچے اس گھر میں داخل ہوں تو طلاق ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... آپ نے اپنی بہن سے کہا کہ ''میرے بچوں کو تمہارے گھر میں نہ آنے دینا، اگر آنے دو گے تو میں لڑکے کی ماں کو طلاق دے دوں گا'' اگر یہی کلمات کہے ہوں تو طلاق دوں گا کہنا یہ طلاق کا وعدہ ہے اور مستقبل کے الفاظ ہیں اور زمانہ مستقبل کے صیغہ میں طلاق دینے سے طلاق نہیں ہوتی، اس لئے اپنے الفاظ واپس لینے کا کوئی سوال نہیں ہے، جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان :۲/۲۰۷ پر لکھا ہے کہ: اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ تجھے میں طلاق دے دوں گا تو اس سے طلاق نہیں ہوگی، سوال میں بین القوسین جو لکھا ہے کہ (ہو جائے گی) اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا، اگر مطلب یہ ہو کہ دے دوں گا بول کر ہوگئی مراد لیا ہو تو اس کا اعتبار نہیں ہے اور حکم مذکورہ بالا ہی رہے گا۔
اور اگر دے دوں گا کے بجائے ہوگئی کہا ہو تو اب شرط کو واپس نہیں لیا جا سکتا، ایک مرتبہ بھی بہن بچوں کو گھر میں آنے دیگی تو ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی۔ (شامی، ہدایہ وغیرہ)

﴿۱۸۷۴﴾ طلاق کا ارادہ کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی؟

سوال: ایک شخص کو اپنی بیوی کے بدچلن ہونے کا شبہ ہے، اور عورت سے کچھ ایسی باتیں

ظاہر ہوئی ہیں جن سے اسے یہ لگتا ہے کہ وہ بد چلن ہے، لیکن اس نے کبھی اپنی بیوی کو کسی اجنبی مرد کے ساتھ دیکھا نہیں ہے، ہاں احیاناً بیوی اس کے ساتھ ناروا اور برا سلوک کرتی ہے، ذلیل کرتی ہے، اس لئے شوہر اس سے ناراض رہتا ہے، دوسرے سب کاموں میں بیوی اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتی ہے، لیکن پھر بھی وہ شخص اپنی بیوی پر شک ہونے (کرنے) کی وجہ سے اس سے ناراض رہتا ہے۔

اپنی بیوی کے ایک رشتہ دار کو اس نے تنہائی میں کہا کہ ''مجھے تو اپنی بیوی کو طلاق ہی دینی ہے، میں یہ فتنہ ہی ختم کر دینا چاہتا ہوں، مجھے وہ چاہئے ہی نہیں'' وغیرہ۔

یہ الفاظ شوہر طلاق دینے کے ارادہ سے پانچ سات مرتبہ بولا، اس شخص نے سمجھانے کے لئے کہا تو شوہر نے کہا کہ میں تو اسے بلانا ہی نہیں چاہتا۔ تو اس صورت میں مذکورہ الفاظ کہنے کی وجہ سے عورت پر طلاق واقع ہوگی؟ اگر ہوگی تو کونسی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... ''مجھے تو اپنی بیوی کو طلاق ہی دینی ہے، میں یہ فتنہ ہی ختم کر دینا چاہتا ہوں، مجھے وہ چاہئے ہی نہیں وغیرہ'' یہ الفاظ طلاق کے ارادہ کے ہیں اور اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی، لہذا صورت مسئولہ میں طلاق نہیں ہوئی۔ (قاضی خان)

﴿۱۸۷۵﴾ طلاق دے دوں گا، طلاق دینی پڑے گی، ان جملوں سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ خط لکھا، اسے پڑھ کر بتائیں کہ کیا اس کی بیوی کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اور ہوئی تو کونسی؟

خط کا مضمون:

’’ناچیز تیرا غلام، بعد خیر و عافیت کے بتانا یہ ہے کہ فی الحال میں آنے والا نہیں ہوں، تیرے چچا سے ملنے کے لئے آنے والا تھا، لیکن جب تک تو میرے پاس زیورات لے کر نہیں آ جاتی، میں آنے والا نہیں ہوں، تو اگر زیورات لے کر نہیں آئی تو مجبوراً مجھے تجھے طلاق دینی پڑے گی، اس لئے بغیر زیورات کے میں تجھے قبول نہیں کر سکتا‘‘۔

تیرے لئے میں نے اپنے والدین کو چھوڑ دیا، بچے بہنوں کو چھوڑ دیا، تجھے لے کر میں بازار میں رہا، تیرے ساتھ مجھے بے حد محبت تھی، میں جس کے ساتھ دوستی کرتا ہوں اسے میرے اپنے دل اور دولت سے کبھی محتاج نہیں ہونے دیتا اور جس کے ساتھ دشمنی کر لیتا ہوں اس کے ساتھ سات پشتوں تک دشمنی مول لیتا ہوں، میرے دل میں بہت تمنا تھی وہ تمام ارادے مجھے آگ میں جلا دینے پڑیں گے، اس لئے کہ وہ لوگ تجھے زیورات لے کر آنے نہیں دیں گے، اور میں تجھے بغیر زیور کے قبول کرنے والا نہیں ہوں، یہ بات یقینی ہے، میں اپنے وعدہ کا پکا ہوں یہ تو اچھی طرح جانتی ہے۔

تجھے آنا ہو تو میں تجھے تاریخ دیتا ہوں اس تاریخ تک تو زیورات لے کر آ جا، ورنہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں تجھے طلاق دوں گا، اور شاید اگر میں تجھے طلاق دے دوں تو تو مجھے معاف کر دینا، آج تک میں نے تیرا دل نہیں دکھایا (توڑا) ہے اور اب دکھے گا، اس کی وجہ تو اچھی طرح جانتی ہے تیرے نصیب میں نہیں ہے کہ تو میرے ساتھ سکھ چین (راحت و آرام) سے روٹی کھاوے۔ تو پہلے والا ہی کام کرتی ہو جائے گی ایسا مجھے لگ رہا ہے تجھے طلاق اس لئے دوں گا کہ تو جو گناہ کا کام کرے اس کا بوجھ میرے سر پر نہ پڑے اسی لئے طلاق دوں گا، بھول چوک سچے دل سے معاف کر دینا تو مجھے ضرور معاف کر دینا، اللہ تعالیٰ

جانتے ہیں کہ میں نے تجھے طلاق کیوں دی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں لکھی ہوئی تفصیل کے مطابق عورت پر طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، اس لئے کہ ''طلاق دے دوں گا'' یا ''طلاق دینی پڑے گی'' ایسے الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی، آگے لکھا ہے ''تو جو گناہ کا کام کرے اس کا بوجھ میرے سر پر نہ پڑے اسی لئے طلاق دوں گا'' اسی طرح دوسرا جملہ ''میں نے تجھے طلاق کیوں دی؟'' اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ میں نے تجھے طلاق دینے کا وعدہ کیا ہے وہ اس لئے ہے کہ گناہ کا بوجھ میرے ذمہ نہ رہے، میرا یہ ارادہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں، اس لئے ان الفاظ سے بھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (قاضی خان) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۷۶﴾ وقوع طلاق کے لئے گواہوں کی ضرورت نہیں ہے؟

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو خط لکھا کہ تجھے تین طلاق دیتا ہوں لیکن اس خط میں گواہوں کی دستخط بھی نہیں ہے اور کسی گواہ کا نام بھی نہیں ہے تو طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاق صریح دی ہے، اور خط شوہر نے لکھا ہے اس کا اور طلاق کا اقرار بھی کر رہا ہے تو عورت پر تین طلاق واقع ہوگئی اور حرمت مغلظہ ثابت ہوگئی، وقوع طلاق کے لئے گواہوں کی دستخط کا ہونا ضروری نہیں ہے، بغیر گواہ کے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، اگر شوہر طلاق کا انکار کرتا ہو تب گواہوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ (شامی، عالمگیری کتاب الطلاق)

﴿۱۸۷۷﴾ بغیر گواہ کے بھی طلاق ہو جاتی ہے؟

سوال: ایک شخص نے اپنی عورت کو جب کہ وہ اپنے میکے گئی ہوئی تھی خط لکھا:

میں فلاں بن فلاں اس خط سے آپ کی بیٹی فلاں بنت فلاں کو تین طلاق دیتا ہوں، یہ خط ملتے ہی لڑکی کو خبر کر دی جائے اور اس معاملہ کو جلد نمٹا دیا جائے اور جب میری ضرورت ہو بلا لیا جائے۔

اب یہ شخص واپس اپنی بیوی کو بلانا چاہتا ہے، خط لکھتے وقت کوئی گواہ یا وکیل نہیں تھا تو اس خط سے طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور یہ شخص اب اپنی بیوی کو دوبارہ اپنے نکاح میں لاسکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں عورت پر تین طلاق واقع ہوگئی، اب بغیر شرعی حلالہ کے دونوں کا میاں بیوی کی طرح رہنا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، شامی:۲) طلاق کے صحیح ہونے کے لئے گواہ کا ہونا یا ان کی دستخط کا ہونا ضروری نہیں ہے۔

﴿۱۸۷۸﴾ حالت حمل میں طلاق دینے سے طلاق ہو جاتی ہے؟

سوال: ایک حاملہ عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی، طلاق کے پانچ مہینہ بعد اسے بچہ پیدا ہوا تو کیا عورت کو طلاق ہوگئی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حمل کی حالت میں طلاق دینا درست ہے، اس لئے حالت حمل میں طلاق دینے سے طلاق ہو جاتی ہے، اور بچہ کی ولادت ہوتے ہی عورت کی عدت ختم ہو جائے گی۔

﴿۱۸۷۹﴾ بیوی کا طلاق سننا ضروری نہیں ہے؟

سوال: ہماری شریعت میں کوئی بھی شخص اپنی بیوی کو جب چاہے طلاق دے سکتا ہے لیکن طلاق دینے سے قبل تین مرتبہ عورت کو سمجھانا پڑتا ہے اگر کسی عورت کو حیض آنا بند ہو جائے یعنی وہ حاملہ ہو جائے تو اس حالت میں اسے طلاق دے سکتے ہیں؟

ایک دن لڑکی کی ماں ہمارے گھر آئی اور لڑکی کو لے جانے کے لئے کہا لڑکی بھی اپنے ماں باپ کے کہنے پر چلتی ہے تو وہ تیار ہوگئی عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے مرد کی بات سنے نہ کہ ماں باپ کی اور اس دن لڑکی کی ماں لڑکے کے گھر میں بہت برا بھلا بول گئی اور خوب جھگڑا ہوا اور لڑکی کی ماں لڑکی کو لے کر چلی گئی لڑکی پانچ مہینہ سے اپنے ماں باپ کے ساتھ رہ رہی ہے، لڑکے نے فون پر ان کے پڑوس والے کو مکمل بات بتائی کہ لڑکی کی ماں لینے آئی تھی اور بہت برا بھلا کہا اور زر وزیورات کپڑے لے کر لڑکی کو اپنے ساتھ لے گئی اور اس پڑوسی کو شوہر نے فون پر یہ بات کرتے ہوئے اخیر میں کہا کہ میں اسے طلاق دیتا ہوں، اور مروج طریقہ سے طلاق نہیں دی بلکہ صرف تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق کہا، لڑکی کے باپ کا نام بھی نہیں لیا اور میں اسے طلاق دیتا ہوں کہہ کر تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق کہا ہے، اور پڑوس والے نے بھی میں اسے طلاق دیتا ہوں یہ سنتے ہی فون رکھ دیا پورا جملہ بھی نہیں سنا اور لڑکے کے پاس بھی گواہ کے طور پر صرف تین عورتیں ہی ہیں تو کیا اس عورت کو تین طلاق ہوگئی؟ لڑکے کی بیوی نے بھی طلاق نہیں سنی ہے، اور اگر طلاق ہوگئی تو عورت چونکہ حمل سے ہے تو جو بچہ پیدا ہوگا اس پر کس کا حق ہوگا؟ اگر یہ حمل گرا دیا جائے تو کچھ گناہ ہوگا؟ اب دوبارہ اس عورت کے ساتھ یہ لڑکا رشتہ جوڑنا چاہے تو شریعت میں اس کی کیا شکل ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حمل کی حالت میں طلاق دینے سے طلاق ہو جاتی ہے، لہذا صورت مسئولہ میں طلاق ہوگئی، اب اس لڑکے نے فون پر اپنی بیوی سے متعلق باتیں کہیں اور اس کی شکایت کی اور اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے طلاق کے کلمات کہے تو یہ کلمات کہتے ہی فوراً طلاق ہوگئی، وقوع طلاق کے لئے گواہوں کا ہونا یا دوسروں کا سننا یا بیوی کا سننا ضروری نہیں ہے، اس لئے چاہے پڑوسی نے فون کاٹ دیا ہو اور صرف تین

عورتوں نے ہی سنا ہو یا اس نے مکمل نام نہ لیا ہو اس سے مسئلہ میں کچھ فرق نہیں پڑتا اور لڑکی کو طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔

اب اس کی عدت وضع حمل ہے اور بچہ کے پیدا ہو جانے کے بعد وہ دوسری جگہ اپنا نکاح کر سکتی ہے اور جو بچہ پیدا ہوگا اس کا نسب طلاق دینے والے لڑکے سے ثابت ہوگا، اور یہ عورت اپنے بچہ کی پرورش کرسکتی ہے جس کا درمیانی درجہ کا نان ونفقہ مرد کو دینا ہوگا، حمل میں جان آ جانے کے بعد اسے گرا دینا سخت گناہ کا کام ہے، اس دوسرے نکاح کے بعد اگر زوج ثانی اسے طلاق دیدے یا اس کا انتقال ہو جائے تو اس کے بعد وہ دوبارہ زوج اول سے نکاح کرسکتی ہے۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۸۰﴾ خلوت صحیحہ سے قبل دی جانے والی طلاق کا حکم؟

سوال: ایک لڑکے کا ایک لڑکی سے نکاح ہوگیا، لیکن نکاح کے بعد دونوں میں خلوت نہیں ہوئی اور شوہر نے بیوی کو طلاق دے دی، تو اس طلاق کی وجہ سے اس لڑکی پر عدت واجب ہوگی؟ یہ لڑکی دوسرا نکاح کرنا چاہے تو بغیر عدت گذارے اپنا دوسرا نکاح کرسکتی ہے؟ یا اس کے لئے عدت کا گذارنا ضروری ہے؟ اور جس مہر پر نکاح ہوا تھا اس کا کیا حکم ہے؟ مہر پوری ادا کرنی ہوگی یا کتنی دینی ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نکاح ہو چکا ہو لیکن خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو اور اس منکوحہ کو طلاق دے دی جائے تو اس پر عدت گذارنا ضروری نہیں ہے طلاق ملتے ہی فوراً وہ اپنا دوسرا نکاح کرسکتی ہے، اور شوہر پر نصف مہر دینا لازم ہوگا۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالی اعلم

باب طلاق بسبب فسقها

﴿۱۸۸۱﴾ بدچلن عورت کے ساتھ کیا کیا جائے؟

سوال: آصف کو اپنی بیوی فرزانہ سے بہت محبت ہے اور فرزانہ بھی آصف کو بہت چاہتی ہے دونوں ایک دوسرے کے زندگی بھر کے سکھ و دکھ، رنج والم اور تکلیف وراحت کے ساتھی ہیں۔ اب اگر فرزانہ گناہ والے راستے پر جانے لگے اور اپنے شوہر کو لاعلم رکھ کر حرام کاری کا راستہ اپنائے اور آصف کو اس بات کا علم ہو جائے تو آصف کو کیا کرنا چاہئے؟ دونوں میں بہت محبت ہے تو شرعی طور پر آصف اپنی بیوی فرزانہ کو کیسی اور کتنی سزا دے سکتا ہے؟ آصف کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حدیث شریف میں ہے کہ ایک صحابیؓ نے حضور ﷺ کی خدمت میں آکر اپنی بیوی کے بدچلن ہونے کی شکایت کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اسے طلاق دے دو'' تو انہوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ مجھے اس سے بے انتہا محبت ہے (اس لئے طلاق دینے کے بعد اس کی جدائی گی برداشت نہیں ہوگی) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: طلاق نہ دو۔

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ فاجرہ عورت کو طلاق دینا جائز ہے اس میں گناہ نہیں ہے اور اگر طلاق دینا ممکن نہ ہو تو حتی المقدور اسے اس گناہ سے روکنے اور سدھارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ (مرقات: ۵۰۵/۳) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۸۲﴾ بدچلن عورت کو طلاق دینے سے مرد گنہگار نہیں ہوگا؟

سوال: آج سے دو سال قبل میری بیوی (کریمہ) میری اجازت کے بغیر میرا گھر چھوڑ

کر بھاگ گئی تھی اس وقت میں سورت میں ملازمت کرتا تھا مجھے گھر سے معلوم ہوا کہ کریمہ گھر چھوڑ کر بھاگ گئی ہے اس کے بعد اس کے محبوب کا اس پر خط آیا، اس سے معلوم ہوا کہ وہ میرے نکاح میں ہونے کے باوجود میری عدم موجودگی میں اس کے محبوب سے خط و کتابت کرتی تھی اور میرے والدین کو کہتی کہ خط میرے شوہر کا ہے تو گھر والوں کو شک نہیں ہوتا تھا بھاگ جانے کے بعد معلوم ہوا کہ حقیقت یہ ہے، افسوس کہ اس سے مجھے ایک لڑکا بھی ہے اور اس نے لڑکے کے مستقبل کا بھی خیال نہیں کیا، اس کے باوجود میرے والد صاحب کا کہنا ہے کہ بیٹا ایک گناہ معاف کردے اور اسے واپس لے آ، ہوسکتا ہے کہ وہ سدھر جائے میں راضی ہوگیا، میرے والد صاحب تین چار مرتبہ لینے گئے لیکن وہ نہیں آئی اور انہوں نے طلاق کا مطالبہ کیا اس کی والدہ نے بھی منع کر دیا کہ مجھے اپنی بیٹی کو نہیں بھیجنا ہے، اس کے باوجود میرے والد صاحب نے ہمارے محلّہ کے دو ذمہ دار ساتھیوں کو سمجھانے کے لئے بھیجا پھر بھی انہوں نے نہیں مانا اور نہیں بھیجا، اور اس کے ساتھ وہ اس محبوب کے ساتھ فلم دیکھنے جارہی تھی اور اس کے ساتھ دوسرے گاؤں بھی جاتی رہی اور رات بھی وہاں رکتی تھی، جب وہ اس گاؤں میں گئی تھی تو بہت سے لوگوں نے اسے اس کے محبوب کے ساتھ نظروں سے دیکھا تھا، اور دیکھنے والے پکے نمازی اور پرہیز گار لوگ ہیں۔

میرے والد صاحب کے کہنے پر ہماری جماعت نے ان کی جماعت کو رجسٹری خط بھی لکھا لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا، اور اس کے محلّہ کے محبوب کے ساتھ کچھ لوگوں نے اسے رات کو قبرستان میں دو لڑکوں کے ساتھ بدکاری کرتے ہوئے آنکھوں سے دیکھا، اس واقعہ سے میرا دل رنجیدہ ہوگیا اس لئے کہ اس نے میری عزت وعفت کا ذرا بھی خیال نہیں رکھا اور زنا جیسے گناہ میں کھلے عام قبرستان میں مبتلا ہوئی، تو اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟ کیا میں اسے

طلاق دوں تو مجھے گناہ ہوگا؟ اور کیا اسے دو سال کا خرچ دینا پڑے گا؟ میرے لڑکے کا شرعی طور پر حقدار کون بنتا ہے؟ لڑکے کی عمر فی الحال تین سال ہے، وہ ماں کا دودھ چھوڑ چکا ہے، وہ لوگ اگر لڑکا دینے سے منع کر دیں تو کیا کیا جا سکتا ہے؟ میرے والد صاحب نے صاف الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ طلاق دیدو اور لڑکا ہمارا رہے گا، تو اب سوال یہ ہے کہ شرعی اعتبار سے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سوال میں مکتوب حقیقت صحیح ہو تو مذکورہ عورت سخت گنہگار اور نافرمان ہے، اس کے اس فعل کی وجہ سے اس کا شوہر اسے طلاق دے دے تو وہ گنہگار اور ظلم کرنے والا نہیں ہوگا، یہ عورت ایک مدت کے لئے شوہر کے گھر سے بغیر اجازت چلی گئی تھی اس لئے وہ ناشزہ ہے اور اس مدت کے نان ونفقہ کی وہ حقدار نہیں ہے۔ لڑکے کی پرورش کا حق ۹ سال تک اس کی ماں کا ہے، لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ ماں کے برے اخلاق کا بچے پر کوئی اثر نہ پڑے اور ماں بچے کے غیر محرم سے شادی نہ کرے، ۹ سال کے بعد باپ زبردستی کر کے بھی اپنے لڑکے کو لے سکتا ہے۔ (شامی:۲)

﴿۱۸۸۳﴾ کیا نافرمان بیوی کو طلاق دینا جائز ہے؟

سوال: میری شادی کو ۱۰ رسال ہو چکے ہیں اور ہمیں کوئی اولاد نہیں ہے میری بیوی بہت غصہ والی ہے اسے گھر کا کوئی شخص پسند نہیں ہے یہاں تک کہ میرے والد کو بھی اپنے ساتھ رکھنے پر راضی نہیں ہے ہر طرح سے گھر میں تکلیف ہے میری بات بھی نہیں مانتی، چھوٹی چھوٹی بات پر گھر میں جھگڑا کرتی ہے دس سال میں بہت سی مرتبہ میں اسے اس کے ماں باپ کے یہاں چھوڑ آیا ہوں، بہت سی مرتبہ سمجھایا لیکن اپنی ذرا بھی اصلاح نہیں کرتی گھر

میں اورکوئی چھوٹا بڑا نہیں ہے ہر طرح کی راحت ہے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ بچہ ہونے کے لئے علاج کرایا لیکن وہ دوائی نہیں کھاتی، فی الحال تین مہینہ سے اس کے ماں باپ کے گھر ہے، میرے والد صاحب کا کہنا ہے کہ میں اسے چھوڑ دوں اور دوسرا نکاح کرلوں؟ تو کیا اس حالت میں اسے طلاق دینا جائز ہے؟ اگر جواب ہاں میں ہوتو کتنی؟ اورایک ساتھ کتنی دی جاوئیں؟ اسے گھر لاؤں تو والد صاحب کوگھر سے دور رکھنا پڑے گا،تو ان حالات میں کونسا راستہ اختیار کیا جائے؟ اس کے ہوتے ہوئے اگر دوسری شادی کرلوں تو وہ دوسری کو بھی چین سے رہنے نہیں دے گی، تو ان حالات میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟ تفصیل سے جواب دینے کی گذارش ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......صورت مسئولہ میں عورت نافرمان ہے اور بداخلاق بھی ہےاورآپ کے والد صاحب بھی اسے چھوڑ دینے کو کہہ رہے ہیں تو اگر آپ طلاق دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں، پاکی کی حالت میں ایک طلاق دے کر چھوڑ دیا جائے اورقولی یا فعلی طور پر رجوع نہ کیا جائے تو اس کی عدت ختم ہوتے ہی وہ آپ کے نکاح سے بالکل علیحدہ ہو جائے گی۔

جب کہ اس عورت کے ساتھ گذر بسر کی کوئی شکل نہیں ہے اور والدین بھی طلاق دینے کے لئے کہہ رہے ہیں اور جدا کرنے سے آپ کو کسی فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ نہیں ہے تو طلاق دینے میں گناہ نہیں ہے۔

﴿١٨٨٤﴾ نافرمان بیوی کوطلاق دینا؟

سوال: ایک متقی پرہیزگار شخص کی بیوی نافرمان، بداخلاق، بےصبر اور زبان دراز ہے ذرا

ذراسی بات میں فتنہ کھڑا کردیتی ہے اس کے والدین اس کی باتوں کو سراہتے ہیں اس لئے سر پر چڑھ گئی ہے شوہر کی ذرا بھی عزت نہیں کرتی اور حمل سے ہے، ان کی شادی کو سات آٹھ سال ہوئے ہیں، اسے نماز وتلاوت کے لئے کہا جاتا ہے تو کہتی ہے تم جنت میں جانا ہم جہنم میں جائیں گے اور نماز پڑھنے سے انکار کردیتی ہے کہتی ہے کہ مجھے پڑھنی نہیں ہے؟ تم سے جو ہوسکتا ہو کرلو؟ شوہر اور اس کی ماں وبہن اس کی بھلائی چاہتے ہیں لیکن پھر بھی ان سے دشمنی وعداوت رکھتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ وہ بہت آزاد منش ہے، اس کے شوہر نے اس کی اصلاح کرنے کی اور سمجھانے کی بہت کوشش کی، لیکن وہ اپنی حالت بدلنے کے لئے بالکل تیار نہیں ہے، معصوم بچوں کا خیال کرکے اس کا شوہر آج تک اس کو برداشت کرتا رہا لیکن وہ اب بار بار طلاق مانگتی ہے اور حد سے تجاوز کرنے لگی ہے اور اب دونوں کا ساتھ میں رہنا مشکل اور مصیبت ہوگیا ہے اس لئے شوہر اب اسے طلاق دے دینا چاہتا ہے تو ان حالات میں شوہر اس عورت کو طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟ اگر دے تو کونسی؟ اور طلاق دینے پر شرعی کون کون سے حکم لازم ہوں گے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سوال میں مکتوبہ برائیاں اگر صحیح معنی میں عورت میں ہوں تو ایسی عورت شریعت کی اصطلاح میں فاجرہ کہلاتی ہے اور اس کے کچھ قول ایسے ہیں جو کفر تک لے جانے والے ہیں، بہر حال ایسی عورت کے ساتھ گذر بسر مشکل ہو اور شوہر اسے طلاق دینا چاہے تو دے سکتا ہے، ان وجوہ سے طلاق دینے پر شوہر ماخوذ نہیں ہوگا۔ (شامی، درمختار)

طلاق دینے کا طریقہ یہ ہے کہ عورت کے حیض سے فارغ ہونے پر ایک طلاق رجعی دی جائے اور عدت ختم ہونے تک رجوع نہ کیا جائے تو عدت کے ختم ہوتے ہی یہ طلاق بائنہ ہو

کر نکاح کا رشتہ بالکل ختم ہو جائے گا، طلاق کے اس طریقہ کو طلاق احسن کہتے ہیں، عورت فی الحال حاملہ ہے لہذا ایک طلاق صریح الفاظ میں دی جائے اور بچہ پیدا ہونے تک رجوع نہ کیا جائے تو وضع حمل ہوتے ہی عدت ختم ہو جائے گی اور عورت نکاح میں سے بالکل نکل جائے گی، عدت ختم ہو چکی ہو تو اسکا خرچ دینا نہیں پڑے گا صرف مہر ادا نہ کیا ہو تو دینا پڑے گا اور بچے کا خرچ دینا پڑے گا۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۸۵﴾ ناشزہ کا حکم؟

سوال: میرے نکاح کو چھ، سات مہینہ ہوئے ہیں، اس درمیان میری بیوی میرے گھر پچیس یا تیس دن ہی رہی ہے اور اب وہ میرے ساتھ رہنے کے لئے راضی نہیں ہے اور زیادہ تر اپنے بہنوئی کے یہاں یا پھر اپنے والدین کے گھر ہی رہنا پسند کرتی ہے، میرے والدین واقرباء اسے بلانے جاتے ہیں تو اس کی ماں اس کو نہیں بھیجتی، اس کی ماں کہتی ہے کہ اس کا جہیز اور ساز وسامان بھیج دو، وہ مجھے برے الفاظ اور گالی دیتی ہے اور آنے کے لئے منع کرتی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرے ساتھ رہنے کے لئے راضی نہیں ہے اور شاید طلاق بھی مانگ لے گی، میں ایک غریب انسان ہوں، اور جیسے ویسے کر کے شادی کی تو یہ حالت ہوئی اگر وہ مجھ سے عدت کا خرچ، مہر اور جتنی مدت وہ اپنے ماں باپ کے یہاں رہی اس کا خرچ مانگے تو کیا از روئے شرع مجھے یہ خرچ دینا ضروری ہے؟ اگر میں طلاق نہ دوں اور وہ لوگ طلاق کا مطالبہ کریں تو کیا میں اپنی شادی کا خرچ ان سے مانگ سکتا ہوں؟ شادی سے مجھے کسی طرح کی خوشی حاصل نہیں ہوئی اور کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جب آپ کے بلانے پر بھی آپ کی بیوی آپ کے

یہاں نہیں آتی تو ایسی عورت شریعت کی اصطلاح میں ناشزہ کہلاتی ہے اور ناشزہ عورت کا نان ونفقہ مرد پر واجب نہیں ہے لہذا وہ جتنی مدت اپنے ماں باپ کے یہاں رہی اس کا خرچ آپ سے نہیں لے سکتی، اورآپ کو دینا ضروری بھی نہیں ہے۔(شامی:۲) ایسی عورت کوطلاق دینا درست ہے گناہ نہیں ہے،لیکن مہراورعدت کا خرچ دینا پڑے گا۔

﴿۱۸۸۶﴾ نافرمان عورت کے لئے وعید

سوال: ایک عورت پنج وقتہ نماز کی پابند ہے،قرآن کی تلاوت کا معمول ہے،لیکن یہ عورت اپنے شوہر کی بات نہیں مانتی،شوہر کی بات کا منہ توڑ جواب دیتی ہے،گالیاں دیتی ہے،اس نے دومرتبہ اپنے شوہر کوسخت مارا بھی ہے وہ ہراعتبار سے اپنے شوہر کی نافرمان ہے،اور بار بارطلاق کا مطالبہ کرتی ہے تو عورت پرشوہر کے کیا کیا حقوق ہیں؟ یہ بتا کرمہربانی فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......عورت پرشوہر کے بہت حقوق ہیں اس لئے حقوق اللہ کی ادائیگی کے بعدشوہر کی فرمانبرداری کرنی چاہئے،شوہر کی بےادبی کرنے کی اجازت شریعت نےنہیں دی ہےتو سخت مار مارنے کی حرمت تو کتنی شدید کہلائے گی؟

ایک حدیث میں ہے کہ اگراللہ کےعلاوہ کسی کوسجدہ کرنا جائز ہوتا تو عورت کوحکم دیا جاتا کہ وہ اپنے شوہرکوسجدہ کرے۔اس حدیث سے شوہر کے مرتبہ کاعلم ہوتا ہے،شوہر کی نافرمانی کرنے والی عورت پرفرشتے بھی لعنت کرتے ہیں،ابوداؤدشریف کی ایک روایت میں ہے کہ جوعورت کسی شرعی عذر کے بغیر اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کی خوشبوحرام کردیتے ہیں،اس لئے سوال میں بیان کی گئی باتوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔(الترغیب والترہیب:۳/۳٦۷) فقط واللہ تعالی اعلم

باب طلاق المعتوہ

﴿۱۸۸۷﴾ معتوہ کی طلاق معتبر ہے؟

سوال: میری لڑکی حبیبہ بانو کا نکاح دس سال قبل بروڈا کے ایک لڑکے رفیق کے ساتھ ہوا تھا۔ رفیق نیم پاگل ہے اور معتوہ العقل ہے۔ یہ ہمیں نکاح کے بعد معلوم ہوا۔ ان دونوں کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ دس سال سے دونوں ساتھ میں رہ رہے ہیں۔ پہلے رفیق کی والدہ کا انتقال ہوگیا اور ابھی تھوڑے دنوں قبل اس کے والد کا بھی انتقال ہوگیا، رفیق کی صرف ایک بہن اور بہنوئی ہے۔ کوئی بھائی نہیں ہے، رفیق کی بہن اور بہنوئی اس پر دباؤ ڈالتے ہیں کہ وہ حبیبہ کو طلاق دے۔ حالانکہ رفیق طلاق کو سمجھتا بھی نہیں ہے کہ طلاق کیا ہے؟ اور کہتے ہیں کہ اس کو گھر سے نکال دے۔ مار مار کر اس کو نکال دے۔ اور اس کو کھڑکی سے باہر پھینک دے، اور بقرعید کے دن بکرے کی جگہ اس کو ذبح کر دے۔ یہ دونوں پوری جائداد پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ رفیق کے والد اپنے پیچھے بہت جائداد چھوڑ کر گئے ہیں جو یہ دونوں ہضم کر جانا چاہتے ہیں۔ میرے داماد کو اپنے نفع اور نقصان سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ اور وہ دونوں رفیق پر بہت دباؤ ڈالتے ہیں کہ وہ حبیبہ کو چھوڑ دیوے۔

تو مجھے پوچھنا یہ ہے کہ اگر کبھی دباؤ میں آکر رفیق حبیبہ کو زبردستی طلاق کے الفاظ بول دے یا وہ دونوں بلوا دیں تو طلاق ہو جائے گی یا نہیں؟ اور اس کے ساتھ ان کا دماغی کمزوری کا سرٹیفکیٹ بھی ملحق ہے، شریعت کی روشنی میں بتائیں کہ کیا اس کے دباؤ میں آکر طلاق دینے سے طلاق ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......سوال میں مذکورہ حقیقت صحیح ہو اور رفیق پیدائشی طور پر

دماغ سے معذور ہو، اور معتوہ کے حکم میں ہو، اور اپنے نفع ونقصان یا طلاق کیا چیز ہے یہ جانتا اور سمجھتا نہ ہو، اور ایسی حالت میں وہ طلاق کے الفاظ کہے گا یا کسی کے کہلوانے سے بولے گا تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ لیکن جس طرح اس نے نکاح کیا تھا اور نکاح اور بیوی وغیرہ اس کی سمجھ میں آجائے اور طلاق اور اس کے اثرات سمجھنے لگے اور پھر طلاق دے گا تو طلاق واقع ہوجائے گی۔ عالمگیری میں ہے: **و کذا لك المعتوه لا يقع طلاقه ايضا و هذا اذا كان فى حالة العته اما فى حالة الافاقة الخ**

سوال میں مذکورہ حقیقت صحیح ہو تو بہن اور بہنوئی کا مال حاصل کرنے کے لئے اس طرح دوسرے کو ستانا اور طلاق کے لئے مجبور کرنا درست نہیں ہے، ایسی شیطانی حرکتوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے اور اللہ سے ڈرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۸۸﴾ پاگل پن کی حالت میں دی گئی طلاق؟

سوال: میرے بھائی کو ایک سال سے دل کی بیماری تھی، بیماری دن بدن بڑھتی گئی اس کے اثر سے اس کا دماغ بھی ماؤف اور کمزور ہو گیا، ڈاکٹروں کا بھی یہی کہنا ہے اسی پاگل پن میں وہ کبھی ستانے اور مار پیٹ کرنے لگ جاتا ہے اور اسی حالت میں ایک دن اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی، اس واقعہ کے چھ روز بعد مستی طوفان کی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا۔

اب سوال یہ ہے کہ اس حالت میں دی ہوئی طلاق معتبر سمجھی جائے گی یا نہیں؟ مرحوم کی وفات کے وقت اس کی بیوی وہیں موجود تھی اور گھر ہی میں رہتی تھی انتقال کے چھ دن بعد بیوہ کے اولیاء نے اس واقعہ کو زیادہ اہمیت دے کر بیوہ کو وہ اپنے گھر لے گئے، ان کی دلیل

یہ ہے کہ مطلقہ عورت کو مرحوم کے گھر رہنے کا کوئی حق نہیں ہے، مرحوم اپنے پیچھے ایک لڑکی چھوڑ کر گیا ہے، جس کی عمر سوا سال کی ہے، ان حالات میں بیوہ عورت کو مرحوم کے گھر میں رہنے کا کوئی حق ہے؟ اسے رہنا چاہئے یا نہیں رہنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ذہنی حواس ماؤف اور کمزور ہو جانے کی حالت میں دی گئی طلاق معتبر نہیں ہوتی، اس لئے وہ طلاق واقع نہیں ہوگی، اس لئے مرحوم کے انتقال کے بعد وفات کی عدت گذارنی پڑے گی، عدت شوہر کے گھر میں گذارنا چاہے تو گذار سکتی ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ بیوہ عورت کے اولیاء عورت کو عدت کی حالت میں بغیر عذر کے دوسرے گھر لے گئے یہ اچھا نہیں ہوا، شوہر کی موت کے وقت عورت جس گھر میں تھی وہیں پر عدت بھی گذارنی چاہئے۔ (شامی:۲)

﴿۱۸۸۹﴾ دماغی پریشانی میں مبتلاء شخص کی طلاق کا حکم؟

سوال: ایک شخص پانی کے محکمہ میں نوکری کرتا تھا، اور صلوۃ وصوم کا پابند نہیں تھا۔ اور اپنے گھر میں بہت سخت مزاج کا تھا، یہ حالت پہلے تھی، اب کچھ دنوں سے ان میں کچھ تغیر ہوا ہے۔ اب وہ اپنا زیادہ تر وقت مسجد ہی میں گذارتا ہے اور اپنی نوکری سے بھی استعفیٰ دے دیا ہے اور اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ اور کہتا ہے کہ سب مجھے عیسائی بنا دینا چاہتے ہیں اور گھر میں بھی بہت نرم طبیعت سے رہتا ہے۔

تو آنجناب سے پوچھنا یہ ہے کہ اس شخص کی دماغی حالت بدلی ہوئی ہے تو ایسے شخص کی دی ہوئی طلاق معتبر سمجھی جائے گی؟ کیا اس کی طلاق واقع ہوگی؟ اس نے نوکری سے بھی استعفیٰ دے دیا ہے؟ شریعت کی اصطلاح میں مجنون کسے کہتے ہیں؟ کیا یہ شخص مجنون کی تعریف

میں داخل ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکور شخص کی دماغی حالت میں تبدیلی یا تغیر ہو، دماغی پریشانی میں مبتلاء ہو تو ایسے شخص کو مجنون نہیں کہہ سکتے، جب کہ وہ اپنا اچھا برا سمجھ سکتا ہے، لہذا اس حالت میں دی گئی طلاق معتبر سمجھی جائے گی، صورت مسئولہ میں عورت پر طلاق واقع ہوگئی۔ (شامی) فقط واللہ تعالی اعلم

طلاق السکران

﴿۱۸۹۰﴾ کیا طلاق سکران واقع ہوگی؟

سوال: میں مہاراشٹر خاندیش قریشی جماعت سے منسلک ہوں، ہمارے معاشرہ میں ایک کمیٹی کے ذریعہ چھوٹی بڑی پریشانیوں جھگڑوں پر غور وفکر اور مشورہ کر کے ان کا حل نکالا جاتا ہے، ابھی ایک ایسا ہی مسئلہ درپیش ہے۔ وہ یہ کہ

(۱) ایک لڑکے نے اپنی بیوی کو شراب پی کر نشہ کی حالت میں تین طلاق دی، اس مسئلہ کے حل کے لئے مجھے مہاراشٹر بلایا ہے تو کیا میں جا سکتا ہوں؟ میری کمیٹی نے طے کیا ہے کہ اس کے لڑکے کو معاشرہ میں ذلیل کریں گے، اس کو سبق ملے ایسی سزا دیں گے، ان سے روپئے لیں گے یا کورٹ میں مقدمہ دائر کریں گے۔ کیا ایسا کر سکتے ہیں؟ (۲) لڑکے نے طلاق دی اور وہ دو ماہ میں دوسری لڑکی دیکھ رہا ہے تو کیا ایسے لڑکے کے لئے پیغام لے کر ہم جا سکتے ہیں؟ (۳) کسی کا گھر بسانے یا کسی کی مدد کرنے یا کسی سچے کو بچانے کے لئے جھوٹ بولنے کی گنجائش ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... خدمت خلق یعنی رفاہ عامہ کے کام کرنا بہت ہی اچھا اور ثواب کا کام ہے، لیکن اس میں شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق کام کیا جائے گا تو ہی ثواب ملے گا، اور شریعت کے حکموں کی خلاف ورزی کر کے صلح کرایا جائے یا معاملہ کی صفائی کی جائے تو گناہ ہوگا۔ اور اس کام میں مدد کرنے والے سب گنہگار ہوں گے۔

(۱) شراب پی کر نشہ کی حالت میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے، اس لئے سوال

میں لکھنے کے مطابق طلاق دینے والے کوصرف تنبیہ کرنے کے لئے یہ کام کرنا مناسب نہیں ہے، بلکہ شریعت کا جوحکم ہے اس پرعمل کرانا چاہئے۔(۲) طلاق دینے میں لڑکا حق بجانب ہوتو دوسری شادی کے لئے اس کی مدد کر سکتے ہیں۔(۳) پوری صورت حال جاننے کے بعدکوئی صحیح جواب دیا جاسکتا ہے۔فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۹۱﴾ نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق؟

سوال: ایک شخص نے نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی، طلاق سنتے ہی بیوی فوراًاپنے والد کے گھر چلی گئی، نشہ اترنے پراس شخص کوخیال آیا کہ اس سے کتنا بڑا غلط کام ہوگیا، اب یہ شخص اپنی بیوی کوواپس رکھنا چاہتا ہےاور بیوی بھی اس کے ساتھ رہنے پر راضی ہےتو ان کے لئے شریعت کی طرف سے کیا شکل ہے؟ کیا وہ دونوں ساتھ رہ سکتے ہیں؟ شرعاًان کے لئے کیاحکم ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاًومسلماً......نشہ کی حالت میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے،لہذااس عورت پرطلاق مغلظہ واقع ہوگئی،اب شرعی قانون کےمطابق جب تک حلالہ نہ ہوجائے اس عورت سے میاں بیوی کاتعلق رکھنا درست نہیں ہے۔(شامی،قاضی خان)

﴿۱۸۹۲﴾ طلاق سکران؟

سوال: میرا نام ثمینہ ہے میری عمر۴۳ سال ہے، میں حلفیہ یہ بیان دے رہی ہوں کہ میرے شوہر نے نشہ کی حالت میں مجھے پانچ چھ مرتبہ طلاق طلاق کہا اور گھر سے باہر نکال دیا،تواس حالت میں میرے لئے شریعت کا کیاحکم ہے؟ کیا اب میں اس شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہوں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:......طلاق کے واقع ہونے کے لئے گواہوں کا ہونا ضروری نہیں ہے، نیز نشہ کی حالت میں طلاق دی جائے تو بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، لہٰذا جب کہ آپ نے خود اپنے شوہر کو پانچ چھ مرتبہ طلاق طلاق کہتے ہوئے سنا ہے تو اب آپ کا ان سے نکاح کا تعلق ختم ہوگیا، اور حرمت مغلظہ ثابت ہوگئی، اور اب اس شوہر کے ساتھ میاں بیوی کا تعلق رکھنا جائز نہیں ہے، حرام ہے۔ (شامی:۲)

﴿۱۸۹۳﴾ نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق کا اعتبار ہے؟

سوال: شراب کے نشہ کی حالت میں طلاق دی جائے تو شرعاً اس کا اعتبار ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شراب پینا ناجائز اور حرام ہے، لیکن اگر کوئی شخص شراب پیئے اور اس سے اس کو نشہ چڑھے اور اس حالت میں وہ طلاق دے تو شرعاً طلاق معتبر سمجھی جائے گی۔ والتفصیل فی الشامی (جلد:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۹۴﴾ افیون کے نشہ میں طلاق دینا؟

سوال: ایک لڑکے کے ساتھ میری لڑکی کی شادی ہوئی تھی، اس نے کئی مرتبہ افیون کے نشہ کی حالت میں میری لڑکی کو ''تو میرے نکاح سے خارج ہے، تو اپنے باپ کے گھر چلی جا'' کہا ہے، اور تاریخ ۲۶/۱۱/۸۴ کو میرے ۱۵ سال کے لڑکے کی موجودگی میں بھی 'طلاق دیتا ہوں، اسے لے جاؤ' کہا ہے، اس وقت لڑکے کی پھوپھی بھی موجود تھی، ان کا کہنا ہے کہ وہ تو مذاق میں ایسا کہتا ہے اسے خیال میں نہ لاؤ اور دوسرے کسی سے بات بھی نہ کرنا، اور لڑکی بھی قبول کرتی ہے کہ طلاق بولنے سے طلاق ہوجاتی ہے، تو صورت مسئولہ میں کیا حکم عائد ہوگا؟ لڑکی کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شراب، افیون یا نشہ آور کسی بھی شی کے نشہ میں دی گئی طلاق معتبر کہلاتی ہے، اور جب تین سے زیادہ مرتبہ طلاق دی ہے تو طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، اور میاں بیوی کا تعلق ختم ہوگیا، ہنسی مذاق یا کھیل میں طلاق دی ہوتو بھی طلاق واقع ہوگئی، اب بغیر حلالہ شرعی کے دونوں کا ساتھ میں رہنا درست نہیں، شوہر کو چاہئے کہ عدت اور مہر کا خرچ عورت کو دے دے۔ (شامی:۲)

﴿۱۸۹۵﴾ ''میں تمہاری بیٹی کو گھر سے باہر نکال دوں گا'' کہنے سے طلاق ہوگی؟

سوال: زیداور ہندہ کے نکاح کی تاریخ متعین ہوئی، اس وقت زید کے ہم زلف نے زید کے خسر سے کہا کہ اگر زید کا ہندہ سے نکاح ہوا تو میں تمہاری بیٹی کو گھر سے باہر نکال دوں گا، اب زید کا ہندہ سے نکاح ہوگیا تو زید کی سالی اس کے شوہر کے مذکورہ کلمات کی وجہ سے اس کے نکاح میں رہی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: ''میں تمہاری بیٹی کو گھر سے باہر نکال دوں گا''، اس جملہ میں طلاق کا وعدہ ہے، یہ صریح طلاق یا معلق بالشرط طلاق نہیں ہے اس لئے اگر شوہر نے یہی الفاظ کہے ہوں تو صرف اس جملہ کی وجہ سے اس کی بیوی کو طلاق نہیں ہوگی۔ (قاضی خان: ۲۰۸، ۳۸۵) فقط واللہ اعلم

﴿۱۸۹۶﴾ والدہ کہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو کیا طلاق دینا ضروری ہوجاتا ہے؟

سوال: عمر اور زینب بھائی بہن ہیں اور بکر اور ساجدہ بھائی بہن ہیں۔ عمر کی بہن زینب کا نکاح بکر سے ہوا ہے اور بکر کی بہن ساجدہ کا نکاح عمر سے ہوا ہے یعنی عمر اور بکر دونوں ایک دوسرے کے بہنوئی ہیں۔

اب ہوا یہ کہ بکر اپنی بیوی زینب (جو عمر کی بہن ہے) کی چار پانچ سال سے خبر گیری نہیں کرتا ،اور مار پیٹ بھی کرتا ہے اور اپنے بچوں کا خیال بھی نہیں کرتا یعنی زینب کو بہت طرح سے تکلیف دیتا ہے، یہ سب وہ اپنی ماں بہن اور بھابھیوں کے کہنے اور اکسانے پر کرتا تھا اور اخیر میں بکر نے آج سے تین ماہ قبل اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔

جس کی وجہ سے بکر کی بہن ساجدہ (جو عمر کے نکاح میں ہے) کو عمر نے اس کے میکے بھیج دیا اس لئے اپنی بہن کی طلاق سے وہ بہت ناراض ہے اور عمر کی ماں بھی ناراض ہے اور عمر نے اپنی بیوی ساجدہ کو فوراً اس وجہ سے اس کے میکے بھیج دیا کہ غصہ کی وجہ سے کہیں طلاق نہ دے دے۔اور عمر کی ماں بہت ناراض ہے اور عمر کو طلاق دینے کے لئے کہتی تو نہیں ہے لیکن یوں کہتی ہے کہ اگر عمر اپنی بیوی کو بلائے گا تو موت تک اس کے ساتھ میں بات نہیں کروں گی، اور عورت کو گھر بٹھا رکھنے کا کہتی ہے، اور عمر کا دوسرا نکاح کروا دینا چاہتی ہے، عمر کی دو لڑکیاں ہیں ایک چار سال کی اور ایک پندرہ دن کی ہے، عمر ایک سمجھدار مولوی ہے، تو اب سوال یہ ہے کہ

کیا عمر اپنی ماں کی ناراضگی کی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے؟ اور کیا طلاق دینے سے عمر کو گناہ ہوگا؟ اگر وہ طلاق نہیں دیتا تو اپنی ماں کی ناراضگی کی وجہ سے اللہ کے یہاں اس کی پکڑ ہوگی؟ عمر اور اس کی بیوی کے تعلقات اچھے ہیں دونوں میں محبت بھی ہے دونوں میں کسی طرح کا جھگڑا نہیں ہے، تو اب عمر کو کیا کرنا چاہئے؟

تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔بہشتی زیور جلد ۱۱ پر والدین کے جو حقوق بیان کئے گئے ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے صحیح جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے: **ابغض الحلال الی اللہ الطلاق۔** (مشکوۃ ص۲۸۳ ج ۲) تمام حلال چیزوں میں اللہ کو سب سے ناپسند چیز طلاق ہے، اور جب کسی میاں بیوی میں طلاق ہوتی ہے تو اس سے شیطان بہت خوش ہوتا ہے، اس لئے بغیر کسی وجہ کے طلاق دینے سے بچنا چاہئے۔ نیز سوال میں مذکورہ تفصیل دیکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ میں طلاق کی کوئی ضرورت نہیں ہے، نیز والدہ اور رشتہ داروں کو سمجھانے سے معاملہ درست ہوسکتا ہے، جب میاں بیوی دونوں راضی ہیں اور دونوں میں محبت بھی ہے تو اس رشتہ کو ختم نہیں کرنا چاہئے، ایک عورت کو بغیر قصور کے معلق رکھ کر دوسری بیوی کرنا سخت گناہ کا کام ہے، اگر دونوں کے حقوق پورے ادا کرنے کی طاقت نہ ہوتو دوسرا نکاح کرنا جائز نہیں ہے، اس صورت میں بہتر تو یہ ہے کہ جس کا حق ادا نہ کرسکتا ہوتو اسے جدا کر دیا جائے، عورت اگر قصوروار ہے اور والدین طلاق دینے کا کہتے ہیں تو طلاق دے دینا واجب ہے، ورنہ لڑکا نافرمان اور عاصی کہلائے گا، اور اگر عورت گنہگار نہ ہو اور والدین طلاق دینے کا کہیں تو طلاق دینا واجب نہیں ہے پھر بھی اگر ان کے کہنے پر طلاق دے گا تو گنہگار نہیں ہوگا، اور اس صورت میں طلاق دینا واجب نہ ہونے کی وجہ سے کسی مصلحت سے طلاق نہ دے تو والدین کا نافرمان نہیں کہلائے گا۔ (درمختار مع الشامی: ۵۷۱/۲، عالمگیری)۔ فقط واللہ تعالی اعلم

باب طلاق الصریح

﴿۱۸۹۷﴾ شوہر طلاق دے کر چلا گیا اور واپس نہیں آیا تو اب کیا کریں؟

سوال: ساجد نے اپنی بیوی رقیہ کو آج سے آٹھ مہینہ پہلے ایک مرتبہ طلاق دی اور دے کر چلا گیا وہ آج تک واپس لوٹ کر نہیں آیا۔ نہ ہی ان دنوں میاں بیوی کی کسی جگہ ملاقات ہوئی تو اس حالت میں کیا ان دونوں کی طلاق ہوگئی؟ اگر ہوگئی تو کتنی طلاق واقع ہوئی؟ کیا رقیہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے؟ ساجد اور رقیہ دونوں انگلینڈ ملک کے ایک شہر لیسٹر میں رہتے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: شوہر نے اپنی بیوی کو صاف الفاظ میں ایک طلاق دی تو شرعی اصطلاح میں اسے طلاق رجعی اور طلاق صریح کہا جاتا ہے۔ اور طلاق دینے سے ایک طلاق واقع ہوگئی۔ اس لئے تین حیض کی مدت کے درمیان اگر شوہر طلاق سے قولاً یا فعلاً رجوع کر لیتا ہے تو عورت دوبارہ اس کے نکاح میں آجاتی ہے۔ اور اب شوہر کو صرف دو ہی طلاق کا اختیار باقی رہتا ہے، اب دو طلاق دینے سے گذشتہ کی ایک طلاق مل کر کل تین ہو جانے سے مغلظہ ہو جائے گی۔

اور اس ایک طلاق دینے کے بعد اگر عدت کے درمیان رجوع نہیں کیا تو عدت کے ختم ہونے پر یہ طلاق بائن ہو کر بیوی نکاح سے نکل جائے گی۔ سوال میں جو صورت لکھی ہے وہ اگر صحیح ہو اور شوہر نے عدت کے درمیان طلاق سے رجوع نہ کیا ہو تو عدت ختم ہونے پر عورت اپنی مرضی سے جہاں نکاح کرنا چاہے کر سکتی ہے۔ (شامی: ۵، عالمگیری: ۱/۳۴۸)

﴿۱۸۹۸﴾ ایک دو تین کہنے سے طلاق ہوگی یا نہیں؟

سوال: بعد سلام عرض یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو صرف ایک دو تین الفاظ استعمال کئے، صراحتہً طلاق کا لفظ نہیں کہا اور نہ ہی دل میں طلاق کی کوئی نیت تھی تو کیا طلاق واقع ہوگی؟ اور اگر واقع ہوگی تو کون سی واقع ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......سوال میں لکھی ہوئی بات اگر صحیح ہے اور صرف ایک دو تین کا ہی تلفظ کیا ہے اس وقت طلاق یا بیوی کے ساتھ جھگڑا یا طلاق کا مطالبہ وغیرہ کچھ نہیں ہو رہا تھا تو صرف اتنے الفاظ کہنے سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۹۹﴾ مرد کا حلفیہ دو طلاق کا معتبر ہوگا؟

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی، جب اس نے طلاق دی اس وقت گاؤں کی کچھ عورتیں وہاں موجود تھیں، انہوں نے طلاق سنی لیکن کچھ عورتیں کہتی ہیں کہ ہمیں یقین کے ساتھ نہیں معلوم کہ اس نے کتنی طلاق دی ہے، کچھ کہتی ہیں کہ یقین کے ساتھ اس نے تین طلاق دی ہے اور کچھ کہتی ہیں کہ دو طلاق دی ہے، اور طلاق دینے والا خود اللہ اور رسول کی قسم کھا کر یہ کہہ رہا ہے کہ اس نے صرف دو ہی طلاق دی ہے، تو اس مسئلہ میں عورت پر کتنی طلاق واقع ہوئی؟ اور کیا حلالہ کی ضرورت ہے؟

اور اس واقعہ میں جن عورتوں نے تین طلاق کا کہا تھا اور پوچھنے پر ہم نے برابر سنا نہیں یا دو ہی طلاق دی ہوگی ایسا جھوٹ بولنے والی عورتیں ان کے مردوں کے نکاح میں باقی رہی یا نکل گئی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......صورت مسئولہ میں گواہ میں صرف عورتیں ہی ہیں، اور

مرد قسم کھا کر صرف دو طلاق دینے کا اقرار کر رہا ہے، تو شرعاً دو ہی طلاق واقع ہوئی ایسا سمجھا جائے گا۔

دیکھنے اور سننے کے بعد انجان بننا اور گواہی نہ دینا گناہ کبیرہ ہے، لیکن اس سے ان کے نکاح پر کوئی اثر نہیں آئے گا، آپ ﷺ کی قسم نہیں کھانی چاہئے، قسم صرف اللہ کی ہوتی ہے، اس کے علاوہ کسی اور کی قسم کھانا گناہ ہے۔ (شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۰۰﴾ طلاق دوں گا یا دے دوں گا کہنے سے طلاق ہوگی؟

سوال: یوسف کی عورت فاطمہ ہے، یوسف کی فاطمہ کے ساتھ تکرار ہوگئی، لڑائی میں یوسف نے فاطمہ کے والد سے یوں کہا کہ اگر فاطمہ فلاں گاؤں اپنے بھائی کے پاس بغیر میری اجازت یا بتائے گئی تو میں اسے طلاق دوں گا یا یوں کہا کہ طلاق دے دوں گا، تو کیا ایسا کہنے سے طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اب کچھ وقت کے بعد یوسف کا سالہ بیمار ہوگیا اور یوسف فاطمہ کو لے کر اپنے سالے کے یہاں آیا، وہاں معلوم ہونے پر خود یوسف فاطمہ کو وہ گاؤں اس کے بھائی کے پاس لے گیا، اور اس نے مذکورہ کلمات کہے تھے تو اب جب کہ وہ خود عیادت کے لئے فاطمہ کو اس گاؤں لے گیا تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کونسی؟

جب یوسف فاطمہ کے ساتھ سالے کی عیادت کے لئے گیا تو اس کے خسر کو یہ بات بالکل یاد نہیں تھی کہ داماد یوسف نے یہ الفاظ کہے تھے؟ ورنہ وہ داماد یوسف کو ضرور یاد دلاتے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... طلاق دوں گا یا دے دوں گا کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ (قاضی خان) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۰۱﴾ دو طلاق کہنے سے کتنی طلاق ہوگی؟

سوال: میاں بیوی میں لڑائی ہونے کی وجہ سے میاں نے غصہ میں دو طلاق دے دی، تو طلاق ہوگئی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صاف الفاظ میں دو طلاق دینے سے دو طلاق رجعی واقع ہوگئی، اور عدت میں رجوع کرنے کا شوہر کو اختیار رہے، عدت میں رجوع کرنے سے دونوں دوبارہ میاں بیوی بن کر ساتھ میں رہ سکتے ہیں، اور اب شوہر کو صرف ایک ہی طلاق کا اختیار رہے گا، اب ایک طلاق دینے سے پہلے کی دو مل کر کل تین ہو جائیں گی اور عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔ (شامی، وغیرہ)

﴿۱۹۰۲﴾ دو طلاق کہنے سے طلاق ہو جائے گی؟

سوال: ایک شخص نے اپنی عورت کو دو طلاق دے دی، تو یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اس کا شرعی حکم بیان فرمائیں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ دو طلاق سے طلاق نہیں ہوتی، تین طلاق سے ہی عورت نکاح سے نکلتی ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... دو طلاق دینے سے طلاق نہیں ہوتی ایسا کہنا صحیح نہیں ہے، طلاق ہو جاتی ہے، ہاں اگر یہ طلاق طلاق رجعی ہو تو عدت میں شوہر کو رجوع کرنے کا اختیار رہتا ہے، عدت میں رجوع کر لینے سے دونوں دوبارہ میاں بیوی بن جاتے ہیں، اور دونوں کا میاں بیوی کی طرح ساتھ میں رہنا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۰۳﴾ کیا 'طلا' کہنے سے طلاق ہوگی؟

سوال: ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو دو طلاق دے دی، اور تیسری مرتبہ

صرف ''طلا'' کہا اور خاموش ہو گیا، پورا کلمہ 'طلاق' نہیں کہا، اس کا اقرار یہ خود بھی کرتا ہے اور اس کی بیوی بھی کرتی ہے تو پوچھنا یہ ہے کہ اس صورت میں کتنی طلاق ہوئی؟ اور صرف طلا بولنے سے طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں دو مرتبہ طلاق بولنے کی وجہ سے دو طلاق رجعی ہو گئی اور تیسری مرتبہ صرف 'طلا' کہا اور طلاق ہو جائے گی اس ڈر سے پورا کلمہ کہنے سے رک گیا یا کسی نے روک دیا تو اس سے طلاق نہیں ہو گی۔ (فتح القدیر، درمختار) صورت مسئولہ میں عدت میں رجوع کر لینے سے دوبارہ دونوں میاں بیوی بن کر رہ سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۰۴﴾ پہلی بیوی کو خوش کرنے کے لئے کہا ''اچھا میں نے اسے چھوڑ دیا'' سے کونسی طلاق واقع ہو گی؟

سوال: ایک شخص نے اس شرط پر ایک عورت سے نکاح کیا کہ وہ اس کے نکاح میں رہتے ہوئے دوسرا نکاح نہیں کرے گا، لیکن کچھ مدت کے بعد اس نے شرط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دوسری عورت سے نکاح کر لیا، اس وجہ پہلی والی بیوی اور اس شوہر کے درمیان جھگڑے ہونے لگے اور وہ ناراض رہنے لگی، اس کو خوش کرنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ کسی طرح ماننے کے لئے راضی نہیں تھی، ایک دن اس کو منا رہا تھا اس وقت عورت نے کہ اچھا تو تیری دوسری بیوی کو نکاح سے الگ کر دے۔ اس کو خوش کرنے کے لئے اس نے کہا کہ اچھا میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

یہ الفاظ کہنے کے بعد عورت نے کہا کہ اچھا یہ لکھ کر دو تو مرد نے یہ الفاظ ایک کاغذ پر لکھ دئے،

لیکن کہتے یا لکھتے وقت طلاق کا بالکل ارادہ نہیں تھا صرف عورت کو خوش کرنا مقصود تھا، تو طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اچھا اس کو (دوسری عورت کو) نکاح سے الگ کر دیا کہنے سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، اور یہ الفاظ صریح طلاق کے ہونے کی وجہ سے بغیر نیت کے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (امداد الفتاویٰ، فتاویٰ دار العلوم، شامی) اور عدت کے درمیان رجوع کرلیا ہو تو اس عورت سے بیوی کا تعلق رکھنا بھی جائز کہلائے گا۔

﴿۱۹۰۵﴾ اسلامی طریقہ کے مطابق طلاق دیتا ہوں، آج سے میرا اور اسکا کوئی تعلق نہیں ہے، کہنے سے کونسی طلاق واقع ہوگی؟

سوال: ایک شخص نے اپنے سسُر کو یہ خط لکھا کہ "آپ کی بیٹی رقیہ جو میرے نکاح میں ہے اس کو اسلامی طریقہ کے مطابق طلاق دیتا ہوں، آج سے میرا اور اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہذا اس خط سے رقیہ بانو کو کونسی طلاق واقع ہوگی؟ طلاق رجعی یا بائن؟

دستخط: سلیم الدین

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شوہر نے جو خط بھیجا ہے اس میں طلاق کے دو جملے لکھے گئے ہیں (۱) اسلامی طریقہ کے مطابق طلاق دیتا ہوں، اس سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے لیکن آگے لکھا ہے۔ (۲) آج سے میرا اور اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، اس سے بائن واقع ہوگی، لہذا صورت مسئولہ میں طلاق بائن واقع ہوگی۔ (فتاویٰ دار العلوم، خلاصۃ الفتاویٰ)

باب طلاق الرجعی

﴿۱۹۰۶﴾ مطلقہ رجعیہ بعد انقضائے عدت دوسری جگہ اپنا نکاح کرسکتی ہے؟

سوال: کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق دے کر عدت میں رجوع نہ کرے تو بعد عدت کے وہ عورت دوسری جگہ اپنا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر اسی مرد کے ساتھ دوبارہ رہنا چاہے تو بغیر حلالہ کے نکاح کر کے رہ سکتی ہے یا نہیں؟ یا حلالہ ضروری ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں مطلقہ رجعیہ بعد انقضائے عدت دوسری جگہ اپنا نکاح کرسکتی ہے اور اگر اسی شوہر اول کے ساتھ رہنا چاہے تو نکاح کر کے ساتھ رہ سکتی ہے اس صورت میں حلالہ کی ضرورت نہیں ہے، حلالہ مطلقہ مغلظہ یعنی تین طلاق والی عورت کے لئے ہوتا ہے۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۰۷﴾ طلاق رجعی کی ایک صورت؟

سوال: ایک شخص کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہونے پر اس نے اپنی بیوی سے کہا تجھے طلاق ہے، بول یہ ایک مرتبہ ہوگئی ہے اور اگر تجھے جدا ہونا ہو تو دو باقی ہیں وہ بھی بول دوں، بول تیرا کیا ارادہ ہے؟ لیکن عورت نے ہاں یا ناں میں جواب نہیں دیا اور بالکل خاموش ہوگئی۔ اور تھوڑی دیر بعد اسی شخص نے اپنی بیوی کو سمجھایا کہ ایک طلاق کا تو علاج ہو جائے گا، دوسری دو کا نہیں ہوگا اور اتنے میں ایک شخص کے آ جانے سے جھگڑا بند ہو گیا، اور جیسے جھگڑا ہوا ہی نہیں اس طرح دونوں ساتھ رہنے لگے؟ تو دونوں کا ساتھ میں رہنا کیسا ہے؟ اور اس طرح زندگی بسر ہو رہی ہو تو کچھ کرنا چاہئے یا نہیں؟ یا بالکل تین طلاق دے کر نکاح ختم کر دینا چاہئے؟ اور اگر نکاح ختم ہو گیا ہو

تو وہی شخص اس عورت سے دوبارہ نکاح کیسے کرے؟ اس کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں ایک طلاق دینے سے طلاق واقع ہوگئی اور اسے طلاق رجعی کہتے ہیں، اس لئے دونوں ساتھ رہ کر میاں بیوی کی طرح زندگی گذارنا چاہتے ہوں تو عدت کے درمیان رجوع کر کے رہ سکتے ہیں، ساتھ بسر ہوسکتا ہو تو اسی کے ساتھ زندگی گذارنا بہتر ہے۔

﴿۱۹۰۸﴾ ایک طلاق دینے کے بعد میاں بیوی کا ساتھ میں رہنا؟

سوال: ہم میاں بیوی میں جھگڑا ہوا، جھگڑے اور غصہ کی حالت میں میں نے ایک طلاق دے دی، پھر ہمیشہ تکرار کرتی رہتی ہے ایسا کہہ کر خاموش بیٹھ گیا، جب یہ واقعہ ہوا تو میں نشستگاہ میں تھا اور میری عورت کیچن میں تھی، میری بیوی کو ذیابیطس کی بیماری ہے اس کا اثر اس پر بہت تھا اس لئے اس کا دماغ اس کے قابو میں نہیں تھا۔ اس نے ایک خط میرے رشتہ داروں کو لکھا، لیکن اس خط میں کیا لکھا اس کا مجھے ذرا بھی علم نہیں ہے۔ اس کے بعد پانچ افراد آئے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے طلاق دی، تو میں نے کہا: ہاں، انہوں نے اتنا ہی پوچھا یہ نہیں پوچھا کہ کتنی دی؟ اور میں نے بھی کچھ نہیں بتایا اور میری عورت کو معلوم نہیں ہے کہ اس نے خط میں کیا لکھا؟

ان وجوہ سے گاؤں والوں اور جماعت والوں نے ہمارے یہاں آنا جانا بند کر دیا اور کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں کا کھانا پینا جائز نہیں ہے۔ اور دوسروں کو کہتے ہیں: کہ ہم سے قطع تعلق کرلیں۔ میں اب بھی اپنی بیوی بچوں کے ساتھ رہتا ہوں۔، تو اس تفصیل کو مدنظر رکھتے ہوئے بتائیں کہ کیا میرا اپنی بیوی کے ساتھ رہنا درست ہے؟ اور جماعتی بھائیوں کا یہ برتاؤ

درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں آپ نے لکھا ہے کہ ایک طلاق دی ہے، اگر یہ حقیقت صحیح ہے تو عدت میں یا عدت کے بعد صرف نکاح کر لینے سے آپ دونوں میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں۔ اس صورت میں حلالہ کی ضرورت نہیں ہے، اگر رجوع کر لیا ہو اور ساتھ میں رہتے ہوں تو دوسرے مسلمان بھائیوں کو اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے لیکن آپ نے غصہ میں ایک سے زیادہ طلاق دی ہو یا عورت نے خط میں اس کا ذکر کیا ہو یا آپ نے جماعتی بھائیوں کے سامنے اچھی طرح وضاحت نہ کی ہو جس کی بنا پر وہ ایسا سمجھتے ہوں (اور حقیقت حال سے وہ بے خبر ہوں جس کی وجہ سے انہوں نے قطع تعلق کیا ہو) تو ثبوت پیش کر کے اپنے معاملہ کی صفائی پیش کر دینی چاہئے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

باب طلاق الثلاث

﴿۱۹۰۹﴾ ایک مجلس کی تین طلاق تین ہی واقع ہوگی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ ایک مرد نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاق دے دی تو کیا یہ ایک ہی طلاق سمجھی جائے گی؟ ہمارے یہاں ابھی ابھی ایک سمینار کا انعقاد کیا گیا تھا جس میں اس مسئلہ پر بہت تفصیل سے بحث کی گئی اور مسند احمد کی روایت ''حدیث رکانہ'' کی بنیاد پر یہ ثابت کیا گیا کہ ایک مجلس کی تین طلاق ایک ہی طلاق شمار ہوگی۔ امید ہے کہ اس مسئلہ پر تفصیل سے فقہ وسنت کی روشنی میں دلائل کے ساتھ روشنی ڈالیں گے ایسی گذارش ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... قرآن شریف کے احکامات حدیث شریف کے بیانات اور آپ ﷺ کے فرامین کو مدنظر رکھتے ہوئے فقہائے کرام اور مجتہدین امت نے طلاق کی تین قسمیں بیان کی ہیں: (۱) احسن (۲) حسن (۳) بدعی۔

الطلاق علی ثلاثة اوجه : حسن و احسن و بدعی۔ فالاحسن : ان یطلق الرجل امرأته تطلیقة واحدة فی طهر لم یجامعها فیه و یترکها حتی تنقضی عدتها۔۔۔ والحسن هو طلاق السنة و هو ان یطلق المدخول بها ثلاثا فی ثلاثة اطهار۔ و طلاق البدعة ان یطلقها ثلاثا بکلمة واحدة او ثلاثا فی طهر واحد فاذا فعل ذلك وقع الطلاق و کان عاصیا۔و کذا ایقاع الثنتین فی الطهر الواحد بدعة لما قلنا۔۔۔الخ (ہدایہ اولین:۲/۳۳۵)۔

(۱) طلاق احسن وہ طلاق ہے: کہ میاں بیوی کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گزارنا مشکل ہو جائے اور صلح کی اور میل جول کی کوئی صورت باقی نہ رہے اور دونوں نکاح

کے رشتہ کو ختم کرنا چاہتے ہوں تو عورت کے حیض سے پاک ہونے پر اس طہر میں جس میں عورت سے وطی نہ کی ہو ایک طلاق دی جائے، اور پھر طلاق نہ دی جائے اور عورت کو تین حیض گزر جائیں اس مدت میں اس سے رجوع نہ کیا جائے تو عورت بالکل نکاح سے نکل جاتی ہے، اس طلاق کو طلاق احسن کہتے ہیں، صحابۂ کرام انتہائی ضرورت کے موقع پر اس طرح کی طلاق دیتے تھے، جیسا کہ ابراہیم نخعیؒ سے ایسا ہی نقل کیا گیا ہے۔

(۲) طلاق حسن وہ طلاق ہے: کہ عورت کے حیض سے پاک ہونے پر طہر کی حالت میں ایک طلاق دی جائے، اور پھر دوسرے طہر میں دوسری طلاق دی جائے اور تیسرے طہر میں تیسری طلاق دی جائے، اور تینوں مرتبہ میں رجوع نہ کیا جائے تو تین طلاق ملا کر مغلظہ ہو جائے گی اور عورت نکاح سے جدا ہو جائے گی، اس طریقہ کو طلاق حسن کہتے ہیں۔

(۳) طلاق بدعی وہ طلاق ہے کہ: ایک مجلس میں ایک ساتھ تین طلاق دی جائے (ایک جملہ میں تین طلاق بول دی جائے) یا حیض کی حالت میں تین طلاق دی جائے، اس طرح طلاق دینے سے طلاق تو واقع ہو جائے گی اور تین طلاق دی ہو تو تین طلاق بھی واقع ہو جائے گی۔ البتہ یہ طریقہ غلط ہونے کی وجہ سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ کے خلاف خواہش نفس کی اتباع والا طریقہ اپنانے اور اس طریقہ کے معصیت ہونے کی وجہ سے اسے طلاق بدعی کہتے ہیں۔ لیکن اس سے طلاق کا حکم نہیں بدلتا اور حرمت مغلظہ ثابت ہو جائے گی، اور حلالۂ شرعی کے بغیر عورت زوج اول کے لئے حلال نہیں ہوگی، اور اس مسئلہ میں مذاہب اربعہ کا اتفاق ہے، ہر امام کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاق تین ہی شمار ہوتی ہے۔

علامہ شامیؒ تحریر فرماتے ہیں:

(قوله ثلاثة متفرقة) و كذا بكلمة واحدة بالاولى، و عن الامامية لا يقع بلفظ

الثلاث و لا فی حالة الحیض الخ (ص:۴۱۹)۔
لہذا تین طلاق الگ الگ مجلس میں دی جاوے یا ایک مجلس میں ایک جملہ میں ایک ساتھ تین طلاق دی جاوے یا چاہے حیض کی حالت میں دی جاوے تین طلاق واقع ہوجائے گی۔
نیز علامہ شامیؒ آگے تحریر فرماتے ہیں: اوراس مسئلہ میں صراحت کے ساتھ ثابت ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق تین ہی واقع ہوتی ہیں اوراس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، لہذا حق کے ظاہر ہوجانے کے بعد دوسرا راستہ تلاش کرنا گمراہی کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے؟ اور اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ اگر کسی حاکم نے ایک مجلس کی تین طلاق میں یہ فیصلہ دیا کہ وہ ایک طلاق ہے تو اس کا فیصلہ نہیں مانا جائے گا اوراس پر عمل نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ اجماعی مسئلہ میں اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے اوراگر کوئی اختلاف کرے گا تو وہ معتبر نہیں بلکہ مخالفت کہلائے گی۔
خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن پاک، احادیث مبارکہ اور فقہاء ومفتیان عظام کی تصریحات سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ الگ الگ مجلس میں تین طلاق دی جاوے یا ایک مجلس میں تین طلاق دی جاوے تین طلاق واقع ہوجاتی ہیں اورحرمت مغلظہ ثابت ہوجاتی ہے۔
اب رہا سوال مسند احمد کی روایت حدیث رکانہؓ سے استدلال کا تو حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے بذل المجھود ۳/۲۷۰ پراس موضوع پر تفصیل سے بحث کرتے ہوئے متن حدیث اور سند روایت ودرایت پر کلام کرتے ہوئے اس کے آٹھ جوابات ذکر کئے ہیں اوراس حدیث سے اس مسئلہ میں استدلال کو باطل کہا ہے، بہتر ہے کہ وہ آٹھوں جوابات بذل المجھود ۳/۲۷۰ پر دیکھ لئے جائیں۔
نیز قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے ایسے ہی ایک سوال کے جواب میں

ارشاد فرمایا ہے کہ: ایک مجلس کی تین طلاق تین واقع ہوں گی، اب جب تک شرعی طریقہ کے مطابق حلالہ نہ ہو جاوے وہ عورت زوج اول کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ رشیدیہ:۳۹۴)۔

نیز مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے امداد الفتاویٰ ۲/۳۴۳ پر لکھا ہے کہ تین طلاق کو ایک سمجھنا جمہور کے مسلک کے خلاف ہے اور جس دلیل سے استدلال کیا گیا ہے جمہور نے اس کا جواب دیا ہے۔

اور دلائل کے قوی یا ضعیف ہونے کو علماء ہی سمجھ سکتے ہیں، عوام الناس کے لئے سہل و آسان طریقہ تو یہی ہے کہ طلاق دینے والا اگر چار مذاہب میں سے کسی ایک کا ماننے والا ہے تو وہ نفسانی یا شہوانی خیالات کو چھوڑ کر اپنے امام کی پیروی میں اسے تین ہی سمجھے، اس لئے کہ مذاہب اربعہ کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق تین ہی واقع ہوتی ہیں۔ اور اگر کوئی اپنے امام کی مخالفت کرتا ہے اور کسی دوسرے کے قول کو راجح اور دین سمجھتا ہے تو وہ اپنے مفاد کی خاطر دین پر دنیا کو ترجیح دے رہا ہے، اب اس اجماعی مسئلہ میں کسی حدیث سے دلیل پکڑنا مذاہب اربعہ کے خلاف ہے، البتہ اس سے غیر مقلد حضرات اور امامیہ فرقہ کی تائید ہوسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۱۰﴾ تین طلاق کے لئے تین مرتبہ طلاق کا بولنا ضروری نہیں ہے۔

سوال: میں نے اپنی عورت سے کہا کہ تجھے فی الحال ایک طلاق دیتا ہوں، اور بقیہ شریعت کے حساب سے یعنی ایک مہینہ کے بعد ایک اور دوسرے مہینہ کے بعد دوسری۔

اس جملہ میں میں نے زبان سے تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق نہیں کہا ہے، لیکن میری نیت طلاق ہی کی تھی، میں ایک ہی مرتبہ طلاق بولا ہوں، اور اس کا گواہ بھی موجود ہے، اس وقت

میرے خسر وہیں موجود تھے اور میری بیوی نے بھی یہ کلمات سنے ہیں، تو اس مسئلہ میں میری عورت پر طلاق واقع ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں شوہر نے اپنی بیوی سے کہا ''تجھے فی الحال ایک طلاق دیتا ہوں، اور بقیہ شریعت کے حساب سے یعنی ایک مہینہ کے بعد ایک اور دوسرے مہینہ کے بعد دوسری'' اس طرح دی ہوئی طلاق کو شریعت کی اصطلاح میں ''طلاق حسن'' کہتے ہیں، اس لئے یہ جملہ بولتے ہی فی الفور ایک طلاق واقع ہوگئی، اور حیض سے فارغ ہونے پر دوسری طلاق اور دوسرے حیض سے پاک ہونے پر تیسری طلاق واقع ہو جائے گی، اور حرمت مغلظہ ثابت ہو جائے گی اور بغیر حلالہ شرعی کے اسے بیوی بنا کر نہیں رکھ سکتے، مذکورہ مسئلہ میں تین مرتبہ طلاق کا بولنا یا گواہوں کا ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔ (ہدایہ، شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۱۱﴾ شوہر کا قول دوسری اور تیسری مرتبہ طلاق بولنے میں تاکید مقصود تھی دیانۃً معتبر سمجھا جائے گا۔

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا تجھے طلاق طلاق طلاق، اور نیت ایک طلاق کی ہی تھی، دوسری اور تیسری مرتبہ صرف تاکید مقصود تھی یعنی پہلی مرتبہ جو بات کہی ہے اسی بات کو واضح طور پر سمجھانے کے لئے دوسری اور تیسری مرتبہ کہا تھا اور شوہر نے بعد میں کہا بھی کہ میری نیت صرف ایک ہی طلاق کی تھی اور دوسری اور تیسری تو صرف تاکید کے لئے تھی، تو کیا شوہر کی بات معتبر سمجھی جائے گی؟ اور کیا طلاق رجعی واقع ہوگی؟ اگر عورت مدخول بہا ہے تو کیا حکم ہے؟ اور غیر مدخول بہا ہے تو کیا حکم ہے؟

اور اگر کسی نے الفاظ کنایہ کا استعمال کر کے ایک ساتھ تین مرتبہ طلاق کے الفاظ کہے، مثلاً: گھر سے نکل جا، نکل جا، نکل جا، اور نیت طلاق کی تھی لیکن دوسری اور تیسری مرتبہ تاکید مقصود تھی تو کتنی طلاق واقع ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے طلاق طلاق طلاق تو قضاءً تین طلاق واقع ہو جائے گی، اور دیانۃً شوہر کی بات معتبر سمجھی جائے گی، اگر عورت غیر مدخول بہا ہے تو پہلی ہی طلاق میں طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی، اور دوسری اور تیسری طلاق کے وقت عورت طلاق کا محل باقی نہیں رہیگی، اس لئے دوسری اور تیسری لغو جائے گی، کنایہ کے الفاظ ایک سے زیادہ مرتبہ کہنے سے طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی۔ (شامی، ہدایہ وغیرہ فتاویٰ دار العلوم)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۱۲﴾ بعد طلاق تاکید در تاکید؟

سوال: ایک دن ہم میاں بیوی میں جھگڑا ہو گیا، جھگڑا بہت بڑھ گیا اور میں نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دی اس پر بات رکی نہیں انہی الفاظ کے ساتھ ایک طلاق دی ایک طلاق تجھے ابھی دیتا ہوں ایک طلاق دی ہاں ایک طلاق دی تجھے ایک طلاق ہوگئی ایسا دو تین مرتبہ کہا، یعنی صاف الفاظ میں طلاق دی، جھگڑا رکا نہیں اس لئے میں گھر سے باہر چلا گیا اور جاتے جاتے اپنی بیوی سے کہا کہ بقیہ دو طلاق دو شخصوں کو لا کر ان کے سامنے دے کر تیرا فیصلہ کر دیتا ہوں، اور بعد میں میں کسی کو لایا نہیں اور کوئی طلاق یا فیصلہ نہیں ہوا، اور اسی رات ہم دونوں میں صلح ہوگئی اور ساتھ رہتے ہو گئے۔

تو ان حالات میں عورت پر کونسی طلاق ہوئی؟ اور کتنی واقع ہوئی؟ اور تین طلاق کہنے سے کتنی طلاق واقع ہوتی ہے؟ اور ایک طلاق کئی مرتبہ کہنے سے جس میں نیت ایک طلاق ہی

کی ہوتو کونسی طلاق واقع ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: سوال میں مذکورہ تفصیل کا ہر جزء صحیح ہوتو عورت کوایک طلاق رجعی واقع ہوگی، اور عدت میں شوہر کو رجوع کرنے کا اختیار رہے گا، اور بعد رجوع دونوں میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں، اوراب شوہر کوصرف دوطلاق کا اختیار رہے گا، آئندہ دوطلاق دینے سے کل مل کر تین ہو جائیں گی اورحرمت مغلظہ ثابت ہوکر عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائے گی۔(شامی)

﴿۱۹۱۳﴾ تین طلاق شریعت کے مطابق کہنے سے طلاق کیسے واقع ہوگی؟

سوال: میں حمید ابن رفیق بھائی ٹیلر، تمہاری بہن رابعہ کوشریعت کے مطابق تین طلاق دیتا ہوں۔ دستخط...... اس مکتوب سے عورت کو طلاق ہوگی یا نہیں؟ اور ہوگی تو اس کی نوعیت کیا ہوگی؟

الجواب: حامداًومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں تین طلاق شریعت کے مطابق لکھنے کی وجہ سے طلاق حسن واقع ہوگی، یعنی لکھتے ہی فی الفور ایک طلاق واقع ہو جائے گی، اور حیض سے پاک ہونے پر دوسری اور دوسرے حیض سے پاک ہونے پر تیسری طلاق واقع ہوجائے گی اورعورت حرام ہو جائے گی، اب بغیر حلالہ شرعی کے عورت مرد کے لئے حلال نہیں ہوگی۔(شامی، ہدایہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۱۴﴾ نشہ کی حالت میں ”میں تجھے فارغ خطی دیتا ہوں“ تین مرتبہ کہنا؟

سوال: زیدرات کونشہ کی حالت میں گھر آیا، اور کھانے بیٹھا اور بکواس کرنے لگا زید کے والد نے زید کو مارا اور زید نے کہا کہ میں اپنی بیوی کوطلاق دے دوں گا، زید کے والد نے

زید کو کہا کہ میں تجھے ماروں گا تو زید نے کہا کہ میں میری بیوی کو فارغ خطی دیتا ہوں، فارغ خطی دیتا ہوں، فارغ خطی دیتا ہوں۔

اور آج سے میری بیوی میری ماں بہن کے برابر ہے۔ زید جب صبح کو اٹھا تو اسے رات کے معاملہ کے متعلق پوچھا گیا تو زید نے کہا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں، حالانکہ زید کے کہے ہوئے الفاظ چار یا پانچ شخصوں نے برابر سنے ہیں زید کے منہ سے ایک مرتبہ بھی طلاق کا لفظ نہیں نکلا، تو سوال یہ ہے کہ زید کی بیوی کو تین طلاق ہوئی یا نہیں؟ یا کتنی طلاق ہوئی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں زید نے جب پہلی مرتبہ کہا کہ ''میں اپنی بیوی کو فارغ خطی دیتا ہوں'' تو اس جملہ کے کہتے ہی اس کی بیوی کو ایک طلاق بائن واقع ہوگئی، اس لئے کہ یہ جملہ صریح طلاق کا نہیں بلکہ کنایہ طلاق کا ہے، اور بائنہ معتدہ کو طلاق دی جائے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اس لئے کہ اب وہ اس کے نکاح میں نہیں رہی، اس لئے یہی جملہ دوسری اور تیسری مرتبہ بولنے سے مزید طلاق واقع نہیں ہوگی۔

اسی طرح جب اس نے ظہار کا جملہ کہا کہ '' آج سے میری بیوی میری ماں بہن کے برابر'' تو اس سے بھی ظہار نہیں ہوگا اس لئے کہ یہ الفاظ مطلقہ بائنہ کی عدت میں کہے ہیں۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور عدت میں یا عدت کے بعد زید از سر نو نکاح کر کے اسے اپنی بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے، نشہ کی حالت میں یا غصہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (شامی: ۲/ ۵۰۷، امداد الفتاویٰ: ۳۹۳)

﴿۱۹۱۵﴾ ایک جملہ میں تین طلاق دینا؟

سوال: تاریخ ۷۴/۱۱/۶ کو میں اپنی لڑکی ریحانہ کے دو لڑکوں کو لے کر ان کے گھر

چھوڑنے گیا، ان کے مکان پر پہنچنے پر میرے داماد کی سوتیلی ماں کے ساتھ میری لڑکی کی لڑائی ہورہی تھی تو اس وقت میرا داماد عبدالسمیع ہمارے سامنے آیا اور مجھے کہنے لگا کہ سن لو یہ میرے لڑکے سے بھی پوچھ لو کہ تمہاری لڑکی نے مجھے مارا ہے یا نہیں؟ اس درمیان اس کا چھوٹا بھائی بھی آ گیا ان کے سامنے میرے داماد نے کہا آپ بھی سن لو طلاق طلاق طلاق۔ اور کہا کہ میں روپئے بھی واپس کر دیتا ہوں اس وقت وہاں اس کی سوتیلی ماں اور چھوٹا بھائی بھی موجود تھا میں ان کو یہ کہہ کر چلا آیا کہ اب تمہارے لڑکے نے میری لڑکی کو تین طلاق دے دی ہے تو اب تحریر کی یا گواہ کی ضرورت تو نہیں ہے؟

دوسرے دن میرا داماد دوسرے گاؤں گیا تو وہاں دو شخصوں نے اس سے کہا کہ بھائی تو نے یہ اچھا نہیں کیا، اگر تو ہم کو کہتا تو ہم تمہارے درمیان صلح کرا دیتے، تو داماد نے کہا میں نے جو کیا ہے سو برابر کیا ہے، میں نے فارغ خطی دے دی ہے۔ تو اس مسئلہ میں میری لڑکی کو طلاق ہوئی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جب لڑکی کی لڑائی جھگڑے کی بات چل رہی تھی تو شوہر نے تین مرتبہ طلاق کے الفاظ کہے اس سے لڑکی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، اب بغیر حلالہ شرعی کے وہ زوج اول کے لئے حلال نہیں ہے۔ (شامی: ۴۳۰/۲)

وقوع طلاق کے لئے گواہوں کا ہونا یا تحریر کا ہونا ضروری نہیں ہے، صرف زبان سے تکلم کرنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے، صورت مسئولہ میں لڑکی کے والد، لڑکی کی ساس اور لڑکے کے بھائی نے بھی یہ کلمات سنے ہیں اور دوسرے دو شخصوں کے روبرو بھی شوہر نے قبول کیا ہے تو اب طلاق واقع نہ ہونے کا سوال ہی نہیں رہتا، اس لئے مذکورہ لڑکی پر تین طلاق واقع ہوگئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۱۶﴾ اگر تم کہو تو طلاق طلاق طلاق' کہنے سے طلاق ہوگی؟

سوال: میرے مکان میں دو بھائیوں کے چھوٹے چھوٹے بچوں کی تکرار ہونے سے ہم دونوں بھائیوں میں بچوں کی وجہ سے جھگڑا زیادہ ہونے کی وجہ سے ہماری بڑی بہن جن کو ہم گوری آپا کہتے ہیں، انہوں نے مجھے دو چار مرتبہ کہا کہ بھائی تو جدا ہو جا۔ مجھے بہت سخت غصہ آیا اور میں نے میری گوری آپا سے کہا کہ اگر تم کہو تو اس کو طلاق طلاق طلاق، اس کے بعد میری بڑی بہن بہت زور سے چیخ کر روئی، تو اس مسئلہ میں میری بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکورہ تفصیل اور طلاق کے لئے کہے گئے کلمات یہی ہوں کہ گوری آپا اگر تم کہو تو اس کو طلاق طلاق طلاق، اور گوری آپا نے طلاق کے لئے نہ کہا ہو تو شرط پوری نہ ہونے کی وجہ سے طلاق نہیں ہوگی اور آپ میاں بیوی بن کر رہ سکتے ہیں۔ (ہدایہ:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۱۷﴾ حالت حمل میں تین طلاق اور حلالہ کی صورت؟

سوال: (۱) ایک حاملہ عورت کو تین طلاق دے دی گئی، پچیس دن بعد اسے لڑکا پیدا ہوا، اب کچھ لوگ کہتے ہیں کہ لڑکا ہوا ہے اس لئے طلاق نہیں ہوتی، تو کیا یہ بات صحیح ہے؟

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ اس کے شوہر کے گھر والے دوبارہ حلالہ کروا کر اسے اپنے گھر لے جانا چاہتے ہیں تو اس عورت کی عدت کب ختم ہوگی؟ معاً حلالہ کا صحیح طریقہ بتا کر اس مسئلہ کا شرعی حل کیا ہے اس کی وضاحت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً (۱) حالت حمل میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں طلاق مغلظہ ہوگئی اور اس عورت کی عدت بچہ کے پیدا ہونے

تک ہے، لہذا طلاق کے پچیس دن بعد لڑکا پیدا ہوا تو بچہ کے پیدا ہوتے ہی اس عورت کی عدت ختم ہوگئی۔

(۲) ایسا کہنا بالکل غلط ہے، لڑکا پیدا ہو تو طلاق نہیں ہوتی یہ قول محض ذہنی اختراع ہے لہذا اب بغیر حلالہ شرعی کے میاں بیوی کی طرح رہنا درست نہیں۔

(۳) اب مذکورہ عورت کسی اور مرد سے شرعی طریقہ کے مطابق نکاح کرے اور اس کے ساتھ ہمبستری بھی ہو جائے اس کے بعد وہ شخص اسے طلاق دے دے اور اس کی عدت ختم ہو جائے پھر یہ پہلے والا شوہر اس سے نکاح کرسکتا ہے۔ (شامی، وغیرہ)

﴿۱۹۱۸﴾ عورت کے غصہ میں طلاق مانگنے پر شوہر کا تین طلاق دینا؟

سوال: ایک مرتبہ میری بیوی سے میرا جھگڑا ہو گیا غصہ میں میری بیوی نے مجھ سے طلاق کا مطالبہ کیا تو میں نے اسے تین طلاق دیدی، اس عورت سے مجھے ایک لڑکی بھی ہے، اور میری بیوی لڑکی کو لے کر اس کی ماں کے گھر چلی گئی، اب میں اسے واپس لانا نہیں چاہتا تھا میں نے خط میں تین طلاق لکھ کر اس پر بذریعہ ڈاک روانہ کر دیا لیکن اس نے وہ ڈاک قبول نہیں کیا اور واپس کر دیا۔

اور میں نے عدت کا خرچ بھی منی آرڈر سے بھیج دیا تھا اب اس نے مقدمہ دائر کیا ہے اور نان ونفقہ کا مطالبہ کیا ہے اور کہتی ہے کہ اسے طلاق نہیں ہوئی ہے تو اس مسئلہ میں طلاق کا کیا حکم ہے؟ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور مجھے اب اسے کچھ نان ونفقہ دینا لازم ہے؟ میری لڑکی کی عمر ایک سال کی ہے اسکی پرورش کی ذمہ داری کس کی ہے؟ اور مجھ پر اسکا کیا حق لازم ہے؟ یہ لڑکی کب تک اس کی ماں کے پاس رہ سکتی ہے؟ اور میں اسے کب واپس لے سکتا ہوں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... عورت کے طلاق مانگنے پر آپ نے زبان سے تین طلاق دے دی تو تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور عورت نکاح میں سے نکل گئی، اس کے بعد تحریری طلاق دینے کی ضرورت نہیں تھی اس کے باوجود آپ نے تحریری طور پر بھی طلاق کی اطلاع دینے کے لئے کاغذات بھیجے جو عورت نے قبول نہیں کیے تو اس سے طلاق کے حکم میں کچھ فرق نہیں آتا، اسلامی اصول کے مطابق طلاق واقع ہو چکی اور عورت پر عدت گزارنا لازم ہے، اور مرد پر عدت کی مدت کا اوسط درجہ کا خرچ دینا واجب ہے شریعت کی طرف سے عدت کا کوئی خرچ متعینہ رقم کے ساتھ مقرر نہیں کیا گیا ہے مرد و عورت دونوں کی حالت دیکھ کر درمیانی درجہ کا رہنے کھانے پینے اور پہننے کا جو خرچ ہوتا ہو وہ واجب ہوگا۔

چھوٹی صغیر العمر بچی کی پرورش ماں اچھی طرح کر سکتی ہے اس لئے زیادہ سے زیادہ نو سال تک ماں اس بچی کو اپنے پاس رکھ سکتی ہے اس کے بعد باپ اس بچی کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے، اور بچی کی پرورش، کپڑے اور دوا وغیرہ کا خرچ بھی باپ کو دینا پڑے گا۔ (شامی، وغیرہ)

﴿۱۹۱۹﴾ المرأة کالقاضی؟

سوال: میرے شوہر مجھ سے تین چار دن سے ناراض تھے بات نہیں کر رہے تھے تو رات کو ۱۰:۰۰ بجے جب کھا پی کر ہم ہمارے کمرہ میں آرام کے لئے گئے تو میں نے اپنے شوہر کو منانے کی بہت کوشش کی کہ مجھ سے کچھ غلطی ہوئی ہو تو معاف کر دو۔ اور مجھ سے بولتے کیوں نہیں ہو؟ میں نے بہت عاجزی کی لیکن میرے شوہر موبائل پر گانے سن رہے تھے، انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جب میرے ایک مرتبہ کہنے پر بھی مجھ سے بات نہیں کی تو میں نے دوسری مرتبہ پھر سے کہا۔ تو موبائل ایک طرف رکھ کر انہوں نے میرے سامنے

دیکھ کر مجھے تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق کہا۔
نیچے کے منزلہ پر میری ساس اور خسر رہتے تھے میں اس کے بعد ان کے پاس گئی اور ان سے پورا ماجرا بیان کیا، میری ساس نے کہا کہ تو اب تیرے اپنے گھر چلی جا اور گھر والے پوچھیں تو ایک ہی مرتبہ بولا ہے ایسا کہنا اور اگر تو نے تین کا کہا تو واپس گھر مت آنا، اور میرے شوہر نے بھی کہا کہ میں نے ایک ہی مرتبہ مذاق میں کہا ہے، حالانکہ میں نے یہ الفاظ ان کے منہ سے تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق سنے ہیں۔ تو اسلامی شریعت کے لحاظ سے طلاق ہوئی یا نہیں اور ہوئی تو کونسی؟ یہ واقعہ جب ہوا تو کمرہ میں صرف ہم میاں بیوی ہی تھے اس کے علاوہ کوئی گواہ نہیں ہے، میرا شوہر اور اس کی ماں ایک ہی مرتبہ طلاق دینے کا اقرار کرتے ہیں جب کہ میں نے تین مرتبہ طلاق سنا ہے تو اسلامی شریعت کے حساب سے کیا حکم ہے؟
الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......سوال میں مذکورہ تفصیل کے مطابق شوہر نے تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق کہہ کر اپنی بیوی کو نکاح سے الگ کر دیا تو عورت پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور دونوں میں میاں بیوی کا رشتہ باقی نہیں رہا۔
عورت نے اپنے کانوں سے تین طلاق کے الفاظ سنے ہیں اس لئے اب عورت کے لئے گواہوں کا ہونا یا مرد کا اقرار ضروری نہیں ہے۔ **المرأة كالقاضي** ۔(شامی:۴)۔
مرد کا یہ کہنا کہ میں نے مذاق میں کہا تھا تو مذاق میں طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے مذاق میں کہنے کی وجہ سے طلاق کے حکم میں کچھ فرق نہیں آتا، عورت نے خود اپنے کانوں سے تین مرتبہ طلاق کے الفاظ سنے ہیں اس لئے اب عورت کے لئے وہ مرد اس کا شوہر باقی نہیں رہا، اور اب عورت کے لئے کسی طرح بھی اس مرد کے پاس واپس جانا جائز نہیں ہے اور وہ اس سے علیحدہ ہوگئی۔ صورت مسئولہ میں عورت کو تین حیض تک عدت میں

بیٹھنا ہوگا، اس کے بعد وہ دوسری کوئی بھی جگہ از سر نو اپنا نکاح کر سکتی ہے۔

﴿۱۹۲۰﴾ ”طلاق فلاق طلاق، عورھت نے پوچھا ہوگئی۔ مرد نے کہا نہیں ہوئی“ تو طلاق ہوئی یا نہیں؟

سوال: میرا اپنی بیوی کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں تھا، مجھے اس سے محبت بھی بہت ہے لیکن میرے کاروبار اور تجارت میں نقصان ہوا، اور میں بہت پریشان تھا، روپیوں کی بہت تنگی تھی، تو ایک دن میں نے اپنی بیوی سے کہا مجھے تیرا ہار دے، اس کے روپئے کاروبار اور تجارت میں استعمال کروں گا۔ اس نے کہا میں گھر جا کر آؤں پھر۔ میں دو دن اجتماع میں چلا گیا اور وہ اپنے میکے چلی گئی، وہ جب اپنے گھر سے آئی تو میں نے پوچھا ہار لائی ہے، تو اس نے کہا تم کو گھر بلایا ہے، میں پہلے سے بہت پریشان تھا، رات کو جب گھر واپس آیا تو عورت کو ڈرانے کے لئے کہا: طلاق، فلاق، طلاق، اس نے پوچھا ہوگئی۔ تو میں نے کہا نہیں ہوئی لیکن میری بات نہیں مانے گی تو دے دوں گا، پھر وہ خوش ہوگئی۔ ہم نے باتیں کی ساتھ کھانا کھایا، اسے میں نے سمجھایا کہ میرا کاروبار ٹوٹا ہوا ہے، اس نے کہا ٹھیک ہے لیکن ایسے الفاظ آئندہ کبھی مت کہنا۔ میں نے کہا بھول ہوگئی، چل ہم صبح تیرے گھر جاتے ہیں۔ جب ہم صبح ناشتہ کر کے اس کے گھر گئے تو وہاں اس نے میری بہت بے عزتی کی۔ میں نے کہا کہ مجھے ہار نہیں چاہئے۔ میں جا رہا ہوں، میری بیوی نے کہا کہ بچوں کو دوپہر تک گھر بھیج دینا، میں چلا آیا، اس نے گھر میں بات کی رات کو انہوں نے مجھے یہ الفاظ بولے تھے، اور گھر میں شور برپا ہوگیا۔ تو اب پوچھنا یہ ہے کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کتنی طلاق ہوئی اور مجھے کیا کرنا ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سوال میں لکھا ہے کہ ڈرانے کے لئے کہا: ''طلاق فلاق طلاق'' اس نے پوچھا ہوگئی تو آپ نے کہا نہیں ہوئی۔ تو اس طرح الفاظ بدل کر طلاق دینے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، اور عورت نے خود اپنے کانوں سے تین طلاق سنی ہے اس لئے گواہ یا اقرار کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۲۱﴾ طلاق دیتے وقت گواہ نہ ہوں تب بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ یہاں پر ایک شخص نے رات کے وقت اپنی بیوی سے جھگڑا ہونے پر غصہ کی حالت میں اپنی بیوی سے کہا ''طلاق طلاق طلاق'' تین یا زیادہ مرتبہ کہا، اس وقت وہاں میاں بیوی کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا، اور یہ الفاظ کہتے وقت اس شخص کی نیت یہ تھی کہ گواہ موجود نہیں ہے اس لئے طلاق نہیں ہوگی، لہٰذا اس شخص نے پھر یہ الفاظ کہے کہ میں صبح گواہوں کی موجودگی میں طلاق دوں گا، پھر صبح بیوی سے کچھ نہیں کہا، تو کیا اس حالت میں طلاق واقع ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اپنی بیوی سے ''طلاق طلاق طلاق'' تین مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ کہنے سے تین طلاق واقع ہو جاتی ہے اور بیوی نکاح میں سے نکل جائے گی، اب بغیر حلالۂ شرعی کے عورت کو بیوی کے طور پر رکھنا درست نہیں، اور طلاق واقع ہونے کے لئے گواہوں کا ہونا ضروری نہیں ہے، لفظ 'طلاق' طلاق کے معنی میں صریح ہے اس لئے اس میں متکلم کی نیت کا بھی اعتبار نہیں ہے۔ (درمختار، شامی: ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

باب کنایات الطلاق

﴿۱۹۲۲﴾ ''تیرا میرا کوئی تعلق نہیں'' یہ الفاظ کنایہ طلاق کے ہیں؟

سوال: آج سے سات دن قبل میرا میری اپنی بیوی سے جھگڑا ہو گیا، جھگڑے میں غصہ کی حالت میں میں نے یہ الفاظ کہہ دئے'' تیرا میرا کوئی تعلق نہیں، قسم سے کہتا ہوں کوئی رشتہ نہیں اور تین مرتبہ بول دوں گا تو ختم ہو جائے گا'' یہ جملہ میں نے کہا لیکن تین مرتبہ نہیں بولا، اس بیوی سے مجھے دو لڑکے اور ایک لڑکی یعنی کل تین بچے ہیں لیکن فی الحال میرا اس کے ساتھ رہنے کا ارادہ نہیں ہے۔اور اسے واپس لانے کی مرضی نہیں ہے لیکن اگر کبھی میرے بچوں کو دیکھتے ہوئے یا والدین کے دباؤ میں آکر مجھے اسے واپس لانا پڑے اور صلح کا کوئی راستہ نکلے تو کیا میں اسے اپنی بیوی بنا کر (بغیر حلالہ کے) رکھ سکتا ہوں، اسے بیوی بنا کر لا سکتا ہوں؟ اور اس کا کیا طریقہ ہو سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں'' تیرا میرا کوئی تعلق نہیں، قسم سے کہتا ہوں کوئی رشتہ نہیں'' یہ الفاظ کنایہ طلاق کے ہیں، لہذا طلاق کی نیت سے یہ الفاظ کہے ہوں تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔

اب عدت کے درمیان یا عدت کے ختم ہونے کے بعد اسے واپس اپنے نکاح میں لانا ہو تو ازسرنو صحیح طریقہ کے مطابق نکاح کر کے اسے بیوی بنا سکتے ہیں، اور میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں اس صورت میں حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔

لا یقع بها الطلاق الا بالنية او بدلالة حال كذا فى الجوهرة النيرة (عالمگیری: ۱/۳۷۴)۔

و هو الكنايات لا يقع بها الطلاق الا بالنية او بدلالة الحال (ہدایہ اولین:۳۷۳)۔
و فی الفتاویٰ لم یبق بینی و بینك عمل و نوی یقع كذا فی العتابیه (عالمگیری: ۱/۳۷۶)۔

﴿۱۹۲۳﴾ ''میں نے تجھ کو جدا کیا، جا تیرے گھر جا'' کہنے سے طلاق ہوگی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تاریخ ۲۱/۱/۲۰۱۲ء سنیچر کو صبح ۹:۰۰ بجے میرا اپنی اہلیہ کے ساتھ گھر میں جھگڑا ہو گیا، جھگڑے کی وجہ یہ ہے کہ میرا کمزور دماغ ہے، میں نیم پاگل ہوں، ہم دونوں کے درمیان کوئی ہاتھا پائی نہیں ہوئی تھی اور نہ تو ہاتھ اٹھانا ہوا تھا، ہماری شادی کو ۱۸ سال ہو چکے ہیں جھگڑے کے جوش میں میں نے اس کو ''میں نے تجھ کو جدا کیا، جا تیرے گھر جا'' ایسا دو مرتبہ کہا تھا، یہ بات میرے ہم زلف کو پتا چلتے ہی ان کا لڑکا دوسرے دن صبح ۱۰، ۱۱ بجے میرے گھر آیا اور میری بیوی کو اس کے بچوں کے ساتھ ان کے گھر لے گیا، اور وہاں سے وہ اس کے ماں کے گھر نوساری چلی گئی۔
حقیقت میں میں نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا سوچا بھی نہیں تھا اور نہ ہی میں نے طلاق کے الفاظ بولے، اللہ گواہ ہے کہ میں نے اس کو طلاق دے کر جدا نہیں کیا ہے، اب وہ نوساری اپنے میکے سے میرے گھر آنا چاہتی ہے؟ وہ ایسا سوچتی ہے کہ مجھے ہمیشہ کے لئے تو جدا نہیں کر دیا؟ میرے گھر میں میری ضعیف ماں ہے جو تنہا ہے اب میں اپنی بیوی کو گھر لانا چاہتا ہوں میں نے اپنی بیوی کو ''اس کے گھر چلے جانے کے لئے'' کہا تھا تو شریعت کی رو سے یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... تو تیرے گھر چلی جا، میں نے تجھ کو جدا کیا، یہ طلاق کنایہ کے الفاظ ہیں۔ طلاق کی نیت کے ساتھ تو تیرے گھر چلی جا کہا ہو تو طلاق بائن ہو

جائے گی، اور طلاق کی نیت نہ ہوتو طلاق نہیں ہوگی۔ لیکن میں نے تجھ کو جدا کیا یہ اب طلاق صریح کہلائے گی، اور یہ الفاظ بولتے وقت طلاق کی نیت ہو یا نہ ہو ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی، اس لئے جب تک عدت ختم نہ ہو دوبارہ رجوع کر لینے کا حق باقی ہے، اور رجوع کر لینے کی صورت میں دوبارہ میاں بیوی کی طرح رہنا درست ہے، اور اگر عدت ختم ہو چکی ہو تو از سر نو نکاح کرنا ہوگا، نکاح کے بعد میاں بیوی کی طرح رہنا درست ہے۔ اس صورت میں حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (شامی: ۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۲۴﴾ میں تجھ کو تیری خوشی سے علیحدہ کرتا ہوں کہنے سے طلاق ہوگی؟

سوال: شوہر نے اپنی بیوی کو کاغذ پر لکھ کر دیا کہ میں تجھ کو تیری خوشی سے علیحدہ کرتا ہوں اور عورت اس سے الگ ہونا چاہتی ہے اس بات کو تین سال گزر چکے ہیں اب شوہر اس کو زبردستی رکھنا چاہتا ہے اور عورت رہنا نہیں چاہتی تو شوہر عورت کو اس کی رضامندی کے بغیر اپنے نکاح میں لا سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... تقریری اور تحریری دونوں طرح طلاق دے سکتے ہیں اور اس سے طلاق واقع ہو جاتی ہے، اب طلاق کے لئے اگر درج ذیل الفاظ لکھے ہوں کہ ''میں تجھ کو تیری خوشی سے علیحدہ کرتا ہوں'' تو یہ الفاظ کنایہ طلاق کے ہیں اس لئے اگر طلاق کی نیت سے یہ الفاظ کہیں ہوں تو لکھتے ہی طلاق بائن واقع ہو جائے گی، اور عورت نکاح میں سے نکل جائے گی، بیوی کو واپس نکاح میں لانے کے لئے اس صورت میں حلالہ کی ضرورت نہیں ہے صرف تجدید نکاح کر لینے سے وہ واپس نکاح میں آجائے گی۔

اس سوال کے لکھنے تک دونوں نے نکاح نہیں کیا ہے تو عدت ختم ہوتے ہی عورت نکاح سے

آزاد ہے، اور دوسری جگہ جہاں چاہے اپنا نکاح کرسکتی ہے شوہر کو منع کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، اور اگر عدت میں یا عدت کے بعد دونوں نے نکاح کرلیا ہو تو عورت واپس اس مرد کے نکاح میں آ گئی، عورت کو اپنے شوہر کے ساتھ رہنا چاہیئے، اور اگر طلاق دینے کے بعد دونوں نے دوبارہ نکاح نہ کیا ہو اور دونوں ساتھ رہتے ہوں تو دونوں کو فوراً جدا کر دینا چاہیئے ان کے لئے ساتھ رہنا میاں بیوی جیسا سلوک رکھنا جائز نہیں ہے **قوله و سرحتك و فارقتك هما كنايتان عندنا لانهما يستعملان فی الطلاق وغیره (الجوهرة:۳/۵۰)**۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۲۵﴾ 'اٹھ جا' کہنے سے طلاق ہوگی؟

سوال: کوئی شخص اپنی بیوی کو اٹھ جا کہے اور اس کہنے میں اس کی نیت طلاق کی نہ ہو، کنایہ طلاق کا خیال آیا لیکن صحیح معنی میں اس کے دل میں طلاق کا ارادہ نہیں تھا تو طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق ہوئی تو کون سی؟ بائنہ یا رجعی؟ اور بائنہ ہوئی ہو تو اب دوبارہ بیوی کو اپنے نکاح میں لانے کے لئے کیا کرنا پڑے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: مذکورہ جملہ کنایہ طلاق کا ہے اور اس کے لئے طلاق کی نیت کا ہونا ضروری ہے اگر طلاق کی نیت سے یہ جملہ نہیں کہا ہے بلکہ اس کے حقیقی معنی ایک جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہونے کے معنی کے لئے ہی کہا ہے تو طلاق نہیں ہوگی۔

﴿۱۹۲۶﴾ تو میرے لئے حرام ہے' کہنے سے کون سی طلاق ہوگی؟

سوال: میری بیٹی کی شادی کو چار سال ہو چکے ہیں، ان چار سالوں میں میری بیٹی نے بہت ظلم برداشت کیا ہے، ایک سال قبل میری بیٹی کو طلاق دے دی گئی تھی، طلاق سے قبل

اس کے شوہر نے اس سے کہا کہ ''تو میرے لئے حرام ہے'' پھر شوہر نے کہا کہ ''تو میرے کام کی نہیں ہے'' اور ابھی طلاق سے قبل پانچ افراد کی موجودگی میں کہا کہ ''تو اور چار سال میرے ساتھ میں رہے تو بھی تیرا گھر نہیں ہوگا، میرے کام میں نہیں آئے گی'' ان جملوں سے کتنی طلاق ہوگی؟ اب لڑکا اپنی تمام بھولوں کی معافی مانگ رہا ہے، اور وہ میری بیٹی کو رکھنا چاہتا ہے، تو ہمیں کیا کرنا چاہئے، میری بیٹی واپس جانا نہیں چاہتی تو ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اگر مجبوراً بھیجنا پڑے تو اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ''تو میرے لئے حرام ہے'' کہنے سے طلاق بائن واقع ہوگئی، اور طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ عدت میں یا عدت کے بعد دونوں میاں بیوی راضی ہوں تو از سر نو نکاح کر کے دوبارہ میاں بیوی بن کر ساتھ میں رہ سکتے ہیں۔ صورت مسئولہ میں عورت کو مذکورہ کلمات کہنے سے طلاق بائن واقع ہوگئی لہذا عورت نکاح میں سے نکل گئی اس لئے اب اسے اس کے شوہر کے پاس نہ بھیجا جائے، مذکورہ جملہ کے بعد جو طلاق کا کلمہ کہا ہے تو مذکورہ عورت طلاق کی عدت میں ہے اس لئے اس سے کوئی نئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (شامی، فتاویٰ دار العلوم) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۲۷﴾ طلاق بائن کا خلاصہ؟

سوال: بعد سلام مسنون ایک مسئلہ میں شرعی استفتاء کی ضرورت ہے برائے مہربانی شرعی حکم بتا کر ممنون فرمائیں۔ طلاق تین طرح کی ہوتی ہے، رجعی، بائنہ، مغلظہ۔

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق بائن دی تو عدت کے اندر اندر تجدید نکاح کی ضرورت ہے؟ طلاق بائن کی عدت کتنی ہے؟ طلاق بائن میں مرد کو رجعت کا اختیار ہے؟ اگر رجوع

نہیں کیا اور عدت گذر گئی تو کیا تیسری طلاق بھی واقع ہو جائے گی؟ طلاق بائن میں کب تک تجدید نکاح کا اختیار رہتا ہے؟ عدت میں یا عدت کے بعد بھی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... تینوں طلاقوں کی عدت میں کوئی فرق نہیں ہے، تینوں طلاقوں کی عدت کی مدت حائضہ کے لئے تین حیض اور حاملہ کے لئے وضع حمل اور نابالغ یا سن ایاس کو پہنچ جانے کی وجہ سے خون نہ آتا ہو تو تین ماہ عدت ہے۔

طلاق رجعی میں مرد کو عدت کے درمیان رجوع کرنے کا اختیار رہتا ہے، عدت کے اندر رجوع کر لینے سے عورت دوبارہ اس کی بیوی بن جاتی ہے اور اگر عدت کے اندر رجوع نہیں کیا تو اب ازسرنو نکاح کر کے اسے بیوی بنایا جا سکتا ہے۔

اور طلاق بائن میں مرد کو رجوع کا اختیار نہیں رہتا، اب ازسرنو نکاح کرنا ہوگا، اگر اسی سابق شوہر سے نکاح ہو رہا ہے تو عدت میں یا عدت کے بعد نکاح کر کے دونوں میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں۔

اور اگر سابق شوہر کے علاوہ کسی اور سے نکاح ہو رہا ہو تو عدت میں نکاح درست نہیں، عدت گذر جانے کے بعد نکاح کرنا درست ہے۔ (شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۲۸﴾ ”تجھے اجازت ہے تو چلی جا“ غصہ کی حالت میں کہنے سے کیا طلاق ہوگی؟

سوال: ایک شخص باہر سے لڑائی جھگڑا کر کے گھر آیا، غصہ میں اپنی بیوی کو لعن وطعن کرنے لگا اور کہنے لگا کہ ”تجھے اجازت ہے تو چلی جا“، ”تجھے اجازت ہے تو چلی جا“ ایسا دو مرتبہ کہا، کیا ان کلمات سے اس کی بیوی کو طلاق ہو گئی؟ ان کلمات کے کہنے کے بعد اب اسے بہت افسوس ہو رہا ہے، اس نے بیوی سے معافی بھی مانگی، تو مذکورہ کلمات سے اگر طلاق ہوئی ہو تو

اب اس کی تلافی کی کیا صورت ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلما: صورت مسئولہ میں شوہر نے دوطرح کے جملے استعمال کئے ہیں۔(۱) تجھے اجازت ہے (۲) دوسرا جملہ تو چلی جا۔ یہ جملے کنایہ طلاق کے ہیں اور شوہر نے غصہ کی حالت میں کہے ہیں اس لئے طلاق کی نیت سے کہے ہوں تو طلاق بائن واقع ہوگی۔(شامی:۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۲۹﴾ ''تو میرے گھر میں سے چلی جا'' کہنے سے کیا طلاق ہوگی؟

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی سے غصہ کی حالت میں کہا کہ'' آج سے تو میری بہن اور میں تیرا بھائی، تو میرے گھر میں سے چلی جا'' اس کی بیوی کو چھ مہینہ کا حمل ہے، تو اس جملہ کی وجہ سے کیا اس کی بیوی کو طلاق ہوگئی؟ اگر وہ دوبارہ اپنی بیوی کو رکھنا چاہے تو اس کے لئے کیا شکل ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شوہر نے اگر طلاق کی نیت سے بیوی کو کہا کہ'' تو میرے گھر میں سے چلی جا'' تو کہنے کے ساتھ فوراً ایک طلاق بائن واقع ہوگئی، اگر اسی عورت کے ساتھ دوبارہ رہنے کا ارادہ ہو اور عورت بھی راضی ہو تو عدت میں یا عدت کے بعد از سر نو نکاح کر لینے سے وہ دوبارہ اس کو بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے۔ (شامی:۲)

﴿۱۹۳۰﴾ ''میں تمہاری بیٹی کو گھر سے باہر نکال دوں گا'' کہنے سے طلاق ہوگی؟

سوال: زید اور ہندہ کے نکاح کی تاریخ متعین ہوئی، اس وقت زید کے ہم زلف نے زید کے خسر سے کہا کہ اگر زید کا ہندہ سے نکاح ہوا تو میں تمہاری بیٹی کو گھر سے باہر نکال دوں گا، اب زید کا ہندہ سے نکاح ہو گیا تو زید کی سالی اس کے شوہر کے مذکورہ کلمات کی وجہ سے اس

کے نکاح میں رہی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً: ''میں تمہاری بیٹی کو گھر سے باہر نکال دوں گا''، اس جملہ میں طلاق کا وعدہ ہے، یہ صریح طلاق یا معلق بالشرط طلاق نہیں ہے اس لئے اگر شوہر نے یہی الفاظ کہے ہوں تو صرف اس جملہ کی وجہ سے اس کی بیوی کو طلاق نہیں ہوگی۔ (قاضی خان: ۲۰۸،۳۸۵) فقط واللہ اعلم

﴿۱۹۳۱﴾ تو میری بہن اور میں تیرا بھائی، کہنے سے طلاق ہوگی؟

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں کہا کہ ''آج سے تو میری بہن اور میں تیرا بھائی، تو میرے گھر سے نکل جا'' تو اس کہنے سے کیا اس کی بیوی کو طلاق ہوگئی؟ بیوی کو چھ مہینہ کا حمل ہے، وہ اگر دوبارہ اسے ہی بیوی بنا کر رکھنا چاہے تو اس کی کیا شکل ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ''تو میری بہن اور میں تیرا بھائی'' یہ جملہ بیوی سے کہنا سخت گناہ کی بات ہے، اس سے طلاق نہیں ہوتی۔ البتہ دوسرا جملہ ''تو میرے گھر سے نکل جا'' یہ جملہ کنایہ طلاق کا ہے، اگر طلاق کی نیت سے یہ جملہ کہا ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی، اگر اسی عورت کو دوبارہ اپنے نکاح میں لانے کا ارادہ ہو اور عورت بھی راضی ہو تو عدت میں یا عدت کے بعد بھی از سر نو نکاح کر لینے سے دونوں میاں بیوی بن کر رہ سکتے ہیں۔ (شامی: ۲) فقط واللہ تعالی اعلم

باب کتابة الطلاق

﴿۱۹۳۲﴾ کیا طلاق نامہ سے طلاق واقع ہوگی؟

سوال: میں اپنی لڑکی بلقیس بانو کا طلاق نامہ اس کے ساتھ بھیج رہا ہوں، پڑھ کر بتائیں کہ کیا اس طلاق نامہ سے میری بیٹی بلقیس بانو کو طلاق ہوئی ہے یا نہیں؟

طلاق نامہ: میں قاضی سلیم الدین رفیق میاں اپنی زوجہ بلقیس بانو جس سے میرا نکاح پانچ سال قبل اسلامی شریعت کے مطابق ہوا تھا، لیکن اس عرصہ میں زیادہ تر وہ اپنے میکے ہی میں رہتی تھی، اور ۱۹۷۲ء میں میری دماغی حالت تھوڑی خراب ہوئی تھی، اور اسے مجھ سے نفرت ہو گئی تھی، اور وہ مجھ سے دور ہی رہتی تھی، اور پھر جب میرے والد کا ایکسیڈنٹ ہوا اور ان کے پیر کی ہڈی ٹوٹ گئی تو اس حالت میں میری والدہ کی مدد کرنے کے بجائے وہ اپنے والد کی بیماری کا بہانہ کر کے اپنے میکے چلی گئی۔ اس وقت وہ شادی میں اسے دئے ہوئے زیورات میں سے تین زیور اور ایک گھڑی اپنے ساتھ لے گئیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) سونے کا ہار اندازاً سوا ۲ تولہ اور آدھی رتی وزن کا۔ (۲) سونے کی بالی اندازاً پونے تولہ وزن کی۔ (۳) سونے کی انگوٹھی اندازاً پاؤ تولہ اور ڈیڑھ وال کی۔ (۴) ایک ہاتھ کی گھڑی۔

ان زیورات کو لے کر وہ راضی خوشی اپنے میکے گئی، جسے آج تقریباً ایک سال ہونے کو آیا ہے، اسے میں نے بہت مرتبہ اپنے گھر آنے کے لئے خط لکھے، لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مجھ سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا چاہتی، اور ابھی تین ماہ قبل میری ماں کا انتقال ہو گیا، اس وقت بھی میں نے اسے تار (برقیہ) سے خبر پہنچائی

تاکہ وہ اس بہانے سے آئے تو دونوں مل بیٹھ کر کوئی حل نکالیں۔ لیکن وہ یا اس کا کوئی رشتہ دار جنازہ میں یا بعد میں تعزیت کے لئے بھی نہیں آیا۔ جس سے یہ معلوم ہوا کہ وہ یا اس کے سرپرست یہ رشتہ نہیں رکھنا چاہتے، اس لئے بدرجہ مجبوری چار و ناچار اخیری قدم اٹھانے پر مجبور ہوا ہوں۔

مجھے اس کے مذکورہ بالا معاملہ اور سلوک کو دیکھتے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ میری زندگی خوش حال نہیں رہے گی، اس لئے میں اسے اس خط کے ذریعہ تین طلاق دیتا ہوں، طلاق طلاق طلاق۔ میں اسے اپنے نکاح سے آزاد کرتا ہوں، اب میرے اور اس کے درمیان میاں بیوی کا رشتہ نہیں رہا، یہ طلاق نامہ لکھ کر دو گواہوں کے سامنے پڑھ سنا کر اس پر میری دستخط بھی کی ہے۔

دستخط : سلیم الدین رفیق میاں .... گواہ :........... گواہ :........

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......اگر یہ طلاق نامہ صحیح ہو اور مرد اس کا اقرار بھی کرتا ہو تو عورت پر تین طلاق واقع ہو جائے گی اور عورت مرد کے لئے حرام ہو جائے گی۔ (شامی:۲ باب طلاق بالکتابت) فقط

﴿۱۹۲۳﴾ مضمون پسند نہیں آیا تو بار بار طلاق لکھی تو کتنی طلاق واقع ہوگی؟

سوال: ایک شخص اپنے وطن سے دور ہے، وہاں سے ایک خط میں اپنی بیوی کو طلاق رجعی لکھی، لیکن خط کا مضمون پسند نہیں آیا تو دوبارہ دوسرے خط پر طلاق رجعی لکھی، وہ خط بھی بیکار گیا، پھر تیسرے خط پر طلاق رجعی لکھی، تو صورت مسئولہ میں کتنی طلاق ہوئی؟ تینوں مرتبہ طلاق رجعی کی ہی نیت تھی تو کتنی طلاق ہوئی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... خط میں ایک طلاق رجعی لکھی، مضمون پسند نہیں آیا اس لئے بار بار طلاق لکھی، اور نیت ایک طلاق کی ہی تھی تو صرف ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔

﴿۱۹۳۴﴾ فارغ خطی دینا/نشہ کی حالت میں طلاق لکھنے سے طلاق ہوجاتی ہے؟

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق نامہ بھیجا، جس کا مضمون یہ تھا:

حلیمہ بی بی ابراہیم کو میں اپنی رضامندی سے فارغ خطی دیتا ہوں۔ اس کا شوہر حمید اللہ خیر الدین، ساکن: نارنگ پور۔

یہ خط حلیمہ بی بی کو تاریخ ۲۸/۷/۱۹۷۴ کو اتوار کے دن ملا، حلیمہ بی بی نے اپنے جماعتی بھائیوں کو یہ خط پڑھ کر سنایا، جماعت کے ذمہ داروں نے اس کے شوہر کو بلایا اور تحقیق کی، تو اس نے بتایا کہ یہ خط اس نے نشہ کی حالت میں اور غصہ کی حالت میں لکھا ہے اور خوشی سے نہیں لکھا۔ تو اب پوچھنا یہ ہے کہ اس خط کی تحریر اور حمید اللہ خیر الدین کے مذکورہ بیان کو مد نظر رکھتے ہوئے بتایئے کہ حلیمہ بی بی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور ہوئی تو کونسی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شوہر اس بات کا تو اقرار کرتا ہے کہ یہ خط اس نے لکھا ہے تو اس خط کے لکھنے سے حلیمہ بی بی پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی۔ نشہ اور غصہ کی حالت میں دی گئی طلاق بھی صحیح سمجھی جاتی ہے، البتہ دونوں دوبارہ ساتھ میں رہنا چاہیں تو ازسرنو نکاح کرکے بغیر حلالہ کے ساتھ میں رہ سکتے ہیں، اس لئے کہ اس خط سے صرف ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے، اور اس کا حکم یہ ہے کہ عدت میں یا عدت کے بعد پھر اسی شوہر کے پاس جانا چاہے تو صرف نکاح کرکے واپس جاسکتی ہے اس کے لئے حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (امداد الفتاویٰ: ۲/۳۸۸، شامی: ۴/۴۵۶ وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۳۵﴾ طلاق کا پیپر بیوی کے پاس نہیں پہنچا تو طلاق ہوگی؟

سوال: ایک مرد نے اپنی بیوی کو اسٹامپ پیپر پر طلاق لکھ کر دی:

جس کا مضمون یہ تھا، میں آصف احمد ساکن ولساڈ، میرا نکاح رضیہ بانو سے ہوا تھا، اس اسٹامپ کے ذریعہ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ آج سے ہم دونوں جدا ہو رہے ہیں، اب ہمارے درمیان کسی قسم کا تعلق نہیں، اور اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

دستخط............ دستخط............دستخط............

(۱) اس واقعہ کی میں کچھ تفصیل بتانا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ آصف احمد اور رضیہ نے سول میرج کیا تھا، اس لئے آصف نے طلاق دیتے وقت اپنے بچاؤ کے لئے (احتیاطی تدبیر کے طور پر) اسٹامپ پیپر کا استعمال کیا۔ (۲) اس اسٹامپ کے لکھ لینے کے بعد کچھ لوگ رضیہ بانو کو اس کے دادا کے یہاں لے گئے تو اس نے بخوشی اسے جانے دیا۔ (۳) اس واقعہ کے بعد اس شخص کے گاؤں آنے پر لوگوں نے اس سے اس کی بیوی کے متعلق پوچھا تو اس نے دو تین آدمیوں کے سامنے یہ کہا کہ میں نے تو اسے طلاق دے دی ہے اور اب وہ اپنے دادا کے یہاں رہ رہی ہے۔ وغیرہ

اب اس شخص کا یہ کہنا ہے کہ یہ اسٹامپ پیپر اس کی بیوی کے ہاتھ لگا ہی نہیں ہے، اور اس کی بیوی نے پڑھا ہی نہیں ہے اس لئے اس کی بیوی کو طلاق نہیں ہوئی، اور اب وہ اس کی بیوی کو واپس لانا چاہتا ہے، تو کیا وہ لا سکتا ہے؟ تو اس صورت میں عورت پر طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں اس شخص نے اپنی مرضی سے اسٹامپ پیپر پر طلاق لکھی ہے، اس لئے آج سے ہم دونوں جدا ہو رہے ہیں، اب ہمارے درمیان کسی طرح کا تعلق نہیں، لکھنے سے طلاق بائن واقع ہوگئی، اس لئے کہ یہ اسٹامپ پیپر

خود اسی نے لکھا ہے، یہ گواہوں کی گواہی سے ثابت ہو جائے تو طلاق واقع ہو جائے گی، اسی طرح نمبر تین میں جیسا کہ لکھا ہے کہ اس نے دو تین آدمیوں کے سامنے اقرار کیا تھا تو صرف طلاق کا اقرار کر لینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے چاہے اقرار جھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ لہذا صورت مسئولہ میں عورت پر طلاق واقع ہو گئی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۳۶﴾ بذریعہ خط طلاق؟

سوال: مفتی صاحب۔ محمد رفیق میمن نے اپنی بیوی عارفہ بانو میمن کو اس خط سے طلاق لکھ دی ہے تو شریعت کی روشنی میں بتائیں کہ کیا طلاق واقع ہوئی؟ اور اگر ہوئی تو کونسی؟ اور اب رجوع کی کوئی صورت ہے؟ خط کا مضمون مندرجہ ذیل ہے:

مہربان حیدرآباد میمن جماعت کے ذمہ داران، بعد سلام عرض یہ ہے کہ بلساڑ سے محمد رفیق میمن اس خط سے بتا دینا چاہتا ہوں کہ عارفہ بانو میمن جو حیدرآباد کی رہنے والی ہے، اس سے میرا نکاح آج سے چار سال قبل ہوا تھا، لیکن مجھے اس سے کسی طرح کا اطمینان نہیں ہے، اس لئے میں تنگ آ گیا ہوں اور آج میمن جماعت کے قانون کے مطابق طلاق نمبر ایک دے کر اسے اپنی بہن کے برابر سمجھتا ہوں، اور یہ خط میں نے پورے ہوش وحواس میں بنا کسی زور زبردستی کے بغیر نشہ کی حالت کے لکھا ہے، اور اس پر میں نے دستخط بھی کئے ہیں۔ دستخط......

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی، اس لئے عدت کے درمیان رجوع کر کے بیوی بنا سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۳۷﴾ طلاق نامہ عورت کو نہیں ملا تو طلاق ہو گی؟

سوال: عمر کا زینب سے دو سال قبل نکاح ہوا تھا، دونوں میں نا اتفاقی رہا کرتی تھی جس کی

وجہ سے جھگڑے بھی بہت ہوتے تھے، ایک دن جھگڑا ہونے کی وجہ سے زینب اپنے والد کے گھر چلی گئی، غصہ میں آکر عمر نے سرکاری اسٹامپ پیپر پر محلّہ کے تین افراد کی دستخط لے کر زینب کو طلاق نامہ لکھ بھیجا، طلاق نامہ زینب کو ملنے سے قبل زینب عمر کے گھر آگئی تھی، اور زینب کو طلاق نامہ نہیں ملا، اب عمر زینب کو رکھنا چاہتا ہے، تو کیا عمر زینب کو بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے؟ بعد میں طلاق نامہ جلا دیا گیا تھا، طلاق نامہ میں لکھا تھا کہ ''خدا کو حاضر وناظر رکھتے ہوئے میں اپنی بیوی کو شاہدین کی موجودگی میں تین طلاق دیتا ہوں''، تو کیا عمر کا نکاح باقی ہے؟ اس مسئلہ کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... طلاق نامہ میں شوہر نے لکھا کہ میں اپنی بیوی کو شاہدین کی موجودگی میں تین طلاق دیتا ہوں، تو یہ لکھتے ہی اس کی بیوی کو تین طلاق واقع ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ شرعی کے اس عورت کے ساتھ بیوی کا تعلق رکھنا جائز نہیں ہے۔ (شامی، عالمگیری) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۳۸﴾ فارغ خطی لکھ کر دیدنا؟

سوال: میری پھوپھی کے لڑکے کی بہو (حمیدہ) دو مہینہ کی چھوٹی بچی کو چھوڑ کر اپنی ماں کے یہاں چلی گئی، لڑکے والوں نے بچی کو دودھ پلانے کے لئے اس کے گھر بھیجا، تو بھی ۴۸ گھنٹہ تک اس نے اپنا دودھ نہیں پلایا، تو غصہ میں آکر میری پھوپھی کے لڑکے (رفیق) نے ایک خط میں طلاق لکھ کر اس کے گھر میں ڈال دیا، کیا اس خط سے اس کی عورت پر طلاق ہو گئی؟ خط کا مضمون یہ ہے:

''آج سے میں رفیق بن صغیر بھائی حمیدہ بنت فرقان جو میری بیوی ہے اس کو فارغ خطی

دے کر جدا کرتا ہوں"۔ دستخط......

برائے مہربانی بتائیں کہ کیا رفیق کا نکاح حمیدہ کے ساتھ باقی رہا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شوہر نے خود یہ خط لکھا ہو یا شوہر کے حکم سے کسی اور نے یہ خط لکھا ہو کہ فارغ خطی دے کر جدا کرتا ہوں تو اس کلام کے لکھتے ہی عورت کو ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔ (فتاویٰ دارالعلوم:۴/ ۳۰۷)۔لہٰذا عدت میں یا عدت کے بعد از سرِ نو نکاح کئے بغیر دونوں میاں بیوی کی طرح ساتھ میں نہیں رہ سکتے۔

﴿۱۹۳۹﴾ شوہر کی لاعلمی میں کسی اور کا طلاق کا خط لکھنا؟

سوال: محترم مفتی صاحب: ایک خط دلہن کے گھر پہنچا جس میں طلاق لکھا ہوا تھا، اور لکھا تھا کہ اصل خط کا زیروکس بھیج رہا ہوں اس میں طلاق لکھی ہوئی ہے پڑھ لیں۔

بعد میں اس خط کے متعلق تحقیق کرنے پر دلہے نے کہا "مجھے اس بارے میں کچھ علم نہیں ہے، اور یہ خط میں نے نہیں لکھا اور میں قسم کھانے کے لئے تیار ہوں" اور وہ قرآن ہاتھ میں لینے کے لئے بھی تیار ہے، تو ان حالات میں طلاق ہوگی یا نہیں؟

زیروکس کاپی: مہربان جناب اس خط سے معلوم ہو کہ آپ کی بیٹی رابعہ کو طلاق دے دی ہے اس لئے کہ آپ لوگوں نے روپئے نہیں دئے اس لئے تمہاری رابعہ کو ایک طلاق اور میں جب آپ کے یہاں آیا تو آپ لوگوں نے کہا کہ یہ کیسی زبردستی ہے؟ اس پر دوسری طلاق اور آپ لوگوں نے مہر معاف نہیں کی اس پر تیسری طلاق۔ کتبہ: عمران

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......آپ لوگوں کو ایک خط ملا جس میں طلاق لکھی ہوئی تھی لیکن وہ خط اس کے شوہر نے نہیں لکھا نیز یہ خط شوہر ہی نے لکھا ہو اس پر کوئی بینہ نہیں ہے اور

شوہر اس تحریر سے انکار بھی کرتا ہے تو اس خط سے عورت پر طلاق واقع نہیں ہوگی، لہذا صورت مسئولہ میں سوال میں درج تفصیل صحیح ہو تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (عالمگیری:۱)

﴿۱۹۴۰﴾ ”میری طلاق کا اعتبار نہیں ہوگا“ لکھنے کے بعد طلاق دینا؟

سوال: کیا اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے؟ ایک شخص نے طلاق دینے سے بہت پہلے یہ لکھ کر اپنی بیوی کو دیا تھا ”کہ مجھے غصہ کی عادت ہے اس لئے میں غصہ میں طلاق دوں یا جو بھی کہوں اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا“ اور اس لکھنے کے کئی دنوں بعد اس نے غصہ کی حالت میں بھول سے طلاق دی، تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... طلاق غصہ کی حالت میں دی جائے یا رضا مندی کی حالت میں، طلاق واقع ہو جاتی ہے، دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں ہے، اس لئے بھول سے یا غصہ کی حالت میں طلاق دی ہو تو وہ طلاق بھی واقع ہو جائے گی اور معتبر سمجھی جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۴۱﴾ مجبور ہو کر طلاق نامہ پر دستخط کرنے سے طلاق ہوگی؟

سوال: ایک باپ نے اپنے لڑکے سے کہا کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دے دے، اس لئے کہ تیری بیوی بدچلن ہے، لڑکے نے کہا میں ہرگز طلاق نہیں دوں گا، تو باپ نے کہا کہ اگر تو طلاق نہیں دے گا تو میں اپنی جائداد سے تجھے بے دخل کر دوں گا، اور گھر سے نکال دوں گا، اور یہ بھی کہا کہ اگر تو طلاق نہیں دے گا تو میں تیرا اور تیری بیوی کا خون کر دوں گا، باپ نے دھمکی دی اور جبراً اپنے ہاتھ سے طلاق نامہ لکھ کر اس پر لڑکے کو دستخط کرنے کے لئے کہا، اور لڑکے نے ڈر کر دستخط کر دیئے، تو از روئے شرع طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... باپ اگر لڑکے سے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے لئے کہے تو باپ کی اطاعت میں لڑکے کے لئے طلاق دینا جائز ہے، لیکن اگر لڑکا حالات کے پیش نظر طلاق نہ دے تو اسے اس کا حق ہے، اس کی وجہ سے باپ کا بیٹے کو نافرمان شمار کر کے وراثت سے عاق کرنا زیادتی ہے اور ظلم ہے، لڑکے کے نافرمان ہونے کی وجہ سے لڑکا میراث سے محروم نہیں ہوتا۔

بہرحال طلاق نامہ باپ نے یا کسی اور نے لکھا ہو اور لڑکے نے اپنی رضامندی سے اس پر دستخط کئے ہوں تو طلاق واقع ہو جائے گی، صرف اکراہ کی صورت میں زبان سے تکلم کئے بغیر مجبوراً دستخط کئے ہوں تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۴۲﴾ دستخط والے کورے کاغذ پر کسی اور کا طلاق لکھ دینا؟

سوال: ایک سیٹھ اور اس کا نوکر دونوں شراب کے نشہ میں چور تھے، اور سیٹھ نے کورے کاغذ پر نوکر سے دستخط کروالی اور اس خط پر طلاق لکھ کر وہ خط نوکر کی عورت کے گھر بھیج دیا، اس کی عورت میکے گئی ہوئی تھی، نوکر کو سوائے دستخط کرنے کے اور کچھ لکھنا پڑھنا نہیں آتا وہ بالکل جاہل ہے اور نوکر کو اس بات کا بالکل علم نہیں تھا کہ اس کے سیٹھ نے طلاق لکھ کر اس کی عورت کے گھر بھیجی ہے، جب عورت واپس اپنے سسرال آئی تو سیٹھ نے عورت کو نوکر کے گھر میں داخل ہونے نہیں دیا اور کہا کہ پوسٹ سے تیرے گھر طلاق بھیج دی ہے تو تیرے میکے واپس چلی جا، عورت واپس اپنے میکے چلی گئی، میاں بیوی میں کسی طرح کا جھگڑا نہیں تھا تو اس عورت کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مکتوب تفصیل صحیح ہو اور نوکر نے زبان سے

کلماتِ طلاق کا تکلم نہ کیا ہو تو صرف کورے کاغذ پر دستخط کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی، لہذا صورت مسئولہ میں طلاق نہیں ہوگی، اور عورت بدستور اس کے میاں کے نکاح میں باقی ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم، امدادالفتاویٰ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۴۳﴾ عورت طلاق والا رجسٹرڈ خط وصول نہ کرے تو طلاق ہوگی؟

سوال: ہمارے یہاں ایک شخص کا نکاح ہوئے ۱۵ سال بیت چکے ہیں اس کے دو بچے بھی حیات ہیں ان کی عمر ۱۰ اور ۱۲ سال کی ہے یہ شخص اور اس کی بیوی مزدوری کر کے اپنا گذر بسر چلاتے ہیں، مذکور شخص کی ماں بھی حیات ہے، اس شخص نے ایک دن اپنی بیمار ماں کو اس کی بہن کے یہاں بھیج دیا، ماں بہت دنوں سے بیمار تھی، اور پھر اس کی بیوی جب چنا اور مونگ پھلی بیچنے بیٹھی ہوئی تھی تو گھر کو تالا لگا کر کہیں چلا گیا، اور دوسرے دن رجسٹرڈ پوسٹ سے اپنی عورت کو طلاق لکھ کر بھیج دی اور مہر کی رقم کا منی آرڈر بھی بھیجا، یہ عورت گھر بند دیکھ کر اپنے باپ کے گھر چلی گئی، اس کے باپ نے طلاق کا رجسٹرڈ خط اور منی آرڈر قبول نہیں کیا اور بستی کے ایک مولانا صاحب سے مسئلہ پوچھا، مولانا نے بتایا کہ چاہے قبول کرو یا نہ کرو اس شخص کی طلاق لکھتے ہی فوراً طلاق ہوگئی اس لئے اسے لے لینا چاہئے، تو لڑکی نے رجسٹرڈ خط اور منی آرڈر لے لیا، اس تفصیل کے ذیل میں پوچھنا یہ ہے کہ

(۱) رجسٹری خط سے طلاق بھیجنے سے طلاق ہو جاتی ہے؟ (۲) عورت طلاق والا رجسٹرڈ خط وصول نہ کرے تو طلاق ہوگی یا نہیں؟ (۳) یہ عورت اور اس کے والدین غریب ہیں تو ان حالات میں عورت پر عدت گذارنا ضروری ہے یا نہیں؟ (۴) اگر عورت عدت نہ گذارے اور کام کاج کرنے کے لئے محلّہ میں جاوے تا کہ اپنا اور اپنے بچوں کا گذر بسر ہو سکے تو

گنہگار ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بذریعہ خط تحریری طلاق دینے سے طلاق ہوجاتی ہے، لیکن صورت مسئولہ میں جب تک طلاق نامہ کا مضمون نہ دیکھ لیا جائے کوئی جواب نہیں دیا جا سکتا، اس لئے کہ طلاق نامہ کی تحریر پر وقوع طلاق وعدم وقوع طلاق کا مدار رہتا ہے۔ طلاق والی عورت کا عدت گذارنا ضروری ہے، چاہے وہ امیر ہو یا غریب، اس لئے کہ عدت کی مدت کا نان ونفقہ کا خرچ شوہر کے ذمہ ہے اس لئے جو عورت عدت کی پابندی نہیں کرے گی وہ سخت گنہگار ہوگی۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۴۴﴾ طلاق لکھ کر بیوی کے ہاتھ میں دے دینا؟

سوال: ایک شخص نے اپنے ہاتھوں سے ایک کاغذ پر طلاق طلاق لکھا اور اپنی بیوی کو دے دیا، اس کی بیوی نے وہ خط اپنی پڑوسن سے پڑھوایا تو پڑوسن وہ خط لے کر اصل خط لکھنے والے کے پاس آئی اور کہا کہ یہ تو نے کیا کیا؟ تو اس لکھنے والے نے جواب دیا کہ میں نے تو دو ہی طلاق لکھی ہے اور اب ایک باقی ہے اس لئے تو میں نے دو لکھی ہیں، پھر پڑوسن نے وہ خط اس کی بیوی کو دے دیا، اور اس عورت سے خط لے کر اس کے شوہر نے پھاڑ دیا اور تاکید کی کہ یہ بات کسی کو نہیں بتانا اور اس پڑوسن سے بھی کسی کو نہ بتانے کی تاکید کی۔

لیکن اس کی بیوی نے کہا کہ شاید طلاق ہوگئی ہو تو شوہر نے اس کے جواب میں کہا کہ تو جا تجھے اور کیا چاہئے؟ لیکن بیوی نہیں مانی تو شوہر باہر سے کسی کو بلا لایا اس نے عورت کی موجودگی میں کہا کہ اس طرح لکھنے سے طلاق نہیں ہوتی، اس واقعہ کے دس پندرہ دن بعد میاں بیوی میں جھگڑا ہوا تو شوہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو اگر اپنی ماں کے گھر گئی تو مابقیہ

ایک بھی پڑگئی ایسا سمجھنا۔اورشوہر بیوی کو مار پیٹ اورظلم وستم کرتا تھا اور بیوی یہ ستم برداشت نہ کرسکی اوراپنی ماں کے گھر چلی گئی۔

اس تفصیل کے ذیل میں چندسوالات قابل دریافت ہیں:(۱)اس مسئلہ میں طلاق ہوئی یا نہیں؟اگر ہوئی ہے تو کتنی؟(۲)شوہر کا بیوی کو سمجھا دینا کہ طلاق نہیں ہوئی کیسا ہے؟(۳) بصورت وقوع طلاق عدت کتنی ہوگی اورکب سے شمار کی جائے گی؟

الجواب: حامداًومصلیاًومسلماً......مرد نے اپنے ہاتھ سے دوطلاق لکھ کرعورت کودے دی اورمردکواس بات کا اقرار بھی ہے اوراس کے گواہ بھی موجود ہیں اس لئے لکھتے ہی عورت کو دوطلاق واقع ہوچکی تھی،اورصریح الفاظ میں طلاق دینے کی وجہ سے طلاق رجعی واقع ہوئی (شامی:۴۲۸/۲)اب یہ کہنا کہ 'دوطلاق لکھنے سے طلاق نہیں ہوئی' بالکل غلط اور بے بنیاد بات ہے'۔(شامی:۴۳۰)۔

مرد نے جب کاغذ پرطلاق لکھی اس وقت طلاق واقع ہوچکی تھی اورعدت کا وقت شروع ہو چکا تھا(فتاویٰ دارالعلوم:۲)۔عورت ۱۰،۱۵دن ساتھ میں رہی اس درمیان شوہر نے طلاق سے رجوع کیا یانہیں یہ سوال میں نہیں لکھا ہے اگر شوہر نے اس مدت میں جماع کیا ہو یا قولی رجوع کرلیا ہواور بعد میں یہ الفاظ کہے ہوں''کہ تو اگر تیری ماں کے گھر گئی تو مابقیہ ایک بھی پڑگئی ایسا سمجھنا''تو جیسے ہی عورت ماں کے گھر گئی تو ایک طلاق واقع ہوگئی،اوراب کل مل کرتین ہوگئی اورعورت ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی،اوراسی وقت سے نئی عدت شروع ہوگی،عدت حائضہ کے لئے تین حیض اورحاملہ کے لئے وضع حمل ہے۔

شوہر کا طلاق کو چھپانا اورعورت کو سمجھا دینا کہ طلاق نہیں ہوئی اورجھوٹا دعویٰ کرنا بہت ہی برا فعل ہے،عورت کوطلاق کا یقین ہواورمعلوم ہو کہ شوہر جھوٹ بول رہا ہے تو ایسے شوہر کے

ساتھ رہنا اور میاں بیوی کا تعلق رکھنا جائز نہیں ہے حرام ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۴۵﴾ دوسرے سے طلاق نامہ لکھوا کر اس پر دستخط کرنا؟

سوال: زوج ثانی جاہل ہے لکھنا پڑھنا نہیں جانتا وہ اپنی بیوی کو طلاق دینے کے لئے اس کے زوج اول ہی سے طلاق لکھواتا ہے اور خود دو گواہوں کی موجودگی میں اس پر دستخط کرتا ہے، تو اس سے طلاق ہوگی یا نہیں؟ اس زوج ثانی پر کسی طرح کی زور وزبردستی نہیں ہے، وہ بغیر جبر واکراہ کے صرف دوست کی مدد کی خاطر طلاق دے رہا ہے تو اس سے طلاق ہوگی یا نہیں؟ اب یہ مطلقہ بعد انقضائے عدت زوج اول سے نکاح کر لے گی تو اب یہ شخص دوست ہونے کی وجہ سے زوج اول کے گھر آئے تو اس عورت کو اس کے سامنے آنا کیسا ہے؟ اور عورت کو کس طرح رہنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کسی اور سے طلاق نامہ لکھوا کر اسے پڑھ کر یا سن کر سمجھ کر کسی بھی قسم کی زور وزبردستی کے بغیر دستخط کی جائے تو اس سے زوجہ کو طلاق ہو جاتی ہے۔ لہذا صورت مسئولہ میں زوج ثانی کے دستخط کرنے سے اس کی عورت کو طلاق ہوگئی، اب اس عورت کے لئے عدت گذارنا ضروری ہے، زوج ثانی سے طلاق ملنے کے بعد اس سے اجنبی مرد کی طرح پردہ کرنا ضروری ہے۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۴۶﴾ کیا پوسٹ سے طلاق بھیجنے پر ساتھ میں مہر کا منی آرڈر بھیجنا ضروری ہے؟

سوال: ایک شخص جو ممبئی کا ساکن ہے اس نے سادی پوسٹ سے اپنی بیوی کو جو کہ بھروچ کی ساکنہ ہے طلاق نامہ بھیجا، لیکن اس کے ساتھ مہر کے روپیوں کا منی آرڈر نہیں بھیجا ہے، تو شرعاً اس سے طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور طلاق نامہ دیکھ کر شرعی حکم بتائیں کہ کونسی طلاق

ہوئی؟ اور عورت پر عدت کتنی ہے؟

خط: آج کے بعد تو اللہ اور اللہ کے رسول کے واسطے میرے لئے ماں بہن کے برابر ہے۔ طلاق طلاق طلاق۔ دستخط: (۱) صدر سنی وہورا جماعت (۲) شہر قاضی

میں نے یہ قدم بہت سوچ سمجھ کر اٹھایا ہے، یہ میرا ذاتی فیصلہ ہے اس میں میرے والد کا کوئی قصور نہیں ہے اور انہیں برا بھلا کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کتبہ: فلاں بن فلاں

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... یہ طلاق نامہ متعلقہ بیوی کے شوہر نے بھیجا ہو اور اس کا شوہر اس بات کا اقرار بھی کرتا ہو تو اس عورت کو تین طلاق ہو جائے گی، وقوع طلاق کے لئے مہر کی رقم کا ساتھ میں بھیجنا شرط نہیں ہے، بعد میں بھی بھیج سکتے ہیں یا وصول کر سکتے ہیں، عدت تین حیض ہوگی۔ (عالمگیری)

﴿۱۹۴۷﴾ ڈرانے کے ارادہ سے طلاق لکھی تو طلاق ہوگی؟

سوال ہم دونوں ابراہیم بن اختر بھائی اور شمیم بانو بنت عارف بھائی کا نکاح ۳۰/اپریل ۱۹۸۲ء کو ہوا تھا، لیکن آپس میں نا اتفاقی کی وجہ سے آج ۸/نومبر ۱۹۸۲ء کے روز رضامندی کے ساتھ طلاق لیتے ہیں۔

(۱) مذکورہ بالا تحریر شوہر نے اپنے ہاتھ سے دو مرتبہ لکھی ہے۔ (۲) اس وقت اس کی بیوی پانچ مہینہ کے حمل سے تھی۔ (۳) اس لکھنے کے دو دن بعد یعنی تاریخ ۹/۱۱/۸۲ء منگل کے روز دونوں دوبارہ مل گئے تھے اور اس کے بعد چار مہینوں تک میاں بیوی کی طرح رہے۔ (۴) اس تحریر سے شوہر کا ارادہ طلاق دینے کا نہیں تھا بلکہ بیوی کو ڈرانا مقصود تھا، تو طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شوہر کو اس بات کا اقرار ہو کہ مذکورہ تحریر اس نے خود اپنی مرضی سے لکھی ہے تو اس تحریر کے لکھتے ہی بیوی کو ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی۔
اس طلاق نامہ کو لکھتے وقت عورت حاملہ تھی اس لئے اس کی عدت وضع حمل کہلائے گی، لیکن اس مدت میں دونوں دوبارہ ساتھ رہنے لگے اور حقیقۃً یا حکماً طلاق سے رجوع کر لیا ہو تو اب از سر نو نکاح کی ضرورت نہیں ہے دونوں بلاتردد ساتھ میں رہ سکتے ہیں۔
صریح الفاظ میں طلاق لکھنے سے طلاق ہو جاتی ہے چاہے اس سے نیت کچھ بھی ہو اس کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ (عالمگیری، امداد الفتاویٰ، شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۴۸﴾ سرکاری کاغذ پر نمود کے لئے طلاق دینے سے طلاق ہوگی؟

سوال: میں سرکاری ملازم ہوں میری بیوی ٹی بی کی مریض ہے، ہماری ایک بھی اولاد نہیں ہے میری شادی کو آج ۱۴ سال ہو گئے ہیں، میری عمر ۳۷ سال ہے، میں نے سرکاری دفتر میں دوسرے نکاح کی اجازت طلب کی تھی جس میں میری بیوی کا اجازت نامہ اور اس کا طبی رپورٹ پیش کیا تھا لیکن مجھے اجازت نہیں ملی، اب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر میں سرکاری کاغذات پر اسے مطلقہ ظاہر کروں (اور دل میں طلاق دینے کا ارادہ نہ ہو) اور دوسرا نکاح کر لوں تو کیا اس عورت کو طلاق ہو جائے گی؟ یا میں دوسرا نکاح کر لوں اور سرکاری کاغذ پر اسے طائفہ بنا کر رکھوں تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ اور اگر سرکاری طلاق کے کاغذات کی وجہ سے اس عورت کے والد اسے اپنے گھر لے جائیں تو کیا اسے بھیجا جا سکتا ہے یا نہیں؟ مہر یا نان ونفقہ دینا پڑے گا؟ اور وہ عورت دوسری جگہ اپنا نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے؟ شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شریعت کی طرف سے ہر مسلمان مرد کو ایک سے زائد بیویاں رکھنے کا حق حاصل ہے اور حکومت کی طرف سے بھی مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہے، اس کے باوجود صورت مسئولہ میں اپنی مرضی سے سرکاری کاغذات پر طلاق نامہ لکھنے سے فوراً طلاق واقع ہو جائے گی، اور عورت کو مہر اور عدت کا خرچ دینا پڑے گا۔ (عالمگیری)۔

دو گواہوں کی موجودگی میں لڑکی سے ایجاب وقبول کر لینے سے نکاح ہو جاتا ہے، نکاح کے صحیح ہونے کے لئے اس کا رجسٹر کروانا یا دفتر میں درج کروانا ضروری نہیں ہے اور اس طرح آپ دو بیویاں رکھ سکتے ہیں

خلاصہ کلام یہ کہ اگر آپ موجودہ بیوی کو ''میں تجھے طلاق دیتا ہوں'' یہ الفاظ کہو گے یا لکھو گے تو اس سے طلاق رجعی واقع ہو جائے گی، بعد اس کے عدت کے دوران اس سے قولی (زبان سے کہہ کر کہ تو میرے نکاح میں ہے) یا فعلی (بوس وکنار کر کے یا جماع کر کے) رجوع کر لینے سے وہ دوبارہ آپ کے نکاح میں آجائے گی، اور شرعاً آپ اسے بیوی کے طور پر رکھ سکتے ہیں۔

اب دوسری عورت سے دو گواہوں کی موجودگی میں صرف ایجاب وقبول کر لیا تو اس سے بھی وہ عورت آپ کے نکاح میں آجائے گی اور رجسٹر کرواؤ تو وہ بھی کر سکتے ہو، اور اس طرح دو عورتیں آپ کے نکاح میں آجائیں گی، اور جس کے ثبوت کے لئے آپ کے پاس سرکاری کاغذات بھی ہوں گے۔

﴿۱۹۴۹﴾ ''خلاص! میں تجھے لکھ دیتا ہوں، چلی جا'' کہنے سے طلاق ہو گی؟

سوال: ایک شخص کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہو گیا، غصہ کی حالت میں اس نے اپنی بیوی کو

ڈرانے کے لئے کہا: ’’خلاص! میں تجھے لکھ دیتا ہوں، چلی جا‘‘ اس جملہ کے کہنے سے طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور اگر طلاق ہوگئی تو کتنی؟ اور کونسی؟ اگر بیوی دوبارہ اسی شوہر کے ساتھ رہنا چاہے تو اس کی کیا شکل ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ’’میں تجھے لکھ دیتا ہوں، چلی جا‘‘ یہ الفاظ کنایہ طلاق کے ہیں، اس لئے اگر بنیت طلاق یہ الفاظ کہے ہیں تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی، جس میں اگر دونوں کو میاں بیوی کی طرح رہنا ہو تو ازسرنو نکاح کرنا پڑے گا۔ (شامی: ۴۶۶/۲)

﴿۱۹۵۰﴾ ہندو کارکن کے پاس طلاق لکھوائی، اور اس پر دستخط نہیں کی اور گواہ نہیں ہے تو طلاق ہوگی؟

سوال: آج سے ایک سال قبل میرا اپنی بیوی کے ساتھ جھگڑا ہوا کرتا تھا، اس کے بعد وہ اپنے والد کے گھر چلی گئی، بہت سمجھانے کے باوجود وہ واپس نہیں آئی، تو تنگ آکر میں نے ایک ہندو کارکن کے پاس طلاق لکھوائی اس پر میں نے دستخط نہیں کئے اور گواہوں کے دستخط بھی نہیں ہیں، اس بات کو آج ایک سال ہو چکا ہے، لہذا اس صورت میں میری بیوی میرے نکاح میں باقی رہی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... آپ کے حکم پر ہندو کارکن نے طلاق لکھی، تو لکھتے ہی طلاق واقع ہوگئی، آپ کی دستخط یا گواہوں کی ضرورت نہیں ہے، اس لئے وہ عورت اب آپ کے نکاح میں نہیں رہی، اگر اس مکتوب کی کوئی نقل یا زیروکس (فوٹو کاپی، photo copy) ساتھ بھیجی ہوتی تو طلاق کی قسم بھی بتلائی جا سکتی۔ (شامی: ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۵۱﴾ شوہر نے طلاق نامہ پر دستخط کر کے اپنے وکیل کی وساطت سے عورت کے وکیل کو پہنچا دیا تو کیا حکم ہے؟

محترم ومکرم حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں: (۱) ایک عورت کے وکیل نے اس کے شوہر پر طلاق کا مطالبہ کرتے ہوئے ایک طلاق نامہ مرتب کر کے بھیجا۔ (طلاق نامہ انگریزی میں ہے، اور وہ اس سوال کے ساتھ بعنوان ''طلاق نامہ'' منسلک ہے)۔

شوہر نے اس طلاق نامہ پر دستخط کر کے اپنے وکیل کی وساطت سے عورت کے وکیل کو پہنچا دیا۔ سوال یہ ہے کہ اس عبارت سے اور اس طریقہ سے عورت پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اور ہوگئی ہے تو کتنی؟ اور عدت کب سے شمار ہوگی؟

سوال: (۲) اگر شوہر نے مذکورہ طلاق نامہ کو ارسال کرنے کے تین دن بعد اپنے وکیل کی وساطت سے عورت کو یہ اطلاع بھیجی کہ مرسلہ طلاق نامہ منسوخ ہے تو کیا اس سے مذکورہ طلاق پر کوئی اثر پڑے گا؟

FORM OF CONCENT

I, ABDULLAH PATEL hereby consent to giving AISHA BIBI PATEL an Islamic divorce by way of the following :-

Talak. Talak. Talak.

Signed .... Dated 27 day of Decmber 1996

الجواب: وباللہ التوفیق حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... (۱) عورت کے وکیل نے مذکورہ طلاق نامہ لکھا، شوہر نے پڑھ کر اپنی رضا ورغبت سے اس پر دست خط کر دئے تو دستخط کرتے ہی وہ طلاق نامہ معتبر ہوگیا اور اسی وقت طلاق واقع ہو کر عورت پر عدت بھی شروع ہوگئی۔ اب

تین حیض گذرنے کے بعد وہ عورت نکاح سے باہر ہو کر طلاق مغلظہ والی عورت ہو جائے گی۔عدت ختم ہونے کے بعد وہ دوسری جگہ جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے۔(عالمگیری ج ا ص ۳۷۹)۔

(۲) جب شوہر نے طلاق نامہ پر منظوری کی دستخط کردی اور بھیج دیا اب دوسرے دن وہ منسوخ کرنے کا ارادہ کرتا ہے یا منسوخ کرتا ہے تو منسوخ نہیں کرسکتا وہ طلاق واقع ہوگئی اور تین طلاق ایک ساتھ لکھی ہے اس لئے مغلظہ ہوگئی۔ کتب انت طالق فمتی کتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة اھ (ج ا ص ۳۷۸)۔فقط واللہ اعلم

﴿۱۹۵۲﴾ بذریعہ وکیل نوٹس سے طلاق دینا؟

سوال: میرے لڑکے سلیم محمد نے اپنی بیوی صابرہ کو وکیل کے ذریعہ نوٹس میں طلاق بھیجی ہے،تو پوچھنا یہ ہے کہ نوٹس میں طلاق بھیجنے سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟

نوٹس میں کوئی گواہ نہیں ہے،اور نوٹس میں صرف اتنا لکھا ہے کہ میں دو گواہوں کی موجودگی میں یہ لکھ رہا ہوں،لیکن وہ دو گواہ کون ہیں ان کے نام وغیرہ کچھ نہیں لکھے ہیں،اور ان کی دستخط بھی نہیں ہے صرف ان کے وکیل کی دستخط ہے اور وہ ہندو ہے تو اس صورت میں اس کی بیوی صابرہ کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شوہر اقرار کرتا ہو کہ یہ تحریری طلاق نامہ اسی نے لکھا ہے یا اس کے کہنے سے اس کے وکیل نے لکھا ہے تو طلاق نامہ میں جتنی طلاق لکھی ہو اتنی طلاق واقع ہو جائے گی۔وقوع طلاق کے لئے گواہوں کا ہونا ضروری نہیں ہے،اور غیر مسلم وکیل سے طلاق لکھوانے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے،اس لئے کہ وہ شوہر کے حکم سے لکھ رہا

ہے، لہذا اس کا لکھنا شوہر کے لکھنے کے حکم میں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۵۳﴾ کابین نامہ سے کیا نکاح قرار ہو جاتا ہے؟

سوال: ماہ نامہ تبلیغ کے مئی ۱۹۷۳ء کے شمارہ میں مرحوم مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب کا ایک فتوی پڑھا، جس میں مرحوم نے لکھا تھا کہ اگر ظلم کا اندیشہ ہو تو دلہا سے کابین نامہ (تفویض طلاق کا قرار) لکھوالیا

جائے، اگر اس طرح شرط کے ساتھ نکاح کیا جائے تو یہ نکاح ہوا یا قرار ہوا؟

نکاح کی تعریف اور قرار کی تعریف شریعت کی اصطلاح میں کیا ہے؟ اس پر تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... کابین نامہ یا شرطیہ طلاق لکھوا لینے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اور نکاح صحیح ہو جاتا ہے اس لئے ایسے نکاح کو قرار نہیں کہہ سکتے، شوہر اگر بیوی پر ظلم کرے تو بیوی کی نجات کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے اس لئے کہ اسے طلاق کا اختیار نہیں ہے اس لئے وہ اپنی ذات کو چھڑانے کے لئے کابین نامہ کا سہارا لے سکتی ہے، اسے شرعی اصطلاح میں تفویض طلاق کہتے ہیں، جس کی مکمل وضاحت حضرت اقدس مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے الحیلۃ الناجزہ میں کی ہے اسے دیکھ لیا جائے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

باب اقرار الطلاق

﴿۱۹۵۴﴾ اقرار طلاق سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

سوال: ایک شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق دی، اور بعد میں رجوع کر لیا، اور دونوں چار سال دوبارہ ساتھ میں رہے، ان کے بچے بھی ان کے ساتھ رہتے ہیں، ایک دن تاریخ ۷۵/۸/۵ کو صبح ۰۰:۱۱ بجے قرآن شریف کی تفسیر سورۂ بقرہ پارہ:۲ میں طلاق کا مسئلہ پڑھتے پڑھتے عورت سے رجوع کرنے کا طریقہ بتاتے ہوئے اس شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ”میں نے تجھے ایک نہیں لیکن دو طلاق دی ہے، تو مہر لے کر تیرے بھائی کے یہاں چلی جا“ عورت نے سوال کیا کہ دوسری طلاق کب دی؟ اس شخص نے جواب دیا آج سے سات مہینہ قبل میں نے اپنے دل میں دوسری طلاق دی تھی اور آج میں اس کو ظاہر کر رہا ہوں، عورت اپنے بھائی کے گھر جانے پر راضی نہیں تھی لیکن پھر بھی بذریعہ خط اس کے بھائی کو بلا کر کہا کہ ”میں نے تمہاری بہن کو دو طلاق دے دی ہے اور اب میں اسے تم کو سونپتا ہوں اسے تم لے جاؤ“۔

یہ کہہ کر وہ شخص باہر گاؤں چلا گیا اور اس کا بھائی اس عورت کو اپنے گھر لے گیا، اور تین مہینہ عدت گزاری اور ابھی تک میاں بیوی کی ملاقات نہیں ہوئی ہے، اس پورے مسئلہ میں پوچھنا یہ ہے کہ

(۱) پہلی طلاق کے بارے میں کیا حکم ہے؟ (۲) دوسری طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور اگر واقع ہوگئی تو اس کی عدت کب سے سمجھی جائے؟ جس دن اقرار کیا تب سے یا ۷ مہینہ پہلے سے؟ (۳) اب اسے نکاح میں لانے کی کیا شکل ہے؟ (۴) اور جب اس شخص نے

بیوی کے بھائی کے سامنے اقرار کیا تب تیسری طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ (۵) عدت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جب تک طلاق کا تکلم نہ کیا جائے، دل میں طلاق سوچنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی، لیکن جھوٹے اقرار سے یا طلاق کی جھوٹی اطلاع دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے، لہذا صورت مسئولہ میں اس عورت پر دو طلاق واقع ہو چکی ہیں، اس لئے کہ اس نے بیوی کے بھائی کے سامنے اقرار کیا ہے کہ ''میں نے تمہاری بہن کو دو طلاق دے دی ہیں۔ اور اب میں اسے تم کو سونپتا ہوں اسے تم لے جاؤ'' اس سے دوسری طلاق واقع ہو گئی، اور عدت ختم ہو چکی ہے، اس لئے اب بغیر حلالہ کے از سر نو نکاح کر لینے سے دونوں میاں بیوی بن کر رہ سکتے ہیں۔ (شامی، عالمگیری)

﴿۱۹۵۵﴾ فون پر طلاق دینے کی صورت میں اقرار نامہ ضروری ہے؟

سوال: میری لڑکی فرزانہ بانو کا نکاح ولی محمد پٹیل کے ساتھ ہوا تھا، ولی محمد شادی کے بعد بیرون ملک کمانے کے لئے گئے تھے ایک دن بیرون ملک سے انہوں نے فرزانہ کو فون کیا اور فون پر اسے تین طلاق دے دی، اس وقت لڑکے کے گھر والے بھی سب موجود تھے، اور میرا لڑکا بھی وہاں حاضر تھا تو اس مسئلہ میں مجھے یہ جاننا ہے کہ (۱) کیا میری لڑکی کو طلاق ہو گئی؟ (۲) میری لڑکی اس طلاق کو قبول کرتی ہے اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ (۳) ایسے واقعہ میں تحریری طلاق لینے کی ضرورت ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......صورت مسئولہ میں بیرون سے شوہر نے فون کیا اور فون پر طلاق دے دی جو عورت نے اور گھر کے دیگر افراد نے بھی سنی، لہذا اگر مرد یہ قبول

کرتا ہے کہ اسی نے طلاق دی ہے اور عورت اور دوسرے سننے والوں کو بھی آواز کے انداز اور لہجہ سے یہ یقین ہے کہ یہ آواز ولی محمد کی ہی ہے تو طلاق واقع ہوگئی۔

(۲) عورت کو یہ یقین ہو کہ یہ اس کے شوہر کی ہی آواز ہے اور اسی نے طلاق دی ہے تو اب عورت اپنے آپ کو اس کے نکاح سے خارج سمجھے اور شوہر کو اپنے اوپر قابو نہ دے اور جس طرح بھی ممکن ہو خلاصی اختیار کرے۔ (۳) ایسی صورت میں شوہر کا فون پر طلاق دینے کا اقرارنامہ ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم

﴿۱۹۵۶﴾ طلاق کی خبر بھیجنے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے۔

سوال: میرے ایک دوست نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی جس کی صورت یہ ہوئی کہ اس نے اول اپنی بیوی کو اس کی ماں کے گھر بھیج دیا پھر اپنے بھائی کو فون کر کے کہا کہ میں نے اپنی عورت کو طلاق دے دی۔ تم یہ بات میری عورت تک پہنچا دو، بھائی نے یہ پیغام اس کی بیوی تک پہنچا دیا، پھر جب اس نے اپنے سسرال فون کیا تو اس کی ساس نے کہا کہ فرزانہ تو مرگئی اب میرے دوست کا اس عورت کے ساتھ دوبارہ رشتہ جوڑنے کا ارادہ ہے تو اب اس مسئلہ میں کیا ہوسکتا ہے؟ کیا فرجانہ کو طلاق ہوگئی؟ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس نے خود طلاق نہیں دی ہے بلکہ اپنے بھائی کے ذریعہ طلاق کا پیغام پہنچایا ہے اس لئے طلاق نہیں ہوگی اور حلالہ کی بھی ضرورت نہیں ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟ عورت حلالہ کے لئے راضی نہیں ہے؟ تو اس مسئلہ کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں عورت کو طلاق ہوگئی، لیکن اس نے کتنی طلاق دی ہے یہ سوال میں ذکر نہیں کیا گیا ہے، اگر تین طلاق دی ہو تو بغیر حلالہ شرعی

کے عورت شوہر کے لئے حلال نہیں ہے، اور اگر طلاق رجعی دی ہو تو رجوع کرنے سے یا عدت ختم ہو چکی ہو تو از سر نو نکاح کر لینے سے دونوں میاں بیوی بن جائیں گے، اس صورت میں حلالہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔

قولہ ''اس نے خود طلاق نہیں دی ہے بلکہ دوسرے کے ذریعہ طلاق کا پیغام پہنچایا ہے اس لئے طلاق نہیں ہوگی'' الی آخرہ، بالکل غلط اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، خود طلاق دینے سے یا دوسرے کے ذریعہ طلاق کی خبر بھیجوانے سے یا دوسرے کو وکیل بنا کر طلاق دینے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے۔(شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۵۷﴾ کیا جھوٹ موٹ طلاق دینے سے طلاق ہوتی ہے؟

سوال: میں جی.ای.سی. کمپنی میں ملازمت کرتا ہوں میرے بھائیوں نے نان اور بسکٹ کی بیکری کھول کر اس کا کام شروع کیا، ہمارا خاندان کا سارا خرچ اسی سے چلتا ہے۔ بڑے بھائی کو اچانک سفر میں جانا پڑا تو میں اس شرط پر ان کی جگہ بیکری میں کام پر لگا کہ وہ آ جائیں گے تو میں دوبارہ اپنی پرانی ملازمت پر لگ جاؤں گا، اس لئے کہ ملازمت اچھی تھی، مجھے ٹیلیفون انجنیئر کا عہدہ ملا تھا لیکن بھائی ناراض تھے ان کا اصرار تھا کہ میں بیکری میں ان کے ساتھ کام کروں، میں نے کہا کہ میں ٹیلیفون انجینیئرنگ میں ماہر ہو جاؤں پھر بیکری میں کام کروں گا، لیکن بھائی نہیں مانے اور میں ان کے خلاف نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے ایک دن میں نے اپنی بیوی کے ساتھ مشورہ کیا اور بھائی مجھے بلانے کے لئے آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو میں نے کپڑے بدل کر آتا ہوں ایسا بہانہ بنا دیا۔ اپنی بیوی کو کہا کہ میں کمرہ میں سو جاتا ہوں باہر نہیں نکلوں گا، اس لئے بھائی لوگ مجھے لے جائے بغیر نہیں مانیں گے اور مجھے جانا نہیں ہے اس لئے اگر اب بلانے آوے تو بہانے بنا کر کہہ دینا کہ انہوں نے تو ایسا

کہا ہے'' بیکری پر کام کروں تو طلاق''۔

یہ ایک نہ جانے کا بہانہ تھا، طلاق کا بالکل ارادہ نہیں تھا۔ بھائی دوبارہ بلانے آئے تو میری عورت نے مذکورہ الفاظ ان کو کہہ دئے، بھائی نے کہا کہ جو کہا ہے وہ ایک کاغذ میں لکھ دو۔ مفتی صاحب کو فتویٰ پوچھتے ہیں۔ میں نے اپنی بیوی کے ساتھ مشورہ کیا کہ یہ لوگ نہیں مانیں گے اس لئے صرف جھوٹ موٹ میں لکھ دیتا ہوں۔ پھر بھائیوں کو سمجھانے کے لئے میں نے لکھنا شروع کیا کہ'' میں اپنی پہلے والی کمپنی جی ای سی کمپنی میں کام پر جانے والا ہوں، اور اگر مجھے کام پر نہیں جانے دیں گے تو تجھے تین طلاق، اور بیکری میں کام کروں تو بھی تین طلاق، اور بیکری میں قدم رکھوں تو بھی تین طلاق'' میرا طلاق کا بالکل ارادہ نہیں تھا تو اب طلاق ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً: صورت مسئولہ میں بھائی نے پہلی مرتبہ دروازہ کھٹکھٹایا اس وقت آپ کی عورت نے جو الفاظ آپ کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہے کہ'' انہوں نے تو ایسا کہا ہے'' کہ بیکری پر کام کروں تو طلاق'' اس جملہ میں طلاق کو شرط پر موقوف رکھا ہے نیز جب آپ نے اپنی مرضی سے طلاق لکھی جس کے الفاظ سوال میں مذکور ہیں تو اس کے مطابق جب شرط پوری ہوگی تو تین طلاق ہو جائے گی۔ اور عورت نکاح میں سے نکل جائے گی۔ جس طرح فقط جھوٹ موٹ طلاق صریح کے کلمات سے طلاق ہو جاتی ہے اسی طرح فقط جھوٹ موٹ لکھنے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، لہذا اس تحریر کے بعد انہوں نے اگر آپ کو جی ای سی میں ملازمت پر جانے نہ دیا ہو تو بھی تین طلاق ہو جائے گی، یا آپ بیکری میں کام کرو گے یا قدم رکھو گے تو بھی تین طلاق ہو جائے گی اور عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی، اور بغیر شرعی حلالہ کے زوج کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ (شامی: ۴۲۸/۲)

باب الرجوع

﴿۱۹۵۸﴾ رجوع میں عورت کی رضامندی ضروری نہیں ہے؟

سوال: میرا اپنی عورت کے ساتھ تاریخ ۲۱/۱/۱۹۷۰ کو جھگڑا ہوا، غصہ میں میں نے کہا کہ اگر تو گھر سے نکل کر اپنے باپ کے گھر گئی تو تجھے ایک طلاق، اور اسی دن وہ میری اجازت کے بغیر اس کے اپنے باپ کے یہاں چلی گئی، اب تاریخ ۲۱/۱/۱۹۷۰ کو دی ہوئی طلاق سے تین افراد کی موجودگی میں میں نے رجوع کر لیا ہے اور اس کی اطلاع عورت کو کر دی ہے، تو اب سوال یہ ہے کہ کیا اب میں اپنی بیوی کو واپس گھر لا سکتا ہوں؟ اور طلاق سے رجوع صحیح ہوا یا نہیں؟ یا مجھے اب کیا کرنا چاہیئے۔ شرعی حکم سے آگاہ فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ایک طلاق دینے کے بعد عدت کے درمیان رجوع کر لینے سے رجوع صحیح ہو گیا، اس لئے اس عورت کے ساتھ پہلے کی طرح میاں بیوی کا تعلق رکھنا جائز ہے، اس صورت میں نئے نکاح کی یا عورت کی رضامندی کی ضرورت نہیں ہے، یہ یاد رہے کہ اب دو طلاق دینے سے عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔ (شامی، کتب فقہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

باب التحلیل

﴿۱۹۵۹﴾ نابالغ سے حلالہ کروانا؟

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی اب ساڑھے تین مہینہ بعد یہ شخص اسی عورت کو دوبارہ اپنی بیوی بنانا چاہتا ہے اور اپنے چھوٹے بھائی جس کی عمر تقریباً ۱۴ سال ہے یا کچھ زائد ہے اس سے نکاح کروا کر تین چار دن بعد وہ طلاق دے دے گا اور عدت کی مدت ختم ہوگی تو یہ شخص اس سے دوبارہ نکاح کرلے گا، لیکن میرا سوال یہ ہے کہ میں نے سنا ہے کہ حلالہ کرنے والے اور کرانے والے دونوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے، تو اگر میں حلالہ کا نکاح پڑھاؤں تو کیا میں بھی اس وعید کا مستحق بنتا ہوں؟ اور مجھے بھی گناہ ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مطلقہ عورت اپنی عدت ختم ہونے کے بعد اپنے ماضی کے شوہر کے چھوٹے بھائی کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے اس لئے اس نکاح کے پڑھانے میں کوئی گناہ نہیں ہے نیز حلالہ کے لئے نکاح پڑھانے والے پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے اس لئے وہ نکاح پڑھا سکتا ہے۔

نوٹ: حلالہ کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے کہ ناکح بالغ یا قریب البلوغ لڑکا ہو، جو کم از کم ایک مرتبہ جماع کر کے طلاق دے، لہذا صورت مسئولہ میں وہ چھوٹا بھائی بالغ نہ ہو تو نکاح تو ہو جائے گا لیکن حلالہ نہیں ہوگا اور نابالغ کی طلاق کا اعتبار بھی نہیں ہوگا لیکن اگر یہ شخص بالغ تو نہیں ہے مگر قریب البلوغ ہے اور جماع کرنے پر قادر ہے تو جماع کرنے کی صورت میں حلالہ درست ہو جائے گا۔ کیونکہ صحت حلالہ کیلئے انزال ہونا شرط نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۶۰﴾ حلالہ کے لئے شرطیہ نکاح کرنا؟

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک سال قبل طلاق دے دی تھی اور یہ عورت آج تک زیادہ تر طلاق دینے والے مرد کے ساتھ ہی رہتی تھی اور ابھی اس کا حلالہ اس طرح کروایا کہ دوسرے شخص نے اس عورت سے نکاح کیا اور نکاح کے فوراً بعد اسے تین طلاق دے دی اور میاں بیوی میں خلوت نہیں ہوئی اور زوج اول نے اس دوسرے شخص سے یہ شرط رکھی تھی کہ وہ نکاح کے فوراً بعد تین طلاق دے دے، تو کیا اس طرح شرطیہ نکاح کرنے سے حلالہ صحیح ہوا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں مذکورہ عورت زوج اول کے لئے ابھی تک حلال نہیں ہوئی اس لئے کہ حلالہ کے صحیح ہونے کے لئے زوج ثانی کا کم از کم ایک مرتبہ جماع کرنا ضروری ہے جو اس صورت میں نہیں ہوا ہے اور اس طرح شرط کے ساتھ نکاح کرنے سے گناہ ہوا وہ مزید رہا۔

﴿۱۹۶۱﴾ حلالہ کا صحیح طریقہ؟

سوال: ایک شخص نے اپنی حاملہ عورت کو تین طلاق دے دی، کچھ دنوں بعد اسے بچہ پیدا ہوا جس سے اس کی عدت ختم ہوگئی اب اس عورت کو اس کا پہلا شوہر اپنانا چاہتا ہے اور وہ اپنا یہ ارادہ اپنے ایک دوست کو بتاتا ہے اور یہ دوست اسے اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کرنے کا وعدہ کرتا ہے اور یہ دوست خود ہی اس عورت سے نکاح کر لیتا ہے اور دونوں کا نکاح ہو جاتا ہے لیکن یہ شخص اس عورت سے خلوت میں نہیں ملتا اور اس سے ہمبستری بھی نہیں کرتا اور دو دن بعد اسے طلاق دے دیتا ہے یہ شخص اپنے دوست کے لئے ہی یہ کام کرتا

ہےاوراس شخص پراس کے دوست کا کوئی زور وغیرہ نہیں ہوتا پھر بھی ہمبستری کئے بغیر ہی وہ طلاق دے دیتا ہے تو شرعاً یہ طلاق صحیح ہوگئی؟ اور یہ عورت زوج اول کے لئے حلال ہوگئی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں دوسرے شوہر نے وطی سے قبل طلاق دے دی ہے تو یہ طلاق دینا تو صحیح ہے اس سے طلاق واقع ہو جائے گی لیکن اس سے عورت زوج اول کے لئے حلال نہیں ہوگی اس لئے کہ حلالہ کے لئے دوسرے شوہر کا اس عورت سے وطی کرنا ضروری ہے، اوراس صورت میں وطی نہیں ہوئی ہے اس لئے یہ عورت زوج اول کے لئے حلال نہیں ہوگی۔

حلالہ کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ مطلقہ مغلظہ اپنی عدت پوری کرے پھر کسی دوسرے شخص سے صحیح طریقہ کے مطابق اس کا نکاح ہواوراس کے ساتھ کم ازکم ایک مرتبہ وطی ہو جائے اس کے بعداس مرد کا انتقال ہو جائے یا وہ مرد اپنی مرضی سے اسے اپنے نکاح سے علیحدہ کر دے اور وہ عورت پھر اپنی عدت ختم کر لے تو اب زوج اول چاہے تو اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ (شامی، عالمگیری) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۶۲﴾ کیا تین طلاق کے بعد حلالہ ضروری ہے؟

سوال: ایک شخص نے ایک غیر مسلم عورت کو مسلمان بنا کراس کے ساتھ شریعت محمدی کے مطابق نکاح کیا، تین سال تک ان کی زندگی خوش وخرم رہی پھر ایک دن غصہ کی حالت میں اس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، مرد نے کہا میں تجھے طلاق دیتا ہوں اس طرح تین مرتبہ کہا اس جملہ کے بعد وہ اپنے شوہر کے گھر سے اپنی بہن کے گھر چلی گئی انہوں نے اسے سمجھایا اور اسلام مذہب کو چھوڑ دینے کے لئے کہا، لیکن اس نے نہیں چھوڑا۔

یہ عورت آج پھر اپنے اسی زوج اول کے پاس واپس جانا چاہتی ہے اور وہ شخص بھی اب اسے رکھنے کے لئے رضامند ہے اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کے لئے رضامند ہیں تو اب ان کے لئے شریعت میں کونسا راستہ ہے؟ کیا اس شخص کا اس عورت سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے؟ اور وہ اب اسے رکھ سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں شوہر نے صریح الفاظ میں تین مرتبہ طلاق کا تکلم کیا ہے اس لئے اس عورت کو تین طلاق مغلظہ ہوگئی اور عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی، اب اگر وہ عورت دوبارہ اسی مرد کے نکاح میں آنا چاہتی ہے تو بغیر شرعی حلالہ کے اس مرد کے نکاح میں نہیں آسکتی۔

﴿۱۹۶۳﴾ حلالہ کسے کہتے ہیں؟

سوال: حلالہ کسے کہتے ہیں؟ کیا حلالہ میں زوج ثانی کا جماع کرنا ضروری ہے؟ اگر زوج ثانی جماع نہ کرے تو شرعی قاعدہ سے کچھ خرابی آتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... زوج اول سے تین طلاق ملنے کے بعد دوبارہ اسی زوج کے نکاح میں آنے کے لئے عدت کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کر کے جماع کرنے کو حلالہ کہتے ہیں، اس میں جماع کرنا شرط ہے۔ (شامی) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۶۴﴾ بغیر حلالہ کے بیوی شوہر اوّل کے لئے حلال نہیں ہوگی؟

سوال: میرے لڑکے عبدالحفیظ نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی فرجانہ بانو کو گھر کے تین افراد کی موجودگی میں تین طلاق دی، یہ واقعہ پورا ہم نے ایک عالم سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ عورت کو تین حیض آجاوے اس کے بعد اس کا حلالہ کرا کر دوبارہ نکاح میں آسکتی

ہے۔ آنجناب سے پوچھنا یہ ہے کہ شریعت اسلامی سے اس مسئلہ میں کیا حکم ہے؟ کیا مولانا کی بات صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں عورت پر تین طلاق واقع ہوگئی اور عورت نکاح میں سے بالکل نکل گئی اب عورت کی عدت یعنی تین حیض ختم ہو جائیں، اس کے بعد کسی دوسرے شخص سے صحیح طریقہ کے مطابق اس کا نکاح کرا کر کم از کم ایک مرتبہ اس سے وطی ہو جاوے پھر وہ طلاق دیوے اور اس کی عدت ختم ہو جائے پھر وہ زوج اول سے نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۶۵﴾ بغیر حلالہ کے مطلقہ مغلظہ کو اپنے گھر رکھنے والے کے ساتھ سلوک؟

سوال: ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق مغلظہ دی پھر وہ شخص اپنی عورت کو بغیر حلالہ کے ہی اپنے گھر میں رکھنے لگا، تو ایسے شخص کے ساتھ اس کے رشتہ داروں کو کیسا سلوک کرنا چاہئے؟ اور اس شخص کا جب انتقال ہو جائے تو اس کی جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی یا نہیں؟ اور اب اس عورت سے اس کی پیدا ہونے والی اولاد کا حکم کیا ہوگا؟ اور اس کے گھر کبھی وہ دعوت کرے تو اس کے یہاں کھانے پینے کا کیا حکم ہے؟ اور اسے اپنے یہاں دعوت میں بلانا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... یہ شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، اور بہت سخت گنہگار ہے، ایسے شخص کو اول سمجھایا جائے اگر نہ مانے تو جس صورت سے ممکن ہو (زبان سے یا ہاتھ سے) اس کی اصلاح کرنی چاہئے، اور میاں بیوی کو فوراً جدا کر دینا چاہئے معاشرہ یا جماعت کو شامل کر کے اصلاح کرنی چاہئے، اس حالت میں پیدا ہونے والی اولاد حرامی اور

بیوی کے ساتھ رہنا زنا کے حکم میں ہے، البتہ یہ مؤمن ہے اس لئے انتقال کے وقت اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۶۶﴾ مطلقہ ثلاثہ کو بغیر حلالہ کے گھر میں رکھنے والے کے ساتھ سلوک؟

سوال: ہمارے گھر کے سامنے ایک مسلمان نے اپنی بیوی کو سب کے سامنے طلاق دے دی، اسے پٹیل صاحب نے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے سات مرتبہ طلاق دی ہے اب مجھے وہ عورت نہیں چاہئے لیکن کچھ دنوں بعد حلالہ کروائے بغیر اسی عورت کو اس نے اپنے گھر میں رکھا ہے اور پہلے کی طرح اس کے ساتھ رہائش رکھتا ہے تو اب ہمیں اس کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہئے؟ اس کے گھر کی کوئی چیز کھانا پینا ہمارے لئے جائز ہے یا نہیں؟ خوشی یا غمی کے موقع پر ہمیں یا عام مسلمانوں کو اس کے یہاں جانا چاہئے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں حنفی مذہب کے مطابق کیا فیصلہ ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اولاً تو اس شخص کو سمجھا سکے ایسے لوگوں کو اسے سمجھانا چاہئے اور آخرت کا خوف بتا کر حلالہ کے لئے سمجھانا چاہئے اس کے باوجود وہ اگر نہ سمجھے تو اس کے ساتھ کھانے پینے کا اور ہر طرح کا رشتہ ختم کر دینا چاہئے اور اس کے اس فعل کو دل سے برا سمجھ کر اور گناہ کا کام سمجھ کر اس سے نفرت کرنی چاہئے، اتفاق سے موت واقع ہو جائے تو مسلمانوں کو دوسرے مسلمانوں کی طرح نماز جنازہ اور تدفین میں حصہ لے کر کفن و دفن کرنا چاہئے، اس لئے کہ ہر نیک و بد کی نمازِ جنازہ پڑھنے کا حضور ﷺ نے حکم دیا ہے۔ (شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۶۷﴾ کیا تین طلاق کے بعد حلالہ کرنا ضروری ہے؟

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو بذریعہ خط تین طلاق دے دی، اصل خط انگریزی میں تھا اس لئے اس کا ترجمہ کر کے ساتھ میں ملحق کیا ہے، اب وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی، صرف طلاق سے دھمکی دی تھی اور وہ اب اپنی بیوی کو واپس گھر لانا چاہتا ہے، تو اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صریح الفاظ میں طلاق دینے کے بعد یا لکھنے کے بعد مرد کی نیت کا اعتبار نہیں ہوتا، اس لئے اسے طلاق کی دھمکی نہیں کہہ سکتے، اور بیوی کو تین طلاق مغلظہ ہوگئی اب بغیر حلالہ شرعی کے اسے بیوی بنا کر رکھنا زنا کے حکم میں شمار ہوگا، اگر وہ شخص بیوی کو رکھنا ہی چاہتا ہو تو جماعتی بھائیوں کو اس کے لئے حلالہ کروا دینا چاہئے۔ (شامی:۲،قرآن شریف) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۶۸﴾ شوہر کا ظاہر کے خلاف حلالہ کا دعویٰ کرنا؟

سوال: ہماری جماعت میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو کچھ دنوں قبل طلاق دے دی تھی، جماعت کے چار پانچ افراد کی موجودگی میں مہر، عدت وغیرہ کے روپئے بھی عورت کو دے دئے تھے، اب وہی شخص تین چار مہینوں بعد اسی عورت کے ساتھ گاؤں سے باہر دو تین دن گذار کر حلالہ کروا لیا کا دکھاوا کرتا ہے، لیکن اس میں جتنی عدت گذارنی چاہئے تھی وہ گذارے بغیر دونوں نے میاں بیوی کا رشتہ قائم کرلیا ہے، جماعت کے ذمہ داروں نے اس پر اعتراض کیا تو ان کے سامنے حاضر ہو کر معافی مانگی اور قبول کیا کہ اس نے نہ تو کوئی حلالہ کروایا ہے اور نہ کوئی عدت گذاری ہے وہ سخت گنہگار ہے اور جماعت کا جو بھی حکم ہوگا

اسے وہ پورا کرنے کے لئے تیار ہے۔

ابھی جماعت کوئی حکم کرے اس سے قبل دو دن بعد آکر کہتا ہے کہ اس نے تمام کارروائی باقاعدہ کی ہے اور جو کیا ہے ٹھیک کیا ہے جماعت کو اس کے خلاف جو اقدام کرنا ہو کر لے جماعت کی کوئی رائے یا حکم اسے منظور نہیں ہے، ہماری جماعت اس سے کافی الجھن میں آ گئی ہے، ایک بات تو طے ہے کہ اس نے شریعت اسلامی کے حکم کے مطابق حلالہ نہیں کروایا ہے اور نہ تو اس نے یہ ثابت کیا ہے اور یہ اظہر من الشّمس ہے کہ اس نے عدت بھی نہیں گذاری۔

ایک قابل لحاظ بات یہ ہے کہ آج سے کچھ سال قبل بھی اس نے اسی عورت کو طلاق دے کر حلالہ کا ہو بہو ناٹک کیا تھا، اس مرتبہ اس نے اسی ناٹک کو دہرایا ہے، اولاً ہم یہ جاننا چاہتے ہیں:

(۱) حلالہ کا شرعی طریقہ کیا ہے؟ (۲) مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق کیا ہوا حلالہ شرعاً معتبر ہے؟

ایسے وقت ایک مسلمان کی ذمہ داری کیا ہے؟ ایسے واقعات کے سد باب کے لئے مسلم جماعت کو کیا اقدام کرنا چاہئے؟ اگر اس امر میں ہم تمام کوئی اقدام نہ کریں تو کیا ہم گنہگار ہوں گے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... (۱) اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاق دی یا الگ الگ مجلس میں تین طلاق دی تو قرآن کے فرمان کے مطابق جب تک شرعی طریقہ کے مطابق حلالہ نہ ہو جائے وہ عورت مذکورہ شوہر کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔

حلالہ کا طریقہ یہ ہے کہ جب اس طلاق کی عدت ختم ہو جائے اس کے بعد یہ عورت کسی اور مرد سے شرعی طریقہ کے مطابق نکاح کر لے اور وہ مرد اس عورت کے ساتھ کم از کم ایک مرتبہ ہمبستری کرے اس کے بعد وہ مرد اسے طلاق دے یا اتفاق سے انتقال کر جائے اور پھر وہ عورت اس طلاق یا وفات کی عدت ختم کرے اس کے بعد وہ اپنے پہلے والے شوہر کے لئے حلال ہوگی، یہ طریقہ نص قطعی سے ثابت ہے لہذا قرآن شریف پر ایمان رکھنے والے ہر مسلمان کے لئے اس حکم کو ماننا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے، اور ماننے کے باوجود عمل نہ کرنا سخت گناہ کا کام ہے، ایسا شخص فاجر کہلاتا ہے، اور بغیر حلالہ شرعی کے اس مطلقہ مغلظہ عورت کے ساتھ بیوی کا رشتہ رکھنا زنا کے حکم میں شمار ہوگا۔

(۲) مذکورہ طریقہ کے علاوہ کسی اور طریقہ سے حلالہ ہوا ہو تو وہ صحیح نہیں کہلائے گا، اور اس سے عورت زوج اول کے لئے حلال نہیں ہوگی، لہذا بغیر حلالہ کے دونوں ساتھ میں رہتے ہوں تو دونوں کو فوراً جدا کر دینا چاہئے۔

(۳) اگر مسلم جماعت کے ذمہ دار اس فعل بد کو روکنے پر قدرت رکھتے ہوں تو جس طریقہ سے اصلاح کر سکتے ہوں، مثلاً: سمجھا کر یا معاشرتی دباؤ ڈال کر تو اس طرح عمل کرنا ضروری ہے، تاکہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو سکیں اور اللہ کی گرفت سے حفاظت میں رہ سکیں۔

﴿۱۹۶۹﴾ حلالہ سے متعلق گجراتی تفسیر کی عبارت کا مطلب؟

سوال: حلالہ سے متعلق ہم نے ایک گجراتی ترجمہ والے قرآن میں تفسیر دیکھی، جس میں لکھا ہوا تھا کہ عورت کو تیسری طلاق دینے کے بعد وہ عورت طلاق دینے والے مرد کے لئے

حلال نہیں رہتی، البتہ حلالہ کے بعد یعنی عدت کے ختم ہونے کے بعد دوسرا نکاح کر کے نئے شوہر کے ساتھ رہے اور اس سے ہمبستری بھی ہو جائے اس کے بعد وہ شوہر کسی وجہ سے اپنی مرضی سے اسے طلاق دے دے اس کے بعد اس کی عدت ختم ہو تو اب یہ عورت زوج اول کے لئے حلال ہو جائے گی اور اب زوج اول اس سے نکاح کر سکتا ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ دوبارہ اختلاف کا ڈر نہ ہو ورنہ دوبارہ جھگڑا ہوگا اور ایک دوسرے کے حقوق پامال ہوں گے اور گناہ میں ملوث ہوں گے۔ (پارہ:۲ سورۂ بقرہ آیت نمبر:۲۲۹)۔

دوسرا مسئلہ بہشتی زیور جلد:۴ میں طلاق کے بیان میں دیکھا کہ اگر دوسرے مرد کے ساتھ اس شرط کے ساتھ نکاح کیا گیا کہ بعد ہمبستری کے وہ اسے طلاق دے دے تو اس قول کا کوئی اعتبار نہیں زوج ثانی کو اختیار ہے کہ وہ چاہے تو اسے طلاق دے اور چاہے تو نہ دے، اور اس شرط کے ساتھ نکاح کرنا سخت معصیت اور حرام ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے نکاح کرنے والے اور جس کے لئے نکاح کیا جائے ان سب پر لعنت برستی ہے، البتہ نکاح ہو جاتا ہے، اور اس نکاح سے عورت زوج اول کے لئے حلال ہو جاتی ہے۔ (انتہی کلامہ)۔

اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں باتوں میں تعارض نظر آتا ہے، قرآن کے حکم کا مطلب جو ہم نے سمجھا وہ یہ ہے کہ طلاق کی شرط کے ساتھ نکاح کرنے سے نکاح ہوتا ہی نہیں، اور حلالہ بھی نہیں ہوتا اور وہ عورت زوج اول کے لئے حلال نہیں ہوتی، اور بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ قول وقرار کا اعتبار نہیں ہے زوج ثانی کو اختیار ہے چاہے طلاق دے یا نہ دے اور اس طرح کی شرط کے ساتھ نکاح کرنا بڑا گناہ ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت برستی ہے البتہ نکاح ہو جاتا ہے اور بعد طلاق وانقضائے عدت عورت زوج ثانی کے لئے حلال ہو جاتی ہے، تو ان دونوں باتوں میں کون سی بات صحیح ہے؟ اور دوسری بات کا جواب کیا ہے؟ اس

اشکال کو دور فرما کر مہربانی فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... آپ نے تفسیر کی کتاب میں جو مسئلہ پڑھا اور بہشتی زیور میں جو مسئلہ پڑھا دونوں اپنی اپنی جگہ درست اور صحیح ہیں، البتہ تفسیر کی کتاب کی عبارت سے آپ نے جو نتیجہ اخذ کیا

(جس کو آپ نے سوال میں جو ہم نے سمجھا وہ یہ ہے کہ طلاق کی شرط کے ساتھ نکاح کرنے سے نکاح ہوتا ہی نہیں، اور حلالہ بھی نہیں ہوتا اور وہ عورت زوج اول کے لئے حلال نہیں ہوتی کہہ کر بیان کیا ہے) یہ صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ تفسیر کی کتاب کی عبارت میں عورت زوج اول کے لئے حلال کب ہوگی وہی بیان کیا ہے، عبارت میں دوسرے نکاح میں شرط لگانے کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے، شرط والے نکاح کا مسئلہ بہشتی زیور میں لکھا ہے جو آپ نے پڑھا، لہذا تفسیر کی کتاب میں صرف اتنا ذکر کیا گیا ہے کہ دوسرے نکاح اور اس کے بعد کی ہمبستری اور اس کے بعد کسی عذر سے طلاق سے عورت زوج اول کے لئے حلال ہو جائے گی اور یہ دوسرا نکاح طلاق کی شرط کے ساتھ کیا گیا یا بغیر شرط کے اس کا ذکر تفسیر کی کتاب کی مذکورہ عبارت میں نہیں ہے۔

لہذا خلاصہ یہ ہوا کہ اس طرح شرطیہ حلالہ کرنا سخت گناہ کا کام اور حدیث شریف کے فرمان کے مطابق اللہ کی لعنت کا سبب ہے، البتہ دوسرا نکاح کیا اور ہمبستری بھی ہوئی اور اب طلاق دی تو یہ عورت زوج اول کے لئے حلال ہو جائے گی، البتہ اس طرح شرطیہ حلالہ نہیں کرنا چاہئے اور ایسی شرط کرنا صحیح نہیں ہے بعد نکاح کے ناکح مختار ہے عورت کو طلاق دینا نہ چاہے تو اس پر زبردستی کرنا یا شرط پوری کرنے کے لئے دباؤ ڈالنا صحیح نہیں ہے۔ فقط واللہ

تعالی اعلم

﴿۱۹۷۰﴾ حلالہ کے لئے نکاح پڑھانا؟

سوال: حلالہ کے لئے جو شخص نکاح پڑھاوے وہ گنہگار ہوگا یا نہیں؟ اور اس نکاح کے شاہدین اور وکیل

گنہگار ہوں گے یا نہیں؟ اور اگر حلالہ کے لئے کوئی شخص نکاح نہ پڑھاوے اور وہ شخص بغیر حلالہ کے اپنی بیوی کو ساتھ میں رکھے تو نکاح نہ پڑھانے والے کو گناہ ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... نکاح پڑھانے میں گناہ نہیں ہے اور بغیر نکاح کے عورت کو ساتھ میں رکھنے میں زنا کا گناہ ہے اس سے بچنا چاہئے، ایسے گناہ سے بچانے کے لئے نکاح پڑھنا پڑھانا انشاء اللہ ثواب کا کام ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۷۱﴾ بغیر حلالہ کے صرف نکاح پڑھ لینے سے مطلقہ مغلظہ حلال نہیں ہوگی؟

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی، بیوی اپنے والد کے گھر چلی گئی اور وہیں آٹھ نو مہینے رہی اس درمیان اس کا دوسرا نکاح نہیں ہوا، اب یہ عورت ایک رات والدین کی عدم موجودگی میں طلاق دینے والے مرد کے گھر چلی گئی اور خفیہ طور پر اس سے نکاح کر لیا تو اب سوال یہ ہے کہ بغیر حلالہ کے خفیہ طور پر نکاح ہوسکتا ہے؟ اور وہ شخص اس عورت کو اپنے گھر میں رکھ سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جب الفاظ صریح سے تین طلاق دے دی تو وہ عورت اس مرد کے لئے حرام ہوگئی اب قرآن کے حکم کے مطابق بغیر حلالہ شرعی کے وہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہیں ہوگی، چاہے طلاق کے بعد کتنی ہی مدت کیوں نہ گذر گئی ہو نیز بغیر

حلالہ کے اسی پہلے والے مرد کے ساتھ نکاح کیا جائے گا تو یہ نکاح صحیح اور معتبر نہیں کہلائے گا اور یہ شخص اس عورت کو اپنے گھر نہیں رکھ سکتا۔ (قرآن شریف، شامی، ہدایہ)

﴿۱۹۷۲﴾ حلالہ کا طریقہ؟

سوال: ایک شخص کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہونے پر اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی، اس عورت کی عدت ختم ہو چکی ہے اور عورت فی الحال طلاق دینے والے مرد کے گھر ہی میں ہے، اب سوال یہ ہے کہ طلاق دینے والے مرد اور مطلقہ عورت دونوں کی مرضی ہے کہ حلالہ کروا کر نکاح کر لیں تو اس کے لئے حلالہ کی یہ صورت اختیار کرنے کا ارادہ کیا ہے کہ کسی ایک مرد کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا جائے وہ شخص ایک دو دن اس عورت کو رکھے اور صحبت بھی کرے اور دو تین دن بعد اس سے طلاق دلوائی جائے اور وہ طلاق دے دے اور اس طلاق کی عدت ختم ہو جائے تو اب یہ پہلے والا شوہر اس سے نکاح کر لے، تو اس طرح حلالہ کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکورہ طریقہ کے مطابق حلالہ کیا جائے گا تو مذکورہ عورت پہلے والے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی، لیکن دوسرے شوہر کو طلاق کے لئے مجبور کرنا یا نکاح سے قبل حلالہ کی شرط لگانا سخت گناہ کا کام ہے۔ حدیث شریف میں ایسے محلل اور محلل لہ کے لئے اللہ کی لعنت کی وعید وارد ہوئی ہے، لہذا اسے مجبور نہ کیا جاوے، وہ خود اپنی مرضی سے طلاق دے تو بہتر ہوگا۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۷۳﴾ جیٹھ سے حلالہ کروانا؟

سوال: زید نے اپنی بیوی ہندہ کو تین طلاق دے دی، زید کا بڑا بھائی عمر کنوارا ہے، کیا زید

حلالہ کے لئے

ہندہ کا نکاح اپنے بڑے بھائی عمر سے (جو کہ ہندہ کا جیٹھ ہے) کروا سکتا ہے؟ اگر جواب ہاں ہے تو کن شرطوں کے ساتھ؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... حلالہ کے لئے اپنے بڑے بھائی سے نکاح کروانا جائز ہے۔

﴿۱۹۷۴﴾ تین طلاق کے بعد عدت میں شوہر بیوی سے نکاح کرلے تو......؟

سوال: عارف اقبال قریشی نے اپنی بیوی مریم کو طلاق دے دی، اس کے دو گواہ بھی موجود ہیں، عارف نے اپنی جماعت کے روبرو اس کا اقرار بھی کیا ہے اور مہر اور عدت کا خرچ اور اس کی بیوی کے حاملہ ہونے کی وجہ سے ولادت کا خرچ دینے کی ذمہ داری بھی لی ہے، فی الحال اس نے صرف مہر کے روپئے ہی دئے ہیں اور بقیہ رقم نہیں دی ہے، طلاق کے ڈیڑھ مہینہ بعد عارف اپنی بیوی مریم کو سمجھا کر لے گیا اور جماعت کو خط لکھا کہ میں نے نادانی اور غصہ کی حالت میں یہ قدم اٹھایا تھا اور اب ہم دونوں دوبارہ میاں بیوی کی طرح رہنا چاہتے ہیں اور ہم نے کورٹ میریج کرلیا ہے، تو پوچھنا یہ ہے کہ یہ دونوں اب میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں؟ اور انکا کورٹ میریج کرنا صحیح ہے؟ کیا بغیر حلالہ کے عارف مریم سے نکاح کرسکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... سوال میں لکھا ہے کہ عارف نے مریم کو طلاق دے دی ،لیکن کتنی طلاق دی یہ نہیں لکھا ہے، اس لئے اگر طلاق رجعی یا بائن دی ہے تو بغیر حلالہ کے بھی عارف مریم سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے۔ طلاق رجعی میں عدت کے درمیان صرف

رجوع کر لینے سے اور طلاق بائن میں عدت کے درمیان یا عدت کے بعد نکاح کر لینے سے دونوں میاں بیوی بن جاتے ہیں، اور اس میں کچھ گناہ نہیں ہے۔

لیکن اگر عارف نے تین طلاق دی ہیں تو اب بغیر حلالہ شرعی کے مریم سے اس کا نکاح درست نہیں ہے، اس حالت میں مریم کے ساتھ رہنا زنا اور حرام کہلائے گا۔ اس لئے مریم اس طلاق کی عدت کو ختم کرے اور اس کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ مرد اس سے صحبت کرے اور اس کے بعد وہ اپنی مرضی سے طلاق دے یا اس کا انتقال ہو جائے اور اس کی عدت ختم ہو جائے اس کے بعد وہ پہلے شوہر یعنی عارف سے نکاح کر سکتی ہے اور اس کی بیوی بن سکتی ہے، اس وقت تک کسی صورت میں دونوں کا ساتھ میں رہنا درست نہیں ہے، اس لئے دونوں کو فوراً جدا کر دینا چاہیئے تاکہ زنا کا گناہ نہ ہو اور بچے ہوں تو ولد الزنا نہ کہلاویں۔

طلاق رضامندی سے دی ہو یا غصہ میں دونوں کا ایک ہی حکم ہے، بعد میں افسوس کرنے، پچھتانے یا راضی ہو جانے سے معاف نہیں ہو جاتی، نیز طلاق مغلظہ کی عدت میں کیا گیا نکاح معتبر نہیں کہلاتا، اس لئے یہ نکاح صحیح نہیں کہلائے گا بلکہ گناہ ہوگا۔ (شامی:۲)

﴿۱۹۷۵﴾ حلالہ میں وطی ضروری ہے؟

سوال: ایک عورت کو تین طلاق ہو چکی ہے، عدت کے ختم ہونے پر دوسری جگہ اس کا نکاح کر دیا گیا، اس دوسرے شوہر نے ساڑھے تین گھنٹہ کے بعد طلاق دے دی، اور جس نے پہلے طلاق دی تھی، اس کے ساتھ فوراً نکاح کر لیا گیا، تو یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اگر نکاح صحیح نہیں ہوا تو نکاح پڑھانے والے اور شاہدین اور وکیل کو اس کا گناہ ہوگا یا نہیں؟ کیا اس عمل

سے ان کا نکاح بھی فاسد ہو جائے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مطلقہ ثلاثہ زوج اول کے لئے اس وقت حلال ہوگی جب کہ عدت کے ختم ہونے کے بعد دوسرے مرد سے نکاحِ صحیح کرے اور اس دوسرے شوہر (زوج ثانی) سے صحبت بھی ہو جائے، پھر یہ زوج ثانی اس عورت کو طلاق دے یا اس کا انتقال ہو جائے، اور اس کی عدت ختم ہونے کے بعد پھر زوج اول کے لئے یہ عورت حلال ہو جائے گی۔

لہذا صورت مسئولہ میں ساڑھے تین گھنٹہ بعد طلاق دے دی گئی ہے، اگر یہ طلاق صحبت کے بعد بھی دی گئی ہو تب بھی عدت کے درمیان نکاح ہونے کی وجہ سے نکاح صحیح نہیں ہوا، اور اگر صحبت کے بغیر طلاق دے دی گئی تھی تو یہ عورت زوج اول کے لئے حلال ہی نہیں ہوئی، غرض بہر صورت فی الحال اس مرد کے لئے یہ عورت حلال نہیں ہے، فوراً دونوں کو جدا کر دینا چاہئے، نکاح پڑھانے والے اور شاہدین کو مذکورہ مسئلہ کا علم نہ ہو یا بے خبری میں نکاح پڑھا دیا ہو تو توبہ واستغفار کر لینا چاہئے، اس عمل سے ان کا نکاح بھی فاسد ہو جاتا ہے یہ عقیدہ غلط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۷۶﴾ حلالہ میں ہم بستری نہ ہوئی ہو تو عورت زوج اول کے لئے حلال نہیں ہوگی؟

سوال: ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دی، اور انقضاء عدت کے بعد اس عورت نے دوسرے مرد سے نکاح کر لیا، لیکن نکاح کے آدھے گھنٹہ بعد ہی اس مرد نے طلاق دے دی، ہم بستری یا شب باشی نہیں ہوئی ہے، اب عدت کے ختم ہونے کے بعد یہ عورت اپنے زوج اول کے ساتھ نکاح کر کے میاں بیوی کی طرح رہ سکتی ہے یا نہیں؟ بہت سی مرتبہ

عدت ختم ہونے کے بعد عورت دوسرے مرد سے نکاح کرتی ہے، لیکن عورت مرد کو ہم بستری کرنے نہ دے، اور ساتھ میں سونے نہ دے، اور طلاق کے بعد عدت کے ختم ہونے پر زوج اول کے ساتھ پھر سے نکاح کرلے، اور دونوں میاں بیوی کی طرح رہیں، تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اگر کوئی شخص اپنی عورت کو تین طلاق دے، تو وہ عورت اس مرد کے نکاح میں سے نکل جاتی ہے، اگر پھر سے اسی مرد کے ساتھ نکاح کا ارادہ ہوتو شرعی طریقہ کے مطابق حلالہ ہو جائے اس کے بعد وہ اس کی بیوی بن سکتی ہے۔ اور حلالہ میں دوسرے شوہر کے ساتھ صحیح طریقہ کے مطابق نکاح کرنے کے بعد کم ازکم ایک مرتبہ ہم بستری کرنا ضروری ہے، اگر ہم بستری سے پہلے طلاق دے دی، تو یہ عورت زوج اول کے لئے حلال نہیں ہوگی، قرآن کریم میں بھی یہی حکم بیان کیا گیا ہے، اور جب کہ یہ عورت اپنے زوج اول کے لئے حلال ہی نہیں ہوئی ہے، اس کا علم ہونے کے باوجود کوئی اس عورت کا زوج اول کے ساتھ نکاح پڑھائے گا تو وہ سخت گنہگار ہوگا، اور مرد، عورت زنا کے گناہ میں ملوث ہوں گے، اس لئے شرعی طریقہ کے مطابق حلالہ نہ ہوا ہوتو وہ عورت زوج اول کے لئے حلال نہیں ہوئی، تو جن جن لوگوں نے نکاح ثانی میں حصہ لیا وہ سب تو سخت گنہگار رہیں ہی ساتھ میں بستی والوں کے لئے بھی ایک بوجھ ہے، اس لئے قرب وجوار کے لوگوں اور متعلقین واقرباء کو چاہئے کہ سمجھا کر تعلیم دے کر جماعت کا دباؤ ڈال کر ان کو جدا کردیا جائے، اور ان کی اصلاح کی جائے۔

﴿۱۹۷۷﴾ بغیر حلالہ کے مطلقہ بیوی کو ساتھ میں رکھنے والے کے گھر کا کھانا کھانا؟

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، کچھ دنوں بعد عورت بغیر حلالہ کے شوہر کے گھر آ گئی، وہ شخص بھی اسی گھر میں رہتا ہے، تو ان کے یہاں کا بنایا ہوا کھانا کوئی بھی شخص کھا سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سوال میں اس کا ذکر نہیں ہے کہ شوہر نے کتنی طلاق دی تھی؟ اگر تین طلاق دی ہو جیسا کہ آگے حلالہ وغیرہ کے الفاظ سے سمجھا جا سکتا ہے تو اس طرح عورت کو رکھنا اور اس کے ساتھ بیوی کا رشتہ رکھنا ناجائز اور حرام اور زنا کے حکم میں ہے لہذا ہر ممکن شکل اختیار کر کے مقامی مسلم جماعت کو چاہئے کہ انہیں علیحدہ کر دیں، البتہ ایسے گناہ میں ملوث عورت کے ہاتھ کے پکے ہوئے کھانے میں کسی طرح کی حرمت یا ناپاکی نہیں آ جاتی اس لئے کھا سکتے ہیں، اگر ان کی اصلاح کے ارادہ سے یا ان کے فعل پر ناراضگی کے اظہار کے لئے کوئی شخص نہ کھاتا ہو یا کھانا نہ چاہے تو بیشک اس میں ثواب ملے گا اور ایسا کرنا جائز ہے۔ (کتبہ فقہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۷۸﴾ بغیر حلالہ کے ہونے والے نکاح میں امام و مؤذن کا شریک ہونا

سوال: بغیر حلالہ کے ہونے والے نکاح میں شامل ہونے والے حضرات جن کو طلاق کا علم ہو اور یہ بھی معلوم ہو کہ اس کا حلالہ نہیں ہوا ہے اور پھر بھی نکاح میں شریک ہوں ان کے لئے کیا حکم ہے؟ ایسے نکاح پڑھانے والے امام، مؤذن وغیرہ گنہگار رہیں یا نہیں؟ مؤذن کی اذان اور امام کی امامت میں کوئی فرق آتا ہے یا نہیں؟ اور ایسے امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مطلقہ مغلظہ کا بغیر حلالہ کے اسی پہلے والے شوہر سے

نکاح پڑھانا سخت گناہ کا کام ہے، اور کچھ صورتوں میں ایمان کے خارج ہو جانے کا اندیشہ ہے، اس لئے جان بوجھ کر جن لوگوں نے اس نکاح میں حصہ لیا انہیں سچے دل سے توبہ کرنی چاہئے، اور اس عورت کو شوہر سے جدا کر دینا چاہئے۔ لیکن ان لوگوں کو اگر اس بات کا علم نہ ہو یا عورت نے یہ کہا ہو کہ اس نے حلالہ کروا لیا ہے اور عدت ختم ہو چکی ہے اور ظاہری حالت اس پر دلالت بھی کرتی ہو یعنی اتنی مدت گزر چکی ہو کہ جس میں حلالہ کے ساتھ عدت ختم ہو سکے تو ان لوگوں کے نکاح میں حصہ لینے سے وہ گنہگار نہیں ہوں گے۔ (شامی: ۶۱۲/۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۷۹﴾ مطلقہ کو دوبارہ نکاح میں لانے کی کارروائی؟

سوال: میرے بھائی نے اس کی بیوی کو آج سے دو سال قبل رجسٹرڈ خط سے طلاق لکھ دی تھی جو اس نے وصول کر لی تھی اور ہم نے عدت اور مہر کے روپئے بھی دے دئے تھے، اب اس کے گھر والوں سے تعلقات کے بہتر ہونے پر میرا بھائی اس عورت کو دوبارہ اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہے تو اس کے لئے از روئے شرع کیا کارروائی کرنی پڑے گی؟

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کا دوسرے مرد سے نکاح کروا کر بعد نکاح کے وہ فوراً طلاق دے دے اور وہ عدت ختم کر لے اس کے بعد میرا بھائی اس سے نکاح کر سکتا ہے تو کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... سوال میں اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ آپ کے بھائی نے اپنی بیوی کو کتنی طلاق دی تھی؟ اگر ایک یا دو طلاق دی ہو تو وہ ہمیشہ کے لئے حرام نہیں ہوئی اور اب صرف از سر نو نکاح کر لینے سے دونوں میاں بیوی بن سکتے ہیں اور اگر تین

طلاق دی ہوتو بغیر حلالہ شرعی کے دونوں میاں بیوی نہیں بن سکتے۔
حلالہ کا طریقہ یہ ہے کہ مطلقہ مغلظہ طلاق کی عدت ختم کرے جو حائضہ کے لئے تین حیض اور حاملہ کے لئے وضع حمل ہے اس کے بعد کسی دوسرے شخص کے ساتھ صحیح طریقہ کے مطابق نکاح کرے اوراس کے ساتھ کم ازکم ایک مرتبہ ہمبستری ہوجائے اوراس کے بعدوہ شوہراپنی مرضی سے اسے طلاق دے یااس کا انتقال ہوجائے اوراس طلاق یا انتقال کی عدت پوری ہوپھرشوہراول اس عورت سے دوبارہ نکاح کرکےاس کے ساتھ رہ سکتا ہے۔
آپ نے کچھ لوگوں کا جوقول نقل کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے دوسرے شوہر کا جماع کرنا اورطلاق کے بعدعدت گزارنا ضروری ہے۔(شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالی اعلم

باب انکار الطلاق

﴿۱۷۸۰﴾ شوہر طلاق کا انکار کرتا ہے اور عورت اقرار کرتی ہے تو طلاق ہوگی؟

سوال: شوہر نے بیوی کو مار پیٹ جھگڑے کے دوران تین طلاق کے الفاظ کہے، اب یہ شوہر کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے اور میں نے طلاق کے الفاظ نہیں بولے ہیں ۔اوراس کی بیوی کہتی ہے کہ شوہر نے تین سے پانچ مرتبہ طلاق کے الفاظ کہے ہیں۔اور شوہر انکار کرتا ہے۔ابھی وہ عورت اس کے والد کے گھر ہے اورشوہر بلانا چاہتا ہے، اور مارنے کی دھمکی دے رہا ہے یہ میاں بیوی کے ۴ سے ۶ سال کے دو بچے ہیں، اس صورت میں بیوی پر طلاق ہوئی یا نہیں؟ اوراس مسئلہ کا شرعی حل کیا ہے؟ عورت کو شوہر کے گھر بھیجنا چاہیئے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شوہر نے اپنی بیوی کو مار پیٹ اور جھگڑے کے دوران تین طلاق دے دی، اورعورت نے اپنے کانوں سے یہ طلاق سنی ہے اس لئے عورت پر تین طلاق واقع ہوگئی اب عورت مرد کے لئے حرام ہوگئی چاہے اس واقعہ کا کوئی گواہ نہ ہواس لئے کہ عورت نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے اس لئے شوہر کو اپنے اوپر قابو دینا کسی طرح جائز نہیں ہے، چھٹکارے کی جو بھی صورت بن سکتی ہو اسے اختیار کر کے علیحدہ ہو جانا چاہیئے۔ (شامی:۳) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۸۱﴾ طلاق دے کر بعد میں انکار کرنا؟

سوال: میرے چھوٹے بھائی نے دوسری شادی کی، جس کی وجہ سے ہمارے گھر میں بہت جھگڑے ہوتے تھے، پہلی بیوی کہتی تھی کہ تم اسے چھوڑ دو۔تو بھائی نے ایسا کہا کہ سمجھ لے کہ

میں نے اسے چھوڑ دیا۔تو بیوی نے کہا ایسے نہیں منہ سے بول (کہہ) کر بتاؤ۔تو میرے بھائی نے اس کی بیوی کی ماں (اس کی ساس) اور میرے بڑے بھائی اور بڑی بھابھی یہ چاروں کے سامنے دوسری بیوی کو تین مرتبہ منہ سے بول کر طلاق دی۔اور اب اس سے پوچھتے ہیں کہ تو نے طلاق دی تو کہتا ہے کہ معلوم نہیں،تو آنجناب قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ اس طرح کرنے سے طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں دوسری منکوحہ کو منہ سے بول کر تین مرتبہ طلاق دی، اور سننے والے بھی موجود ہیں،تو طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔اور دوسری عورت نکاح میں سے نکل گئی،اب جب تک شرعی طریقہ کے مطابق حلالہ نہ ہو جاوے اس عورت سے نکاح کا تعلق رکھنا حرام ہے۔

﴿۱۸۸۲﴾ مرد طلاق کا منکر ہے اور عورت طلاق کا دعویٰ کر رہی ہے تو فیصلہ کس طرح کیا جائے؟

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک واقعہ پیش آیا ہے،جس کا شرعی حکم آپ سے چاہتے ہیں کہ اس کا شرعی حل کیا ہے؟

بشیر بھائی اور ان کی عورت کے درمیان ایک دن سخت جھگڑا ہوا،جھگڑے میں مار پیٹ اور گالی دینا وغیرہ سب کچھ ہوا،اخیر میں غصہ میں آ کر بشیر بھائی نے اپنی عورت ممتاز کو کہا کہ ”میں تجھے طلاق دے دوں گا،دے دوں گا،دے دوں گا“۔اور بشیر بھائی کی عورت ممتاز کا کہنا ہے کہ اس کے شوہر نے یوں کہا کہ ”تجھے طلاق ہے،تجھے طلاق ہے،تجھے طلاق ہے“ اور اب تیرا میرے گھر میں کوئی حق نہیں ایسا کہہ کر مجھے گھر سے باہر نکال دیا۔

اس وقت وہاں صرف بشیر بھائی کی ماں موجود تھی لیکن وہ ضعیف ہیں اور دماغ سے بھی کمزور ہیں، البتہ ایک تیسری عورت جو دیوار کے اس پار تھی اس نے یہ پورا ماجرا اپنے کانوں سے سنا اس کی عمر ۴۰ یا ۴۲ سال ہے اس کا کہنا ہے کہ میں نے دونوں میاں بیوی میں جھگڑا ہوتے سنا اور بشیر بھائی نے کہا طلاق طلاق طلاق نکل میرے گھر سے، تو میرے نکاح سے نکل گئی۔
اس واقعہ میں بشیر بھائی کا کہنا ہے کہ میں نے اپنی عورت کو طلاق نہیں دی اور میرا طلاق دینے کا ارادہ نہیں تھا، میں نے صرف غصہ میں آکر مذکورہ بالا کلمات کہے، ان کی بیوی سے تحقیق کے درمیان یہ ظاہر ہوا کہ ان کی اپنے میاں کے ساتھ بنتی نہیں تھی اس لئے وہ ساتھ رہنا نہیں چاہتی، اس لئے ایسا کہتی ہے۔ تو اس پورے واقعہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں صحیح فیصلہ کیسے کیا جائے؟ اور کیا بشیر بھائی کی بیوی کو طلاق ہوگی یا نہیں اس بارے میں شریعت مطہرہ کیا کہتی ہے اس سے واقف فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں شوہر بشیر اور اس کی بیوی ممتاز کے درمیان جھگڑا ہونا اور مار پیٹ کرنا اور گالی دینے وغیرہ پر تو دونوں متفق ہیں، لیکن طلاق کے لئے بشیر بھائی نے کون سے الفاظ استعمال کئے اس پر دونوں کا بیان مختلف ہے، مرد کہتا ہے کہ ''میں تجھے طلاق دے دوں گا، دے دوں گا، دے دوں گا'' ایسا کہا تھا۔ اور عورت حلفیہ بیان دے رہی ہے کہ مجھے صاف الفاظ میں ''تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے'' ایسا کہا ہے۔
تو شرعی حکم یہ ہے کہ عورت کو اپنا مدعٰی گواہوں کے ذریعہ ثابت کرنا ہوگا، لیکن اس وقت وہاں صرف ساس موجود تھی اور ساس شوہر کی ماں ہوتی ہے لہذا وہ اپنے ضعف اور دماغ کی کمزوری اور طلاق دینے والے کی ماں ہونے کی وجہ سے گواہ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

اور گواہ کے طور پر جو دوسری بہن کا ذکر کیا گیا ہے وہ روبرو وہاں موجود نہیں تھیں اُن کے اور اِن کے درمیان دیوار تھی دونوں ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکتے تھے انہوں نے صرف آواز سنی ہے اس لئے ان کی شہادت بھی معتبر نہیں ہے۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ مرد طلاق دینے کا منکر ہے اور بیوی طلاق دینے کا دعویٰ کر رہی ہے اور عورت کے پاس گواہ بھی نہیں ہے تو اس صورت میں مرد کو اپنی بات ثابت کرنے کے لئے قسم کھانی ہوگی، اگر مرد حلفیہ بیان دے کہ اس نے طلاق نہیں دی ہے صرف دے دوں گا دے دوں گا دے دوں گا ہی کہا ہے تو مرد کی بات پر بھروسہ کر کے عدم وقوع طلاق کا فیصلہ کیا جائے گا۔

وقوع طلاق کے لئے گواہی کی ضرورت نہیں ہے، لیکن قاضی کے سامنے طلاق ثابت کرنے کے لئے گواہوں کی ضرورت پڑتی ہے، جیسا کہ فتاویٰ دارالعلوم: ۲۷۲/۴ اور ۲۵۰ پر اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

اب جبکہ عورت نے اپنے کانوں سے صاف طلاق کے الفاظ سنے ہیں اور اسے یقین بھی ہے کہ اس کے شوہر نے اسے تین طلاق دی ہے اور اب تیرا میرے گھر میں کوئی حق نہیں ہے کہہ کر گھر سے باہر نکال دیا ہے تو اب عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ رہے، اور زن وشوہر کا تعلق رکھے، بلکہ اپنے زعم کے مطابق اپنے آپ کو مطلقہ سمجھ کر شوہر سے چھٹکارے کی ہر ممکن شکل کو اپنائے، اور اپنے آپ کو گناہ سے بچائے، جیسا کہ شامی ۴۳۲/۲ پر ایسا ہی لکھا ہے کہ:

”کہ جب عورت نے خود سنا ہے یا کسی معتمد نے اس سے طلاق دینے کی خبر دی تو اب عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے اوپر شوہر کو قابو دے، ایسی عورت جماعت یا قاضی

کے سامنے اپنا معاملہ پیش کرے اور جماعت تحقیق کر کے مرد کے حلفیہ بیان کی وجہ سے اور عورت کے پاس گواہ نہ ہونے کی بنیاد پر مرد کے حق میں عدم وقوع طلاق کا فیصلہ دے گی، تو عورت روپئے دے کر یا کسی بھی صورت کو اختیار کر کے اپنا تعلق شوہر سے ختم کرا دے، اگر مجبوراً کوئی قدم نہ اٹھا سکے اور مرد کے ساتھ رہنا پڑے تو اس صورت میں عورت گنہگار نہیں ہوگی مرد ہی گنہگار ہوگا اس کے باوجود عورت کے لئے جماع کروانا حرام ہے، ساتھ رہنے میں مجبوری ہونے کی وجہ سے عورت گنہگار نہیں ہوگی۔''

لہذا صورت مسئولہ میں جماعت اس فتوے کی روشنی میں کارروائی کر سکتی ہے۔

﴿۱۸۸۳﴾ معتمد کا طلاق کی خبر دینا

سوال: میرا نکاح آج سے ۱۴ سال قبل عمران کے ساتھ ہوا تھا اس سے مجھے پانچ بچے ہیں، تاریخ ۱۲/۷/ ۲۰۰۷ء کو میرے شوہر نے میرے گھر کے سامنے کھڑے ہو کر میرے والد اور ایک عورت اور ایک مرد کی موجودگی میں مجھے تین طلاق دی، اس وقت میں وہاں موجود نہیں تھی۔ اب میرا شوہر عمران اور اس کی سوتیلی ماں اور اس کا بھائی اور اس کی بہن طلاق کا انکار کرتے ہیں۔

کوئی والد اپنی بیٹی کا برا نہیں سوچتا، طلاق کا علم ہونے کے بعد اپنے سر عذاب کیوں رکھے؟ حقیقت حال کو چھپا کر جھوٹ کیسے بول سکتے ہیں؟ میرے والد پر مجھے اعتماد ہے اور مکمل یقین ہے کہ میری طلاق ہو چکی ہے اور اب میں اپنے شوہر کے نکاح میں نہیں ہوں اور شرعی حکم کے مطابق اب میں اس کے گھر نہیں جا سکتی۔

میرا شوہر عمران طلاق کے دو دن بعد اپنی نانی کی زیارت میں گیا تھا وہاں دو معتبر شخصوں نے

اس سے کہا کہ تو نے زلیخا کو طلاق دے کر اچھا نہیں کیا؟ تو جواب میں اس نے کہا کہ میں نے جو کیا ٹھیک کیا ہے، اس طرح میرے والد اور گاؤں کے دو معتبر بزرگ گواہ ہیں، اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ مجھے طلاق ہو چکی ہے اور میں اپنے شوہر کے نکاح میں نہیں ہوں۔ ان حالات میں میرے والد اور گاؤں کے دو معتبر بزرگوں کی گواہی کی بنیاد پر شریعت محمدی کے مطابق مجھے طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... طلاق کے وقت آپ وہاں موجود نہیں تھیں، لیکن آپ کے معتمد شخص نے آپ کو طلاق کی اطلاع دی تو اب وہ شوہر آپ کے لئے حلال نہیں رہا، لہٰذا اب اس شوہر کے ساتھ بیوی کا تعلق رکھنا جائز نہیں ہے، اور آپ کو طلاق ہو گئی۔

والمرأة كالقاضى اذا سمعته او اخبرها عدلٌ لا يحل لها تمكينه الخ (شامی: ۴۳۲/۲)

﴿۱۸۸۴﴾ میاں اور بیوی میں وقوع طلاق کے بیان میں تفاوت

سوال: ایک شوہر نے اپنی بیوی کو پانچ سال قبل ایک طلاق رجعی دی تھی، اور عدت میں اس سے رجوع کر لیا تھا، تھوڑے دن قبل شوہر نے بیوی سے جھگڑا ہونے پر کہا کہ خاموش ہو جا اور ہوش میں آ، ورنہ ایک طلاق تو دے چکا ہوں اور دو باقی ہیں ایسا نہ ہو کہ وہ دونوں بھی پوری کرنی پڑیں، اور بیوی یوں کہتی ہے کہ مجھے میرے شوہر نے یوں کہا کہ ایک طلاق دی ہے اور دوسری دو پوری کرتا ہوں، اس بات چیت کے وقت وہاں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا کہ وہ گواہ بن سکے تو اس صورت میں بیوی کو طلاق ہو گی یا نہیں؟

کیا بیوی کے لئے شوہر سے جدا رہنا واجب ہے؟ کیا بیوی کے لئے ضروری ہے کہ وہ شوہر کو

اپنے اوپر قدرت نہ دے؟ کیا بیوی شوہر سے بات کرسکتی ہے؟ میاں بیوی دونوں اپنا بیان حلفیہ دے رہے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں شوہر کا بیان ہے کہ اس نے یوں کہا کہ ''ایک طلاق تو دے چکا ہوں اور دو باقی ہے ایسا نہ ہو کہ وہ دونوں بھی پوری کرنی پڑیں''۔اور بیوی کہتی ہے کہ شوہر نے کہا کہ ''ایک طلاق دی ہے اور دوسری دو پوری کرتا ہوں''اور اس وقت کوئی گواہ نہیں تھا کہ جسے عورت اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرسکے تو شوہر سے اس کے بیان پر قسم لی جائے گی، اگر شوہر قسم کھا کر کہہ دے کہ اس نے بقیہ دو طلاقیں نہیں دی صرف طلاق کا وعدہ کیا ہے تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی اور بیوی شوہر کے نکاح میں ہے۔

اب اگر بیوی کو یقین کے ساتھ یہ معلوم ہو کہ شوہر نے طلاق دی ہے اور اس نے جھوٹی قسم کھائی ہے تو اب یہ اس شوہر کے ساتھ بیوی کا تعلق نہ رکھے اور جس صورت سے بھی ممکن ہو اس شوہر سے علیحدگی اختیار کرنے کی کوشش کرے،شوہر سے بات چیت کرسکتی ہے۔

باب طلاق المکرہ

﴿۱۸۸۵﴾ زوروزبردستی سے ڈباؤمیں آکرطلاق دینا؟

سوال: ایک شخص کی شادی کوتین سال ہوگئے، اس کی بیوی مہمان کا بہانہ کرکے اپنے میکے گئی، اب سچی جھوٹی باتیں بتاکرشوہرکے گھرآنے سے انکارکرتی ہے، اوراس کے والدین زوروزبردستی کرکے طلاق کا مطالبہ کررہے ہیں، لیکن شوہرطلاق دینے پررضامندنہیں ہے۔ اب اگریہ شخص نان ونفقہ اورمہرکی معافی کی شرط پرطلاق دےتوکیاشریعت میں اس کی گنجائش ہے؟ اگرظلماً طلاق کے ساتھ لڑکی والے نان ونفقہ اورمہرمانگیں اوراسے دیناپڑے توکیاحکم ہے؟ اس مسئلہ میں شریعت کاکیاحکم ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاًومسلماً...... ظلم یازوروزبردستی سے مجبورہوکردی گئی طلاق بھی واقع ہوجاتی ہے، اورمہراورعدت کاخرچ بھی دینالازم ہوتا ہے، زوروزبردستی سے مجبورہوکر طلاق دینے سے عورت کایہ حق ختم نہیں ہوجاتا۔ (شامی، ہدایہ وغیرہ)

لیکن عورت یہ کہے کہ میں نے اپنے یہ حقوق یاخرچ معاف کردئے یامجھےطلاق دےدواور اس کے جواب میں مردطلاق دےدےتومہراورعدت کاخرچ معاف ہوجائے گا، اسی طرح مہراورعدت کےخرچ پرخلع کرلےاورعورت اسےمنظورکرلےتوبھی معاف ہو جائے گا۔ (جوہرہ:۱۲۲، عالمگیری:۵۱٦)

﴿۱۸۸٦﴾ کورٹ کےڈباؤمیں آکرطلاق دینا؟

سوال: ایک عورت اپنے شوہرکی نافرمان ہےاوربرائی میں ملوث ہے پھربھی اس کاشوہر بچوں کےمستقبل کی وجہ سےاسےچھوڑنانہیں چاہتااورشوہرکواس سےبہت محبت ہےلیکن

بلانے پر بھی وہ عورت اپنے شوہر کے گھر نہیں آتی اور دونوں کا مقدمہ کورٹ میں چل رہا ہے ،سرکاری کورٹ تو لڑکی کے حق میں ہی فیصلہ کرتی ہے اور لڑکی جہاں جانے پر راضی ہو وہیں جانے کا حکم دے گی ،لیکن سوال یہ ہے کہ کورٹ اپنے اختیارات کے زور پر شوہر سے طلاق کے الفاظ کہلائے اور شوہر کا طلاق دینے کا بالکل ارادہ نہ ہو اس کی نیت سو فیصد طلاق دینے کی نہیں ہے لیکن کورٹ کے دباؤ میں آکر وہ منہ سے طلاق کے الفاظ کہہ دے اور دل میں طلاق کی نیت نہ ہو تو طلاق ہوگی یا نہیں؟ شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جب کہ زبان سے طلاق کا تکلم کیا ہے تو چاہے جبراً و کرہاً ادا کرنے پڑے ہوں اور طلاق کا ارادہ و نیت نہ ہو تو بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔ (شامی وغیرہ)

﴿۱۸۸۷﴾ جبراً و کرہاً طلاق دینے سے طلاق ہوگی؟

سوال: سرکاری کورٹ کا فیصل (جج) مجسٹریٹ مرد پر جبر و اکراہ کر کے طلاق دلوا سکتا ہے؟ اسے طلاق دینے کا اختیار ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جبر و اکراہ یا زور و زبردستی سے مجبور ہو کر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق کے الفاظ کہے (کلماتِ طلاق کا تکلم کرے) تو اس سے طلاق واقع ہو جاتی ہے، چاہے جبر و اکراہ کرنے والا مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ (شامی، درمختار)

﴿۱۸۸۸﴾ ڈر اور دھمکی سے مجبور ہو کر دی گئی طلاق؟

سوال: ایک منکوحہ عورت آزاد منش ہے، اپنے شوہر کے علاوہ غیر سے بھی ناجائز تعلق رکھتی ہے ایسی عورت اپنے شوہر کے گلے پر چھری و چاقو رکھ کر اس سے طلاق کہلائے تو کیا اس

سے طلاق ہوگی؟ اور وہ طلاق عندالشرع قابل قبول ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اس طرح زوروزبردستی یا ڈر سے مجبور ہوکر زبان سے تکلم کر کے دی گئی طلاق صحیح سمجھی جاتی ہے، اور طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ (شامی:۲)

﴿۱۸۸۹﴾ طلاق کے لئے مجبور کرنا؟

سوال: ایک شخص کی شادی کو دو دن ہوئے، بیوی شوہر کے گھر تھی، شوہر کو جہالت میں رکھ کر اور دھوکہ کر کے لڑکی کا بھائی اور ایک اور شخص لڑکی کو گھر لے گئے، اور اب لڑکے کو طلاق دینے کے لئے مجبور کر رہے ہیں تو کیا طلاق کے لئے مجبور کرنا صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: ابغض الحلال عند الله الطلاق۔ حلال چیزوں میں اللہ کو سب سے ناپسند چیز طلاق ہے، اس لئے جب کہ دونوں میاں بیوی نکاح کے بعد ساتھ رہنا چاہتے ہیں اور نکاح بھی صحیح ہو چکا ہے تو غلط طریقہ سے زوروزبردستی کر کے طلاق کے لئے مجبور کرنا درست نہیں ہے، البتہ اگر غیر کفو میں لڑکی نے اپنی مرضی سے نکاح کرلیا ہو تو لڑکی کے ولی کو اس نکاح کے رد و باطل اور ختم کرنے کا اختیار رہے گا۔

﴿۱۸۹۰﴾ طلاق کی دھمکی سے طلاق واقع نہیں ہوگی؟

سوال: آج سے تقریباً دو سال قبل ایک شخص نے اپنے لڑکے سے کہا تھا کہ ’’اگر تو اپنی عورت کو طلاق دے گا تو میں تیری ماں کو طلاق دے دوں گا‘‘ (یہ الفاظ باپ نے صرف لڑکے کو ڈرانے کے لئے کہے تھے، طلاق دینے کی نیت نہیں تھی، باپ نے جب یہ الفاظ کہے اس وقت باپ کو لڑکے کی بیوی سیدھی سادی اور بے گناہ معلوم ہو رہی تھی اور لڑکے کا قصور معلوم ہو رہا تھا، اس لئے باپ نہیں چاہتا تھا کہ لڑکا طلاق دے اسی لئے یہ الفاظ کہے

تھے) اس بات کو آج دو سال گذر گئے ہیں جیسے جیسے دن گزرتے گئے لڑکے کی بیوی کے اخلاق کا تجربہ باپ کو ہونے لگا اور اخیر میں یقین ہو گیا کہ عورت بد اخلاق ہے اور لڑکے کا قصور نہیں ہے بلکہ عورت ہی کا قصور ہے، میاں اور بیوی میں نا اتفاقی پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ لڑکے کا ارادہ طلاق دینے کا ہے اور اب باپ بھی راضی ہے۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ لڑکا اپنی بیوی کو طلاق دے دیوے تو کیا لڑکے کی ماں کو بھی طلاق ہو جائے گی؟

اور اگر لڑکا طلاق نہ دے بلکہ عورت طلاق کا مطالبہ کرے اور خلع کر لے تو کیا خلع کی صورت میں لڑکے کی ماں پر طلاق واقع ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مذکورہ جملہ میں باپ نے اس کی ماں کو طلاق دینے کی دھمکی دی ہے تو یہ الفاظ زمانۂ آئندہ میں طلاق دینے کا ارادہ بتلا رہے ہیں، اور طلاق کا ارادہ کرنے یا طلاق کا وعدہ کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ لہٰذا اب اگر لڑکا اپنی بیوی کو طلاق دے بھی دے یا نہ دے دونوں صورتوں میں باپ کے مذکورہ الفاظ سے باپ کی عورت یعنی لڑکے کی ماں پر طلاق واقع نہیں ہوگی، اور جبکہ لڑکے کے طلاق دینے سے لڑکے کی ماں کو طلاق نہیں ہوگی تو خلع کرنے سے لڑکے کی ماں پر طلاق واقع ہونے کا سوال ہی نہیں رہتا۔ (فتاویٰ قاضی خان) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۹۱﴾ سیدہ لڑکی کا غیر سید سے خود نکاح کر لینا اور جبراً طلاق لینا

سوال: بعد سلام مسنون! ہماری جماعت کے ایک سربراہ سید خاندان کی لڑکی کو محلّہ میں رہنے والا دوسری جماعت کا ایک لڑکا بھگا کر اپنے ساتھ لے گیا، اور دوسرے گاؤں لے جا کر اس سے نکاح کر لیا، لڑکی پڑھی لکھی تعلیم یافتہ ہے، اور لڑکا گنوار، گجراتی پڑھا ہوا، شرابی

اور جوا کھیلنے والا ہے، اس لئے لڑکی والے لڑکی کو دو دن میں اپنے گھر واپس لے آئے، جماعت کے دس بارہ افراد کی حاضری میں لڑکی نے لڑکے کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تھا، اس لئے لڑکے نے سب کی موجودگی میں تین مرتبہ بلند آواز سے طلاق دے دی تھی۔ اب اس لڑکے کا کہنا ہے کہ مجھ سے جبراً طلاق لی گئی ہے، تو ان حالات میں طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں جب کہ لڑکے نے اپنی زبان سے تین مرتبہ طلاق کا تکلم کیا ہے تو تین طلاق واقع ہوگئی، اور عورت نکاح میں سے نکل گئی، جبراً طلاق لی گئی ہو تو اگر اس صورت میں طلاق کا تکلم کیا ہو تو اس سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (کما ذکر فی الشامی: ۴۲۱/۲ والعالمگیریہ: ۳۵۳/۱) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۹۲﴾ برطانیہ کی عدالت کیطرف سے دی گئی طلاق کا حکم

نوٹ: یہ سوال وجواب جلد ہذا کے اخیر میں بعنوان **"برطانیہ کی عدالت کیطرف سے دی گئی طلاق کا حکم"** مع تقریظات وتائیدات اکابر درج کیا گیا ہے۔

باب طلاق المدنی

﴿۱۸۹۴﴾ عورت کا کورٹ میں مقدمہ دائر کر کے طلاق سے انکار کرنا؟

سوال: میرا نکاح ایک عالمہ لڑکی سے ہوا جو ایک مدرسہ کی فارغ التحصیل ہے اور فی الحال مدرسہ آمنہ میں پڑھا رہی ہے، کچھ نا اتفاقی کی بنا پر میں نے دو گواہوں کی موجودگی میں طلاق نامہ لکھ کر دے دیا، اس کے بعد وہ نہ میرے گھر آئی اور نہ اس کا کوئی رشتہ دار آیا، میرا اس سے ایک سات سال کا لڑکا ہے، ایک سال کے بعد اس نے کورٹ میں مقدمہ داخل کر دیا، اور طلاق کا انکار کر دیا اور مجھ سے زیادہ رقم کا مطالبہ کرتی ہے اور کورٹ میں اس لڑکی نے صاف انکار کر دیا کہ میں کوئی عالمہ نہیں ہوں اور میں کسی دار العلوم میں پڑھنے نہیں گئی، اس بات کی تصدیق کرنے والا کورٹ کا کاغذ آپ کے زیر نظر ہے، صفحہ نمبر: ۷ پر اس کا ذکر ہے، اور اس کی ایک نقل ہم نے مدرسہ آمنہ کے ذمہ داروں کو بھی دی اور ان سے پوری بات بھی کی اب ہمیں یہ پوچھنا ہے کہ یہ لڑکی مدرسہ میں پڑھا سکتی ہے اور ذمہ داران مدرسہ کی کیا ذمہ داری ہے؟ اور یہ لڑکی مجھے میرے لڑکے سے ملنے بھی نہیں دیتی میں شرعی اعتبار سے اپنے لڑکے کو کتنے سال میں واپس لے سکتا ہوں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں مرد نے تحریراً طلاق دو گواہوں کے سامنے دی ہے جس کا اقرار بھی شوہر کر رہا ہے تو اس صورت میں کاغذ پر طلاق لکھتے ہی عورت پر طلاق واقع ہو گئی اور عدت شروع ہو گئی۔ اب لڑکی کورٹ میں مقدمہ دائر کر کے طلاق سے انکار کر رہی ہے تو اس کا انکار معتبر نہیں کہلائے گا، طلاق کے بعد عدت کا اوسط درجہ کا خرچ اور مہر ادا نہ کیا ہو تو مہر کی رقم کی عورت حقدار ہے، اس سے زیادہ لینا یا کورٹ

میں مقدمہ دائر کر کے زبردستی وصول کرنا ظلم ہے، ناجائز اور حرام ہے، صرف چھوٹے لڑکے کی پرورش کا درمیانی درجہ کا خرچ لینے کی حقدار ہے، اور باپ کے ذمہ وہ خرچ دینا ضروری بھی ہے۔

عورت کورٹ میں جھوٹ بولتی ہے تو آپ اس کے خلاف ثبوت پیش کر کے کورٹ سے حکم حاصل کر سکتے ہیں، اسلامی نقطہ نظر سے جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے، لیکن اس کی سزا آخرت میں ملے گی، مدرسہ میں پڑھانے کی ملازمت کے لئے مدرسہ کے ذمہ داروں سے بات کرنی چاہئے، صرف اس علت کی بنا پر مدرسہ کی تعلیم سے روکنا صحیح نہیں ہے۔

آپ کا لڑکا سات سال کا ہے اسے وقتاً فوقتاً ملنے اور دیکھنے کا آپ کو حق ہے، آپ کے اس حق سے آپ کو روکنا مناسب اور صحیح نہیں ہے، آپ کورٹ سے آپ کا یہ حق حاصل کر سکتے ہو، جب اس کے لکھنے پڑھنے اور تہذیب وتمدن سیکھنے کی عمر ہو جائے تو باپ یہ کام اچھی طرح کر سکتا ہے تب آپ اسے اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔ (شامی، عالمگیری)

﴿۱۸۹۴﴾ کیا افریقی کورٹ کا رد کیا ہوا نکاح شرعاً رد سمجھا جائے گا؟ نکاح کے فسخ کروانے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال: میری پھوپھی کا نکاح ایک شخص کے ساتھ آج سے پانچ سال قبل ہوا تھا، ان کی عائلی زندگی ایک سال پرسکون رہی، لیکن اس کے بعد ان کے شوہر کا مزاج بدل گیا، اب وہ شخص میری پھوپھی کو اپنے گھر بالکل رکھنا نہیں چاہتا، اس لئے میری پھوپھی اپنے والدین کے ساتھ ان کے میکے چار سال سے رہ رہی ہیں، وہ شخص اپنے والدین کے دباؤ کی وجہ سے میری پھوپھی کو طلاق بھی نہیں دے رہا ہے، ہمارے ملک افریقہ کی کورٹ نے ان کے نکاح

کوردو باطل قرار دے کر میری پھوپھی کو ان کے نکاح سے علیحدہ کردیا ہے اس لئے اب نہ تو وہ طلاق دے رہے ہیں اور نہ میری پھوپھی کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں تو ان حالات میں اسلامی شریعت کے مطابق میری پھوپھی کو ان کے نکاح سے جدا ہونے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... عورت شوہر کے ساتھ رہنا چاہتی ہے لیکن شوہر اسے رکھنا نہیں چاہتا اور اس کے حقوق بھی ادا نہیں کرتا تو عورت یہ کرسکتی ہے کہ شوہر سے مہر کے عوض یا کچھ روپئے دے کر طلاق کا مطالبہ کرے، اور اگر مرد کسی بھی حالت میں طلاق دینے پر راضی نہ ہو اور عورت کا اس حال میں زندگی گزارنا مشکل ہو تو کسی مسلمان جج کی کورٹ میں یا شرعی قاضی کی عدالت میں اپنا مقدمہ دائر کرے اور شوہر کی زیادتی اور اپنی ضرورت کو ثابت کر کے اپنا نکاح فسخ کرالے، مسلمان جج یا شرعی قاضی عورت کے دعوے کی تحقیق کرے اگر اسے عورت کا دعویٰ صحیح معلوم ہو تو مرد کو کہے کہ عورت کے حقوق ادا کرے یا اسے طلاق دے کر اپنے نکاح سے آزاد کردے یا میں اس کا نکاح فسخ کر کے تمہارے نکاح سے آزاد کردونگا پھر اس عورت پر تمہارا کوئی حق باقی نہیں رہے گا، اتنا کہنے کے باوجود اگر شوہر دونوں امر میں سے کسی پر راضی نہ ہو تو مسلم جج یا قاضی اس عورت کا نکاح فسخ کر کے اسے مرد کے نکاح سے آزاد کردے گا۔

اب عدت ختم ہونے کے بعد وہ عورت دوسری جگہ اپنا نکاح کرنا چاہے تو کرسکتی ہے، اور جس جگہ شرعی قاضی یا مسلمان جج نہ ہو یا جج اسلامی اصولوں کے مطابق فیصلہ نہ کرتا ہو تو مسلم جماعت بھی مذکورہ ترکیب کے مطابق یہ فیصلہ کرسکتی ہے، بہتر یہ ہے کہ جماعت میں دیندار، سمجھدار علماء کو رکھا جائے اور **الحیلة الناجزة** نامی کتاب بھی بغور دیکھ لی جائے۔

افریقی کورٹ نے نکاح کو رد و باطل قرار دیا ہے لیکن اس سے اسلامی اصولوں کے مطابق نکاح فسخ نہیں ہوا ہے اس لئے مذکورہ طریقہ کے مطابق عمل کر کے نکاح کو فسخ کرایا جائے تو نکاح فسخ ہو گا۔

﴿۱۸۹۵﴾ غیر مسلم جج کے روبرو عورت کا طلاق کو منظور کرنا؟

سوال: میاں بیوی دونوں کورٹ میں حاضر ہوئے اور دونوں نے کہا کہ ہم دونوں طلاق کے لئے رضامند ہیں، اور غیر مسلم جج کے روبرو قبول کیا تو کیا از روئے شریعت اس صورت سے طلاق دینے سے طلاق ہو جائے گی؟ مرد کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور عورت کہے کہ میں نے قبول کیا تو طلاق ہو گی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... مرد جب بھی کہے کہ میں نے اپنی اس بیوی کو طلاق دی تو عورت پر طلاق رجعی واقع ہو جائے گی اب چاہے عورت اس طلاق کو منظور کرے یا نہ کرے دونوں صورتوں میں از روئے شریعت طلاق ہو جائے گی۔ (شامی:۲)

﴿۱۸۹۶﴾ افریقہ میں غیر مسلم جج کا نکاح کو فسخ کرنا؟

سوال: حسن کا نکاح فریدہ سے اسلامی شریعت کے مطابق ہوا تھا اور کورٹ میں بھی مندرج کروایا تھا، دونوں دو سال ساتھ رہے بعد میں ناچاقی اور نااتفاقی کی بنا پر فریدہ اپنے والدین کے گھر چلی گئی، حسن اسے بلانے کبھی نہیں گیا اور اس کی طرف سے بھی کوئی بلانے نہیں گیا، تو فریدہ نے کورٹ میں طلاق کے لئے درخواست درج کروائی کہ ہمارا ایک دوسرے کے ساتھ گذر و بسر نہیں ہو سکتا اور میں جوان ہوں اور اس طرح میں جوانی نہیں گذار سکتی مجھے گناہ میں ملوث ہونے کا ڈر ہے، تو جج صاحب نے تین ماہ کا وقت مانگا، ہائی

کورٹ کے جج نے حسن پر نوٹس بھیجی اور اخبار میں اشتہار بھی دیا کہ فلاں تاریخ تک کورٹ میں حاضر ہو جاؤ ورنہ کورٹ کی طرف سے نکاح فسخ کر دیا جائے گا۔

اب مقررہ تاریخ کے گذر جانے کے بعد بھی حسن کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا تو کورٹ نے فیصلہ سنا دیا کہ آج سے تم دونوں میں تفریق کر دی جاتی ہے اور تمہارا نکاح فسخ کر دیا جاتا ہے اب تم دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہو۔

اب سوال یہ ہے کہ افریقہ میں مسلم جج نہیں ہوتے، غیر مسلم جج ہوتے ہیں، تو اس طرح ان کے تفریق کر دینے سے اور نکاح کو فسخ کر دینے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے؟ کیا صورت مسئولہ میں فریدہ کا نکاح فسخ ہو گیا اور اب وہ دوسری جگہ اپنا نکاح کر سکتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... غیر مسلم جج اپنے اختیار اور غیر اسلامی قانون کے مطابق کسی مسلمان کا نکاح فسخ کرے تو شریعت میں اس کا اعتبار نہیں ہے اور شرعاً اس سے نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ لہذا صورت مسئولہ میں فریدہ کا نکاح فسخ نہیں ہوا اور وہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔

جس جگہ مسلمان جج نہ ہو یا شریعت کے مطابق فیصلہ نہ ہوتا ہو وہاں چند مسلمانوں کی جماعت مل کر شریعت کے قانون اور شرائط کے مطابق عمل کر کے یہ کام کر سکتے ہیں اور شرعاً ان کا فسخ کرنا بھی معتبر ہے، البتہ کارروائی سے قبل ''الحیلة الناجزة'' کتاب دیکھ لی جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

باب فسخ النکاح

﴿۱۸۹۷﴾ مفقود شوہر کی بیوی فسخ نکاح کے لئے کیا کرے؟

سوال: بعد سلام ایک مسئلہ میں فتویٰ مطلوب ہے، ایک عورت کا شوہر تین سال سے کہیں چلا گیا ہے اور اس کا کچھ پتہ نہیں ہے، نہ کوئی فون آتا ہے اور نہ یہ معلوم ہے کہ وہ کونسی جگہ ہے، اور نہ اس نے طلاق دی ہے۔ اب یہ عورت نوجوان ہے اس کے بچے بھی نہیں ہیں، نکاح کو ابھی ٦ سات مہینہ ہی ہوئے تھے کہ وہ کہیں چلا گیا۔ اور اس عورت کے والدین بھی حیات نہیں۔ تو اس مسئلہ میں عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟ یا اس کے لئے گناہ سے بچنے کی کیا صورت ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں عورت پر لازم ہے کہ گجرات کی امارت شرعیہ میں جا کر اپنی آپ بیتی ثبوت کے ساتھ پیش کرے اور ان سے کارروائی کروا کر نکاح فسخ کرالے اور عدت گذارنے کے بعد وہ عورت دوسری جگہ اپنا نکاح کرسکتی ہے۔

﴿۱۸۹۸﴾ غیر کفو میں شادی کر لینے پر شرعی پنچایت کا فیصلہ اور اس فیصلہ پر اشکال کا جواب؟

سوال: بعد سلام مسنون! گذارش یہ ہے کہ اس خط کے ساتھ شرعی پنچایت کے فیصلہ کی ایک نقل شامل کی ہے، اس فیصلہ کے ضمن میں مجھے کچھ پوچھنا ہے اور اس کا مجھے جواب چاہئے:

شرعی پنچایت کا فیصلہ

راندیر شرعی پنچایت کے روبرو جناب عبدالعلیم صاحب نے اپنی لڑکی نادرہ بانو کا ان کی

اجازت کے بغیر غیر سید اور اسفل درجہ کے خاندان کے لڑکے سے نکاح کرلیا، بلا اجازت ہونے کی وجہ سے اور خود سید ہونے کی وجہ سے نکاح فسخ کرنے کی درخواست دی تھی، معزز اراکین کے حضور دونوں فریق نے اپنے دلائل وثبوت پیش کئے جس کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ لڑکا اور لڑکی نے اپنے طور پر سول میرج اور شرعی نکاح کرلیا ہے اور لڑکی کے ولی اور باپ کو معلوم نہیں ہونے دیا، بعد میں جب باپ کو معلوم ہوا تو باپ نے فوراً اعتراض کیا اور نکاح کو مسترد کردیا۔

اب ہمیں فقہی اعتبار سے اس مسئلہ کو دیکھنا چاہیے، تو جاننا چاہئے کہ کتاب النکاح کے ولی کے بیان میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی عاقل بالغ لڑکی اپنی خوشی سے نکاح کرنا چاہے تو نکاح کرسکتی ہے ولی کی اجازت یا رضامندی لینا ضروری نہیں ہے لیکن اس کے لئے ایک شرط کا پایا جانا ضروری ہے، وہ شرط یہ ہے کہ لڑکا اس کے کفو اور برابری کا ہونا چاہئے، اس سے کم درجہ یا اسفل خاندان کا نہ ہو، اور یہ شرط بھی اس لئے ضروری ہے کہ اس کی دوسری بہنیں یا خاندان کی دوسری لڑکیوں پر اسکا کوئی برا اثر نہ پڑے۔

اب اگر کسی لڑکی نے اپنے سے کم درجہ کے لڑکے سے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرلیا تو یہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں اس بارے میں فقہاءؒ کے دو قول ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ نکاح تو صحیح ہوگیا لیکن ولی کی اجازت نہ ہونے کی وجہ سے قابل فسخ ہے۔

(۲) موجودہ زمانہ کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اور ہر جگہ قاضی یا فسخ نکاح کی سہولت مہیا نہ ہونے کی وجہ سے فقہاءؒ فرماتے ہیں کہ سرے سے نکاح ہی صحیح نہیں ہوا، ولی کی اجازت پر موقوف ہونے کی وجہ سے ولی کی اجازت نہ ملتے ہی نکاح معتبر نہیں رہا، اس لئے فسخ کرنے کی یا کرانے کی ضرورت نہیں رہی، دار العلوم دیوبند کے صدر مفتی حضرت مفتی

محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کے فتوے میں فتاویٰ محمودیہ ۱۱/۶۱۷ پر ایسا ہی ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے جو ثبوت کے طور پر نقل کیا جا رہا ہے:

’’ہندہ بالغہ لڑکی سید یا شیخ اپنے ولی کی اجازت کے بغیر کسی زید جولاہے یا تیلی وغیرہ کی ذات سے نکاح کر لیتی ہے علم ہونے پر اس نکاح پر ولی ناخوش ہے آیا یہ نکاح درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب: سید زادی یا کوئی عالی نسب لڑکی (اگر چہ سید نہ ہو صدیقی فاروقی یا شیوخ میں سے ہو) جب اپنا نکاح غیر کفو میں کرے یعنی ایسے خاندان کے لڑکے سے کر لے جو نسب کے اعتبار سے اس کے برابر نہ ہو بلکہ کم درجہ ہو تو مفتیٰ بہ قول کے مطابق اس کا نکاح جائز نہیں ہوتا۔

و یفتی فی غیر الکفوء بعدم جوازہ اصلاً و ھو المختار (درمختار:۲/۲۹۷)۔

و فی الشامیہ: (قوله الكفائة معتبرة) قالوا معناه معتبرة فی اللزوم علی الاولياء حتی ان عند عدمها جاز للولی الفسخ اه فتح۔ هذا بناء علی ظاهر الرواية من ان العقد صحيح، و للولی الاعتراض اما علی رواية الحسن المختار للفتوى من انه لا يصح فالمعنى معتبرة فی الصحة۔ (شامی:۲/۳۴۴)۔

و فی العالمگیریه: ثم المرأة اذا زوجت نفسها من غير كفوء صح النكاح فی ظاهر الرواية عن ابی حنيفة و هو قول ابی یوسف آخرا، و قول محمد آخرا ايضا حتى ان قبل التفريق يثبت فيه حكم الطلاق و الظهار و الايلاء و التوارث وغير ذلك و لكن للاولياء حق الاعتراض و روى الحسن عن ابی حنيفة ان النكاح لا ينعقد و به اخذ كثير من مشائخنا‌رحمهم الله كذا فی المحيط و المختار فی زماننا للفتوى رواية الحسن و قال الشيخ الامام شمس الائمه السرخسی

روایة الحسن اقرب الی الاحتیاط کذا فی فتاویٰ قاضی خان فی فصل شرائط النکاح۔(عالمگیری:۱/۲۸۲)۔

مذکورہ عبارتوں کے ذیل میں شرعی پنچایت کا ہر رُکن اجتماعی طور پر یہ فیصلہ کرتا ہے کہ یہ جو نکاح کیا گیا ہے یہ اسلامی حنفی فقہ کے مطابق صحیح نہیں ہوا، اس لئے شرعی طور پر طلاق لینے یا فسخ کرانے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن لڑکا اور لڑکی نے سول میرج کیا ہے اور اس کو رجسٹرڈ بھی کیا ہے اس لئے سرکاری قانون کے طور پر جو کارروائی ضروری ہو وہ کر لینی چاہئے۔

فقط واللہ اعلم (انتہی کلامہ)

شرعی پنچایت کا یہ فیصلہ ۱۰۰ فی صد درست اور صحیح ہے، لیکن ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ سید کی ہزاروں لڑکیوں نے گھر سے بھاگ کر شادی کی ہے اور اپنے ولی کی اجازت کے بغیر غیر سید مسلمان کے ساتھ نکاح کیا ہے، تو کیا اس شرعی فیصلہ کے ضمن میں ان تمام سید لڑکیوں کا نکاح صحیح نہیں ہوا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ تمام سید لڑکیاں زنا کر رہی ہیں، اس میں سے بہت سی کے تو بچے بھی ہیں، اور بہت سی بوڑھی ہو چکی ہیں، تو ان تمام سید لڑکیوں کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

میرا خود کا یہ نظریہ ہے کہ اگر آپ کو کسی مسئلہ کا علم ہو تو وہ دوسروں کو بتانا چاہئے، اور دوسروں کو اس سے واقف کرانا چاہئے۔ لہذا آنجناب جلد از جلد اس سوال کا جواب دیں تا کہ میں دوسرے تمام لوگوں کو بھی بتا سکوں، اور ہر مسلمان کو اس مسئلہ کا علم ہو۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... میرے اندازے کے مطابق فیصلہ میں لکھے ہوئے پورے بیان کو آپ نے بغور نہیں پڑھا اور اس کے الفاظ کو برابر نہیں سمجھا، اسی لئے آپ کو یہ اشکال پیدا ہوا، اگر آپ الفاظ کے معانی کو سمجھتے تو یہ اعتراض ہرگز نہ کرتے۔

مذکورہ مسئلہ میں فقہاء کے دوقول ہیں: (۱) ایک یہ کہ نکاح تو صحیح ہوگیا (۲) اور دوسرا قول یہ ہے کہ موجودہ زمانہ کے حالات دیکھ کر اور فسخ نکاح میں آنے والی پریشانیوں کو دور کرنے کے ارادہ سے نکاح کو درست ہی نہ کہا جائے۔

دونوں قول میں مدار ولی کی رضامندی اور اجازت ہے، اب کوئی شخص ان فقہاء کے فتوے کو صحیح سمجھتا ہو تو وہ یہ قدم نہیں اٹھائے گا، اور اگر نکاح کر بھی لیا تو چونکہ من وجہٍ نکاح کیا ہے اس لئے شک کا فائدہ دیتے ہوئے اسے زنا نہیں کہا جائے گا۔

حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہیؒ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:
اگر عورت ولی کی اجازت کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرلے تو ظاہری روایت کے مطابق نکاح تو ہو جائے گا لیکن ولی کو اعتراض کا حق رہے گا، لہذا وہ قاضی کے پاس جا کر نکاح کو فسخ کرائے گا، لیکن حسنؒ کی روایت کے مطابق نکاح سرے سے صحیح ہی نہیں ہوگا، لہذا اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے اور جس نکاح میں علماء کا اختلاف ہو وہ نکاح فاسد کہلاتا ہے، اور جس نکاح میں نکاح کے صحیح ہونے کے شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو وہ نکاح فاسد کہلاتا ہے۔ اور طحطاوی علی الدر ۲/۲۷ میں لکھا ہے کہ اس قول کی وجہ سے عورت کے ساتھ جماع کرنا حرام ہے، اور مذکورہ شرعی پنچایت نے بھی اس نکاح کو غیر صحیح کہا ہے، باطل نہیں کہا، اس لئے زنا کا نتیجہ نکالنا صحیح نہیں ہے۔

آپ نے جو کچھ لکھا ہے اس کے مطابق ہزاروں سید لڑکیوں نے غیر سید مسلمان کے ساتھ بھاگ کر نکاح کیا ہے، تو اگر انہوں نے ولی کی اجازت نہ لی ہو تو انہوں نے اپنے حق کا غلط استعمال کیا جو ان کے لئے ان کے عالی نسب کو زیبا نہیں دیتا۔ خواہش نفسانی کی اطاعت اور اللہ کے خوف اور مابعد الموت کی زندگی کو سامنے نہ رکھا اور غلط کام کیا جائے اور ان کے

اس فعل کی ذمہ داری شریعت پر ڈالی جائے یہ عقلمندی کی بات نہیں۔

آپ لکھتے ہیں کہ میرا ایسا نظریہ ہے کہ الی قولہ دوسروں کو اس سے واقف کرنا چاہئے، بالکل درست اور فرمان نبوی بلغوا عنی ولو آیة کے تحت ہے۔ اس لئے آپ مبارک بادی کے قابل ہیں صرف اتنا ہی پوچھنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ کیا صرف یہی ایک حکم ہے جو لوگوں کو بتانا چاہئے اور لوگوں کو اس سے واقف کرانا چاہئے یا ایسے دوسرے بہت سے مسائل ہیں جن سے امت ناواقف ہے اور اس سے امت کو واقف کرانا چاہئے؟ اور اس کے لئے آپ نے کتنی کوشش کی؟ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۸۹۹﴾ ظالم شوہر سے نجات کا حیلہ؟

سوال: میں ایک غریب گھر کی لڑکی ہوں، میری عمر ۲۴ سال ہے، چھ سال قبل میرا نکاح فاروق احمد سے ہوا تھا، مجھے سسرال میں بہت تکلیف تھی میرا شوہر مجھے گندی گالیاں دیتا تھا اور روزانہ مار پیٹ کرتا تھا دو تین مرتبہ اس نے مجھ پر چاقو سے وار کر کے زخمی بھی کیا اور دو تین مرتبہ حرام کام کے لئے مجبور بھی کیا میں نے انکار کیا تو میری سخت پٹائی کی میرے خسر اور خوش دامن بھی مجھے اس کے ظلم سے بچا نہیں سکتے۔ حقیقت میں وہ دونوں بھی اس سے ڈرتے ہیں۔ میرا شوہر بے کار ہے، کام کاج کی ذرا بھی عادت نہیں ہے جوا اور شراب کا عادی ہے دوسرے لوگوں سے مار پیٹ اور غنڈا گردی کرتا رہتا ہے، اسے چوری کی بھی عادت ہے، بہت سی مرتبہ جیل جا کر آیا ہے، کل پانچ مرتبہ جیل میں جا چکا ہے، اس خط کے ساتھ گاؤں کے پولیس تھانے کا رپورٹ منسلک ہے، فی الحال اس پر کلکٹر آفس میں شہر بدر کا کیس چل رہا ہے۔ اور شہر بدر کی سزا ہوگی ہی ایسا میرا گمان ہے، میرے شوہر کا ظلم

برداشت نہ ہونے کی وجہ سے میں اپنے میکے والدین کے ساتھ تین سال سے رہ رہی ہوں۔ میں نے میرے اپنے وکیل کے ذریعہ نان ونفقہ کی ادائیگی کی نوٹس بھیجی تھی لیکن اس نے اس پر کوئی عمل نہیں کیا، نیز میں نے طلاق کا مطالبہ کیا تو اس نے طلاق دینے سے بھی انکار کر دیا ہے۔

ان حالات میں اگر میں اپنے شوہر کے ساتھ رہتی ہوں تو میری جان اور عصمت کی حفاظت کی کوئی سلامتی نہیں ہے، میری عمر چوبیس سال ہونے کی وجہ سے اور نوجوان ہونے کی وجہ سے مستقبل میں مجھے دوسری شادی کرنی ہو تو موجودہ شوہر سے نجات کے لئے مجھے ازراہ شرع کیا کرنا چاہئے؟ اور کون سا طریقہ اپنانا چاہئے؟ اس بارے میں مجھے شرعی رہنمائی بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکورہ تفصیل دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ واقعی مظلوم ہیں، اور ایسی عورت کے نجات کے لئے شرعی صورت یہ ہے کہ اول اپنے شوہر کو سمجھا کر یا مہر کی معافی کے عوض طلاق حاصل کی جائے، اگر شوہر اس طریقہ سے طلاق دینے پر راضی نہ ہو تو عورت مسلم پنچایت (جماعت) میں اپنی درخواست درج کرائے اور اپنے بیان سے یہ ثابت کرے کہ اس پر کتنی زیادتی اور ظلم ہوا ہے اور شوہر کے ساتھ رہنے میں اس کی جان اور عصمت خطرہ میں ہے اس لئے کسی بھی صورت میں اس شوہر کے ساتھ اس کا گذر وبسر ناممکن ہے اس لئے وہ اس شوہر سے چھٹکارا چاہتی ہے۔ اور جماعت عورت کی بات سن کر اور اس کی بیان کردہ باتوں کی تحقیق کرے اور اگر سچ معلوم ہو تو مذکورہ شوہر کو ایک نوٹس بھیجے، جس میں لکھا ہوا ہو کہ ''تمہاری عورت نے تمہارے خلاف دعویٰ دائر کیا ہے جس میں تمہارے مظالم کا تذکرہ کیا ہے، نیز یہ بھی ہے کہ تم اپنی عورت کے حقوق ادا نہیں

کرتے ، اس لئے وہ اب تمہارے ساتھ رہنا نہیں چاہتی اور تمہارے نکاح سے آزاد ہونا چاہتی ہے اس لئے اسے طلاق دے کر آزاد کردو یا جماعت کے روبرو اتنے دنوں میں حاضر ہوکر تم پر لگائے گئے الزامات سے براءت ظاہر کرو، اگر تم ایسا نہیں کرتے تو جماعت شریعت کے دیئے ہوئے حق کو استعمال کر کے تمہاری عورت کو تمہارے نکاح سے آزاد کردے گی، اس کے بعد تمہارا کوئی اعتراض یا دعویٰ معتبر یا قابل قبول نہیں ہوگا۔‘‘

جتنے دن کی مہلت دی ہو اتنے دنوں میں وہ شخص نہ آئے تو دوبارہ جماعت جمع ہو اور عورت جماعت کے روبرو اپنا بیان پیش کرے اور نکاح سے علیحدہ ہونے کی درخواست کرے اس کے بعد جماعت اپنے اختیار سے اس عورت کا نکاح فسخ کردے تو اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا، اور اب عدت ختم ہونے کے بعد وہ عورت کسی دوسری جگہ اپنا نکاح کرنا چاہے تو کرسکتی ہے۔

الحیلة الناجزة میں یہ طریقہ پورے بسط و تفصیل سے موجود ہے، جماعت کے اراکین اول اسے دیکھ لیں اور اراکین کا دیندار سمجھدار ہونا نہایت ضروری ہے نیز جماعت میں کم از کم ایک دیندار عالم کا ہونا بھی ضروری ہے۔

(کفایت المفتی: ۱۲۲/۶ پر ایسا ہی ایک سوال اور جواب مذکور ہے، نیز امداد الفتاویٰ اور دیگر معتبر فتاویٰ کی عبارات کے پیش نظر یہ جواب دیا گیا ہے) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۰۰﴾ عورت کے حقوق ادا نہ کرنے والے شوہر سے چھٹکارے کی صورت؟

سوال: ایک شخص نے اپنی لڑکی کو شادی کے لئے انگلینڈ بھیجا، یہاں سے جانے کے بعد فوراً متعینہ لڑکے سے اس کا نکاح ہوگیا، البتہ وہاں (برطانیہ) کے قانون کے مطابق کورٹ

میرج میں رجسٹرڈ نہیں کروایا صرف شرعاً نکاح کرلیا، ۹۰ دن اسے رکھ کر وہاں والوں نے اس لڑکی کو واپس بھیج دیا، لڑکی اس لڑکے کے حمل سے ہے، حمل لے کر لڑکی انڈیا آ گئی، یہاں اسے ایک لڑکا پیدا ہوا، اور آج اس بات کو تین سے چار سال ہو گئے، لڑکا نہ لڑکی کو بلاتا ہے اور نہ اسے طلاق دیتا ہے، کورٹ میں رجسٹرڈ نہیں کروایا تھا اس لئے کورٹ کیس بھی نہیں ہوسکتا اور لڑکی والوں کا کوئی ایسا رشتہ دار بھی وہاں نہیں ہے جو اس لڑکے کے خلاف مقدمہ لڑ سکے، تو ان حالات میں لڑکی دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہو تو کیا کرسکتی ہے؟ اس شخص سے طلاق حاصل کرنے کا کوئی دوسرا شرعی اطریقہ ہو تو وہ بھی بتلائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... صورت مسئولہ میں لڑکی کا نکاح شرعی قاعدہ کے مطابق ہو چکا ہے اس لئے یہ شرعاً اس لڑکے کی منکوحہ ہے لہذا بغیر طلاق حاصل کئے یا قاضی کے سامنے اپنے اوپر کئے ہوئے ظلم وستم کو ثابت کر کے اپنا نکاح فسخ کروائے بغیر اور اس کی عدت گزارے بغیر یہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہیں کرسکتی۔ ایسی مظلوم لڑکی کے لئے شرعی پنچایت یا مسلم جماعت الحیلۃ الناجزۃ نامی کتاب میں بتائی گئی ترکیب کے مطابق عمل کر کے اس کا نکاح فسخ کرسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۰۱﴾ شوہر کو جماع پر قدرت نہیں رہی تو کیا عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کرسکتی ہے؟

سوال: ایک شخص کی شادی ہوئی تقریباً دس سال کا عرصہ ہو چکا ہے، تقریباً آٹھ سال سے شوہر کو بیوی سے وطی کرنے پر قدرت نہیں ہے، لہذا اس کا علاج بہت ڈاکٹروں سے کیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ عورت شوہر سے طلاق کا مطالبہ کر رہی ہے لیکن شوہر اس پر راضی نہیں۔ شرعی اعتبار سے شوہر پر کیا لازم ہے؟ اگر شوہر طلاق نہیں دیتا تو عورت کیا کرے؟

کیا شرعی اعتبار سے تفریق کی کوئی شکل ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مرد نے جب عورت سے شادی کی ہے تو قانوناً و اخلاقاً عورت کے جو حقوق ہیں وہ مرد کو ادا کرنے لازم اور ضروری ہیں، اگر وہ کسی طرح ادا نہیں کر سکتا تو زبردستی روکے رکھنا ناجائز اور ظلم ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ: امساک بمعروف کرے یا تسریح باحسان۔

اگر مرد نے نکاح کیا ہے اس وقت سے ایک مرتبہ بھی جماع پر قادر نہ ہوا تو اس عنوان سے عورت کو طلاق حاصل کرنے کا اختیار ملتا ہے جس کی تفصیل الحیلة الناجزة نامی کتاب میں دیکھی جاسکتی ہیں اور شرعی کورٹ یا مسلم جماعت اس طریقہ کے مطابق تحقیق اور عمل کر کے عورت کے نکاح کو فسخ کرسکتی ہے۔

اور اگر پہلے تو جماع پر قادر تھا اب قدرت نہیں رہی جیسا کہ سوال میں لکھا ہے کہ نکاح دس سال پہلے ہوا اور اب آٹھ سال سے یہ پریشانی ہے تو اب عورت اس نکتہ پر فسخ نکاح کا مطالبہ نہیں کرسکتی بلکہ شوہر سے کسی طرح خلع کا معاملہ کر کے اپنی جان چھڑا سکتی ہے یا کچھ مال دے کر طلاق حاصل کرسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۰۲﴾ نان ونفقہ نہ دینے والے شوہر سے نجات کی کیا شکل ہے؟

سوال: ایک بہن نکاح کرنا چاہتی ہے، لیکن اس کے مختصر احوال یہ ہیں:

(۱) اس بہن کا نکاح چار سال قبل ہوا تھا، اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ قلیل مدت ساتھ میں رہی تھی۔ (۲) اس قلیل مدت کے بعد شوہر کا اس عورت سے کسی طرح کا تعلق نہیں ہے، وہ اپنے گاؤں رہتا ہے اور یہ یہاں رہتی ہے اور اس نے دوسرا نکاح بھی کرلیا ہے۔ (۳) اور

پچھلے ایک سال سے اس عورت کے ساتھ کسی طرح کی بات چیت یا نان ونفقہ کا خرچ وغیرہ بھی نہیں دیتا۔(۴) چار سال سے لڑکی کے والد اور رشتہ داروں نے لڑکے کو پیغام بھیجا کہ اپنی بیوی کو لے جاؤ اور نان ونفقہ دو لیکن اثبات یا نفی میں کوئی جواب نہیں دیا۔(۵) لڑکی کے والدین غریب ہیں اور ضعیف ہیں، اس کو تنہا رکھ کر کام پر نہیں جا سکتے اس لئے اس کی دوسری شادی کروانا چاہتے ہیں لیکن اس آدمی نے اس عورت کو طلاق نہیں دی ہے۔(۶) ان تمام باتوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے لڑکی کے والدین سختی سے طلاق کا مطالبہ کرنا چاہتے ہیں۔(۷) تو انہیں کیا کرنا چاہئے؟ اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے؟ یہ لڑکی طلاق لینا چاہتی ہے تو اس کی کیا صورت ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں لڑکی کا نکاح ہو چکا ہے، اس لئے لڑکی چاہے شوہر کے ساتھ رہتی ہو یا نہ رہتی ہو دونوں صورتوں میں جب تک نکاح باقی ہے یہ لڑکی کسی دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی، لہٰذا مرد کو کسی طرح سمجھا کر یا دباؤ ڈال کر طلاق دینے کے لئے مجبور کیا جائے، یا عورت مہر کے عوض خلع کر کے اس کی چنگل سے نجات پا سکتی ہو تو ایسا کرے، اگر مرد کسی طرح طلاق دینے پر راضی نہ ہو اور نبھاؤ کی کوئی شکل نہ ہو تو عورت مسلمان حاکم کی عدالت میں دعویٰ دائر کرے کہ میرا نکاح فلاں سے ہوا تھا آج اتنی مدت کے بعد بھی وہ میرا کوئی خیال نہیں رکھتا اور میرا کوئی حق ادا نہیں کرتا اور مجھے نان ونفقہ سے بھی محروم رکھا ہے اور ان حالات میں میں اپنی زندگی کا گذارہ کر سکوں اور میں ایسی حالت میں نہیں ہوں اس لئے عدالت اس سے میرا نکاح فسخ کروا دے اور مجھے اس سے نجات دے، عدالت مرد کو بلا کر دعویٰ مرد کو سنا کر کارروائی کرے گی، اور مرد اس کو

رکھنے پر راضی نہ ہو یا اس کے حقوق ادا نہ کرے تو دونوں کا نکاح فسخ کرا دے گی، اور بعد انقضائے عدت کے عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

اور جس جگہ مسلمان حاکم نہ ہو یا شرعی قانون کے مطابق فیصلہ نہ ہوتا ہو ایسی جگہ میں مسلم پنچایت مذکورہ طریقہ سے پوری کارروائی کر سکتی ہے، لیکن اس کے لئے الحیلۃ الناجزۃ میں مذکورہ شرائط اور طریقہ کی پوری پابندی کرنا نہایت ہی ضروری ہے، مکمل تفصیل زوج متعنت مذکورہ کتاب کے صفحہ: ۶۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۰۳﴾ عاجز عورت کے لئے شرعی حیلہ؟

سوال: میرا شوہر آج سے ڈھائی سال قبل گھر چھوڑ کر چلا گیا ہے، کہاں گیا کسی کو کچھ معلوم نہیں، وہ زندہ ہے یا مر گیا یہ بھی خبر نہیں، میرے والدین کے سہارے میرا اور میرے تین بچوں کا گذران چل رہا ہے، اور میں ٹیوشن کرتی ہوں اور کپڑے بیچتی ہوں اور خرچ پورا کرتی ہوں، میرے شوہر کے والدین یا بھائی اور بہن کوئی مدد نہیں کرتا۔

تو از روئے شرع مجھے ابھی اور کتنے سال اپنے شوہر کی راہ دیکھنی ہوگی اور انتظار کرنا ہوگا؟ اس کے بعد مجھے کیا کرنا چاہئے؟ یا میرے لئے شریعت کی طرف سے کوئی رخصت ہو یا میرے لئے کوئی طریقہ ہو تو وہ بھی بتائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں آپ کا شوہر آپ کو چھوڑ کر چلا گیا ہے آپ اس کی بیوی ہیں یہ بھی بھول گیا ہے اور آپ کا کوئی حق ادا نہیں کرتا، نان ونفقہ بھی نہیں دیتا، اور آپ اس کے نکاح میں سے الگ ہونا چاہتی ہیں تو آپ الحیلۃ الناجزۃ نامی کتاب میں بتائے گئے طریقہ کے مطابق شرعی پنچایت میں جا کر (اگر آپ کے یہاں

شرعی پنچایت ہوتو) اپنے حالات اور اپنی آپ بیتی بتا کر اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہیں، اور اگر شرعی پنچایت نہ ہوتو آپ کے یہاں مسلمانوں کی جو جماعت یا کمیٹی ہو وہ بھی شرعی پنچایت کے طور پر الحیلة الناجزة میں بتائی گئی ترکیب کے مطابق عمل کر کے تمہارے لئے چھٹکارے کی جو شکلیں ہیں ان پر عمل کر کے آپ کا نکاح فسخ کر سکتی ہے، اور آپ کی پریشانی دور کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۰۴﴾ زوجین میں سے کوئی ایک طلاق کے لئے رضا مند نہ ہوتو نکاح کے تعلق کو ختم کرنے کی کون کون سی شکلیں ہیں؟ برطانوی (وکیلوں کی) کونسل کا سوال؟

سوال: ہمارا وکالت کا دفتر ویسٹ یورک شایر میں ہے، اور زیادہ تر ہمارے پاس طلاق کے کیس آتے ہیں، اور آج کل معاشرہ کے بگاڑ کی وجہ سے ایشین کمیونٹی خاص کر باٹلی اور ڈیوزبری میں رہنے والے بھائی بہنوں کے طلاق کے کیس زیادہ تعداد میں آرہے ہیں، ان تمام کیسوں کو ہم ہی نمٹاتے ہیں۔

اس سلسلہ میں ہمیں ایک بہت بڑی مشکل طلاق کے فیصلہ میں یہ درپیش رہتی ہے کہ جن بھائیوں اور بہنوں نے اس ملک کے قانون کے مطابق سول میرج کیا ہو اور اسلامی طریقہ کے مطابق بھی ان کا نکاح ہوا ہو اگر کسی وجہ سے ان میں نا اتفاقی ہو جائے اور ایک دوسرے کے ساتھ گذر بسر ناممکن ہو جائے اور فریقین میں سے کوئی ایک طلاق کے لئے رضا مند نہ ہو خاص کر لڑکا یہ کہے کہ میں ''طلاق نہیں دوں گا'' یا لڑکی یہ کہے کہ میں طلاق نہیں دوں گی اور کورٹ میں ڈی وورس (طلاق) کے لئے مرد کو تعاون نہیں کروں گی جب تک کہ مجھے اسلامی طریقہ کے مطابق طلاق نہ دے دی جائے۔ تو ان صورتوں میں نکاح کے تعلق کو ختم

کرنے کے لئے شریعت کی رو سے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

اس لئے ہم ان جیسے مسائل کے حل کے لئے آپ سے فقہ کی روشنی میں رائے طلب کرتے ہیں کہ کیا لڑکے کو طلاق کا اختیار ہمیشہ رہتا ہے؟ کبھی لڑکا طلاق دینے کے لئے راضی نہیں ہوتا ہے اور لڑکی کو جب تک طلاق نہ ملے دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی تو برائے کرم بتائیں کہ کن کن صورتوں میں لڑکی اپنی مرضی سے اپنے اوپر طلاق واقع کرسکتی ہے؟ اگر کسی وجہ سے لڑکا طلاق دینے کے لئے رضامند نہ ہو تو لڑکی کے لئے نکاح کی قید سے نکلنے کے لئے کون کون سی شکلیں ہیں؟ اور فریقین میں سے کسی ایک کے طلاق کے لئے رضامند نہ ہونے کی صورت میں لڑکے کے لئے اور لڑکی کے لئے طلاق کی کون کون سی شکلیں ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مذہب اسلام میں جب بالغ لڑکا اور بالغہ لڑکی دو مسلمان گواہوں کی موجودگی میں ایک دوسرے سے نکاح کا ایجاب وقبول کر لیتے ہیں تو وہ دونوں ایک دوسرے کے لئے میاں بیوی بن جاتے ہیں، یہاں برطانیہ کی کورٹ کے سول میرج میں بھی یہی کارروائی ہوتی ہے اور نکاح منعقد ہونے کے شرائط پائے جاتے ہیں اس لئے سول میرج اور اسلامی مذہبی نکاح میں دونوں کا حکم یکساں ہے شرعاً یہ نکاح بھی معتبر ہے اور اس نکاح کے بعد مرد وعورت کے لئے آپس میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنا ضروری ہو جاتا ہے اور یہ نکاح کا تعلق بہت ہی مضبوط اور دائمی ہے کمزور یا وقتی طور پر نہیں ہے، اس لئے اس کی حفاظت اور اس تعلق کے بہتر سے بہتر بنانے کی قرآن وحدیث میں بہت تاکید آئی ہے، طلاق کے ذریعہ اس تعلق کو ختم کرنے کی اجازت سخت مجبوری اور کوئی راستہ نہ ہونے کی شکل میں ابغض الحلال کہہ کر دی گئی ہے۔

اسلامی اصولوں کے مطابق طلاق کا اختیار صرف اور صرف مرد کو ہے، عورت کی رضامندی کا اس میں ذرہ برابر بھی دخل نہیں ہے، اس میں بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں مضمر ہیں اس لئے مرد جب چاہے خود یا اپنے وکیل کے ذریعہ اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے عورت کا قبول کرنا ضروری نہیں ہے اور عورت کتنی مرتبہ بھی طلاق دے تو اسکا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

اگر کسی واقعہ میں شوہر اپنی بیوی کے حقوق ادا کرنے سے عاجز ہو یا عورت پر ظلم کرتا ہو یا عورت کو بے سہارا چھوڑ کر غائب ہو جائے یا مفقود الخبر ہو جائے یا عورت کی عفت یا جان کے لئے خطرہ بنے یا کوئی سخت ترین مجبوری پیش آجائے مثلاً: دائمی حبس یا مہلک مرض اور عورت کے لئے پاک دامن رہنا مشکل ہو تو ان صورتوں میں عورت کو نکاح کی قید سے چھٹکارے کی چند شکلیں فقہ کی معتبر کتابوں میں بیان کی گئی ہیں ان پر عمل کر کے عورت اپنے اس تعلق کو ختم کر سکتی ہے اور بعد عدت کے دوسری جگہ اپنا نکاح کر سکتی ہے، چند صورتیں ملاحظہ ہوں

(۱) شوہر کی طرف سے دی گئی قیمتی اشیاء مثلاً: سونا چاندی زیورات یا روپئے دے کر اسے طلاق دینے کے لئے رضامند کیا جائے۔ (۲) عورت خلع کر سکتی ہے، خلع یہ ہے کہ عورت اپنے شوہر سے کہے کہ میری مہر کے عوض یا زیادہ روپیوں کے عوض مجھ سے خلع کر لو اور مرد اس کو قبول کر لے تو مرد کے قبول کرتے ہی عورت نکاح میں سے نکل جائے گی۔ (۳) نکاح کے وقت یہ قرار کیا جا سکتا ہے کہ ''مستقبل میں کسی بات پر میری بیوی اور میرے درمیان نا اتفاقی ہو جائے تو عورت جب چاہے اپنے اوپر طلاق واقع کر سکتی ہے اور نکاح سے خارج ہو سکتی ہے۔ (۴) مرد اپنی بیوی سے کہے کہ اگر تو میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تو

اپنے اوپر طلاق واقع کر کے میرے نکاح سے آزاد ہوسکتی ہے۔(۵) مرد کسی صورت میں طلاق کے لئے رضامند نہ ہو تو عورت شرعی قاضی کی عدالت میں جا کر مسلم جج سے فقہ کی معتبر کتابوں میں بتائے گئے طریقہ کے مطابق اپنا نکاح فسخ کرواسکتی ہے، جس کا مفصل طریقہ الحیلة الناجزة میں بیان کیا گیا ہے۔(۶) اور جہاں شرعی قاضی یا اسلامی عدالت نہ ہو یا مذکورہ شرائط کی پابندی نہ ہوتی ہو وہاں مسلم کمیونٹی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مسلمانوں کی ایک جماعت بنا کر یہ کارروائی کرسکتی ہے، ہمارے یہاں اسے شرعی پنچایت یا اسلامی کاؤنسل یا شرعی کاؤنسل کے نام سے پہچانا جاتا ہے، ان اداروں میں جا کر مذکورہ طریقہ سے عورت اپنا نکاح فسخ کراسکتی ہے تاکہ اسلامی طریقہ کے مطابق اور کورٹ سے بھی دونوں صورتوں میں وہ اپنے نکاح کی قید سے آزاد ہوسکے اور بسہولت اپنا دوسرا نکاح کرسکے، بعض صورتوں میں سرکاری کورٹ سے حاصل کی گئی طلاق بھی اسلامی طلاق کے حکم میں ہوتی ہے۔

﴿۱۹۰۵﴾ بغیر حلالہ کے عنین مرد کے ساتھ بھائی بہن کی طرح رہنا؟

سوال: زید نے اپنی بیوی ہندہ کو ایک مجلس میں تین طلاق دے دی، جس کے الفاظ یہ تھے: جا میں نے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، اور دوبارہ یہ کلمات لکھ کر اپنی بیوی کو دے دیئے۔

مندرجہ بالا صورت میں ہندہ کو طلاق مغلظہ ہوئی یا نہیں؟ طلاق کے بعد دونوں کو افسوس ہوا اپنے اور بچہ کے مستقبل کا خیال آیا تو اب دونوں ایک ہی گھر میں بھائی بہن کی طرح رہتے ہیں، لیکن عوام میں میاں بیوی کے نام سے مشہور ہیں، نیز ہندہ کا کہنا ہے کہ اس کا شوہر عنین

ہے سخت شہوت والی حرکتیں بھی اس پر کوئی اثر نہیں کرتی، دوائی سے علاج ممکن ہے لیکن وہ علاج کے لئے رضامند نہیں ہے، کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوئی کہلائے گی؟ ہندہ اپنی اولاد کی بہتری کے لئے زید کے ساتھ مکان میں رہ سکتی ہے؟ اگر نہیں رہ سکتی تو اب دونوں کے لئے ساتھ رہنے کا شرعی حل کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں عورت کو تین طلاق واقع ہوگئی اور عورت حرام ہوگئی، اب زید حلالہ کے بغیر اس عورت کو اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔

مجبوری ہو تو حلالہ کی صورت اختیار کرنا جائز ہے، اور وہ یہ ہے کہ عورت کی عدت (تین حیض) ختم ہونے کے بعد دوسرے کسی مرد سے اس کا نکاح کر دیا جائے اور اس کے ساتھ ہمبستری ہو جائے اس کے بعد وہ مرد اسے طلاق دے اور اس کی عدت کے ختم ہو جائے تو اب یہ عورت زوج اول کے لئے حلال ہو جائے گی، شرعی حلالہ کے بغیر خواہ شوہر عنین ہو ساتھ میں رہنا جائز نہیں ہے، اگر دونوں کے مکان جدا ہوں اور پردہ کے اہتمام کے ساتھ رہیں تو گنجائش ہے، اس کے سامنے بے پردہ آنے کی اجازت نہیں ہے۔

﴿۱۹۰۶﴾ جس کا شوہر لا پتہ ہو اس کے لئے خلاصی کی صورت

سوال: ایک عورت ہے، اس کا شوہر ۱۲، ۱۳ سال سے مفقود ہے، بہت ہی جانچ پڑتال کی اخبار میں اشتہارات دیئے لیکن کوئی پتہ نہیں ہے، عورت کا ایک لڑکا ہے اس کی عمر ۱۲ سال ہے، یہ عورت جنگل میں کچھ لوگوں کے ساتھ رہتی ہے اور مزدوری کر کے اپنا گذر کرتی ہے، اس بستی میں مسلمانوں کی آبادی بہت کم ہے اور بھیل لوگ زیادہ ہیں یہ عورت بہت مجبور ہے اور بے سہارا ہے۔ وہاں ایک شخص ہے جو اس عورت کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے یہ عورت

بھی نکاح کے لئے خوش ہے لیکن ان دونوں کا کہنا ہے کہ اول ہمیں مسئلہ معلوم کر لینا چاہئے اور فتوے میں جو رائے آئے گی اسی پر عمل کریں گے۔

وہاں کے صحرائیوں کا کہنا ہے کہ بہشتی زیور میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے لکھا ہے کہ عورت نوے (۹۰) سال تک انتظار کرے، اس لئے نوے سال تک کچھ نہیں ہو سکتا، لہذا آنجناب بتائیں کہ اس عورت کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ عورت بہت مظلوم اور مجبور ہے تو اس کے لئے شرعی کچھ گنجائش ہو تو ضرور بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... منکوحہ عورت جب تک کسی مرد کے نکاح ہے اس وقت تک اس کا دوسرے کسی مرد سے نکاح نہیں ہوسکتا، اس لئے صورت مسؤلہ میں جب تک اس عورت کا نکاح فسخ نہ کیا جائے اور اس کی عدت نہ گذر جائے اس وقت تک اس عورت کا دوسرے مرد سے نکاح نہیں ہوسکتا۔

اس عورت کا شوہر مفقود ہے بہت جانچ پڑتال کے بعد بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے تو عورت مسلم جج کی کورٹ میں دعویٰ دائر کرے اور اپنے شوہر کے مفقود ہونے اور بغیر شوہر کے زندگی گذارنا اجیرن ہونے کا دعویٰ کرے، جج اپنے طور پر اشتہارات کے ذریعہ اور دوسرے وسیلوں سے اس کی خبر معلوم کرے اور بعد ناامید ہونے کے چار سالوں تک انتظار کا حکم دے اور چار سال کے بعد بھی کوئی خبر موصول نہ ہو یا شوہر نہ آئے تو اسے وفات شدہ سمجھا جائے گا اور وفات کی عدت چار مہینہ دس دن گزار کر یہ عورت دوسرا نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔

ہندوستان میں جہاں مسلمان قاضی یا جج نہ ہو وہاں مذکورہ تفصیل کے مطابق اور الحیلۃ

الناجزہ میں بیان کئے گئے اصولوں کی رعایت کرتے ہوئے مسلم جماعت یا سورت اور بلساڑ ضلع کی شرعی پنچایت بھی یہ کارروائی کرسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۰۷﴾ کیا ایام عدت میں کسی بھی مرد کی شکل دیکھنا جائز نہیں ہے؟

سوال: ایک بیوہ عورت اپنے شوہر کی حیات میں پردہ کی بالکل پابند نہیں تھی، اور اب عدت میں ہونے کی وجہ سے سخت پردہ کرتی ہے یہاں تک کہ اپنے داماد سے بھی پردہ کرتی ہے کہتی ہے کہ ایام عدت میں میرے لئے مردوں کی شکل دیکھنا تک جائز نہیں، تو یہ مروجہ رسم کی شرعی حقیقت کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... پردہ عفت و پاکدامنی کا محافظ اور عورت کا زیور اور شریعت کا حکم ہے، پردہ کا اہتمام کرنا شرعی حکم پر عمل اور عمدہ خصلت ہے، شوہر کی حیات میں بے پردگی کی زندگی گذاری تو یہ بڑے گناہ کا کام کیا، لیکن توبہ کر کے مرنے سے پہلے پردہ کی عادت ڈال لینا اچھی بات ہے اور ایسا ہی کرنا چاہئے، لیکن سوال میں لکھنے کے مطابق صرف ایام عدت میں پردہ کی پابندی کرنا اور وہ بھی جن سے شریعت نے پردہ کا حکم نہیں دیا اور جو محرم کہلاتے ہیں ان سے پردہ کرنا مناسب نہیں ہے، اور یہ کہنا کہ ایام عدت میں مردوں کی شکل دیکھنا جائز نہیں بلا دلیل اور حکم شریعت کے خلاف ہے، اس لئے شریعت کے حکم کے مطابق پردہ کرنا چاہئے اور محرم مردوں سے بات چیت کرنا اور دیکھنا بلا تردد جائز اور درست ہے۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۰۸﴾ زوجۂ مفقود کے لئے نجات کی صورت

سوال: ایک لڑکا نکاح کے بعد آج سے تقریباً ۱۰ سال قبل کہیں چلا گیا ہے، بہت تلاش

کے بعد بھی نہیں ملا، نیز اس کے گھر واپس آنے کے لئے بہت علاج وعملیات کا بھی سہارا لیا پھر بھی وہ آج دن تک گھر واپس نہیں آیا، اس کی نوجوان عورت منکوحہ ہو کر بیوہ کی زندگی گزار رہی ہے۔

ان حالات میں وہ کیا کر سکتی ہے؟ عورت کے صبر کی انتہاء ہو چکی ہے، سمجھ میں آنے والی بات ہے، ان حالات میں عورت کسی اخبار میں خبر دے کر اس نکاح سے آزاد ہو سکتی ہے؟ یہ عورت اور اس جیسی دوسری عورتیں جو اس پریشانی کا شکار ہیں وہ اپنے اس شوہر کے نکاح سے کس طرح علیحدہ ہو کر دوسرا نکاح کر سکتی ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جو شوہر بیوی کو چھوڑ کر کہیں چلا گیا ہو اور بسیار تلاش کے بعد بھی اس کا کوئی اتا پتا نہ ملتا ہو ایسے شوہر کو شرعی اصطلاح میں زوج مفقود کہتے ہیں، اور زوج مفقود سے چھٹکارے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ زوج مفقود کی بیوی مسلم قاضی یا مسلم جج کی کورٹ میں دعویٰ دائر کر کے یہ ثابت کرے کہ اس کا نکاح فلاں شخص سے ہوا تھا اور اب اس کا شوہر مفقود اور لا پتہ ہے اور یہ بات گواہوں کی گواہی سے ثابت کرے اس کے بعد قاضی مقدور بھر کوشش کر کے اس کے شوہر کا پتا لگائے اور جب بالکل ناامید ہو جائے تو چار سال انتظار کا حکم دے، اور چار سال کے بعد بھی کوئی خبر موصول نہ ہو اور شوہر نہ آوے تو اب اسے مردہ سمجھا جائے گا اور وفات کی عدت (چار مہینہ دس دن) پوری کر کے وہ عورت دوسری جگہ اپنا نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔

نوٹ: چار سال کے انتظار کے بعد عورت دوبارہ قاضی کی کورٹ میں دعویٰ دائر کرے کہ چار سال ہو گئے ہیں اور اب بھی اس کے شوہر کی کوئی خبر نہیں ہے اس لئے اس کی موت کا

حکم نافذ کرے اور قاضی بعد تحقیق کے حکم صادر کرے اور اس کے بعد عورت وفات کی عدت گزارے۔

ہندوستان میں جہاں مسلمان قاضی یا جج نہ ہوں یا وہ مذکورہ طریقہ کے مطابق فیصلہ نہ کرتے ہوں تو مسلمان جماعت مذکورہ ترکیب پر عمل کر کے فیصلہ کر سکتی ہے، البتہ اس جماعت کا دیندار اور سمجھدار ہونا اور کم از کم ان میں ایک کا عالم دین ہونا اور کتاب الحیلۃ الناجزہ کو ایک مرتبہ دیکھ لینا ضروری ہے۔

﴿۱۹۰۹﴾ زوجۂ عنین کے لئے نجات کی صورت

سوال: میری بہن کا نکاح ایک شخص کے ساتھ ہوا تھا، نکاح کو تین سال ہو چکے ہیں، نکاح کے بعد میری بہن اپنے شوہر کے یہاں گئی، اس وقت معلوم ہوا کہ وہ نامرد ہے تو میری بہن واپس اپنے گھر آ گئی، پھر گاؤں والوں میں باتیں ہونے لگیں کہ میری بہن کا شوہر نامرد ہے، شوہر کے گھر والوں نے ہمیں اطمینان دلایا کہ ہم علاج کروا رہے ہیں اور انشاء اللہ طبیعت ٹھیک ہو جائے گی، ہم نے ان کی بات پر اطمینان کر کے صبر کیا، اس کے بعد چھ مہینے علاج کر کے وہ میری بہن کو واپس لے گیا، لیکن ناکام ہوا، تو دوبارہ اس کے والدین اور بھائی بہن نے کہا کہ صبر کرو ہم علاج کروا رہے ہیں، تیسری مرتبہ پھر اطمینان دلا کر چھ مہینہ بعد دوبارہ میری بہن کو لے گیا اور تیسری مرتبہ بھی ناکام ہوا، تیسری مرتبہ بھیجنے کو بھی آج آٹھ مہینے ہو چکے ہیں۔

ایک ہفتہ قبل میرے بہنوئی اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو میں نے پوچھا کہ تمہاری طبیعت اچھی ہوئی یا نہیں؟ تو انہوں نے صاف الفاظ میں کہا کہ میری طبیعت ٹھیک

نہیں ہوئی ہے، میری بہن کو اپنے شوہر کے یہاں جانے کو دو سال ہو چکے ہیں تو اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ از روئے فقہ اسلامی اس مسئلہ کا حل کیا ہے؟

اس کا شوہر طلاق دینے سے انکار کرتا ہے، میری بہن جوان ہے، دوسری جگہ اس کا نکاح ہو سکتا ہے، طلاق میں تاخیر ہمارے لئے حرج کا باعث ہے، اس لئے میری بہن کے لئے شریعت محمدی کے اصولوں کے مطابق اس نکاح سے آزاد ہونے کی جو بھی شکل ہو وہ آپ فتوے میں بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مذکورہ عورت مسلمان جج یا قاضی کی عدالت میں دعویٰ دائر کرے کہ میرا شوہر عنین ہے اور آج تک اس نے ایک مرتبہ بھی میرا حق ادا نہیں کیا اس لئے میں اس کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی مجھے شرعی اصولوں کے مطابق اس کے نکاح سے علیحدہ کر دیا جائے، قاضی شوہر سے اس بات کی تحقیق کرے اور وہ خود قبول کرے کہ وہ آج تک اس عورت سے وطی پر قدرت نہیں پا سکا تو اسے ایک سال علاج کی مہلت دے گا۔

اور ایک سال علاج کے بعد بھی افاقہ نہ ہوا اور ایک مرتبہ بھی وطی پر قادر نہ ہو تو عورت دوبارہ قاضی کی عدالت میں دعویٰ دائر کرے اور اس کے ساتھ رہنے پر رضامند نہ ہو تو قاضی مرد سے اس بات کی تحقیق کرے مرد عورت کی بات قبول کرتا ہو تو قاضی مرد کو کہے کہ اسے طلاق دے کر علیحدہ کر دے، اگر وہ طلاق دے تو فبہا ورنہ قاضی عورت کو اس نکاح سے علیحدہ ہونے کا اختیار دے، اور عورت اس اختیار کو قبول کر کے اس نکاح سے علیحدہ ہو جائے، اور اب بعد انقضائے عدت عورت دوسری جگہ اپنا نکاح کر سکتی ہے۔

اگر کسی جگہ مسلمان جج یا قاضی کا انتظام نہ ہو یا مسلمان جج یا قاضی تو ہو لیکن وہ مندرجہ بالا

طریقہ سے فیصلہ نہ کرتا ہو تو مسلم پنچایت یا مسلم جماعت مذکورہ طریقہ سے کارروائی کرسکتی ہے، اور اس جماعت میں سمجھدار اور دیندار علماء کا ہونا اور الحیلۃ الناجزہ ص: ۳۳ پر زوجۂ عنین کے باب میں بیان کردہ شرائط وقوانین کا مطالعہ از حد ضروری ہے، ان کا خاص خیال رکھا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۱۰﴾ غیر حنفی کونسل کا فسخ نکاح کے فیصلہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اور علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کچھ مدت پہلے میری شادی ہوئی تھی۔ جس سے اللہ نے دو بچے عنایت فرمائے۔ مگر اس دوران میرے اور میری بیوی کے درمیان معمولی سا اختلاف ہوگیا۔ اور میری بیوی کو اس کی والدہ اپنے ساتھ لے گئی۔ میں نے ہر ممکن صلح کی کوشش کی مگر وہ اپنی والدہ کے ڈباؤ کی وجہ سے واپس میرے گھر نہیں آئی۔ اس درمیان اس نے ایک شریعت کونسل سے رابطہ کیا، اور انہوں نے مجھے خط لکھا تو میں نے جواب میں پوری وضاحت کردی کہ یہ میری بیوی ہے اور میرے گھر آنے پر میں اس کو ہر طرح آباد کرنے کو تیار ہوں۔ مگر کونسل نے میری مرضی کے خلاف ان کے حق میں فیصلہ کردیا۔ میں نے شریعت کونسل پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے واضح طور پر تصریح کردی تھی شریعت کونسل جو کہ اکثریت غیر مقلدوں پر مشتمل ہے میں ان کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس کے باوجود کونسل نے میری رضامندی کے خلاف فیصلہ کردیا۔ اور کونسل نے ایک ناجائز راستہ کھول دیا۔ اور اس کونسل کے اسی فیصلہ کی بنیاد پر میری بیوی نے ایک دوسرے شخص سے شادی کرلی ہے۔ آپ حضرت سے پوچھنا یہ ہے کہ ایک شادی شدہ عورت جس کو اس کے شوہر نے طلاق نہ دی ہو۔ اور تحریری طور پر بھی یہ بات

لکھ دی گئی ہے۔کیا میری بیوی اس بنیاد دوسری شادی کر سکتی ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا ...... شرعی کونسل یا شرعی پنچایت **الحیلة الناجزة** کتاب میں لکھی ہوئی صورتوں پر اور اس کے تمام شرائط کو مدنظر رکھ کر اس کے مطابق فیصلہ کرتی ہو تو وہ فیصلہ صحیح ہوتا ہے۔اور مجبور اور عاجز عورت کو فسخ کے ذریعہ رہائی مل سکتی ہے۔ لیکن اگر کسی ایک شرط کی بھی مخالفت کی گئی تو ایسے فسخ کا شرعًا کوئی اعتبار نہیں۔**المرقومات للمظلومات** ص ۱۴۹ پر یہ عبارت لکھی ہے کہ آج کل اکثر لوگ فسخ نکاح کا اختیار ہونے میں شرطوں کی خبر نہیں رکھتے۔ اور بلا وجود شرائط کے نکاح فسخ کرا لیتے ہیں۔مگر ایسے فسخ کا شرعًا بالکل اعتبار نہیں۔اور دوسری جگہ جو نکاح کیا جاوے گا وہ سراسر باطل ہوگا۔اھ۔

مذکورہ بالا تصریحات کے مطابق آپ نے شرعی کونسل کو اعتبار دلایا کہ آپ حقوق زوجیت ادا کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے نکاح کو فسخ کر دیا تو ان کا فسخ کرنا معتبر نہیں ہوگا اور دوسری جگہ کیا ہوا نکاح صحیح نہیں قرار دیا جائے گا۔شرعی کونسل سے جو فروگزاشت ہوئی ہے اس کو اطمینان دلا کر فیصلہ سے رجوع کا خط حاصل کیا جائے اور دوسرے نکاح پڑھنے والے اور پڑھانے والوں کو صحیح صورت حال سے آگاہ کیا جائے اور عورت کو اس کے حقیقی شوہر کو سپرد کی جائے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

باب طلاق المعلق

﴿۱۹۱۱﴾ طلاق معلق کا حکم؟

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا کہ اگر تو تیرے چچا وسیم احمد کے یہاں گئی تو تجھے تین طلاق۔اور یہی بات اس نے کاغذ میں لکھ کر بھی عورت کو دی اور کہا کہ یہ کاغذ تیرے چچا اور تیرے والد کو پڑھا کر آ۔لڑکی اپنے چچا وسیم احمد کے یہاں خط لے کر پہنچی اور انہیں خط پڑھایا۔تو شریعت کے حساب سے لڑکی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟اس لڑکی کے بچے بھی ہیں اگر طلاق ہوگئی تو ان بچوں کا کیا حکم ہے؟سسرال والے بچے لینے سے انکار کرتے ہیں لڑکی کی عمر۲۳ سال کی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شوہر نے اپنی بیوی کو لکھ کر دیا کہ تو تیرے چچا وسیم احمد کے یہاں گئی تو تجھے تین طلاق۔تو شریعت کی اصطلاح میں اسے تعلیق طلاق کہتے ہیں،اس لئے اس کہنے یا لکھنے کے بعد لڑکی اپنے چچا وسیم احمد کے یہاں جائے گی تو گھر میں داخل ہوتے ہی لڑکی پر تین طلاق واقع ہوجائے گی،اور تین حیض کی عدت گزارنی ہوگی۔

مرد نے مہر نہ دیا ہوتو مہر ادا کرنا ہوگا،اور عدت کی مدت کا کھانے پینے پہننے رہنے کا اوسط درجہ کا خرچ دینا ہوگا،اولاد کا نان ونفقہ وغیرہ کا پورا خرچ شوہر کے ذمہ ہے جو اسے دینا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۱۲﴾ جس دن بھی تو اپنے گھر کیلئے نکلی تو سمجھ لینا کہ تو چھوٹی ہوگئی' کہنے سے طلاق ہوگی؟

سوال: اپنے شوہر کے ظلم وستم سے عاجز ہوکر ایک مرتبہ میں نے اپنے شوہر (یار بہادر)

سے کہا ہم تمہاری روزمرہ کی باتوں سے تنگ آ گئے ہیں، اب ہم تمہارے ساتھ رہنا نہیں چاہتے ہیں، ہم کو طلاق دیدو۔ میرے شوہر نے کہا کہ میری زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں ،جس دن بھی تو اپنے گھر کیلئے نکلی تو سمجھ لینا کہ تو علیحدہ (چھوٹی) ہوگئی، اور یہ بات اس نے کئی بار دہرائی، اور میں نے اپنے کانوں سے بھی سنا اور فون پر بھی مجھ سے ایک مرتبہ ایسا ہی کہا۔ لہذا میں اپنے امی اور ابو کے گھر (لکھنؤ) چلی گئی۔

لہذا شرعی اعتبار سے مجھے طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوگئی تو ہماری جدائی کو ڈیڑھ سال ہو چکا ہے لہذا عدت کا مسئلہ کیا ہوگا ؟ ابھی واپس عدت گذارنی ہوگی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوگئی ہے تو میرا شوہر اپنے اس مذکورہ بیان کا انکار کرتا ہے تو اس سے چھٹکارے (نجات) کی کیا صورت ہے؟

وجہ انکار: میرا شوہر (یار بہادر) اتنا بدکردار ہے کہ نماز کے بارے میں بھی یہ کہتا ہے کہ نماز کچھ ہے نہیں؟ اصل تو اللہ کی رحمت ہے وغیرہ، آگے چل کر یہ کہ گجرات اور سعودی عرب دونوں جگہوں کے تقریباً ہر پولیس تھانے سے وانٹیڈ ہے اور بہت سارے کالے (غیر قانونی) دھندے ہیں جو ضرورت کے وقت ثبوت کے طور پر شاہدوں کے ساتھ پیش کرسکتی ہوں۔

اور میرے پیٹ سے ایک لڑکی ہے، اس کی عمر ابھی ۹ سال کی ہے، اب وہ لڑکی بھی طلب کر رہا ہے تو لڑکی کا حقدار کون ہوگا ؟ اگر حقدار والد (میرا شوہر) ہے تو مجھے قطعی طور پر یقین ہے کہ وہ اس کو اپنی بدکرداری کی وجہ سے دینی اور دنیوی دونوں اعتبار سے برباد کر دے گا، اور مجھے بھی مار ڈالے گا اور یہ بات (دھمکی) وہ مجھے بھی دے چکا ہے جیسے اس کی پہلی بیوی کی اولاد بھی اجڑی ہوئی ہے، اور اس کی بدکرداری کی وجہ سے دردر بھٹک رہی ہے، اور وہ بھی بالکل عیاں اور ظاہر ہے۔ لہذا ایسی حالت میں لڑکی کا حقدار کون ہوگا ؟ (والد یا والدہ)؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: جس وقت شوہر نے کہا کہ جس دن بھی تو اپنے گھر کے لئے نکلی تو سمجھ لینا کہ تو چھوٹی (الگ، علیحدہ) ہوگئی، اس کے بعد جب اپنے گھر (میکے) کیلئے نکلے گی تو شرط پوری ہونے کی وجہ سے طلاق واقع ہوجائے گی۔ اور یہ لفظ اب طلاق کیلئے عرف میں استعمال ہونے لگا ہے اس لئے طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اب عدت کے درمیان قولاً یا فعلاً طلاق سے رجوع ثابت نہیں ہوا ہے تو تین حیض گذرنے پر نکاح کا تعلق ختم ہوجائے گا اور اب عورت جہاں چاہے دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔

لڑکی ۹ سال کی ہوچکی ہے اس لئے اب اس کو تعلیم وتربیت کی ضرورت ہے اور وہ والد اچھی طرح پوری کرسکتا ہے اس لئے شرعاً اس کا حق بنتا ہے مگر آپ کے لکھنے کے مطابق شوہر اخلاق وعادات کے اعتبار سے اعتماد کے لائق نہیں اور پہلی بیوی کی اولاد بھی دردر بھٹک رہی ہے تو آپ خود بھی رکھنا چاہیں تو رکھ سکتی ہیں۔

اگر شوہر جھوٹے گواہ پیش کرسکتا ہے اور تمہیں اس سے تکلیف ہے اور واقعی تم مظلوم ومجبور ہو تو شرعی پنچایت میں اپنے ثبوت اور حالات ثابت کرکے نکاح فسخ کراسکتی ہو تو یہ صورت اختیار کرنا درست ہے۔

﴿۱۹۱۴﴾ ”بقرعید پر گھر جاوے تو آنا ہی نہیں، اگر میری بات ماننی ہو اس وقت ہی آنا، ورنہ تجھے تین طلاق“ کہنے سے طلاق ہوگی؟

سوال: میرا میری بیوی کے ساتھ جھگڑا ہوا کرتا تھا، ایک دن لڑائی جھگڑا ہوا تو میں نے اسے یوں کہا کہ ”اگر تو بقرعید کے وقت گھر جاوے تو آنا ہی نہیں، اگر میری بات ماننی ہو تب ہی آنا، ورنہ تجھے تین طلاق۔ سوچ سمجھ کر آنا ورنہ آنا ہی نہیں“۔ لیکن وہ بقرعید کے دن گھر

نہیں گئی، بقرعید ۲۸/ ۲۹/ ۳۰ تاریخ کو تھی۔
اور وہ چار تاریخ کو جمعہ کے دن اس کے گھر گئی، تو میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ میری بیوی میرے نکاح میں رہی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں ’’بقرعید کے وقت گھر جاوے تو آنا ہی نہیں، اگر میری بات ماننی ہو تب ہی آنا، ورنہ تجھے تین طلاق‘‘ یہ الفاظ شوہر نے کہے ہیں اور بیوی بقرعید پر گھر نہیں گئی ہے، بلکہ چار دن بعد گھر گئی ہے تو وہ واپس آوے یا نہ آوے مذکورہ کلمات کہنے سے عورت پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۱۴﴾ ’’میں تجھے تیری ماں کے گھر لینے آؤں تو تجھے تین طلاق کی قسم‘‘ کہنے سے طلاق ہوگی؟

سوال: میری لڑکی حمیدہ کا نکاح ۱۶/۵/ ۲۰۱۰ء کو فیروز کے ساتھ مسلم شریعت کے مطابق ہوا، شروع میں تو سب اچھا چلتا رہا، اس کے بعد تاریخ ۱۶/۷/ ۲۰۱۰ء جمعرات کو دونوں آپس میں مستی کرتے تھے اور دونوں میں تکرار ہوئی اس وقت حمیدہ نے کہا کہ آج جتنی لڑائی کرنی ہے کرلو۔ کل جمعہ ہے کل میں اپنے میکے جاؤں گی تو واپس نہیں آؤں گی۔
تو فیروز نے قسم کھاتے ہوئے کہا: ’’میں تجھے تیری ماں کے گھر لینے کے لئے آؤں تو تجھے تین طلاق کی قسم‘‘ پھر ۱۷ تاریخ کو جمعہ کو لڑکی اپنے میکے گئی۔۔ رات کو فیروز اسے لینے آیا، اور حلیمہ کو اپنے ساتھ لے گیا، پھر تاریخ ۲۱/۹ کو پھر سے حلیمہ گھر آئی اس وقت اس کو لینے کے لئے اس کا دیور آیا اور وہ اس کے دیور کے ساتھ گئی، اس درمیان تاریخ ۲۳/۱۰ کو ایک دوسرا واقعہ ہوا۔

ایک روز شام کو فیروز کی اس کے والد کے ساتھ کچھ تکرار ہوگئی، غصہ میں اس نے اپنے آپ کو ایک کمرہ میں بند کر دیا۔ اس کے والد نے دروازہ کھلوانے کی بہت کوشش کی لیکن فیروز نے دروازہ نہیں کھولا اور کمرہ کے اندر سے بولا اگر دروازہ کھلواؤ گے تو میں اپنی بیوی حلیمہ کو غلط الفاظ یعنی طلاق بول دوں گا۔ اخیر میں اس کے والد نے دروازہ کھول دیا۔ تو فیروز نے اس وقت یہ الفاظ کہے: ''حلیمہ کو ایک دو اور تین طلاق''۔ اس وقت گھر میں فیروز کے ماموں اور اس کے والد اور محلّہ کے کچھ لوگ حاضر تھے، پھر وہ لوگ لڑکی کو اس کے میکے چھوڑ گئے اور لڑکی کے گھر والوں سے کہا کہ اس میں لڑکی کا کوئی قصور نہیں ہے حلیمہ کو آپ کے یہاں امانت کے طور پر رکھو تو لڑکی نے فوراً کہا کہ تاریخ ۱۶/۷ کو بھی فیروز نے مجھے تین طلاق دی تھی (جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا) لیکن اس کے دباؤ کی وجہ سے میں نے کسی کو نہیں کہا۔

پھر دو دن بعد فیروز کا چھوٹا بھائی طاہر گھر آ کر عدت کے ۳۵۰۰ روپئے دے گیا، اور حمیدہ نے عدت کے دن پورے کئے، پھر چار دن بعد حلیمہ چاول لینے گھر سے باہر گئی تھی تو فیروز نے زبردستی اسے پکڑ کر اپنے گھر لے گیا۔ ہم نے ہماری لڑکی کو واپس لانے کے لئے ہمارے گھرانہ کے تین بڑے لوگوں کو بھیجا تو ساس اور سسر صبح وشام کرتے رہے یعنی ٹالتے رہے اور ہماری لڑکی کو واپس نہیں کیا۔

اخیر میں جواب دیا کہ اس کا شرعی حلالہ کرا دیا ہے اور وہ عدت میں ہے۔ فیروز نے بھی ایسا ہی جواب دیا، لوگوں کے کہنے پر میں نے پولیس کیس کر دیا۔ فیروز اپنے گھر کا فتویٰ دے رہا ہے کہ لڑکی کے ماں باپ چاہے راضی نہ ہوں پھر بھی لڑکی راضی ہوں تو حلالہ ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ شریعت کا قاعدہ ہے۔

تو اب پوچھنا یہ ہے کہ

(۱) ان حالات میں لڑکی کو تین طلاق واقع ہوگئی؟ ہمارے اندازے سے پہلی مرتبہ میں تین طلاق واقع ہوگئی تھی؟ (۲) فیروز صاحب شریعت کا جو قاعدہ بتا رہے ہیں کیا وہ صحیح ہے؟ (۳) انہوں نے اپنی مرضی سے حلالہ کرالیا ہے کیا وہ صحیح ہوا؟ (حلالہ کروایا ہے یا نہیں یہ تو اللہ ہی کو معلوم ہے)۔

انہوں نے حلالہ کرایا وہ گھر کے کسی فرد کو قبول نہیں ہے اور اس حلالہ سے لڑکی بھی خوش ہے یا نہیں یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے؟ لڑکی سے ہم ماں باپ ملاقات بھی نہیں کر سکتے ہیں؟ تو یہ کیا ہے؟ کیا یہ حلالہ صحیح ہوا؟ اور اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ۱۰/۷/۱۶ کو لڑکے نے کہا "میں تجھے تیری ماں کے گھر لینے آؤں تو تجھے تین طلاق کی قسم" لڑکی نے اس کے جواب میں کچھ نہیں کہا یا قسم منظور نہیں کی اس لئے قسم منعقد نہیں ہوئی اور طلاق واقع نہیں ہوئی۔ لہذا ۱۰/۷/۱۷ جمعہ کو رات میں لینے جانے کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ (فتاویٰ محمودیہ، فتاویٰ رحیمیہ)۔

اس کے بعد ۱۰/۹/۲۳ کو فیروز نے کہا حمیدہ کو ایک دو تین طلاق۔ تو اس سے تین طلاق واقع ہوگئی اور جن لوگوں نے سنا وہ گواہ بن گئے، اور عورت ہمیشہ کے لئے شوہر پر حرام ہوگئی۔

اب سوال میں لکھا ہے کہ اس کا حلالہ کرایا گیا ہے تو ایک بات جان لینی چاہئے کہ اگر کسی نے دوسرے مرد سے اس شرط پر نکاح کرایا کہ وہ عورت کے ساتھ ایک رات گذار کر اسے طلاق دیدے تو حدیث شریف میں اس فعل پر سخت وعید وارد ہوئی ہے، حلالہ کرنے والے اور کروانے والے اور اس کام میں مدد کرنے والے سخت گنہگار ہیں۔ اگر دوسرے مرد سے نکاح کرایا اور اس سے وطی بھی ہوئی پھر اس کے مزاج کے موافق نہ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے وہ از خود طلاق دے تو عدت ختم کرنے کے بعد یہ عورت زوج اول کے لئے

حلال ہوگی۔

اور رہا سوال فیروز کے زبردستی گھر لے جانے کا تو عدت کے ختم ہونے کے چار دن بعد فیروز زبردستی اسے اپنے گھر لے گیا تو اس نے یہ ناجائز اور حرام کام کیا کہ ایک پرائی (اجنبی) عورت کو زبردستی یا اس کی مرضی کے خلاف اپنے یہاں رکھنا جائز نہیں ہے، اس لئے طلاق ہو جانے کے بعد اور عدت بھی ختم ہو جانے کے بعد وہ اجنبی عورت کے درجہ میں ہے۔

اب اس عورت کا دوسرے کسی مرد سے شرعی نکاح ہوا ہے یا نہیں؟ اس کا خط میں واضح خلاصہ نہیں ہے۔

﴿۱۹۱۵﴾ طلاقِ اضافت الی الزمان کا مسئلہ؟

سوال: قدسیہ اور قمر کا نکاح ۲۰ سال قبل ہوا تھا، دونوں میں چھوٹا موٹا جھگڑا رہا کرتا تھا، ایک دن جھگڑا بڑھ گیا اور قمر نے غصہ میں آکر قدسیہ کو تحریراً طلاق دے دی، اس نے لکھا کہ آج ایک طلاق اور تین مہینہ دس دن بعد فلاں تاریخ کو دوسری طلاق اور اس کے تین مہینہ دس دن بعد فلاں تاریخ کو تیسری طلاق، اب طلاق دینے کے بعد دوسرے یا تیسرے دن قمر کہتا ہے کہ مجھے طلاق منظور نہیں ہے اور مجھے میری عورت واپس چاہئے۔

لہذا اس صورت میں قدسیہ پر کتنی طلاق واقع ہوئی؟ اور پہلی طلاق رجعی واقع ہوئی یا نہیں؟ اور بعد کی دو طلاق معلق بالشرط ہیں یا صرف وعدہ ہے؟ قدسیہ اسی دن قمر کا گھر چھوڑ کر اپنے میکے چلی گئی تھی، اور وہ اب واپس قمر کے پاس آنا نہیں چاہتی، تو شریعت میں اس مسئلہ کا کیا حکم ہے؟ کیا قدسیہ قمر کے نکاح میں باقی ہے؟ اور وقت مشروط آنے پر کتنی طلاق واقع

ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......صورت مسئولہ میں قمر نے اپنی بیوی قدسیہ کو یہ لکھ دیا کہ آج ایک طلاق ہے اور تین مہینہ دس دن بعد فلاں تاریخ کو دوسری طلاق۔ اور اس کے تین مہینہ دس دن بعد فلاں تاریخ کو تیسری طلاق۔ اسے فقہی اصطلاح میں اضافت طلاق الی الزمان کہا جاتا ہے، لہٰذا مذکورہ کلمات لکھتے ہی ایک طلاق رجعی فی الفور واقع ہوگئی، اب اگر عدت کے درمیان رجوع کرلیا ہو تو وہ عورت واپس نکاح میں آگئی اور اگر رجوع نہ کیا ہو تو وہ عورت نکاح میں سے نکل جائے گی، اگر پہلی طلاق کے بعد اس نے رجوع کرلیا ہو تو وہ عورت اس کے نکاح میں باقی ہونے کی وجہ سے دوسری طلاق کا وقتِ مشروط آنے پر دوسری طلاق واقع ہوجائے گی، اس لئے کہ عورت نکاح میں ہونے کی وجہ سے طلاق کا محل باقی ہے، اور دوسری طلاق بھی صریح الفاظ میں ہونے کی وجہ سے رجعی واقع ہوگی، اور اگر پہلی طلاق کے بعد رجوع نہ کیا ہو اور دوسری طلاق کے وقتِ مشروط کے آنے سے قبل اس کی عدت ختم ہوگئی ہو تو اس تاریخ کے آنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ عورت اس وقت اس کے نکاح میں نہیں ہے اس لئے طلاق کا محل نہیں ہے۔

اس تفصیل کے مطابق اگر دوسری طلاق واقع ہوگئی ہو تو اس میں بھی عدت کے درمیان رجوع کرنے کا حق شوہر کو ہے، اور اگر شوہر نے رجوع کرلیا ہو تو تیسری طلاق کی تاریخ آنے پر تیسری طلاق بھی واقع ہوجائے گی، اور حرمت مغلظہ ثابت ہوجائے گی، اب جب تک شرعی طریقہ کے مطابق حلالہ نہ ہوجاوے اس عورت کو بیوی بنا کر رکھنا جائز نہیں ہے۔

اگر دوسری طلاق کے بعد رجوع نہ کیا ہو تو عدت ختم ہوتے ہی عورت نکاح سے نکل جائے

گی اس لئے کہ تیسری طلاق کی تاریخ آنے پر وہ عورت اس کے نکاح میں نہ ہونے کی وجہ سے عورت طلاق کا محل نہیں ہے اس لئے تیسری طلاق واقع نہیں ہوگی، اب بائنہ طلاق کے حکم میں آجانے کی وجہ سے اس تاریخ کے گذر جانے کے بعد از سر نو نکاح کر لینے سے دوبارہ بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے، اور دوبارہ ایک طلاق نہ دے تب تک حرمت مغلظہ ثابت نہیں ہوگی۔

سوال میں تین مہینہ اور دس دن کے بعد کی تاریخ پر طلاق کو معلق کیا ہے، اور عادۃً اس مدت سے پہلے عدت ختم ہو جاتی ہے، لیکن اگر کسی وجہ سے اتنے دنوں میں عدت ختم نہ ہو اور طلاق کی تاریخ عدت کے درمیان آتی ہو تو بقیہ دو طلاقیں بھی واقع ہو جائیں گی، اس لئے کہ عورت عدت میں ہے اور طلاق کا محل باقی ہے اس لئے بقیہ دو طلاقیں بھی واقع ہو کر حرمت مغلظہ ثابت ہو جائے گی۔

مرد نے اپنی مرضی سے طلاق لکھی ہے اس لئے اب وہ منظور کرے یا نامنظور کرے (رد کرے) اس کا کوئی اعتبار نہیں رہتا، اس کے نامنظور کہنے (رد کرنے) سے وقوع طلاق کو روکا نہیں جاسکتا۔ (ہدایہ: ۲/۳۴۴، عالمگیری: ۱/۳۶۶، شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۱۶﴾ ''اگر میں جھوٹا ثابت ہو جاؤں تو میری عورت میرے نکاح سے نکل جاوے'' کہنے سے طلاق ہوگی؟

سوال: ہمارے یہاں انگلینڈ میں گجراتی مسلم سوسائیٹی ہے، انہوں نے مجلس خدام الدین کے صدر صاحب سے کہا تھا کہ کوئی ایسا استاذ ہو جس کی عورت چھوٹے بچوں کو پڑھا سکتی ہو تو ہمیں اس کی ضرورت ہے، تو صدر صاحب نے ایک مولانا کا نام لکھ کر بھیجا تھا، اور یہ بھی

لکھا تھا کہ ان کی بیوی بچوں کو پڑھا سکتی ہے، جب وہ استاذ انگلینڈ آ گئے تو ان سے کہا گیا کہ آپ کی بیوی بچوں کو پڑھائے گی؟ تو انہوں نے تین افراد کی موجودگی میں کہا کہ میری بیوی پڑھائے گی، یہ تین افراد آج بھی اس بات کی گواہی دے رہے ہیں۔

اب ان کی بیوی کے آ جانے کے بعد بچوں کو پڑھاتی نہیں ہے، سوسائیٹی والوں نے ان کی بیوی کے آ جانے کے بعد ان کی بیوی کو استاذ کے طور پر مقرر کرنے کے لئے کہا تو انہوں نے اول تو یہ جواب دیا کہ میری بیوی کی طبیعت اچھی نہیں ہے، پھر وہ یہ جواب دینے لگے کہ میں نے ایسی کوئی شرط انڈیا میں یا یہاں منظور نہیں کی کہ میری بیوی پڑھائے گی، تو سوسائیٹی والوں نے کہا کہ تم جھوٹے ہو، تو امام صاحب نے کہا کہ ''اگر میں جھوٹا ثابت ہو جاؤں تو میری عورت میرے نکاح سے نکل جاوے'' اب مذکورہ کلمات کہنے سے اس امام صاحب کی بیوی ان کے نکاح میں رہی؟ اور ان کی امامت کا کیا حکم ہے؟

نوٹ: ایک شخص نے امام صاحب سے پوچھا بھی کہ آپ کو صدر صاحب نے آپ کی بیوی کے پڑھانے کے متعلق پوچھا تھا یا نہیں؟ تو امام صاحب نے جواب دیا کہ ''صدر صاحب نے مجھ سے پوچھا تھا اور میں نے کہا تھا کہ میری بیوی پڑھائے گی''۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... صورت مسئولہ میں جو الفاظ کہے گئے ہیں وہ تعلیق طلاق اور کنایہ کے ہیں اس لئے گواہوں کی گواہی سے ان کی بات کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جاوے تو ان کی بیوی پر طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور از سر نو نکاح کئے بغیر دوبارہ اس سے بیوی کا تعلق رکھنا ناجائز اور حرام کہلائے گا، عدت میں یا عدت کے بعد از سر نو نکاح کر کے اسے بیوی بنا کر رکھ سکتے ہیں اور بلا نکاح کئے اگر ساتھ میں رہے تو ان کی امامت مکروہ تحریمی شمار ہوگی۔ (ہدایہ: ۲/۳۶۴، فتاویٰ دار العلوم، طحطاوی)

﴿۱۹۱۷﴾ طلاق معلق بالشرط؟

سوال: میرے شوہر نے ایک شرط رکھی ہے کہ ”تو اگر زلیخا بانو اور محمد بھائی کے ساتھ بات کرے گی تو تو میرے نکاح میں نہیں ہے“ اور میں نے غلطی سے زلیخا بانو سے بات کر لی لیکن محمد بھائی کے ساتھ بات نہیں کی ہے تو مسئول بہ امر یہ ہے کہ میرا نکاح باقی ہے یا ختم ہو گیا؟ کیا اس صورت میں طلاق ہو جاتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں شوہر نے طلاق کو شرط کے ساتھ مشروط کیا ہے، اور طلاق کے لئے الفاظ کنایہ کا استعمال کیا ہے، اس لئے اگر شرط پائی جائے گی تو عورت پر طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور نکاح فی الفور ختم ہو جائے گا، اب دوبارہ اسی مرد کے ساتھ رہنا ہو تو نکاح ثانی کر کے عدت میں یا عدت کے بعد میاں بیوی بن کر رہ سکتے ہیں۔

لیکن صورت مسئولہ میں شرط کے مطابق دونوں فرد کے ساتھ بات نہیں ہوئی ہے اس لئے جب تک دونوں فرد کے ساتھ بات نہیں ہو جاتی اس وقت تک طلاق نہیں ہوگی، ابھی صرف ایک فرد زلیخا بانو ہی سے بات ہوئی ہے دوسرے فرد محمد بھائی کے ساتھ بات نہیں ہوئی ہے اس لئے ابھی طلاق نہیں ہوگی۔ (شامی، عالمگیری) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۱۸﴾ شرط پائی جائے گی تو جزا بھی پائی جائے گی؟

سوال: زید نے اپنی بیوی کو عدم اعتماد کی وجہ سے کہا کہ ”تو اگر فلاں شخص کے مکان کی طرف نظر کرے گی تو تجھے ایک طلاق“ زید کے یہ کہتے ہی اس کی بیوی نے اس مکان کی طرف دیکھنا بند کر دیا، اب زید کو اعتماد ہو گیا، اور اس کا شک دور ہو گیا تو کیا اب زید کی مرضی

سے اس کی بیوی کسی کام کی وجہ سے اس شخص کے مکان کی طرف نظر کرے گی تو طلاق ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... زید کی بیوی اس کی مرضی سے بھی اس مکان کی طرف نظر کرے گی تو بھی شرط پوری ہونے کی وجہ سے اس کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی۔ اذا وجد الشرط وجد المشروط۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۱۹﴾ ایک طلاق کو کئی شرطوں کے ساتھ معلق کرنا؟

سوال: زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''تو فلاں جگہ جاوے تو تجھے ایک طلاق فلاں شخص کی طرف نظر کرے تو ایک طلاق'' یعنی تین چار شرطیں جدا جدا ایک طلاق کے ساتھ لگائیں، تو کیا مذکورہ عورت تمام شرطوں کو پورا کرے تو ایک ہی طلاق ہوگی یا زیادہ؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... زید نے طلاق کو معلق بالشرط کیا ہے، البتہ یہ دیکھنا چاہئے کہ تمام شرائط کے بعد ایک مرتبہ طلاق کہا ہے یا ہر شرط کے ساتھ ایک مرتبہ طلاق کہا ہے، اگر ہر شرط کے بعد طلاق بھی بولتا گیا تو جدا جدا طلاق سمجھی جائے گی، اور جب جب وہ شرط پائی جائے گی تو طلاق بھی ہوتی جائے گی، اور اگر تمام شرائط بولنے کے بعد ایک مرتبہ طلاق کہا ہے تو تمام شرائط پورے ہوں گی تو ایک طلاق واقع ہوگی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۲۰﴾ ''تو تیرے ماموں کے گھر گئی تو تجھے طلاق'' کہنے کے بعد شوہر کی اجازت سے ماموں کے گھر جاوے تو طلاق ہوگی؟

سوال: میں نے اپنی عورت کو اس کے ماموں کے گھر جانے سے اس طور پر منع کیا کہ ''اگر تو اپنے ماموں کے گھر گئی تو تجھے طلاق'' اب اگر میری بیوی میری اجازت کے بغیر اپنے ماموں

کے گھر جاوے تو شریعت کی طرف سے اس کا کیا حکم ہوگا؟ اور اگر میری بیوی میری اجازت سے (یعنی اس کے شوہر کی اجازت سے) اپنے ماموں کے گھر جاوے تو کیا حکم ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جب آپ نے اپنی بیوی سے کہا کہ "تو اپنے ماموں کے گھر گئی تو تجھے طلاق" تو اب آپ کی بیوی آپ کے ماموں کے گھر جائے گی تو ایک طلاق رجعی ہو جائے گی۔ (ہدایہ، شامی) شوہر نے جس شرط کے ساتھ طلاق کو معلق کیا اس میں شوہر کی اجازت یا غیر اجازت کا کوئی ذکر نہیں تھا اس لئے چاہے شوہر کی اجازت ہو یا نہ ہو عورت اپنے ماموں کے گھر جائے گی تو ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۲۱﴾ تین طلاقوں کو شرط سے معلق کرنا اوران سے چھٹکارے کی صورت؟

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو زید کی دکان پر جانے سے منع کیا اور روکنے کی بہت کوشش کی لیکن عورت نے کہا کہ میں تو ضرور جاؤں گی تو شوہر نے برانگیختہ ہوکر غصہ میں کہا کہ "اگر تو زید کی دکان پر گئی تو تجھے ایک نہیں مگر تین طلاق ہیں" ان کلمات کو سننے کے بعد عورت زید کی دکان پر نہیں گئی، اور آج تک نہیں گئی ہے، لیکن یہاں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر شوہر اس عورت کو زید کی دکان پر جانے کی اجازت دیدے اور عورت سے کہے کہ تو اب زید کی دکان پر جا سکتی ہے، اور عورت زید کی دکان پر جاوے تو کیا اب طلاق واقع ہوگی؟ اس معلق بالشرط طلاق میں شرط کو روکنے کا اختیار شوہر کے پاس ہے؟ اگر یہ طلاق کے کلمات کہتے وقت شوہر کا ارادہ صرف ڈرانے یا دھمکانے کا ہو طلاق کا ارادہ نہ ہو اور صرف دکان پر جانے سے روکنا مقصود ہو تو مذکور سوال کے جواب میں کوئی فرق آئے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ کے جواب میں قدرے تفصیل ہے، اگر

واقعہ یہ ہو کہ عورت زید کی دکان پر جانے کے لئے نکلی اور شوہر نے منع کیا اس کے باوجود عورت نے ضد کر کے زید کی دکان پر جانے کا ارادہ ظاہر کیا اور شوہر اس کی بات سے برانگیختہ ہو گیا اور اس نے مذکورہ طلاق کے کلمات کہے کہ ’’اگر تو زید کی دکان پر گئی تو تجھے ایک نہیں مگر تین طلاق ہیں‘‘ اور یہ سنتے ہی عورت رک گئی اور زید کی دکان پر نہیں گئی تو طلاق نہیں ہوئی، اور اب آئندہ زید کی دکان پر جائے گی تو بھی طلاق نہیں ہوگی، اس لئے کہ اس صورت میں یہ سمجھا جائے گا کہ شوہر نے اسی وقت جانے پر طلاق کو موقوف کیا تھا، جسے یمین فور کہتے ہیں۔(درمختار:۲)۔

اور اگر جس وقت شوہر نے یہ کلمات کہے اس وقت عورت دکان پر نہ جارہی ہو بلکہ کہیں بیٹھی ہو یا کوئی اور کام کر رہی ہو یا یہ کلمات کہتے وقت شوہر کا ہمیشہ کے لئے اس جگہ جانے سے اس کو روکنے کا ارادہ ہو تو اب جب بھی اس دکان پر جائے گی اسے شرط کے مطابق تین طلاق ہو جائے گی، اور معلق بالشرط طلاق میں جب شرط پائی جائے گی اس کی جزا یعنی طلاق بھی واقع ہو جائے گی۔اس کے رد کرنے کا اختیار شوہر کو بھی نہیں ہے۔اس لئے اب بہتر یہ ہے کہ عورت مستقبل میں کبھی بھی اس دکان پر نہ جائے تا کہ وقوع طلاق کی نوبت نہ آئے۔

یا اس مشکل سے نکلنے کا ایک اور حل درمختار میں بتایا گیا ہے اسے اختیار کر لیا جائے جس کی صورت یہ ہے کہ اولاً شوہر اپنی بیوی کو ایک طلاق دے اور عدت کے درمیان اس سے رجوع نہ کرے، اور عدت ختم ہوتے ہی اس عورت کا نکاح اس مرد سے ختم ہو جائے گا، اب یہ عورت زید کی دکان پر جائے، زید کی دکان پر جاتے ہی شرط پوری ہو گئی، لیکن طلاق نہیں ہوگی اس لئے کہ اس وقت عورت طلاق کا محل نہیں ہے اس لئے طلاق نہیں ہوگی اور قسم پوری

ہو جائے گی، اس کے بعد شوہر اس عورت سے از سر نو نکاح کر لے تو اب جب بھی اس دکان میں جانا چاہے تو بلا تردد جا سکتی ہے، لیکن اب شوہر کو صرف دو طلاق کا ہی اختیار رہے گا۔ (درمختار: ۳/۵۰۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۲۲﴾ معلق بالشرط طلاق میں شوہر کو طلاق کے رد کرنے کا اختیار ہے؟

سوال: زید نے عامرہ سے اس کی والدین کی مرضی کے خلاف نکاح کر لیا، عامرہ کے والدین اس نکاح سے ناراض تھے بعد میں گاؤں والے اور لڑکی کے رشتہ داروں کے سمجھانے پر ایک شرط پر راضی ہوئے کہ ہر مہینہ کی دس تاریخ کو رات ۱۲:۰۰ بجے سے پہلے لڑکے کو خرچ کے ۱۰۰ روپئے دینے پڑیں گے نہیں تو لڑکی کو طلاق ہو جائے گی، اور لڑکے سے یہ قبول کروایا اور کہلوایا اور لڑکے نے اقرار بھی کیا کہ اگر وہ ہر مہینہ کی دس تاریخ کو رات ۱۲:۰۰ بجے سے پہلے خرچ کے ۱۰۰ روپئے نہ دے تو اس کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی، اس شرط کو آج آٹھ سے دس سال ہو چکے ہیں اور لڑکا برابر ہر مہینہ وقت موعود سے قبل سو روپیہ دیتا رہا ہے، لیکن اب مرد اور عورت دونوں مل کر یہ شرط ختم کرنا چاہتے ہیں تو کیا یہ شرط شرعی اصول کے مطابق رد و ختم ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر ختم ہو سکتی ہے تو اس کا طریقہ اور صورت کیا ہے وہ بتا کر ممنون فرمائیں، یہ شرط مرد اور عورت دونوں مل کر ختم کرنا چاہتے ہیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جب مرد طلاق کو کسی شرط پر موقوف کرے تو جب وہ شرط پائی جائے گی تو طلاق واقع ہو ہی جائے گی، اور جب ایک مرتبہ طلاق کو کسی شرط پر موقوف کر دیا اس کے بعد اس کو کسی طرح ختم نہیں کیا جا سکتا، چاہے دونوں میاں بیوی اس پر راضی ہوں یا نہ ہوں۔ (شامی: ۲/۴۸۹)

﴿۱۹۲۳﴾ طلاق معلق بالشرط میں شرط باطل نہیں ہوسکتی؟

سوال: عمر نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا: اگر تو اپنے بھائی کے گھر جاوے تو تجھے طلاق، ہندہ سالوں سے اپنے بھائی کے یہاں نہیں گئی اب اس کا شوہر اپنے الفاظ واپس لینا چاہتا ہے اورشرط کو باطل کردینا چاہتا ہےاوراسے اپنی قسم پر پچھتاوا اورافسوس ہورہا ہےتو اب اس کا حل کیا ہے؟اورشرط ختم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاًومسلماً......شوہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ ’’اگرتو اپنے بھائی کے گھر جاوےتو تجھے طلاق‘‘ یہ طلاق معلق بالشرط ہے،اس لئے جب شرط پوری ہوگی طلاق ہوہی جائے گی۔اسے اب رد یا باطل نہیں کیا جاسکتا،اس سے بچنے کی اب دوہی صورتیں ہیں:

(۱) ایک یہ کہ شوہر اپنی بیوی کوایک طلاق دے کر عدت میں رجوع نہ کرے عدت ختم ہوتے ہی عورت نکاح سے نکل جائے گی اوراب اس کی بیوی نہیں رہے گی اب عورت اپنے بھائی کے گھر جاوے، جیسے ہی عورت اپنے بھائی کے گھر جاوے گی تو شرط پوری ہوجائے گی لیکن اس وقت عورت طلاق کا محل نہیں ہے کیونکہ وہ اس مرد کے نکاح میں نہیں ہےاس لئے طلاق نہیں ہوگی اورشرط پوری ہوجائے گی، پھر مرد اس عورت سے نکاح کرلیوے پھر عورت جب اپنے بھائی کے گھر جانا چاہے گی جاسکے گی،اب بھائی کے گھر جانے پرطلاق نہیں ہوگی،البتہ اب مردکوصرف دوہی طلاق کا اختیار رہے گا۔

(۲) یادوسری صورت یہ ہے کہ بھائی کے انتقال ہونے تک بھائی کے گھر نہ جاوے،انتقال کے بعد وہ گھر بھائی کانہیں رہے گا اس کے ورثاء کا ہوجائے گا اس لئے اس کے بعد جائے گی تو طلاق نہیں ہوگی۔(شامی،عالمگیری) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۲۴﴾ ”تو میرے گھر سے چلی جا، میں اپنے بچوں کی پرورش خود کرلوں گا“ کہنے سے طلاق ہوگی؟

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو گھریلو جھگڑے سے تنگ آکر غصہ کی حالت میں کہا کہ ”تو میرے گھر سے چلی جا، میں اپنے بچوں کی پرورش خود کرلوں گا“ جواب میں بیوی نے کہا: ”میں اپنے بچوں کو چھوڑ کر اس گھر سے جانے والی نہیں ہوں، تجھ سے جو بنتا ہو کرلے“۔

تو مسئول بہ امر یہ ہے کہ شوہر کا مندرجہ بالا جملہ کہنے کی وجہ سے اس کی بیوی کو کیا طلاق ہو گئی؟ اور طلاق ہوگئی تو کونسی؟ کیا دوبارہ نکاح کرنا ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ”تو میرے گھر سے چلی جا، میں اپنے بچوں کی پرورش خود کرلوں گا“ یہ الفاظ کنایہ طلاق کے ہیں، اور کنایہ طلاق کے الفاظ میں طلاق کی نیت کا ہونا ضروری ہے، لہذا اگر یہ کلمات کہتے وقت شوہر کی نیت طلاق کی ہوگی تو طلاق بائن واقع ہوجائے گی، اب عدت میں یا عدت کے ختم ہونے کے بعد از سر نو نکاح کر کے دونوں میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۲۵﴾ لفظ کلّما سے طلاق اور اس سے خلاصی کی صورت؟

سوال: زید نے عمر پر تہمت لگائی اور اپنے دعوے کو صحیح ثابت کرنے کے لئے اس نے کلّما کی طلاق والی قسم کھائی تو اس قسم کے کفارہ کی کیا شکل ہے؟ اس سے خلاصی کی کیا صورت ہے؟ کیا اب وہ جب بھی نکاح کرے گا تو اس کی بیوی کو طلاق ہوجائے گی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... کلّما کے جملہ کے ساتھ قسم کھائی جائے تو اس کا کوئی کفارہ نہیں ہے، وہ شخص جب جب نکاح کرے گا اس کی بیوی کو طلاق ہوجائے گی۔

البتہ وہ خود نکاح نہ کرے اور کوئی خیر خواہ فضولی بن کر اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح کرا دے اور وہ شخص زبان سے نکاح قبول نہ کرے بلکہ عملاً قبول کر لے یعنی اپنی بیوی سے جماع کر لے تو ایسے نکاح پر اس قسم کا اثر نہیں ہوتا، اور اس نکاح کی وجہ سے اس کے نکاح میں آنے والی بیوی کو کلّما کی قسم کی وجہ سے طلاق نہیں ہوگی۔ (شامی: ۲/۶۸۳، درمختار: ۲/۶۸۸، ہدایہ: ۲/۳۶۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

باب الخلع

﴿۱۹۲۶﴾ روپیوں کے عوض طلاق دینے کا حکم؟

سوال: خالد کا رشتہ عاتکہ سے ہوا اور منگنی ہوگئی، پھر نکاح سے پہلے خالد یو.کے. چلا گیا۔ پھر خالد کے والد صاحب نے لڑکی کو یعنی عاتکہ کو اپنے خرچہ سے یو.کے. بھیجا، وہاں پہنچ کر عاتکہ نے خالد سے نکاح کرنے سے انکار کردیا، بہت سمجھانے کے بعد اور والدین و رشتہ داروں کے کہنے کے بعد تین مہینہ کے بعد نکاح کرلیا۔ پھر کچھ مہینوں تک گذر بسر ہوا، پھر کسی وجہ سے خالد کے والد نے دونوں کو ٹکٹ بھیج کر ملاوی بلوالیا، ملاوی میں کچھ دن دونوں ساتھ میں رہے، پھر عاتکہ کے والد عاتکہ کو اپنے گھر لے گئے، گھر پہنچنے کے بعد لڑکی اب واپس اپنے سسرال جانے سے اور اس لڑکے کے ساتھ رہنے سے انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اگر دوبارہ مجھے وہاں بھیجو گے تو میں خودکشی کرلوں گی۔ دونوں فریق نے فیصلہ کے لئے حکم متعین کئے ہیں، خالد کے والد صاحب کا کہنا ہے کہ عاتکہ کو یو.کے. بھیجنے کا خرچہ اور ملاوی بلانے کا خرچہ اور ٹرانسپورٹیشن کا جو کچھ خرچہ ہوا ہے وہ دو تو ہم طلاق دیں گے، تو اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ کیا یہ خرچ مانگنا مناسب ہے؟ اور اگر دینا پڑے تو شریعت کے قانون کے مطابق کتنا دینا پڑے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اولاً یہ جاننا ضروری ہے کہ ’’لڑکی اپنے شوہر کے ساتھ رہنے کے لئے کس وجہ سے انکار کررہی ہے، اس میں قصور وار لڑکا ہے یا لڑکی؟

اگر زیادتی اور ظلم لڑکے والوں کی طرف سے ہے تو زیادتی بند کر کے عورت کے حقوق ادا کرنے اور کرانے کی فکر کرنی چاہیئے اور یہ نہیں ہوسکتا تو طلاق دے کر اسے آزاد کردینا

چاہئے اور مرد طلاق دینے کے لئے راضی نہ ہو اور لڑکی سے روپیہ کا مطالبہ کرے تو یہ مکروہ ہے، اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں: **فلا تاخذوا شیئا۔** یعنی: عورت کے پاس سے اس میں سے کچھ نہ لو۔ (ہدایہ)۔

اور اگر زیادتی اور نافرمانی عورت کی طرف سے ہو تو مہر کی رقم کے برابر رقم لینا درست ہے اور مہر کی رقم سے زیادہ بھی ایک روایت کے مطابق لے سکتے ہیں، اب رہا سوال لڑکی کو یو کے بھیجنے اور ملاوی بلانے اور ٹرانسپورٹیشن کے خرچ کا؟ تو جس وقت یہ خرچ کیا گیا اس وقت خرچ واپس لینے کی یا قرض کے طور پر دینے وغیرہ کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی اس لئے یہ تبرع اور احسان ہے لہذا یہ خرچ واپس نہیں لیا جاسکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۲۷﴾ مہر اور عدت کے خرچ پر خلع کرنا؟

سوال: ایک شخص کی شادی کو تین سال ہو چکے ہیں اس کی بیوی مہمان کے بہانے سے اپنے میکے گئی تھی پھر واپس نہیں آئی، سچے اور جھوٹے بہانے بنا کر اپنے شوہر کے یہاں آنے سے منع کرتی ہے، اس کا باپ شوہر پر زور ڈال رہا ہے کہ وہ اس کی بیٹی کو طلاق دیدے، لیکن شوہر طلاق دینے کے لئے راضی نہیں ہے۔

تو پوچھنا یہ ہے کہ اگر شوہر اس شرط پر طلاق دیوے کہ وہ مہر کی رقم اور نان ونفقہ کا خرچ نہیں دے گا تو شریعت میں اس کی گنجائش ہے؟ اگر جبر واکراہ کر کے طلاق لی جاوے تو کیا اس طلاق کی وجہ سے مہر اور نان ونفقہ دینا پڑے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جبر واکراہ کی صورت میں بھی شوہر نے زبان سے طلاق دے دی تو طلاق ہو جائے گی، اور مہر وعدت کا خرچ دینا لازم ہو جائے گا، جبر واکراہ

کر کے طلاق وصول کرنے سے عورت کا یہ حق ختم نہیں ہو جاتا۔ (شامی، ہدایہ وغیرہ) لیکن بیوی یہ کہے کہ میں نے اپنے حقوق مہر اور عدت کا خرچ معاف کر دیا ہے مجھے طلاق دے دو، اور اس کے جواب میں شوہر اسے طلاق دے دے تو مہر اور عدت کا خرچ معاف ہو جائے گا اور دینا نہیں پڑے گا، نیز شوہر مہر اور عدت کا خرچ معاف کرنے کی شرط پر طلاق دیوے اور عورت اسے منظور کر لے تو بھی معاف ہو جائے گا۔ (جوہرہ: ۱۲۲، عالمگیری: ۵۱۶)

﴿۱۹۲۸﴾ خلع میں مرد کتنے روپئے لے سکتا ہے؟

سوال: ایک عورت اپنے شوہر سے طلاق مانگ رہی ہے، تو عورت مرد کو کتنے روپئے دیوے؟ اور مرد عورت سے کتنے روپئے لے سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عورت مرد سے خلع کرنے پر راضی ہے اور طلاق کا مطالبہ کر رہی ہے تو دیکھنا چاہئے کہ قصور اور ظلم کس کی طرف سے ہے؟ مرد کی طرف سے ہے یا عورت کی طرف سے؟ اگر مرد کی طرف سے ظلم ہے تو طلاق یا خلع پر عورت سے مہر لینا یا مال لینا سخت گناہ کا کام اور حرام ہے، اگر لیا بھی ہو تو اس کا استعمال بھی حرام کہلائے گا۔

اور اگر ظلم یا نافرمانی عورت کی طرف سے ہے اور عورت طلاق مانگ رہی ہے تو جتنی مہر مقرر کی ہو اس سے زیادہ نہ لینا بہتر ہے، اتنی رقم لے کر نکاح سے جدا کر دی جائے، البتہ مہر سے زیادہ رقم کے مطالبہ پر بھی گناہ نہیں ہوگا۔ (ہدایہ، عالمگیری) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۲۹﴾ خلع کے روپئے لینے کیسے ہیں؟

سوال: میرے بڑے بھائی کی شادی ایک شہر میں ہوئی تھی، میری بھابھی رمضان عید کے دوسرے دن اپنے میکے گئی، اس وقت میرے والد صاحب حیات تھے، کچھ دنوں بعد میرے

والد صاحب کا انتقال ہو گیا، میری بھابھی کو انتقال کی خبر پہنچائی پھر بھی وہ میت میں نہیں آئی، اس کے بعد میرے چچا اور بڑے ابا بھابھی کو لینے کے لئے ان کے گھر گئے تو میرے بھائی کے خسر نے کہا کہ چار دن بعد بھیج دیں گے۔ لیکن ۲۸ دن ہو گئے وہ نہیں آئی اور پھر ہم نے ہماری جماعت کے کچھ ذمہ دار لوگوں کو بھیجا تو انہوں نے جواب دیا کہ آٹھ دن بعد بھیجیں گے اور پھر میں اور میرا بھائی اور کچھ دوست میری بھابھی کے گھر گئے تو معلوم ہوا کہ میرے بھائی کے خسر اور خوش دامن تو بھیجنے کے لئے راضی ہیں لیکن لڑکی آنے کے لئے راضی نہیں ہے، خودکشی کرنے کی دھمکی دیتی ہے۔ ہمارا ان سے کوئی لڑائی اور جھگڑا نہیں تھا لیکن وہ اب طلاق مانگتی ہے تو اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میاں بیوی میں ناچاقی ہو اور کسی وجہ سے ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کرتے ہوں تو اول یہ کوشش کرنی چاہئے کہ دونوں کی ناچاقی دور ہو جائے اور صلح ہو جائے اور یہ رشتہ بنا اور قائم رہے، البتہ ہر ممکن کوشش کے باوجود دونوں میں کسی طرح نبھاؤ نہ ہوتا ہو اور عورت طلاق کا مطالبہ کر رہی ہو اور مرد کا قصور بھی نہ ہو تو ایسی عورت کے لئے حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے۔

فقہاء کے قول کے مطابق اگر شوہر اس حالت میں طلاق دے گا تو شوہر کو گناہ نہیں ہوگا، البتہ شوہر طلاق دینا نہ چاہتا ہو تو عورت عدت خرچ اور مہر کے عوض یا کچھ زائد رقم دے کر مرد سے طلاق مانگ سکتی ہے، مرد کا قصور نہ ہو تو وہ روپئے لینے میں گنہگار نہیں ہے۔ (شامی:۲)

﴿۱۹۳۰﴾ روپیوں کی شرط پر طلاق دینا

سوال: ایک شخص حج کر کے آیا، اس نے حج کرنے کی خوشی میں رسمی دعوت کی، جس میں

رسم کے طور پر اس کی بیوی کو ۵۰۰ روپے نقدی اور ۱۰۰ روپے کپڑے کے اور ۳۶۵ روپے زیور کے لئے یعنی کل ملا کر ۱۰۶۵ روپے دئے، فی الحال یہ رقم اس کی بیوی کے پاس ہی ہے، اس کی بیوی گھر بیٹھی ہوئی ہے یہ شخص اپنی بیوی کو بلانا چاہتا ہے لیکن وہ آنے سے انکار کرتی ہے اور طلاق مانگتی ہے یہ شخص کہتا ہے کہ مہر کے روپے ۱۲۷:۵۰ منہا کر کے مابقیہ رقم مجھے لوٹا دے تو میں طلاق دے دوں گا، لہذا آنجناب فقہ اسلامی کی روشنی میں بتائیں کہ اس کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جب آپ کی طرف سے بیوی پر کوئی ظلم وزیادتی بھی نہیں ہے اور اس کی حق تلفی بھی نہیں ہے اس کے باوجود وہ عورت طلاق مانگتی ہے تو اس کو طلاق دینے پر آپ سے کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا، لہذا آپ سوال میں مذکورہ شرط پر طلاق دینا چاہتے ہیں تو دے سکتے ہیں، آپ نے سوال میں حساب کا جو میزان کیا ہے وہ سمجھ میں نہیں آیا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۳۱﴾ شوہر یا اس کا وکیل زوجہ سے خلع کرانے پر راضی ہو اور شرط کے مطابق عورت راضی ہوگئی ہو تو خلع صحیح ہوگیا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتی صاحب اس مسئلہ میں کہ زید کے والد نے اپنے بیٹے کی طرف سے وکیل بن کر اظہار رضامندی کیا کہ اگر لڑکی مکان اور متعلقہ اخراجات کا کیس ختم کردے تو ہم اس کے خلع کی شرائط کو قبول کرتے ہوئے طلاق دے دیں گے۔ چنانچہ یہ گفتگو زید کے والد کی باقاعدہ ٹیپ میں محفوظ کرلی گئی ہے۔ اور دو گواہ بھی اس کے شاہد ہیں۔ اور ٹیلیفون کو دوسروں کے کانوں کے درمیان رکھ کر وہ الفاظ سنے گئے ہیں کہ

واقعی اگرلڑکی کیس ختم کردے تو وہ طلاق بشکل خلع دیدیں گے۔زید کے والد نے وکیل بن کر خلع کی ہر شکل قبول کی ہے۔اپنے زید کی طرف سے اور اظہار رضامندی کیا ہے کہ ہمارے بیٹے کو خلع کی صورت منظور ہے۔چنانچہ لڑکی نے اپنے وکیل کے پاس جا کر جائداد اور دیگر لوازمات کا کیس ڈراپ (مقدمہ ختم) کر دیا ہے۔اور خلع کے لئے اپنا سٹیٹ مینٹ بھی دے دیا ہے۔جس پر اس کے دستخط ہیں۔اور ملفوف ھٰذا ہے۔اور گواہوں کے دستخط بھی موجود ہیں۔اب چار آدمی گئے تھے ان کے پاس طلاق لینے کے لئے لیکن جب وہ چار آدمی ان کے گھر گئے تو انہوں نے طلاق دینے سے انکار کر دیا۔ان حالات میں شرعًا لڑکی کو طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟ براہ کرم مذکورہ بالا حالات کا شرعًا فتوی جلد از جلد دے کر ممنون فرمائیں۔فقط والسلام

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شوہر یا شوہر کا وکیل زوجہ سے خلع کرانے پر راضی ہوا اور شرط کے مطابق عورت خلع کرنے پر راضی ہوگئی ہو تو خلع صحیح ہو گیا۔اور خلع بھی طلاق بائن ہے اس لئے خلع کے صحیح ہوتے ہی عورت پر طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔اور شوہر سے پھر طلاق لینے کی ضرورت نہیں۔اب عورت عدت پوری ہونے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔کما فی باب الخلع فی رد المحتار۔فقط واللہ تعالی اعلم

باب الظہار

﴿۱۹۳۲﴾ بیوی کا شوہر کو بھائی کہنا؟

سوال: میری بیوی پندرہ دن سے بیمار تھی، اس بیماری کی حالت میں میری بیوی نے مذکورہ کلمات اپنی زبان سے کہے، میری بیوی نے کہا کہ ''تو میرا بھائی اور میں تیری بہن اور آج سے تیرا میرا کوئی رشتہ نہیں ہے'' اور یہ کہہ کر اپنے دونوں ہاتھ کی چوڑیاں توڑ دیں۔ اب اس کے اس طرح کہنے کے بعد میرے لئے اس کے ہاتھ کا کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟ اسے گھر میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... عورت کا مذکورہ کلمات کہنا مبنی بر جہالت اور بے وقوفی کا مظاہرہ ہے۔ اس سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا، آپ دونوں بدستور میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں۔ البتہ عورت مذکورہ کلمات کہہ کر گنہگار ہوئی یہ نفع میں رہا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۳۳﴾ ''تو آج سے میرے لئے میری ماں بہن کے برابر ہے'' کہنے سے طلاق ہوگی؟

سوال: ایک عورت نے اپنے شوہر کو تمام گھر والوں کی موجودگی میں کہا کہ ''تو آج سے میرے لئے میرے بھائی اور باپ جیسا ہے'' اور اس مرد نے بھی تمام کی موجودگی میں اپنی بیوی سے کہا کہ ''تو بھی آج سے میرے لئے میری ماں بہن کے برابر ہے'' تو اس کہنے سے طلاق ہوگئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... بیوی مذکورہ کلمات کہہ کر سخت گناہ کی مرتکب ہوئی، اسے توبہ کرنی چاہئے اور آئندہ ایسی جہالت کے مظاہرہ سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے، اور شوہر

نے جن الفاظ کا تکلم کیا ہے کہ ''آج سے میرے لئے میری ماں بہن کے برابر ہے'' تو شوہر نے مذکورہ کلمات کس نیت سے کہے ہیں یہ جاننا ضروری ہے؟ اگر ظہار کی نیت سے کہے ہیں تو ظہار ہو جائے گا، اور طلاق کی نیت سے کہا ہو تو طلاق بائن واقع ہوگی۔ (جوہرہ:۲۲۶)

﴿۱۹۳۴﴾ آج سے تو ماں اور بہن ہے' کہنے کا حکم؟

سوال: میں نے ایک مرتبہ غصہ کی حالت میں اپنی بیوی سے کہا کہ ''آج سے تو ماں اور بہن'' تو کیا اس جملہ سے میری بیوی کو طلاق ہوگئی؟ کچھ تبلیغی بھائیوں کا کہنا ہے کہ طلاق ہوگئی، پنچایت نے مجھ سے پوچھا کہ تو عورت کو رکھنا چاہتا ہے یا نہیں؟ تو میں نے نفی میں جواب دیا، تو کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر میں نے ہاں کہا ہوتا تو طلاق نہیں ہوتی، امام صاحب کا کہنا ہے کہ طلاق ہوگئی، تو اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اور اس مسئلہ میں شرعی حکم کیا ہے؟ بیوی گھر سے جانے کو راضی نہیں ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مرد نے اپنی بیوی سے یہ جملہ کہا ہو کہ ''آج سے تو ماں اور بہن'' تو اس جملہ سے اس کی بیوی کو طلاق نہیں ہوگی، اس جملہ کے کہنے سے وہ گنہگار ہوگا۔

پنچایت کے روبرو ''میں اس کو رکھنا نہیں چاہتا'' کہنے سے آپ کی مراد کیا تھی؟ اگر طلاق کی نیت سے مذکورہ کلمات کہے ہوں تو طلاق بائن واقع ہوگی، اور عدت کے اندر یا عدت کے ختم ہونے کے بعد از سر نو نکاح کر لینے سے دوبارہ وہ عورت آپ کی بیوی بن جائے گی، اور پھر دونوں کا میاں بیوی کی طرح رہنا درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم:۳۰۶/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۳۵﴾ بیوی کو ماں اور بہن کہنا؟

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو غصہ میں ماں بہن کہا اور کچھ دنوں بعد نام نہاد دو چار فقیروں کو دو وقت کا کھانا کھلا دیا، اور اسی عورت کے ساتھ نئے سرے سے نکاح کر لیا تو پوچھنا یہ ہے کہ اس طرح کرنے سے کیا وہ عورت دوبارہ اس کی بیوی بن گئی؟ اب اگر ان کو کوئی اولاد ہوتی ہے تو وہ حلالی کہلائے گی یا حرامی؟ از روئے شریعت ان کا طریقہ درست ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بیوی کو ماں بہن کہنا سخت گناہ کا کام ہے، اس سے بچنا چاہئے، اور توبہ کرنی چاہئے لیکن بیوی کو صرف ماں بہن کہنے سے اس سے نکاح ختم نہیں ہو جاتا اور کوئی کفارہ بھی واجب نہیں ہوتا۔ اگر کوئی یوں کہے ''کہ تو میرے لئے ماں جیسی حرام ہے'' تو تشبیہ بالمحرمات کے الفاظ ہونے کی وجہ سے ظہار کا حکم عائد ہوگا۔ (شامی) فقط و اللہ تعالیٰ اعلم

باب العدة

﴿۱۹۳۶﴾ فون پر دی گئی طلاق کا حکم؟/ عورت عدت کہاں گزارے؟

سوال: میرے لڑکے ابراہیم منصور نے ساؤتھ افریقہ سے فون کر کے اپنی بیوی عرفانہ کو اپنے نکاح سے خارج کر دیا۔ عرفانہ یہاں انڈیا، سورت میں اپنے سسرال میں رہتی ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ تاریخ ۴/۲/ ۲۰۱۰ء کو ابراہیم نے عرفانہ کے موبائل پر فون کیا اور کہا کہ میں ابراہیم بول رہا ہوں اور میں عرفانہ کو اپنے نکاح سے خارج کرتا ہوں طلاق طلاق طلاق، عرفانہ نے موبائل پر یہ کلمات سنے اس وقت محلّہ کے دو مرد بھی گواہ کے طور پر حاضر تھے اور دوسرے بھی بہت سے لوگوں نے سنا۔ عرفانہ کی والدہ بھی حاضر تھی ،تو صورت مسئولہ میں طلاق ہوئی یا نہیں، مذکورہ طلاق کے کلمات موبائل فون پر ریکارڈ بھی کئے گئے ہیں؟

(۱) اگر طلاق ہوگئی تو عدت کا خرچ کتنا دینا ہوگا؟ (۲) اور اگر طلاق ہوگئی ہے تو عرفانہ کو اس مکان میں رہنے کا حق ہے یا نہیں؟ عرفانہ عدت کہاں گزارے گی؟ اس مکان میں عرفانہ کے ساتھ اس کی ساس اور خسر رہتے ہیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... طلاق دینے والا مرد قبول کرتا ہو کہ اس نے فون پر طلاق دی ہے یا سننے والوں کو پورا یقین ہو کہ یہ آواز ابراہیم منصور ہی کی ہے تو اس طرح دی ہوئی طلاق معتبر کہلائے گی ،لہذا صورت مسئولہ میں عرفانہ کو تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔

عدت کی مدت تین حیض ہے۔ شوہر اور بیوی کی مالی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے اوسط درجہ کا خرچ متعین کیا جائے گا۔ شریعت کی طرف سے کوئی متعین رقم مقرر نہیں ہے۔ عرفانہ جس

گھر میں رہتی تھی اور اسی گھر میں اسے طلاق ملی اور اس گھر میں شوہر کی آمد و رفت بھی نہیں ہے۔ اور خسر کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے تو اس گھر میں عدت گذار سکتی ہے۔

﴿۱۹۳۷﴾ کیا معتدہ فون سے اجنبی مردوں سے بات کر سکتی ہے؟

سوال: میرے ہم زلف کا یو.کے. میں انتقال ہو گیا، تو میری سالی یو.کے. میں ان کے گھر میں عدت میں بیٹھی ہوئی ہے، تو ان سے ان کے داماد، ان کے بہنوئی ان کے بھائی اور بہن کے داماد ٹیلیفون سے بات کر سکتے ہیں؟ یا انٹرنیٹ پر ایک دوسرے سے بات چیت کر سکتے ہیں؟ کس کس کے ساتھ روبرو، ٹیلیفون وغیرہ سے بات کر سکتے ہیں اس کی مکمل وضاحت فرمائیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... شوہر کا جب انتقال ہو جاتا ہے تو شوہر کے طور پر اللہ نے جو نعمت دی تھی اس سے محروم ہو جانے پر شریعت کی طرف سے اظہار افسوس کے لئے چار مہینہ دس دن کی مدت تک غم منانے کی اجازت ملی ہے اسے شرعی اصطلاح میں وفات کی عدت کہتے ہیں، جس کا سوگ منانا ضروری ہے۔

اس میں اپنے آپ کو سجانا اور سنوارنا اور میک اپ کرنا یا بن سنور کر باہر نکلنے کی ممانعت ہے، اشد ضرورت کے وقت دن میں باہر نکلنے کی اجازت ہے، لیکن رات پھر اسی گھر میں گزارنا ضروری ہے جہاں وہ عدت میں بیٹھی ہے، محرم سے بات کرنا یا انہیں دیکھنا جائز ہے، اور اشد ضرورت کے وقت اجنبی مردوں سے فون پر یا پردہ کی پابندی کے ساتھ بات کرنا بھی جائز ہے منع نہیں ہے۔

پردہ کی پابندی یا کسی بھی طرح اجنبی مردوں سے بات چیت کرنے کا حکم عدت کی مدت میں

یا اس سے پہلے یا اس کے بعد ہر حالت میں عورت کے لئے یکساں ہے۔ ہمارے یہاں روزانہ کے معاملات میں اس بات کی پابندی نہیں کی جاتی صرف عدت کے درمیان ہی اس کی پابندی کی جاتی ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ پردہ کا حکم ہر صورت میں پورا کرنا چاہئے، لہذا بغیر اشد ضرورت کے ٹیلیفون یا چیٹنگ پر مسیج لکھ کر اجنبی مردوں سے بات چیت نہیں کرنی چاہئے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجاً يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْراً (بقرۃ:۲۳۴)۔

عدة الحرة فى الوفاة اربعة اشهر وعشرة ايام سواء كانت مدخولا بها او لا مسلمة او كتابية الخ (عالم گیرد ۵۲۹/۱)

اذا كانت معتدة بت او موت اظهار للتاسف على فوات النكاح بترك الزينة بحلى او حرير او امتشاط الخ (شامی:۲۱۷/۵)۔

و المتوفى عنها زوجها تخرج بالنهار لحاجتها و لا تبيت فى غير منزلها (شامی:۲۲۵/۵)۔

و لا يكلم الاجنبية الا عجوزا (شامی:۵۳۰/۹)۔

فانا نجيز الكلام مع النساء للاجانب ومحاورتهن عند الحاجة الى ذلك و لا نجيز لهن رفع اصواتهن (شامی:۲۹۰/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۳۸﴾ دوطلاق کی عدت؟

سوال: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی صلاح کے لئے دو طلاق دے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ اگر شوہر بیوی کو لے جانا چاہے تو بھیجنا چاہئے یا نہیں؟ اور دو طلاق کی عدت کتنی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکورہ تفصیل ناقص ہے، طلاق کن الفاظ سے دی گئی ہے اس پر شرعی حکم کا مدار ہے (اور یہ سوال میں ذکر نہیں کیا گیا ہے)۔

اس کے باوجود اگر صریح الفاظ میں طلاق دی گئی ہے تو دو طلاق رجعی واقع ہوگی جس کا حکم یہ ہے کہ عدت (تین حیض) کے درمیان شوہر اپنی بیوی سے قولاً یا فعلاً رجوع کر کے اسے اپنی بیوی بنا سکتا ہے، اور اب شوہر کو ایک طلاق کا ہی اختیار رہے گا، اب جب بھی ایک طلاق دے گا تو کل مل کر تین ہو جائے گی اور عورت ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہو جائے گی۔

اور اگر دو طلاق دینے کے بعد عدت کے درمیان رجوع نہیں کیا تو عورت نکاح میں سے نکل جائے گی اب اگر اسے دوبارہ بیوی بنانا ہو تو نئے سرے سے نکاح کرنا ہوگا، اور اس صورت میں حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۳۹﴾ کبیر السن مطلقہ کا اپنے بچوں کو لے کر شوہر کے گھر میں رہنا؟

سوال: ایک مسلمان شخص کی عمر ۶۵ سے ۷۰ کے درمیان کی ہے، وہ ٹی بی کا مریض ہے اور صاحب فراش ہے، اس کی بیوی کی عمر ۶۰ سے ۶۵ کے درمیان کی ہے، اس شخص نے اپنے لڑکوں کی موجودگی میں مذکورہ الفاظ کہے، بیوی بھی وہاں موجود تھی ’فلاں بنت فلاں جو فلاں کی بہن ہے اسے تین طلاق دیتا ہوں‘۔

لہذا مذکورہ بالا مسئلہ میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایک کلمہ میں تین طلاق دینے سے طلاق واقع ہوتی ہے؟ اگر واقع ہوتی ہے تو اس طلاق کی عدت کتنی ہے؟ عورت یہ عدت کہاں گذارے؟ کیا اپنے شوہر کے گھر رہ کر عدت گذار سکتی ہے؟ بعد انقضائے عدت عورت اپنے لڑکوں کے ساتھ رہ سکتی ہے؟ کیا اس کا خرچ اور دیکھ بھال اس کے لڑکے کریں گے،

یاد رہے کہ مکان اس کے شوہر کی ملکیت کا ہے؟ یہ عورت اپنے بھائیوں کے ساتھ نہ رہے اور اپنے لڑکوں کے ساتھ رہے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر رہ سکتی ہے تو شوہر کے مکان میں رہ سکتی ہے یا علیحدہ رہنا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......عمر دراز اور صاحب فراش شخص کے طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، لہذا صورت مسئولہ میں جن الفاظ کا تکلم کیا ہے اس سے عورت پر تین طلاق واقع ہوگئی۔

اب اگر عورت کو حیض آتا ہو تو اس کی عدت تین حیض اور کبرسنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو تین مہینہ عدت گذارنی ہوگی، اس مدت میں شوہر سے کسی بھی قسم کا تعلق نہ رکھتے ہوئے اجنبی مرد کی طرح بالکل علیحدہ اور پردے کے ساتھ شوہر کے گھر میں رہ کر عدت گزارنا چاہے تو گذار سکتی ہے۔

بعد انقضائے عدت کے بہتر یہ ہے کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ یا لڑکوں کے ساتھ علیحدہ رہے، لیکن سوال میں مذکورہ احوال کے پیش نظر کہ شوہر کا مرض الموت میں گرفتار ہونا، اور عورت کا بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جانا، تو ان حالات میں لڑکوں اور پوتوں کے ساتھ شوہر کے گھر میں مطلقہ اس شرط پر رہ سکتی ہے کہ شوہر سے بالکل علیحدگی بنائے رکھے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ بحرالرائق ۱۶۸/۴ پر اس کی تفصیل موجود ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۴۰﴾ عورت کے بدکردار ہونے کی وجہ سے عدت خرچ معاف نہیں ہوتا؟

سوال: ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا، اس عورت کے بدکردار ہونے کی وجہ سے اس کے شوہر نے اسے بہت مرتبہ اس برے فعل سے اپنی اصلاح کرنے کی تاکید

اورکوشش بھی کی، اوراس کے رشتہ داروں نے بھی سختی کی، پھربھی عورت اپنے برے اطوار سے باز نہ آئی، اور کچھ دنوں قبل خسر نے اپنی نظروں سے دوسرے شخص کے ساتھ بری حالت میں دیکھ لیا اس لئے شوہر نے اس عورت کو تین طلاق دے دی، ان حالات میں وہ عورت مہر اور عدت خرچ کی حقدار ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... عورت کے بدکردار ہونے کی وجہ سے مہر اور عدت کا خرچ معاف نہیں ہوتا، طلاق دیتے ہی مہر (اگر اس سے قبل نہ دی ہو یا معاف نہ کروائی ہو) اور عدت خرچ دینا ضروری ہوجاتا ہے۔ (شامی) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۴۱﴾ عدت کی مدت؟

سوال: طلاق کے بعد عدت میں کتنے دن بیٹھنا چاہئے؟ اور عدت کی مدت کا خرچ شوہر سے کتنا لینا چاہئے؟ لڑکے والے غریب نہیں ہیں تو کتنے روپئے لے سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... عدت کی مدت حالت کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے، حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اور حائضہ کی عدت تین حیض ختم ہونے تک ہے اور صغرسنی یا کبر سنی کی وجہ سے جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اس کی عدت مکمل تین مہینہ ہے۔

عدت کا خرچ میاں بیوی کی مالی حالت دیکھ کر درمیانی درجہ کا مقرر کیا جائے گا۔ شریعت کی طرف سے کوئی خاص رقم تعیین کے ساتھ مقرر نہیں ہے، اس لئے کہ حالات اور ضروریات زندگی کی اشیاء کے نرخ بدلتے رہتے ہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۴۲﴾ برتھ کنٹرول والی عورت کے لئے طلاق کی عدت کتنی ہے؟

سوال: ایک عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دی ہے اس عورت نے برتھ کنٹرول کا

آپریشن کروایا ہے، اسے طلاق دینے کو ایک مہینہ ہوا ہے اب یہ عورت دوسرے شخص سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو کیا اس کا دوسرے مرد سے نکاح جائز ہے؟ اس عورت کا کہنا ہے کہ اس نے آپریشن کروایا ہے اس لئے ایک مہینہ کی عدت اس کے لئے کافی ہے تو اس حالت میں اس عورت کو کم ازکم کتنی اور زیادہ سے زیادہ کتنی مدت عدت میں گذارنی ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عدت گذارنا شریعت کا لازمی حکم ہے اور ہر مطلقہ کے لئے شریعت کی طرف سے واجب ہے اس کی خلاف ورزی کرنا جائز نہیں ہے، اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دوسری جگہ نکاح کر لینے سے نکاح صحیح نہیں ہوگا، اس عورت کو عادت کے مطابق حیض آتا ہو تو اس کی عدت تین حیض ہے اور اگر اس آپریشن کی وجہ سے حیض بند ہو گیا ہو تو اس کی عدت تین مہینہ ہے۔

عورت کا قول کہ ''آپریشن کروایا ہے اس لئے ایک مہینہ کی عدت اس کے لئے کافی ہے'' بالکل غلط اور شریعت کے حکم کی خلاف ورزی اور توہین ہے۔ (شامی وغیرہ)

﴿۱۹۴۳﴾ کیا سفر میں عورت کی عدت سوا مہینہ ہی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ ایک عورت مسماۃ فاطمہ بی بی ساؤتھ افریقہ کے سفر پر گئی تھی، ان کے وہاں جانے کے کچھ دنوں بعد یہاں انڈیا میں ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا، ہم نے ان کے شوہر کے انتقال کی خبر ان کو افریقہ پہونچائی، خبر ملتے ہی فوراً فاطمہ بی بی وہیں افریقہ میں سوا مہینہ عدت میں بیٹھ گئی اس کے بعد وہ اپنے حقیقی بھائیوں کے یہاں آنے جانے اور چلنے پھرنے لگیں پھر جب کہ ان کے شوہر کے انتقال کو تین مہینہ ختم ہوئے تو فاطمہ بی بی کا ویزا ختم ہو جانے کی وجہ سے وہ انڈیا

ان کے اصل گھر (شوہر کے گھر) واپس آگئیں، تو اب پوچھنا یہ ہے کہ فاطمہ بی بی کو انڈیا آنے کے بعد عدت میں بیٹھنا پڑے گا؟ افریقہ میں کچھ لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ سفر میں عورت کی عدت سوا مہینہ ہی ہے، تو اب اس عورت کے لئے کیا حکم ہے؟ اور ان کی عدت ختم ہوگئی یا ابھی باقی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے اس عورت پر چار مہینہ دس دن عدت میں بیٹھنا اور سوگ منانا ضروری ہے، اور حمل والی عورت کے لئے جب تک بچہ پیدا نہ ہو جائے عدت ختم نہیں ہوگی، اور عدت شوہر کے انتقال کے بعد فوراً شروع ہو جاتی ہے اور یہ مدت ختم ہوتے ہی عدت بھی ختم ہو جاتی ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں شوہر کے انتقال کو چار مہینہ دس دن نہ ہوئے ہوں تو باقی ایام عدت میں گذارنا ضروری ہے۔ (ہدایہ: ۴۰۵) سفر میں عورت کی عدت سوا مہینہ ہی ہے ایسا کہنا بالکل غلط ہے، اور قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ (عالمگیری: ۵۶۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۴۴﴾ مرد کے ذمہ عدت ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

سوال: مرد اگر اپنی بیوی کو طلاق دے تو مرد پر عدت ہے یا نہیں؟

سوال کا منشاء یہ ہے کہ جس مرد نے طلاق دی ہے وہ اپنی مطلقہ عورت کی حقیقی بہن اور بھانجی اور وہ محرم عورتیں جن سے اس نکاح کی وجہ سے نکاح حرام ہوا تھا کیا ان عورتوں سے عدت کے اندر نکاح کرنا چاہے تو کر سکتا ہے؟ یا مرد کو وہ عدت پوری کرنی پڑے گی؟

نیز ایک مرد کی چار بیویاں ہیں اور اس نے ایک بیوی کو طلاق دے دی اور اب وہ چوتھی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو عدت ختم ہونے سے قبل وہ چوتھی عورت سے نکاح کر سکتا

ہے یا عورت کی عدت ختم ہونے کے بعد ہی نکاح کر سکتا ہے؟ اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... کسی عورت کا شوہر اس کو طلاق دے یا کسی عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے تو متعینہ ایام تک سوگ منانے اور گھر سے باہر نہ نکلنے اور شریعت کے بتائے ہوئے چند احکام کی پابندی کرنے کو عدت کہتے ہیں، جو اصلاً عورت ہی کا وظیفہ ہے جس میں وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی اس لئے یہ عدت اپنے تمام لوازمات کے ساتھ مرد کے لئے نہیں ہے، اور یہ عدت مرد پر نہیں آ سکتی۔

البتہ چند مثالوں میں طلاق کے بعد دوسرے نکاح کے لئے مرد پر کچھ پابندیاں ہیں، اس معنیٰ کے اعتبار سے مرد کے لئے بھی من وجہٍ عدت ہے۔ مثلاً: طلاق دینے کے بعد مطلقہ عورت کی حقیقی بہن یا اس کی دوسری محرم عورت کے ساتھ مرد اس وقت تک نکاح نہیں کر سکتا جب تک اس کی عدت ختم نہ ہو جائے، اسی طرح چار عورتوں کے ساتھ نکاح کیا تھا اب ایک کو طلاق دے دی تو جب تک اس چوتھی عورت کی عدت ختم نہیں ہو جاتی تب تک یہ دوسری کسی عورت سے نکاح نہیں کر سکتا، جیسا کہ شامی: جلد:۲ اور بحر الرائق میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۴۵﴾ کیا غریب عورت کے لئے عدت میں بیٹھنا ضروری ہے؟

سوال: ایک عورت غریب ہے اس کے میکے میں اس کے چھوٹے بھائی کے علاوہ کوئی نہیں ہے، وہ بے سہارا ہے، تو اس حالت میں اس عورت کو عدت میں بیٹھنا ضروری ہے یا نہیں؟ اسے اپنے شوہر سے عدت کا خرچ لینا چاہئے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: مطلقہ عورت کے لئے عدت میں بیٹھنا واجب ہے چاہے وہ غریب ہو یا امیر، اوراس کی اس مدت کا خرچ مرد کے ذمہ واجب ہے اس لئے اس کو لینا چاہئے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۴۶﴾ دوسال سے شوہر سے کسی طرح کا تعلق نہیں ہے تو کیا عورت کو عدت میں بیٹھنا پڑے گا؟

سوال: زید نے بکر کی بہن ہندہ کو طلاق دی، اور حقیقت یہ ہے کہ تقریباً دوسال سے بکر کی بہن ہندہ بکر کے یہاں ہی رہائش رکھتی تھی، اوران دوسالوں میں زید سے اس کا کسی قسم کی بات چیت یا خط وکتابت کا بھی تعلق نہیں تھا، اور آج ۱۳/۷/۰ ۱۹۷ء کو زید نے ہندہ کو طلاق دی، تو کیا ہندہ کو شریعت کے قانون کے مطابق ساڑھے تین ماہ عدت میں بیٹھنا پڑے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جس عورت کا نکاح ہوا ہو اور نکاح کے بعد ایک مرتبہ بھی خلوت صیحہ ہوئی ہو تو ایسی عورت کو جب طلاق دی جائے تو اس کے لئے عدت میں بیٹھنا ضروری ہو جاتا ہے چاہے طلاق سے قبل کئی سالوں تک اس کا اس کے شوہر کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو، اس لئے کہ نکاح کے تعلق کا ہونا یہ وہم (ثبوت نسب) اور مشغولی رحم کے لئے کافی ہے، لہذا صورت مسئولہ میں ہندہ کو بھی عدت میں بیٹھنا پڑے گا۔

﴿۱۹۴۷﴾ حلالہ میں طلاق کے بعد عدت آئے گی؟

سوال: حلالہ میں نکاح کے دوتین دن بعد طلاق حاصل کر کے عدت میں بیٹھنا پڑے گا یا نہیں؟ اوراس عدت کی مدت کتنی ہے؟ اور یہ عدت کہاں گذارے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......عورت کو طلاق ملنے کے بعد عدت گذارنا ضروری ہے، اور عدت کی مدت حائضہ کے لئے تین حیض اور طلاق کے وقت حاملہ ہو تو وضع حمل تک اور صغیر السن یا کبیر السن عورت کہ جسے حیض نہ آتا ہو اس کے لئے تین مہینے ہیں۔(شامی)

﴿۱۹۴۸﴾ طلاق نامہ میں آگے کی تاریخ لکھوا لینے سے عدت ختم نہیں ہوگی؟

سوال: کسی شخص نے طلاق دینے والے شوہر سے طلاق کی تاریخ سے قبل کی تاریخ لکھوا کر طلاق نامہ لکھوالیا، تو اب آگے کی تاریخ لکھوا لینے سے عدت کا مسئلہ کیا ہوگا؟ اس طلاق دینے والے شخص کو دوسرے لوگوں نے اس کام کے لئے آمادہ کیا تھا، تو ان آمادہ کرنے والوں کو کوئی گناہ ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جب سے طلاق دی ہے تب سے عدت شروع ہوگی، اور سوال میں مذکورہ ترکیب کے مطابق آگے کی تاریخ لکھوا لینے سے عدت ختم نہیں ہو جائے گی، اور جن لوگوں نے اس میں جس قدر حصہ لیا ان تمام کو اس کے حصہ کے برابر گناہ ہوگا۔

﴿۱۹۴۹﴾ کیا عورت اپنے زوج اول کے گھر عدت گذار سکتی ہے؟

سوال: اگر کسی عورت کا زوج ثانی اسے طلاق دے تو یہ عورت اپنے زوج اول کے گھر عدت گذار سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......زوج ثانی کے طلاق دیتے وقت اس عورت کے لئے زوج اول ایک اجنبی مرد کی طرح ہے، اور اجنبی مرد کے گھر عدت گذارنا جائز نہیں ہے۔ لہذا صورت مسئولہ میں عورت اپنے زوج اول کے گھر عدت نہیں گذار سکتی، نیز اس میں دیگر مفاسد کا بھی اندیشہ ہے اس لئے ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۵۰﴾ عدت کے درمیان بھول سے جماع ہو جائے تو اب از سر نو عدت ہوگی؟

سوال: زید کی عورت کو طلاق معلق بالشرط تینوں پوری ہو گئیں، اور اسے ایک حیض بھی آ گیا اس وقت عورت اپنے والد کے گھر تھی لیکن جب وہ اپنے شوہر کے گھر آئی تو دونوں کو اس بات کا علم نہیں تھا اس لئے ایک دو مرتبہ ہم بستری بھی ہو گئی، اب دوسرا حیض آ گیا ہے، جب سے انہیں معلوم ہوا کہ شرط پوری ہو چکی ہے اس وقت سے انہوں نے میاں بیوی کی طرح رہنا بند کر دیا ہے، (اور جو بھول ہوئی اس کی اللہ سے معافی مانگ لی ہے) لیکن سوال یہ ہے کہ عدت کے دو حیض شمار ہوں گے یا ایک؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... عدت کے درمیان بھول سے مرد جماع کر لے تو از سر نو نئی عدت واجب ہوگی، یعنی جماع کے بعد سے اب دوبارہ تین حیض شمار کریں گے، اور پہلی عدت کے بقیہ دن بھی اس نئی عدت میں شامل ہو جائیں گے۔ لہذا صورت مسئولہ میں جماع کے بعد سے تین حیض اور اگر حمل ہو تو وضع حمل تک عدت شمار کی جائے گی۔ (شامی، ہدایہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۵۱﴾ برسوں سے شوہر سے تعلق نہ ہو اور اس کا انتقال ہو جائے تو عورت کو عدت میں بیٹھنا پڑے گا؟

سوال: میری لڑکی کا نکاح ہوا تھا، نکاح کے بعد وہ چھ مہینہ اپنے سسرال میں رہی پھر وہ حاملہ ہونے کی وجہ سے ہم اسے رواج کے مطابق اپنے گھر لے آئے، اور نو مہینہ کو اسے لڑکی پیدا ہوئی، اور آج تک یعنی ۱۷ سال تک میری لڑکی اور نواسی کا مکمل خرچ میں ہی اٹھاتا ہوں ، اور شوہر کے انتقال ہونے تک اس کا میری لڑکی کے ساتھ کسی طرح کا کوئی تعلق نہیں تھا،

شوہر کا انتقال تاریخ ۲۷/۱/۳/۱۹۷ ء کو ہوا ہے، تو سوال یہ ہے کہ میری لڑکی کو عدت میں بیٹھنا پڑے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......شوہر کے انتقال تک دونوں کا نکاح باقی تھا، اس لئے کسی طرح کا تعلق نہ ہو تب بھی نکاح کا رشتہ باقی ہونے کی وجہ سے چار مہینہ دس دن تک عدت میں بیٹھنا ضروری ہے۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۵۲﴾ اگر شوہر کا انتقال کسی رشتہ دار کے گھر ہو جائے تو کیا عورت اس رشتہ دار کے گھر عدت گذارے گی؟

سوال: اسماعیل اپنی بیوی آمنہ کو لے کر اپنے ہی گاؤں میں اپنے رشتہ داروں متعلقین سے ملاقات کے لئے گیا، اور یکا یک ایک رشتہ دار کے گھر میں بیٹھے بیٹھے اس کا انتقال ہو گیا۔ تو اب آمنہ عدت کہاں گذارے؟ اسماعیل کا انتقال جس رشتہ دار کے گھر ہوا تھا کیا اس گھر میں عدت گذارے گی؟ وہ گھر تو پرایہ کا ہے تو کیا پرائے گھر میں عدت گذارے گی؟ اگر اسماعیل کا انتقال کسی اجنبی کے گھر میں ہوا ہوتا تو کیا آمنہ اس اجنبی کے گھر عدت گذارتی؟ اگر رشتہ داروں کے گھر یا متعلقین کے گھروں میں سے کسی کے گھر انتقال ہو جائے تو یہ عورت عدت کہاں گذارے؟ آمنہ بال بچے والی ہے، آمنہ کے بچے آمنہ (اپنی ماں) کو اپنے گھر لے جانا چاہتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ خواہ اباجی (والد) اپنے رشتہ دار کے گھر انتقال فرما گئے یا اپنے دوست کے گھر انتقال فرما گئے لیکن ہم اپنی والدہ کو گھر لے کر ہی جائیں گے، تو ان حالات میں آمنہ کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......شوہر نے عورت کو رہنے کے لئے جو مکان دیا ہو یا جس

مکان میں وہ اپنے شوہر کے ساتھ بود وباش رکھتی ہو اس مکان میں عدت گذارنے کا شریعت کی طرف سے حکم ہے، اس لئے دوسرے محلّہ میں یا دوست برادر اور عزیز کے گھر شوہر کا انتقال ہو جائے تو بھی عورت اپنے گھر میں آ کر ہی عدت گذارے گی۔ (ہدایہ: ۴۰۰) نیز اپنی رہائش گاہ سے ۴۸ میل دور گئی ہو اور وہیں شوہر کا انتقال ہو جائے تو بھی اپنے گھر فوراً آ کر عدت گزار سکتی ہے۔ (شامی: ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۵۳﴾ مطلقہ ثلاثہ سے ہمبستری اور اس کے نتیجہ میں بچہ پیدا ہوا تو اب عدت ختم ہوئی یا نہیں؟

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی، اب وہ اپنے بچوں کے مستقبل کو سوچ کر افسوس کر رہا ہے، تو عورت کو اپنے بچوں کے ساتھ گھر ہی میں رہنے کا انتظام کر دیا، پھر وہ شخص بھی گھر ہی میں رہنے لگا، اس درمیان عورت کو دوسرے ماہ حمل قرار پا گیا، اور اس حمل سے لڑکا پیدا ہوا، اور فی الحال دو سال ہو گئے دونوں ساتھ ہی رہ رہے ہیں اب سب کے کہنے سے پچھتا رہا ہے اور حلالہ کروانا چاہتا ہے تو پوچھنا یہ ہے کہ طلاق کے بعد دونوں ساتھ رہے اور اس کی وجہ سے حمل قرار پایا اور بچہ پیدا ہوا تو عدت ختم ہوئی یا نہیں؟ اگر ختم ہوئی تو کب؟ یا اس عورت کو دوبارہ عدت میں بیٹھنا پڑے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... تین طلاق دینے کے بعد اس عورت سے تعلق رکھنا جائز نہیں ہے، لہذا اس شخص نے اپنی مطلقہ سے جو رشتہ قائم کیا اگر وہ یہ سمجھ کر کیا کہ یہ حرام ہے البتہ نفس پر قابو نہ رکھ سکا اور زنا سمجھ کر کیا تب تو وہ سخت گناہ کا مرتکب ہوا، اور زنا کی عدت نہیں ہوتی۔ (شامی: ۲/۶۰۸)

اس کے باوجود صورت مسئولہ میں بلاشک وشبہ عدت ختم ہو چکی ہے، اب حلالہ کر کے حرام کاری سے بچ سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۵۴﴾ عدت کہاں گذارے؟

سوال: بڑے بھائی نے طلاق دی تو عورت کو عدت اپنے گھر میں گذارنی چاہئے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... عدت کے لئے دوسرا انتظام کرنا چاہئے، تاکہ کوئی برائی پیدا ہونے کا امکان نہ رہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۵۵﴾ کیا ناجائز تعلق رکھنے والی عورت کو طلاق دی جائے تو عدت کا خرچ دینا پڑے گا؟

سوال: ایک عورت اپنے شوہر سے تقریباً سات آٹھ سال سے الگ رہ رہی ہے، اس کا دوسرے مرد سے ناجائز رشتہ ہے جس کے نتیجہ میں اسے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے، اس عورت کو اس کا شوہر طلاق دے تو کیا شوہر کو مہر اور عدت کا خرچ دینا پڑے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: صورت مسئولہ میں عورت شوہر سے جدا رہنے کے باوجود ان کا نکاح کا رشتہ باقی ہے، اس لئے جب بھی اسے طلاق دی جائے گی تو عورت کے لئے عدت گذارنا واجب ہوگا اور شوہر پر مہر اور عدت کا خرچ دینا واجب ہوگا، البتہ عورت مہر اور عدت کا خرچ معاف کرنا چاہے تو معاف کرسکتی ہے۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۵۶﴾ سفر میں شوہر کا انتقال ہو جائے تو عورت عدت کہاں گذارے؟

سوال: ایک شخص اپنی بیوی کو لے کر گاؤں میں کسی کے گھر ملنے گیا، اور وہیں اس شخص کا انتقال ہو گیا تو اب سوال یہ ہے کہ اس کی بیوی عدت کہاں گذارے گی؟ اور اگر گاؤں چھوڑ

کر پچاس میل دور گئے ہوں اور وہاں اس کے شوہر کا انتقال ہو جائے تو اب عورت اپنے گھر آوے یا وہیں عدت گذارے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......شوہر نے جو مکان عورت کو رہائش کے لئے دیا ہو یا جس مکان میں عورت اپنے شوہر کے ساتھ بود و باش رکھتی ہو اسی گھر میں عدت گذارنے کا شریعت نے حکم دیا ہے، اس لئے کسی دوسرے محلّہ میں یا کسی دوست کے گھر شوہر کا انتقال ہو جائے تو عورت اپنے شوہر والے مکان میں آ کر عدت گذارے گی۔ (ہدایہ: ۴۰۹) نیز شوہر کے ساتھ اپنی رہائش سے ۴۸ میل دور گئی ہو اور وہاں شوہر کا انتقال ہو جائے تو بھی عورت فوراً اپنے گھر آ جائے گی اور یہیں عدت گذارے گی۔ (شامی: ۲)

﴿۱۹۵۷﴾ ۱۵ سال سے جدا رہنے والی عورت پر عدت ہے یا نہیں؟

سوال: ایک عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دی دوسرے دن اس عورت نے دوسرا نکاح کر لیا، کیا اس عورت پر عدت گذارنا واجب تھا؟ اس لئے یہ عورت پندرہ سال سے اپنے شوہر کے ساتھ نہیں رہ رہی تھی، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ نہیں رہتی تھی اس لئے اس کا نکاح ہو سکتا ہے، تو مسئول بہ امر یہ ہے کہ مذکورہ عورت کا نکاح بغیر عدت گذارے صحیح ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ وہاں کے امام صاحب نے یہ نکاح پڑھانے سے انکار کر دیا تھا، اس لئے دوسرے مولانا کو لا کر نکاح پڑھوایا، اس سوال کا تفصیل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں تو بڑی نوازش ہوگی، کیا امام صاحب کا قول کہ ”عدت کے دن جب تک ختم نہیں ہو جاتے میں نکاح نہیں پڑھاؤں گا“ درست ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......منکوحہ کو طلاق ملنے کے بعد جب تک وہ اپنی عدت

پوری نہ کرلے دوسرے مرد سے نکاح کرنا درست اور صحیح نہیں ہے، عدت میں کیا گیا نکاح معتبر نہیں کہلاتا، زنا اور حرام کاری کے حکم میں ہے، چاہے طلاق سے قبل عورت شوہر کے ساتھ رہتی ہو یا طویل عرصہ سے اپنے گھر بیٹھی ہو، دونوں صورتوں میں عدت گذارنا ضروری ہے۔ جن لوگوں کو معلوم تھا کہ یہ نکاح عدت میں ہو رہا ہے اس کے باوجود اس میں حصہ لیا وہ سب گنہگار ہوئے ان سب کو توبہ کرنی چاہئے۔ (شامی، ہدایہ، عالمگیری)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۵۸﴾ عدت کے ممنوعہ افعال؟

سوال: شوہر کے انتقال کے بعد عورت کو عدت کس طرح گذارنی چاہئے؟ کیا مکان کے ایک کونہ میں پڑے رہنا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......عورت کو اللہ تعالیٰ نے شوہر کی صورت میں ایک سایہ اور نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا تھا، اس نعمت سے محرومی پر حدود میں رہتے ہوئے شریعت نے سوگ منانے کی اجازت دی ہے، جسے شریعت کی اصطلاح میں عدت کہتے ہیں، یعنی ان دنوں میں بناؤ سنگار کرنا، خوشبو لگانا، سرمہ لگانا اور ایسے رنگین کپڑے پہننا جو بناؤ سنگار کے حکم میں آتے ہوں، جائز نہیں ہے، نیز عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ گھر ہی میں رہے، آس پاس پڑوس یا دوسرے کسی کے گھر یا بازار میں گھومنے کے لئے نکلنا جائز نہیں ہے، گھر میں جہاں چاہے رہ سکتی ہے، ایک کونہ میں پڑے رہنا ضروری نہیں ہے۔ (شامی: ۳/۶۲۰)۔ البتہ عدتِ وفات میں ضرورت یا مجبوری کی وجہ سے عورت دن میں گھر سے باہر جا کر کام کاج بھی کرسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۵۹﴾ حاملہ کی عدتِ وفات کتنی ہے؟

سوال: ایک عورت حمل سے تھی اوراس کا شوہر بیمار ہو گیا بہت علاج کروایالیکن تندرست نہ ہوسکا اور ایک دن اس کا انتقال ہو گیا، اس کے انتقال کے ایک گھنٹہ بعد اس عورت نے لڑکے کو جنم دیا، عورت جوان ہے، دوسری شادی کرنا چاہتی ہے تو اب یہ عورت شادی کر سکتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:......صورت مسئولہ میں عورت کی عدت وضع حمل ہے، لہذا بچہ کے پیدا ہوتے ہی اس کی عدت ختم ہوگئی، اب یہ عورت بلاتردد دوسری جگہ اپنا نکاح کر سکتی ہے۔فقط واللہ اعلم

﴿۱۹۶۰﴾ عدت میں محرم سے پردہ نہیں ہے؟

سوال: ایک بیوہ عورت اپنے شوہر کی حیاتی میں بے پردہ وبے محابا پھرتی تھی، اوراب شوہر کے انتقال کے بعد عدت میں سخت پردہ کرتی ہے یہاں تک کہ اپنے داماد سے بھی پردہ کرتی ہے اور کہتی ہے کہ عدت میں میرے لئے مردوں کی شکل دیکھنا بھی جائز نہیں ہے، تو ان رسوم کی کیا حقیقت ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... پردہ کا اہتمام کرنا اور عورت کا زندگی کے ہر موڑ پر پردہ کو لازم پکڑنا اسلامی شریعت کا حکم اور فرمان نبوی کی تعمیل ہے، شوہر کی حیات میں بے پردگی کے ساتھ رہی تو یہ گناہ کا کام کیا لیکن توبہ کر لے اور انتقال سے قبل پردہ کو لازم پکڑ لے تو یہ بہت ہی اچھی بات اور ثواب کا کام ہے، ایسا ہی کرنا چاہئے۔

لیکن سوال کے بیان کے مطابق صرف عدت کی وجہ سے پردہ کرنا اور شریعت نے جنہیں

محرم بتایا ہے ان سے بھی پردہ کرنا مناسب نہیں ہے، ایام عدت میں مردوں کی شکل دیکھنا جائز نہیں ہے ایسا کہنا دین میں زیادتی ہے، اس لئے شرعی حدود میں رہتے ہوئے پردہ کرنا اورمحرم مرد سے بات چیت کرنا اور دیکھنا وغیرہ بلاتر دد جائز اور درست ہے۔ (شامی:۲)

﴿۱۹۶۱﴾ جوعورت عدت میں نہ بیٹھے اس کے لئے حکم؟

سوال: ایک مسلمان عورت ہے، اس کے شوہر کا ایک مہینہ قبل انتقال ہو چکا ہے، وہ عورت عدت میں نہیں بیٹھی، عدتِ وفات جو ساڑھے چار مہینہ ہے اس میں سوگ منانے سے وہ انکار کرتی ہے، تو اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ اس کے تین چار لڑکے جوان ہیں، کماتے ہیں پھر بھی وہ عدت میں بیٹھنے سے انکار کرتی ہے، گاؤں میں رشتہ دار اور متعلقین کے گھر آتی جاتی ہے، تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟ کوئی عورت عدت میں نہ بیٹھے تو چل سکتا ہے؟ اور اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: عورت کے لئے عدت میں بیٹھنا لازم اور ضروری ہے، عورت کو نکاح اور شوہر کی شکل میں جو نعمت ملی تھی اس سے محرومی پر سوگ منانا اور سنگار کو چھوڑنا اور اپنے گھر میں ہی رہنے کو عدت کہتے ہیں، جو عورت عدت میں نہیں بیٹھتی ہے اور باہر آتی جاتی رہتی ہے وہ سخت گنہگار ہے، عورت کے اولیاء پر لازم ہے کہ اسے عدت میں بیٹھنے پر مجبور کریں۔ (شامی:۵۹۹/۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۶۲﴾ ۷۰ سال کی بڑھیا عورت پر عدتِ وفات ضروری ہے؟

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک شخص کا انتقال ہو گیا اس کی بیوی حیات ہے اس کی عمر تقریباً ۶۰ سے ۷۰ سال کے درمیان کی ہے، تو کیا اس عورت کو اپنے شوہر کے انتقال پر

عدت میں بیٹھنا پڑے گا؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ اس عورت کے دو مکان ہیں، ایک مکان میں وہ خود رہتی ہے اور دوسرے مکان میں اس عورت کے بچے رہتے ہیں، جو اس کے مکان سے تیسرے نمبر پر ہے تو کیا یہ عورت اپنے اس مکان میں جس میں وہ رہ رہی ہے کھا پی سکتی ہے یا کھانے پینے کے لئے اپنے بچوں کے مکان میں جا سکتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... شوہر کے انتقال کے بعد عورت کی عمر چاہے کتنی ہی کیوں نہ ہو اسے اس گھر میں جس میں وہ شوہر کے ساتھ رہتی تھی چار مہینہ دس دن عدت گذارنا ضروری ہے، دن میں وہ عورت گھر سے باہر نکل سکتی ہے، لیکن رات وہیں سوگ کے ساتھ گذارنی پڑے گی۔ (شامی) اور کھانے کے لئے اپنے بچوں کے گھر جا سکتی ہے۔

﴿۱۹۶۳﴾ مطلقہ مغلظہ کا شوہر کے گھر عدت گزارنا؟

سوال: میں نے اپنی بیوی کو پانچ سے چھ مرتبہ طلاق دے دی، میں اپنے مرض کی وجہ سے سخت پریشانی میں تھا، اور اب میں اسے دوبارہ نکاح کر کے اپنی بیوی بنانا چاہتا ہوں، اجنبی عورت خیال کرتے ہوئے اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانا چاہتا ہوں، اور بغیر کسی بری نیت کے میں اسے اپنے گھر رکھنا چاہتا ہوں، صرف اپنے چھوٹے بچوں کی پرورش اور کھانے پینے کا تعلق ہی رکھنا چاہتا ہوں، تو از روئے شریعت میرے لئے اس کی گنجائش ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بیوی کو تین طلاق دیتے ہی وہ بالکلیہ نکاح سے خارج ہو جاتی ہے، لہذا صورت مسئولہ میں آپ کی بیوی آپ کے نکاح سے بالکلیہ نکل گئی اور تین طلاق سے زیادہ طلاق دینے کی وجہ سے طلاق دینے والا عاصی کہلائے گا، اب بغیر حلالہ

شرعی کے مذکور عورت کے ساتھ بیوی کا رشتہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

حلالہ کا طریقہ یہ ہے کہ اس تین طلاق کی عدت (حاملہ کے لئے وضع حمل اور حائضہ کے لئے تین حیض) کے ختم ہونے پر دوسرے کسی مرد کے ساتھ شرعی طریقہ کے مطابق نکاح کرایا جائے وہ مرد اس عورت کے ساتھ کم از کم ایک مرتبہ ہمبستری کر کے طلاق دے اور اس کی عدت تین حیض ختم ہو جائے اس کے بعد وہ زوج اول سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔

عدت کا وقت عورت اپنے شوہر کے گھر رہ کر ختم کر سکتی ہے، لیکن اس کے لئے بہت ضروری ہے کہ دونوں اجنبیوں کی طرح بالکل جدا رہیں، اور تنہائی میں نہ ملیں تا کہ زنا یا کوئی اور فتنہ نہ کھڑا ہو، اگر اس بات کا مکمل اعتماد ہو تو مذکورہ عورت شوہر کے گھر رہ کر عدت گذار سکتی ہے اور شوہر اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا بھی کھا سکتا ہے اور اس کے دھوئے ہوئے کپڑے بھی پہن سکتا ہے۔ (شامی، عالمگیری) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۶۴﴾ معتدہ کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانا

سوال: زید اور اس کی بیوی بیرون ملک میں ہے، اور وہاں ان کا دوسرا کوئی نہیں ہے، تو عدت کی حالت میں بیوی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا زید کھا سکتا ہے؟ اللہ کوئی خیر کا راستہ نکالے گا، ایسے الفاظ تسلی دینے کے لئے کہہ سکتا ہے؟ زید کو اللہ کا خوف ہے، برائی کی نظر سے اپنی بیوی کو نہیں دیکھتا، لیکن ایسے کلمات نہ کہے تو بیوی کی حالت خراب ہو جاتی ہے، تو کیا ایسے تسلی کے کلمات کہنے کی گنجائش ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مطلقہ مغلظہ عورت پردے کی پابندی کے ساتھ شوہر کے گھر رہ کر عدت گزار سکتی ہے، مذکورہ الفاظ کے ساتھ تسلی دینا جائز ہے، نیز اس کے ہاتھ کا

پکا ہوا کھانا کھا سکتا ہے، لیکن یہ زمانہ فتنہ اور فساد کا ہے اس کا لحاظ کرنا بھی ضروری ہے۔ فق

﴿۱۹۶۵﴾ معتدة الوفاة سے سوتیلے لڑکے بات کر سکتے ہیں؟

سوال: میرے والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے، میرے والد کی پہلی شادی سمیہ خاتون سے ہوئی تھی، اس سے والد صاحب کو دو لڑکی اور تین لڑکے ہوئے اور اسے طلاق ہو گئی، پھر دوسرا نکاح میری والدہ سے ہوا، اس سے ایک لڑکا یعنی میں خود ہوں، پھر میری والدہ کا انتقال ہو گیا، اور والد صاحب نے تیسرا نکاح خدیجہ سے کیا اس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ابھی یہ تیسری بیوی عدت میں بیٹھی ہوئی ہے۔ تو ہم سوتیلے لڑکے اپنی سوتیلی ماں سے عدت میں بات کر سکتے ہیں؟ ان کے پاس جا سکتے ہیں؟ یا ان کے پاس بیٹھ سکتے ہیں؟ ان کی عمر ابھی ۵۰ سال ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً: مرحوم نے یکے بعد دیگرے تین نکاح کئے، اس لئے فی الحال جو عورت ہے وہ پہلی عورتوں کے لڑکے لڑکیوں کے لئے بھی ماں کے حکم میں ہی ہے۔ اس لئے پہلے والی عورتوں کے بچوں کے لئے محرم ہے، اس لئے سوتیلے لڑکوں کا ان کی ماں سے ملنے یا بات چیت کرنے یا بیٹھنے میں شرعاً کچھ گناہ نہیں ہے، عدت میں وہ بیوہ ان سوتیلے بچوں سے بات چیت کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۶۶﴾ میت کا سوگ کتنے دن تک منا سکتے ہیں؟

سوال: میت کے گھر والے میت کا سوگ کتنے دن تک منا سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو تو اس کے لئے چار مہینہ دس دن تک سوگ منانا ضروری ہے، اور دوسرے کسی بھی رشتہ دار یا اقرباء کے انتقال

پر تین دن سوگ منانے کی اجازت ہے اس سے زیادہ دن سوگ منانا یا غم کرنا جائز نہیں ہے، مشکوۃ شریف کے صفحہ ۲۸۹ پر ایک حدیث ہے جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنے کسی رشتہ دار کے انتقال پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے سوائے اپنے شوہر کے کہ اس کے انتقال پر چار مہینہ دس دن تک سوگ کرسکتی ہے۔ (بخاری، مسلم)

باب الحضانت

﴿۱۹۶۷﴾لڑکے کی حضانت ۶ سال بعد اور لڑکی کی حضانت ۹ سال بعد باپ لے سکتا ہے؟

سوال: میرا نام رقیہ خاتون ہے، انیس احمد سے میرا نکاح ہوا تھا، یہ نکاح ۱۹ سال تک رہا اس درمیان مجھے اس سے دو اولاد ہوئیں، ایک لڑکا جس کی عمر آج ۱۹ سال اور ایک لڑکی جس کی عمر ۹ سال ہے۔

طلاق کے بعد میرا لڑکا اپنے والد کے ساتھ رہتا ہے اور لڑکی بھی ان کے پاس ہی تھی، لیکن طلاق کے دو تین دن بعد انیس احمد اسے میرے گھر کے باہر چھوڑ کر چلے گئے، میرا لڑکا بالغ ہے وہ اپنا اچھا برا سمجھ سکتا ہے، میرے شوہر کو نشہ کی عادت تھی یہ لڑکی جانتی ہے اور وہ اپنے باپ کے پاس جانا نہیں چاہتی، تو لڑکے اور لڑکی کا حقدار کون ہے؟ اور اولاد کی پرورش اور مکمل ذمہ داری کس کی ہے؟ میری لڑکی عمر کے بہت نازک موڑ پر ہے تو اس کے لئے ماں باپ میں سے کون پرورش کا زیادہ حقدار ہے؟ شریعت کا حکم کیا ہے؟ اگر ماں کی ذمہ داری ہے تو والد کی ذمہ داری اس بارے میں کیا ہے؟ اس کے خرچ نان ونفقہ کا ذمہ دار کون ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......لڑکا یا لڑکی جب تک کم سن ہوں ان کی پرورش اور دیکھ بھال کی زیادہ ضرورت رہتی ہے جو اولاد کی ماں اچھی طرح پورا کرسکتی ہے، اس لئے لڑکے کی پرورش کے لئے چھ سال اور لڑکی کی پرورش کے لئے زیادہ سے زیادہ ۹ سال ماں کو پرورش کا حق حاصل ہے اس کے بعد تعلیم اور تربیت کی زیادہ ضرورت رہتی ہے اور یہ ذمہ داری ماں سے زیادہ باپ اچھی طرح پورا کرسکتا ہے اس لئے شریعت نے یہ حق باپ کو دیا ہے اس لئے اس عمر کے بعد باپ زبردستی اپنی اولاد کا قبضہ لے سکتا ہے۔

اگر ماں تعلیم اور تربیت بھی اچھی طرح کر سکتی ہے تو وہ اپنے بچوں کو اس حالت میں اپنے پاس رکھ سکتی ہے جب کہ باپ نااہل ہو اور لڑکے اور لڑکی کی اچھی تربیت کرنے کے قابل نہ ہو، بچوں پر اس کا غلط اثر پڑتا ہو تو ماں اپنے پاس بچوں کو رکھ سکتی ہے۔ اور تعلیم و تربیت کا پورا خرچ والد کے ذمہ ہے، جو والد کو ادا کرنا پڑے گا۔

لڑکا انیس (۱۹) سال کا ہے جواب رہنے کے لئے اپنی مرضی کا مالک ہے، اگر وہ ماں کے ساتھ رہنا چاہے تو ماں کے ساتھ اور باپ کے پاس رہنا چاہے تو باپ کے پاس رہ سکتا ہے، اور اپنے نان ونفقہ کا خود ذمہ دار ہے، لڑکی کی شادی ہونے تک اس کے نان ونفقہ کا خرچ باپ کے ذمہ ہے۔ (شامی، عالمگیری وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۶۸﴾ کیا آٹھ سال کے لڑکے کو باپ اپنے پاس رکھ سکتا ہے؟

سوال: آج سے سات آٹھ سال قبل میری بیوی گھر میں جھگڑا کر کے کسی کو بتائے بغیر اور کچھ سامان لے کر اپنے باپ کے یہاں چلی گئی، اس وقت میں گھر پر نہیں تھا، مسجد میں امامت کر رہا تھا، اس نے خط لکھ کر مجھے اطلاع نہیں کی میں نے اسے گھر لانے کی بہت کوشش کی، ہماری سنی جماعت کے ذمہ داروں نے بھی صلح کی کوشش کی اسے لینے گئے لیکن وہ ایک ہی بات پر ضد کرتی رہی کہ مجھے نہیں جانا ہے اس مدت میں وہ اپنے محبوب کے ساتھ فلم دیکھنے جاتی تھی نیز ایک امام صاحب اور ایک حافظ صاحب نے اسے بدکاری کرتے ہوئے آنکھوں سے دیکھا، میں نے اپنے بچے کے مستقبل کا خیال کرتے ہوئے اسے طلاق نہیں دی، اس عرصہ میں خوش نصیبی سے میرا بیرون ملک جانے کا بندوبست ہو گیا، اور میں بیرون ملک چلا گیا وہاں سے بھی میں نے بہت کوشش کی کہ وہ واپس گھر آ

جاوے لیکن وہ نہیں آئی اور خرچہ کا مطالبہ کر رہی ہے، تو کیا ایسی باغیہ نافرمان بھاگ جانے والی عورت کو طلاق دینا جائز ہے؟ اور کیا اس پوری مدت کا خرچ مجھے از روئے شرع دینا پڑے گا؟ اس عورت نے مجھے بھی کہا تھا کہ 'میں ایک لڑکے سے محبت کرتی ہوں' تو کیا ایسی عورت کا خرچ مجھ پر واجب ہے؟ کیا میں اسے طلاق دوں تو گنہگار رہوں گا؟

اس عورت سے مجھے ایک آٹھ سال کا لڑکا ہے، اگر وہ اس کی ماں کے پاس رہے گا تو ماں کے برے اخلاق کا اس پر غلط اثر پڑے گا، تو یہ بتائیں کہ از روئے شرع لڑکے کا صحیح حقدار کون ہے؟ ماں یا باپ؟ **الجواب:** حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مکتوبہ تفصیل صحیح ہو تو ایسی عورت فاسقہ فاجرہ کہلائے گی، اور ان ہی وجوہ سے اسے طلاق دی جائے تو از روئے شرع بلا تردد جائز اور درست ہے، گناہ نہیں ہے، نیز یہ عورت ناشزہ ہے اس لئے جتنی مدت شوہر سے جدا رہی اتنی مدت کے نان ونفقہ کی حقدار نہیں ہے، البتہ طلاق دینے کے بعد عدت کا خرچ تین حیض کی مدت کا نان ونفقہ دینا پڑے گا، اور اگر لڑکے کی عمر آٹھ سال سے زائد ہے تو اب اس کی تعلیم وتربیت باپ اچھی طرح کر سکتا ہے اس لئے لڑکے کی حضانت کا حقدار باپ ہے، ماں اس بچے کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتی۔ (شامی وغیرہ)

﴿۱۹۶۹﴾ کیا بدچلن عورت اپنی لڑکی کو پرورش میں رکھ سکتی ہے؟

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اس شخص کو اس عورت سے ایک لڑکی ہے تو اب اس لڑکی کا حقدار کون ہے؟ مرد یا عورت؟ لڑکی کی والدہ غریب ہے، اور وہ اپنی لڑکی کی تربیت اچھی طرح نہیں کر سکتی، وہ بدچلن ہے، اور جوان ہونے کی وجہ سے دوسرا شوہر کرنے کے لئے بھی رضامند ہے اور نیا شوہر نہ معلوم اس لڑکی کو کیسے رکھے گا یہ کہہ نہیں سکتے؟ ان

حالات میں لڑکی کا حقیقی والد اسے اپنے پاس رکھ کر اس کی پرورش کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نکاح کے بعد کم ازکم چھ مہینوں کے بعد بچہ پیدا ہو تو اس کا نسب نکاح کرنے والے مرد سے ثابت مانا جائے گا، اور یہ بچہ ناکح کا سمجھا جائے گا، لہٰذا صورت مسئولہ میں لڑکی کا نسب ناکح سے ثابت مانا جائے گا اور وہی اس کا حقیقی باپ سمجھا جائے گا، لہٰذا اس لڑکی کا مالک باپ ہی کہلائے گا، طلاق ہو جانے کے بعد بھی اس عورت کو شریعت کی طرف سے یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اپنی صغیر العمر بچی کی پرورش کرنا چاہے تو کرسکتی ہے، شوہر زبردستی اسے اپنے قبضہ میں (جب تک لڑکے کی عمر سات سال نہ ہو جائے اور لڑکی کی عمر نو سال نہ ہو جائے) نہیں لے سکتا، اس عمر کے بعد زبردستی بھی اپنے قبضہ میں لے سکتا ہے، عورت کو مذکورہ عمر تک بچوں کی پرورش کا حق اس شرط کے ساتھ دیا گیا ہے کہ عورت بدچلن نہ ہو (مثلاً: زانیہ یا گانے یا فلم دیکھنے والی نہ ہو) نیز اپنے کام کاج یا لاپرواہی یا کسی اور سبب سے بچہ کی اچھی طرح تربیت نہ کرسکتی ہو یا بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرلے تو پرورش کا حق ختم ہو جاتا ہے۔ (شامی، درمختار: ۶۳۳)

اگر مذکورہ شرائط میں سے ایک بھی شرط پائی جائے گی تو عورت کی پرورش کا حق ختم ہو جائے گا، صورت مسئولہ میں عورت کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں وہ اگر صحیح ہیں تو عورت اپنی لڑکی کو پرورش میں رکھنے کی حقدار نہیں ہے، اس لئے اس کی پرورش میں نہ دینا گناہ نہیں ہے۔

﴿۱۹۷۰﴾ بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرلینے سے حق حضانت ختم ہو جاتا ہے؟

سوال: میری بیوی چھ مہینے کے حمل سے ہے، میں اسے طلاق دینے کا ارادہ کرتا ہوں، اگر میں اسے طلاق دوں تو اب طلاق کے بعد جو بھی بچہ پیدا ہو لڑکا یا لڑکی وہ کس کے پاس رہے

گا؟اور کتنی مدت تک رہے گا؟ مجھے اس کے لئے کسی طرح کا خرچ دینا پڑے گا یانہیں؟ میں اس بچہ کو اپنی پرورش میں کب لے سکتا ہوں؟ کتنے سال بعد وہ اس بچہ کو مجھے سپرد کر سکتی ہے؟ وہاں تک مجھے کیا کرنا چاہیئے؟ اور مجھے کتنا اور کس کس کا خرچ دینا ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......طلاق کے بعد عورت کو جو بچہ پیدا ہوا اس کی پرورش کا حق عورت کو ملتا ہے، اس لئے وہ اگر بچہ کو اپنی پرورش میں رکھنا چاہے لڑکا ہو تو زیادہ سے زیادہ سات سال اور لڑکی ہو تو نو سال تک رکھ سکتی ہے، اور اس صورت میں بچہ کا درمیانی درجہ کا خرچ باپ کو دینا واجب ہوگا۔

نوٹ: اس مدت میں اگر عورت کسی اجنبی مرد سے نکاح کر لیتی ہے (جو بچہ کا محرم نہ ہو) تو اب عورت کا پرورش کا حق ختم ہو جاتا ہے اور اب باپ جبراً بچہ کو اپنی پرورش میں لے سکتا ہے۔ (شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالی اعلم

باب النفقات

﴿۱۹۷۱﴾ ناشزہ کا نان ونفقہ کا مطالبہ کرنا؟

سوال: میرا نام عبد الرحیم عبد الغفور شیخ ہے، تاریخ ۲۹/۱۲/۲۰۰۹ء کو میرا نکاح بلقیس بانو سے ہوا تھا، وہ اب بھی میرے نکاح میں ہے، ایک دن میری بیوی میرے سسرال کچھ رسم و رواج منانے کے لئے شادی کے شروع ایام میں گئی تھی، تو واپس آئی ہی نہیں، میں نے بہت بلایا لیکن اس کے گھر والوں نے بھیجنے سے انکار کر دیا اور اس کے ماں باپ اور ماموں نے کہا کہ ہمیں تمہارے گھر لڑکی کو بھیجنا ہی نہیں ہے اور کہا کہ میری لڑکی کو طلاق دیدو، میری بیوی کے گھر والوں نے مجھ سے سامنے آکر طلاق مانگی اور بے وجہ مجھ پر اور میرے گھر والوں پر جھوٹے الزامات لگائے اور مقدمہ دائر کر دیا اور اب نان ونفقہ کا مطالبہ کر رہے ہیں، تو شریعت کی روشنی میں اس مسئلہ کا کیا حل ہے؟ جب کہ میری بیوی میرے ساتھ رہنے کو تیار نہیں ہے تو کیا وہ نان ونفقہ کا مطالبہ کرسکتی ہے؟ اس مسئلہ کا حل شریعت کی روشنی میں کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نکاح کے بعد عورت اپنی ذات اپنے شوہر کو سپرد کر دیتی ہے اور شوہر کی خدمت میں لگی رہتی ہے اس لئے اس کا درمیانی درجہ کا کھانے پینے رہنے اور پہننے کا خرچ مرد کے ذمہ لازم ہے۔

اب اگر کوئی عورت شوہر کے ساتھ رہتی نہیں ہے، شوہر اسے رکھنا چاہتا ہے لیکن جھوٹے بہانے نکال کر اپنے ماں باپ کے یہاں رہتی ہے تو ایسی عورت شریعت کی اصطلاح میں ناشزہ کہلاتی ہے اور جتنی مدت اس حالت میں گزارے گی اتنی مدت کے نان ونفقہ کی حقدار

نہیں رہتی اور شوہر کو اس مدت کے نان ونفقہ کا خرچ دینا لازم یا ضروری بھی نہیں ہے، لہٰذا عورت اس مدّت کے خرچ کا مطالبہ نہیں کرسکتی۔

بلا ضرورت شدیدہ طلاق کا مطالبہ کرنا گناہ اور از روئے حدیث شریف وعید کا مستحق ہے، جھوٹا مقدمہ کرنا بھی ایک طرح کا ظلم ہے اس سے بچنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۷۲﴾ شوہر گھر خرچ کے جو روپیہ دیتا ہے تو اس کی بچت کا مالک کون ہے؟

سوال: زید کی والدہ کو اس کے شوہر سے گھر خرچ کے روپئے ملتے تھے اس گھر خرچ کے روپیوں میں سے اس کی والدہ نے کچھ رقم بچائی تھی اور ایک زمین زید کے نام پر خریدی، زید کے والد کا انتقال ہوگیا اور والدہ حیات ہے، اس زمین کو بیچنے پر شرعی رو سے ان روپیوں کا مالک کون بنے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شوہر اپنی بیوی کو گھر خرچ کے لئے جو رقم دیتا ہے اس کا اس کو مالک نہیں بناتا، اس لئے جو رقم بچے شوہر اس کا مالک کہلائے گا، اس لئے جو روپئے بچیں گے وہ شوہر کی ملکیت کہلائیں گے، اور ان روپیوں سے جو زمین خریدی گئی ہے تو وہ شوہر کی کہلائے گی اور اس کے انتقال کے بعد ورثاء میں تقسیم ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۷۳﴾ عدت کا نان ونفقہ وسکنیٰ مرد پر واجب ہے؟

سوال: سعید نے آمنہ کو تحریری طلاق دی، اور مہر بھی ادا کردی، طلاق کے بعد تین حیض آنے تک نان ونفقہ کی ذمہ داری سعید کے پاس سے لے سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... تین طلاق دینے کے بعد عدت ختم ہونے تک نان و

نفقہ اور سکنیٰ کی ذمہ داری مرد پر واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۷۴﴾ عدت خرچ مہر میں شمار کر لینا؟

سوال: مہر کی جو رقم متعین کی جاتی ہے اسی رقم سے آمنہ عدت گذار سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً……مہر کی رقم اور عدت خرچ دونوں جدا جدا حق ہیں، دونوں مرد کو دینا ضروری ہیں، ہاں اگر عورت چاہے تو عدت خرچ معاف کر کے مہر کی رقم سے عدت خرچ نکال سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۷۵﴾ مرد نے امانت دی تھی اس میں خیانت کی تو عدت کی رقم اس میں شمار کر سکتے ہیں؟

سوال: زوج اور زوجہ کے درمیان ایک بات کو لے کر جھگڑا کھڑا ہوا، جس کی تفصیل یہ ہے کہ زوج نے زوجہ پر اعتماد کر کے نیا گھر لینے کے لئے روپئے بھیجے، اس میں دس ہزار کا غبن ہوا، زوجہ نے کوئی قابل اطمینان جواب نہیں دیا اور شوہر کا جو اعتماد تھا وہ توڑ دیا، اتنا ہی نہیں زوجہ کا دوسرے غیر مرد کے ساتھ ناجائز تعلق تھا جو ظاہر ہوا، زوج نے پانچ افراد کو جمع کر کے مذکورہ فریب کے بارے میں پوچھ تاچھ اور تحقیق کی، تو زوجہ نے اپنا گناہ قبول کر لیا، زوج نے زوجہ کی بے وفائی اور بدکرداری پر غور وفکر کے لئے دو دن کی مہلت مانگی، اور بعد میں زوجہ کو تین طلاق لکھ دی، مہر ایک سو ستائیس روپے پچاس پیسے مقرر ہوئی تھی، اور عدت کا خرچ دینا بھی باقی تھا، طلاق دینے کو تین مہینہ ہو گئے لیکن کسی بھی فریق کی طرف سے مہر یا عدت خرچ کے لینے یا دینے کی بات نہیں ہوئی، زوج کے فریق والے یہ سمجھتے ہیں کہ دس ہزار روپئے کا جو غبن ہوا ہے اس میں عورت کی مہر اور عدت کا خرچ وصول ہو گیا، بلکہ مابقیہ

رقم عورت کے ذمہ دینا باقی ہے،اس طرح مہر اور عدت خرچ کو غبن کی رقم میں شمار کر لینا صحیح ہے؟اس سے مہر اور عدت خرچ ادا ہوگا؟اور اگر حق ادا نہیں ہوا تو جمع کیئے گئے پانچ افراد کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......زوج نے زوجہ کو مکان خریدنے کے لئے جو رقم دی تھی وہ زوجہ کو مالک بنا کر دی تھی یا وکیل بنا کر محض گھر خریدنے کے لئے دی تھی؟اگر وہ رقم مالک بنا کر نہیں دی تھی صرف وکیل بنا کر گھر خریدنے کے لئے دی ہو تو یہ رقم زوج کی ملکیت کہلائے گی،اور اس رقم میں زوجہ خیانت کرے تو اتنی رقم زوج کو لوٹانا اس کے لئے ضروری ہے۔

عورت کو طلاق دینے کے بعد اس کی مہر کی باقی رقم اور عدت کا درمیانی درجہ کا خرچ دینا شوہر کے ذمہ لازم ہے، جو اسے ادا کر دینا چاہئے،اب اگر عورت کے ذمہ جو رقم ادا کرنا ضروری ہے اس میں یہ خرچ اور مہر کی رقم کو شمار کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے،مہر اور عدت خرچ ادا ہو جائے گا۔

اور اگر شوہر نے وہ رقم معاف کر دی ہو یا مالک بنا کر دی ہو اور اس کے بعد مہر اور عدت کا خرچ واجب ہوا ہو تو یہ رقم وصول کرنے کا عورت کو حق ہے، جو شوہر کو ادا کر دینا چاہئے،اور گواہوں کے ذمہ ضروری ہے کہ یہ بات اور معاملہ دل میں نہ رکھتے ہوئے فریقین سے اس کا خلاصہ کر لیا جاوے تا کہ بعد میں اس کی وجہ سے کوئی جھگڑا نہ پیدا ہو،اور معاملہ صاف ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۷۶﴾ کیا ناشزہ عورت نان ونفقہ کی حقدار ہے؟

سوال: مسئلہ یہ ہے کہ میرے نکاح کے بعد میری بیوی میرے ساتھ ایک ماہ اور سترہ دن

رہی ہے، اور میرے گھر سے اپنی رضامندی سے اپنے والد کے گھر ملنے گئی تھی، اس کے بعد اس نے آنے سے انکار کر دیا، اور اب طلاق مانگتی ہے، لڑکی کا والد بھی بھیجنے سے انکار کر رہا ہے، اور مجھ پر غلط الزامات لگاتا ہے، میں نے بلانے کے لئے تین چار مرتبہ آدمی بھیجے، اور بلانے کے لئے نوٹس بھی بھیجا اور مقدمہ بھی کیا تھا، انہوں نے مجھ پر نان ونفقہ کا مقدمہ کر دیا۔ اب مجھے پوچھنا یہ ہے کہ کیا ان لوگوں کے لئے نان ونفقہ کے روپئے لینا جائز ہے؟ کیا اس حالت میں مجھے ان کو نان ونفقہ کے روپئے دینا ضروری ہے؟ میں اسے ہر حال میں رکھنے کے لئے راضی ہوں، اور اسے طلاق دینا نہیں چاہتا، ایک ماہ اور سترہ دن میرے ساتھ رہنے کے بعد جب وہ گھر گئی تھی تو وہ حاملہ تھی اس حمل سے اسے ایک لڑکے کی ولادت ہوئی، یہ لڑکا فی الحال اسی کے پاس ہے، تو اب اس لڑکے کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......صورت مسئولہ میں آپ اپنی بیوی کو رکھنا چاہتے ہو لیکن وہ آپ کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی اور آپ کی طرف سے بیوی پر کوئی ظلم وزیادتی بھی نہیں ہے اور اسے بلانے کے باوجود وہ نہیں آتی تو شریعت کی نظر میں ایسی عورت ناشزہ یعنی نافرمان ہے اور ایسی عورت نان ونفقہ کی حقدار نہیں رہتی اس لئے اس کا نان ونفقہ مانگنا درست نہیں ہے اور آپ پر ادا کرنا شرعاً ضروری بھی نہیں ہے۔ (شامی: ۲) ۔لڑکے کی پرورش کا حق سات سال تک ماں کو ہے اس لئے سات سال تک ماں اسے اپنے پاس رکھ سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۷۷﴾ سرکاری قانون کی مدد سے مہر اور عدت خرچ سے زیادہ رقم وصول کرنا؟

سوال: میرے لڑکے یعقوب احمد نے اپنی بیوی سائرہ بانو کو طلاق دے دی، اور شرعاً اس

کے ذمہ مہر اور عدت کا خرچ دینا ضروری تھا وہ بھی دے دیا، لیکن سائرہ بانو اور اس کے اعزہ شریعت کے مقرر کئے ہوئے خرچ سے زیادہ روپئے مانگ رہے ہیں اور ظلماً ناحق کورٹ کے ذریعہ منظور کروانا چاہتے ہیں، لیکن میرا لڑکا اور میں شریعت کے مقرر کئے ہوئے خرچ سے زیادہ روپئے دینے کے لئے راضی نہیں ہیں؛

تو پوچھنا یہ ہے کہ شریعت کے مقرر کئے ہوئے خرچ سے زیادہ رقم کورٹ سے منظور کروانا اور زبردستی یہ رقم ہم سے وصول کرنا اس کے لئے اور اس کے اعزہ کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عورت کو طلاق ملنے کے بعد عدت کی مدت (جو تین حیض یا وضع حمل ہے) تک کا خرچ (نان ونفقہ اور سکنیٰ) شوہر سے وصول کرنے کا حق ہے، اس کے بعد وہ نان ونفقہ اور سکنیٰ کی حقدار نہیں رہتی، اور نہ ہی یہ خرچ شوہر کے ذمہ شرعاً لازم ہے اس لئے غلط اختیار کا سہارا لیتے ہوئے یا سرکاری قانون کے زیر سایہ اس سے زیادہ مدت تک کے خرچ کا مطالبہ ناجائز اور حرام اور عورت کی طرف سے ظلم ہے۔

ایک حدیث شریف میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کا مال زبردستی اور ناحق حاصل کرے۔ لہذا صورت مسئولہ میں مطلقہ اور اس کے اعزہ کے لئے مذکور رقم کا مطالبہ اور اس کی کارروائی ناجائز اور حرام ہے۔

(شامی:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۷۸﴾ گذرے ہوئے دنوں کے نان ونفقہ کا مطالبہ کرنا؟

سوال: میری بیوی سے مجھے چار بچے ہیں، دولڑکے اور دولڑکیاں، اور تقریباً ڈیڑھ سال ہو

گیا ہے وہ کسی دوسرے مرد کے ساتھ مجھے چھوڑ کر چلی گئی ہے، میں نے ابھی تک اسے طلاق نہیں دی ہے، اوراب میری بیوی نے وکیل کے ذریعہ مجھے نوٹس بھیجا ہے جو اس سوال نامہ کے ساتھ منسلک ہے، اس نوٹس سے وہ مجھ سے تین ہزارروپئے نان ونفقہ کے مانگ رہی ہے، اوراس نے مجھ پر غلط الزامات لگائے ہیں کہ میں نے اسے کھانے کی تکلیف دی ہے اوراس کے کپڑے بھی لے لئے ہیں۔

میں اپنی بیوی کو طلاق دینا نہیں چاہتا اوراگر آج بھی وہ واپس آجائے تو میں اسے رکھنے کے لئے راضی ہوں اور یہ بات صحیح ہے، اوراس بات کا یقین اس کے والدین جو میرے پڑوس میں رہتے ہیں وہ بھی دلا سکتے ہیں، میری بیوی کے والد کو میں ساتھ ہی لایا ہوں وہ بھی صحیح حقیقت حال بیان کر سکتے ہیں۔

میرے چار بچے ہیں اس میں سے تین میرے پاس ہیں ایک لڑکی کو وہ اپنے ساتھ لے گئی ہے اگر وہ واپس آتی ہے تو میں اسے رکھنے کے لئے راضی ہوں اوراسے طلاق دینے والا نہیں ہوں، تو اس بارے میں شرعی مسئلہ کیا ہے؟ وکیل کے ذریعہ جو نوٹس بھیجا وہ مندرجہ ذیل ہے:

میں ایڈوکیٹ حبیب منصور میری اصیلہ نادرہ بانو زوجۂ فاروق بشیر بنت صدیق احمد ساکن فیروزآباد کی طرف سے ملی ہوئی درخواست اورفرمان کی بنا پر آپ کو یہ نوٹس دے رہا ہوں کہ ہماری اصیلہ آپ کی باقاعدہ منکوحہ اور بیوی ہوتی ہے، اورآپ سے ہماری اصیلہ کو چار بچے بھی ہیں جن میں سے تین اولاد فی الحال آپ کے پاس ہیں اورایک لڑکی جو آپ ہی کے صلب سے ہے وہ ہماری اصیلہ کے ساتھ رہتی ہے۔

آپ نے ہماری اصیلہ کے ساتھ بہت زیادتی کی ہے، اس کو بہت مرتبہ مار پیٹ کیا ہے، اور

کھانے پینے میں اس پر بہت ظلم کیا ہے، اور بلا وجہ آپ نے ہماری اصیلہ کو دو سال قبل مار کر پہنے ہوئے کپڑوں میں گھر سے نکال دیا تھا، اور بعد میں آپ نے ہماری اصیلہ اور اپنی بیٹی کو نان ونفقہ اور لباس کے لئے ایک پیسے کی بھی مدد نہیں کی ہے، فی الحال ہماری اصیلہ بے سہارا ہو چکی ہے اور وہ لوگوں کے گھروں میں صاف اور صفائی اور برتن مانجھ کر اپنا گذر بسر چلا رہی ہے، اور بڑی مصیبت سے اپنا اور اپنی بیٹی کا گھر چلاتی ہے۔

قانون کے مطابق آپ اس کے نان ونفقہ دینے کے ذمہ دار ہیں، آپ کے پاس آمدنی کا اچھا ذریعہ ہے اور آپ کا ارادہ ہماری اصیلہ کو رکھنے کا معلوم نہیں ہوتا اس لئے کہ آپ نے کبھی بھی ہماری اصیلہ کو واپس لانے کے لئے اپنی رضامندی نہیں بتائی، نیز آپ کے یہاں ہماری اصیلہ کی جان محفوظ نہیں ہے اس لئے آپ تین ہزار روپے بقیہ نان ونفقہ کے فوراً ادا کر دیں، ہماری اصیلہ کو اپنا اور اپنی لڑکی کے نان ونفقہ کے لئے ماہانہ ۱۵۰ روپے کی ضرورت پڑتی ہے۔

اس نوٹس کے ملنے کے آٹھ دن کے اندر تین ہزار روپئے ہماری اصیلہ کو دے کر جماعت کے دو صالح افراد کو درمیان میں رکھ کر انہیں بلا کر اچھی طرح رکھنے کا یقین اور اعتماد دلا کر بلا لیں، نیز ہماری اصیلہ کے علم میں یہ بات آئی ہے کہ آپ نے دوسری کوئی عورت رکھی ہے تو اس بارے میں ضروری وضاحت ہماری اصیلہ کے ساتھ کر لی جائے، اس میں کمی کوتاہی پر بعد انقضائے مدت ہماری اصیلہ نان ونفقہ کے حصول کے لئے از راہ قانون سخت سے سخت قدم آپ کے خرچ پر ضرور اٹھائے گی، اسے ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ کتبہ: ایڈوکیٹ

حبیب منصور دستخط: نادرہ بانو زوجۂ فاروق بشیر

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اگر سوال میں درج تفصیل صحیح ہو اور بیوی شوہر کی

اجازت کے بغیر پرائے مرد کے ساتھ چلی گئی ہو تو ایسی عورت شریعت کی اصطلاح میں ناشزہ یعنی نا فرمان کہلاتی ہے، اور ناشزہ عورت کو شرعاً نان و نفقہ دینا لازم نہیں ہے۔(شامی:۲)

منسلکہ نوٹس میں عورت نے دو سال کے خرچ اور نان ونفقہ کے طور پر تین ہزار روپئے کا مطالبہ کیا ہے وہ بھی صحیح نہیں ہے،شوہر کے لئے یہ مطالبہ پورا کرنا شرعاً ضروری نہیں ہے، اس لئے کہ شریعت کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق گذرے ہوئے دنوں کے نان ونفقہ کے روپئے مانگنا یا ادا کرنا اس وقت واجب ہوتا ہے جب کہ شرعی قاضی کا حکم ہو یا میاں بیوی دونوں راضی اور متفق ہوں۔(شامی،عالمگیری وغیرہ) فق

﴿۱۹۷۹﴾ عورت کی کمائی میں شوہر کا کوئی حق ہے؟

سوال: عورت کی آمدنی میں سے شوہر کا کوئی حق ہے؟ نیز اگر شوہر نے عورت کی آمدنی میں سے کچھ استعمال کیا ہو تو اس کا حکم کیا ہے؟ نیز شوہر نے عورت کو زیورات یا دیگر مال کی شکل میں کچھ دیا ہو تو اس کا حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......عورت مالدار ہو یا غریب اس کا نان ونفقہ مرد کے ذمہ لازم اور ضروری ہے اور شادی کے موقع پر یا بعد میں جو چیزیں عورت کو تملیکاً دی ہیں یا عورت کے رشتہ داروں نے دی ہیں وہ صرف عورت کی ملک ہیں شوہر کا یا کسی کا ان میں کوئی حق نہیں ہے۔عورت ملازمت کر کے جو تنخواہ وغیرہ لاتی ہے وہ سب اس کی ملک ہے شوہر کا اس پر کوئی حق نہیں ہے۔عورت نے اپنی خوشی یا رضا مندی سے جو رقم شوہر کو دی ہے یا شوہر نے استعمال کی ہے تو وہ واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتی اور اگر زبردستی شوہر نے اپنا حق جتا کر یا

دباؤ ڈال کر لی ہے یا قرضہ کے طور پر لی ہے تو وہ واپس کرنا ہوگی اور عورت کو مطالبہ کرنے کا حق ہے۔ معارف القرآن جلد دوم سورۂ نساء آیت نمبر: ۴ کے تحت تفصیل لکھی ہے وہ دیکھ لی جائے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۸۰﴾ عدت کا خرچ

سوال: عورت غلط بات پر جھگڑا کر کے اپنے والد کے گھر چلی جائے اور پھر طلاق کا مطالبہ کرے تو طلاق دینا کیسا ہے؟ نیز طلاق کے بعد مہر اور عدت وغیرہ کا تمام خرچ مانگے تو کیا کیا جائے؟ کیا یہ خرچ دینا ضروری ہے؟ شوہر اپنی شادی کا خرچ عورت سے مانگ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عورت غلط بات پر جھگڑ کر کے اپنے والد کے گھر چلی جائے تو ایسی عورت نافرمان کہلاتی ہے، اس کا نان ونفقہ مرد کے ذمہ واجب نہیں ہے، ایسی عورت کو سمجھانے کے باوجود وہ اپنی اصلاح نہ کرتی ہو اور اس کے ساتھ رہنا اجیرن ہو تو طلاق دینا جائز ہے، لیکن مہر جو متعین ہوئی تھی وہ دینی پڑے گی۔

طلاق کے بعد شوہر عورت کو عدت اپنے والد کے گھر گذارنے کی اجازت دے تو شوہر کو عدت کا خرچ بھی دینا پڑے گا، اگر عورت کا قصور ہو اور عورت کے طلاق مانگنے پر طلاق دی جا رہی ہو تو مرد طلاق دینے کے عوض روپئے کا مطالبہ کرے تو یہ جائز ہے۔

﴿۱۹۸۱﴾ عدت کے خرچ میں کیا کیا شامل ہے؟

سوال: طلاق کے بعد عورت کی عدت کا خرچ شوہر کے ذمہ لازم ہے یا نہیں؟ اگر لازم ہے تو اس خرچ میں کیا کیا چیزیں شامل ہیں؟ صرف کھانے پینے کا خرچہ یا دیگر ضروریات کا

خرچ بھی شامل ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......طلاق کے بعد عدت کی مدت کا خرچ شوہر کے ذمہ لازم ہے، اتنی مدت کے کھانے اور پینے کا خرچہ اور پہننے کے کپڑے اور رہنے کا خرچہ دینا پڑے گا۔ (درمختار:۸۹۹) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۸۲﴾ عدت کا خرچ کے طور پر دئے ہوئے روپئے واپس لے سکتے ہیں؟

سوال: میں نے اپنی بیوی کو تاریخ ۱۲/۳/۱۹۷۱ء کے روز طلاق دے کر اپنے نکاح سے خارج کر دیا، طلاق کے وقت میری بیوی دو مہینوں کے حمل سے تھی اس لئے طلاق کے بعد عدت کے خرچ کے طور پر اسے آٹھ مہینوں کا نان ونفقہ حمل کی وجہ سے ماہانہ ۷۵ روپئے کے حساب سے کل ۶۰۰ روپئے اور مہر کے ۱۲۷:۵۰ کو شامل کر کے کل روپئے ۷۲۷:۵۰ نقد دے دئے۔

اور زچگی کے کل خرچ کی ذمہ داری کے لئے میں نے تحریر لکھ دی، یہ خرچ میری بیوی کے کہنے پر ۳۰۰ روپئے میں نے قبول کئے، اور تحریر میں لکھ دیا تھا کہ زچگی کے وقت اس کے خرچ کے طور پر ۳۰۰ روپئے میرے ذمہ ادا کرنا ضروری ہے، لیکن انہوں نے یعنی میری بیوی نے گھر جانے کے بعد ایک مہینہ گزرنے پر یعنی طلاق کی تاریخ سے ایک مہینہ بعد ۱/۱/۱۹۷۲ کو مجھے اطلاع دئے بغیر حمل ساقط کروا دیا، جیسا کہ میں نے اوپر لکھا حمل ہونے کی وجہ سے میں نے اسے آٹھ مہینوں کا خرچ دیا تھا لیکن ان لوگوں نے ایک مہینہ میں ہی حمل ساقط کرا دیا تو اب میں ان سے سات مہینوں کا خرچ واپس لے سکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......حاملہ کی عدت وضع حمل ہے، حمل میں انسانی اعضاء بن

چکے ہوں تو ایسے حمل کو ساقط کرانا سخت معصیت ہونے کے باوجود عدت ختم ہوجائے گی، اورعدت کے خرچ کے طور پرآپ نے چھ سو روپئے نقد عورت کو دے کران کا مالک بنادیا ہو تو اب مفتیٰ بہ قول کے مطابق یہ رقم واپس نہیں لے سکتے۔ (درمختار، منحۃ الخالق:۱۹۱/۴)

﴿۱۹۸۳﴾ عدت میں گھومنے پھرنے والی عورت کوعدت خرچ دیناپڑے گا؟

سوال: میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی ہے، اوراس کی عدت کے خرچ کے طور پر ۱۷۲ روپئے دینا میں نے قبول کیا ہے، اس میں سے ۱۲۵ روپئے ادا کردئے ہیں، اور بقیہ پچاس روپئے ادا کرنا باقی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عدت کے درمیان دوتین مرتبہ اسے باہر کام کاج کے لئے گھومتے اور نکلتے میں نے دیکھا ہے، تو ایسی عورت عدت خرچ کی حقدار ہوتی ہے؟ اوراب مجھے اسے بقیہ روپئے دینے چاہئے یا نہیں؟ اور جو ۱۲۵ روپئے میں نے دئے ہیں وہ واپس لے سکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عورت عدت میں گھومنے یا کمانے نہیں جاسکتی، اس لئے اس کے گزربسر کے لئے شریعت نے اس کا خرچ مرد کے ذمہ واجب کیا ہے، اس لئے اسے عدت کے تمام احکام کی پوری پابندی کرتے ہوئے بلاضرورت گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہئے، لیکن اگرکوئی عورت عدت کے احکام کی پابندی نہ کرے اور باہر گھومتی پھرتی ہوتو وہ نافرمان کہلائے گی، اورنافرمان عورت کا خرچ دینا مرد پرواجب نہیں ہے، مذکورہ عورت کسی خاص مجبوری یا کام کے لئے باہر نکلی ہوتو نافرمان نہیں کہلائے گی، اوراس کا خرچ دیناپڑے گا، اوراگروہ بلاضرورت باہر نکلی ہوتو مذکورہ بالاحکم عائد ہوگا۔ (شامی:۲/۷۴۵، ٦۲۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۸۴﴾ کیا ناشزہ عورت عدت کے خرچ کی حقدار ہے؟

سوال: میری بیوی میری اجازت کے بغیر پانچ مہینہ سے میرا گھر چھوڑ کر چلی گئی ہے، اب میں اپنی بیوی کو واپس بلانا نہیں چاہتا، اب اگر میں اسے طلاق دوں تو کیا مجھے اسے عدت خرچ دینا پڑے گا؟ اس لئے کہ وہ میری اجازت کے بغیر میرے گھر سے چلی گئی ہے، اور اگر میں طلاق نہ دوں بلکہ وہ یا اس کے والدین طلاق کا مطالبہ کریں تو کیا اس صورت میں میں عدت خرچ دینے کا ذمہ دار ہوں؟ میں نے اسے گھر سے نہیں نکالا ہے بلکہ وہ خود اپنی مرضی سے میری اجازت کے بغیر چلی گئی ہے۔

تو کس صورت میں مجھے عدت کا نان ونفقہ دینا پڑے گا اور کس صورت میں نہیں؟ اس کی مکمل وضاحت فرما کر ممنون فرمائیں۔ نیز مہر کے متعلق بھی جواب تحریر فرمائیں کہ مہر مکمل دینی پڑے گی یا نصف؟ اس لئے کہ وہ میری اجازت کے بغیر گئی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شوہر کی طرف سے کوئی ظلم وزیادتی نہ ہو اور بیوی اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے والدین کے گھر چلی جائے تو شریعت کی اصطلاح میں ایسی عورت کو ناشزہ یعنی نافرمان کہا جاتا ہے، اور ایسی عورت اپنے شوہر سے نان ونفقہ حاصل کرنے کی حقدار نہیں رہتی، اور نافرمانی کے بعد صلح کا کوئی راستہ نہ ہو اور دونوں ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ میں نہ رہ سکتے ہوں تو طلاق دے دینا درست ہے۔

البتہ خلوت صحیحہ ہو چکی ہے اس لئے مکمل مہر واجب ہوگی، اور طلاق کے بعد تین حیض تک عدت گذارنا ضروری ہونے کی وجہ سے اور اس مدت میں دوسرا نکاح نہ کر سکنے کی وجہ سے عدت کا خرچ بھی مرد کو دینا ہوگا، اور اگر عورت طلاق کا مطالبہ کرے اور مرد اس شرط پر طلاق

دے کہ عدت اور مہر کے روپئے معاف کئے جاویں تو اس شرط پر دی گئی طلاق میں مہر اور عدت وغیرہ کے حقوق معاف ہوجاتے ہیں۔ (شامی، عالمگیری:۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۸۵﴾ عورت کا عدت کی مدت سے زیادہ کا خرچہ مانگنا؟

سوال: میرا نکاح آصف شیخ کی لڑکی معظّمہ سے ۴۵ سال قبل ۱۹۶۳ء میں ہوا تھا اس عورت سے مجھے تین بچے ہیں اس کے بعد کچھ لڑائی جھگڑا ہونے کی وجہ سے بیوی بچوں نے مجھے گھر سے نکال دیا، تاریخ ۱۹۹۵/۷/۹ سے میں اپنے بیوی بچوں سے الگ جھونپڑی بنا کر رہ رہا ہوں، اور ۲۰۰۳ء کو میں واپس گھر آیا، پھر ۲۰۰۴ء میں شریعت کے مطابق اور وکیل کے ذریعہ دو گواہوں کی موجودگی میں طلاق نامہ لکھ کر عورت کو میں نے نکاح سے جدا کردیا، اور لڑکوں کی موجودگی میں نان ونفقہ اور عدت کا خرچ شریعت کے مطابق جو ہوتا ہو اس سے کئی چند مضاعف پانچ لاکھ روپئے میں نے دئے اور زیور کے طور پر ساڑھے سات تولہ سونا دے کر میں نے اپنی ذمہ داری پوری کی، اب تاریخ ۲۰۰۸ء/۱/۱۲ کو میری مطلقہ بیوی نے کورٹ میں مقدمہ داخل کیا کہ اسے نان ونفقہ اور زندگی گزارنے کے لئے خرچہ کے طور پر پچیس لاکھ روپئے چاہئیں، تو اب شریعت کے مطابق قرآن وحدیث کی روشنی میں مجھ پر کچھ روپئے دینا واجب ہوتا ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں کہ میری جان چھوٹے اور یہ وبال دور ہو۔

(۱) عدت کی مدت کتنی ہے؟ (۲) عدت کا خرچ کتنا لازم ہوتا ہے؟ (۳) صرف عدت کی مدت کا خرچ عورت لے سکتی ہے یا عدت کی مدت کے بعد بھی عورت کا کوئی حق مرد پر باقی رہتا ہے اور مرد کو عدت کے بعد بھی کوئی خرچہ دینا پڑتا ہے؟ (۴) کیا طلاق ہوجانے

کے چار سال بعد کوئی خرچ شریعت کے مطابق لازم ہوتا ہے؟ (۵) کیا چار سال کے بعد عورت کا ۲۵ لاکھ کا مطالبہ کرنا درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......عورت کو طلاق ملنے کے بعد اس کی عدت اگر حیض آتا ہو تو تین حیض ہے یعنی تیسرا حیض ختم ہونے تک ہے، اور اگر کبر سنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو تین مہینہ عدت ہے، اور چونکہ اس عدت میں عورت دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی اس لئے پوری عدت کی مدت کا خرچ نان ونفقہ وسکنی اور کپڑا ان تینوں کا اوسط درجہ کا خرچ مرد کے ذمہ لازم رہے، اور عورت یہ خرچ لینے کی حقدار ہے، اس سے زیادہ مدت کے خرچ کا مطالبہ ناجائز ہے۔

آپ نے سوال میں لکھا ہے کہ عدت کے خرچ کے طور پر آپ نے مطلقہ کو پانچ لاکھ روپئے اور ساڑھے سات تولہ سونا دیا ہے تو آپ نے اس کا یہ حق مکمل طور پر اور بہت خوبی اور دلداری کے ساتھ ادا کردیا ہے، اب اسلامی شریعت کے مطابق مطلقہ عورت کا کوئی حق شوہر پر باقی نہیں ہے، اس لئے کچھ دینا واجب یا لازم نہیں ہے، بلکہ عورت کا مطالبہ کرنا ناحق اور ناجائز اور حرام ہے عورت نے کورٹ میں جو دعویٰ داخل کیا ہے وہ غلط اور جھوٹا مقدمہ ہے جور داور باطل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۸۶﴾ گذرے ہوئے وقت یا مہینہ کے نان ونفقہ کا مطالبہ؟

سوال: ہمارے یہاں ایک لڑکے کی شادی ہوئی، شادی کے بعد اس کی بیوی اس کے گھر تین مہینہ رہی، تین مہینہ بعد بیوی اور اس کے خسر کے درمیان کہاسنی ہوئی (جھگڑا ہوا)، تو خسر اور شوہر نے اس سے کہا کہ تو اپنے میکے چلی جا، تو لڑکی اپنے میکے چلی گئی، اور چار پانچ

مہینے اپنے میکے ہی میں رہی، پانچ مہینوں کے بعد لڑکے کے گھر والوں کا لڑکی کے گھر والوں سے جھگڑا ہوا، تو لڑکے نے غصہ میں آٹھ سے دس طلاق دے دی، اب طلاق سے قبل لڑکی نے اپنے میکے میں جو چار پانچ مہینے گذارے ہیں لڑکی ان چار پانچ مہینوں کا خرچ مانگ سکتی ہے یا نہیں؟ اور لڑکے کے لئے یہ خرچ دینا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... لڑکی اپنے شوہر کی اجازت سے میکے میں رہے تو وہ ناشزہ اور نافرمان نہیں کہلاتی اور اس مدت کا نان ونفقہ شوہر کے ذمہ ہے اس لئے اگر اسی وقت مانگ لیتی تو شوہر کو دینا پڑتا، لیکن گزرے ہوئے وقت یا مہینہ کے خرچ کا مطالبہ کرے تو قضائے قاضی یا شوہر کی رضامندی کے بغیر نہیں مانگ سکتی، اور ان مہینوں کا خرچ دینا شوہر کے ذمہ اب ضروری نہیں ہے۔ (شامی: ۹۰۶/۲)

﴿۱۹۸۷﴾ بغیر اجازت اپنے میکے چلی جانے والی عورت کا بذریعہ کورٹ نان ونفقہ مانگنا؟

سوال: میری بیوی اپنے زیور کپڑے لے کر میری اور اور میری والدہ کی عدم موجودگی میں بغیر اجازت کے اپنے گاؤں اپنے والدین کے یہاں آٹھ نو مہینوں سے چلی گئی ہے، تقریباً ڈیڑھ سال ہوا میری والدہ کا ٹی بی کا آپریشن کروایا تھا میری والدہ کوئی کام کاج نہیں کر سکتی اور چل پھر بھی نہیں سکتی، میرے والد میری بیوی کو بلانے گئے تھے اور میں بھی بلانے گیا تھا اسے خط بھی بہت لکھے اور رشتہ دار بھی بلانے گئے تھے لیکن وہ آنے سے انکار کرتی ہے۔

مجھے اس عورت سے دو لڑکے ہیں ایک تین سال کا اور ایک ڈھائی سال کا مجبوراً میں نے دوسری شادی کر لی۔ میری کوئی کھیتی باڑی نہیں ہے میں مدرس کی حیثیت سے مدرسہ میں ملازمت کرتا ہوں، میری پہلی بیوی نے کورٹ میں اپنے لئے اور بچوں کے خرچ کے لئے

مقدمہ کیا دائر کیا ہے، میں نے اسے طلاق نہیں دی ہے میں اسے آج بھی رکھنے کے لئے راضی ہوں جو دال روٹی ملے اس میں گذر بسر کر لے بچوں کا علیحدہ خرچ دینے کی میرے پاس گنجائش نہیں ہے وہ میری اجازت کے بغیر گئی ہے اور آج بھی آنے سے انکار کرتی ہے۔ تو اس صورت میں وہ مجھ سے خرچ مانگنے کی حقدار ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سوال میں مذکورہ تفصیل صحیح ہو تو ایسی نافرمان عورت کا خرچ مرد کے ذمہ واجب نہیں ہے، اور وہ شرعی قاعدہ کے مطابق مطالبہ بھی نہیں کر سکتی۔ (شامی، عالمگیری:۲)

﴿۱۹۸۸﴾ شوہر کی اجازت کے بغیر والدین کے یہاں رہائش رکھنے والی بیوی نان و نفقہ کی حقدار نہیں ہے؟

سوال: میری بیوی اپنے والدین کے گھر چلی گئی ہے، بلانے کے باوجود نہیں آتی ہے، تو کیا شوہر کے لئے ایسی عورت کو خرچہ، روٹی، کپڑے اور مکان دینا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... شوہر اپنی بیوی کو اس کے حقوق کی رعایت کے ساتھ رکھنے پر رضامند ہو، اور اپنے مکان میں رہنے کے لئے بلاتا بھی رہا ہوں پھر بھی عورت اپنے شوہر کی بات نہ مانے اور اپنے والدین کے یہاں رہائش رکھے تو ایسی عورت شریعت کی اصطلاح میں ناشزہ یعنی نافرمان کہلاتی ہے، اور جب تک وہ اپنے شوہر کے گھر نہ آجائے شوہر پر اس کا نان و نفقہ واجب نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۸۹﴾ ایام ماضیہ کا نان ونفقہ؟

سوال: ایک عورت کا نکاح ہو گیا، نکاح کے بعد وہ تین سال اپنے شوہر کے گھر رہی اور

اس درمیان عورت حاملہ ہوگئی، اور یہاں کے دستور کے مطابق پہلی ولادت کے لئے عورت اپنے والد کے گھر گئی، اور والد کے گھر اسے لڑکا پیدا ہوا، لڑکے کی ولادت کے بعد بارہ سال ہوگئے عورت اپنے والد کے گھر ہی ہے اس کا شوہر اسے نہیں بلاتا ہے اور طلاق بھی نہیں دیتا ہے اور اس کا اور اس کے لڑکے کا کوئی خرچ بھی نہیں دیتا ہے نکاح کے وقت اس عورت کی مہر مؤجل ۱۲۷ روپئے مقرر کی گئی تھی جو آج تک باقی ہے اور نکاح کے وقت شوہر کے پاس زیورات اور قیمتی کپڑے وغیرہ نہیں تھے تو ایک مکان اسٹامپ پیپر پر بخشش لکھ دیا تھا اور کورٹ میں دستخط کے ساتھ جمع بھی کروایا تھا۔

ان حالات میں پوچھنا یہ ہے کہ:

(۱) یہ عورت اپنے شوہر سے اپنا اور اپنے بچہ کا نان ونفقہ حاصل کرنے کی حقدار ہے یا نہیں؟ (۲) زیور اور کپڑوں کے عوض بخشش دئے ہوئے مکان کا قبضہ لینے کی حقدار ہے یا نہیں؟ (۳) عورت کو ہبہ کیا ہوا مکان شوہر فروخت کرسکتا ہے؟ (۴) اس کا دستاویز دوسرے کے نام کرواسکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:

(۱) جتنے دن عورت اپنے شوہر سے جدا رہی ان گذرے ہوئے دنوں کا نفقہ نہیں مانگ سکتی، البتہ آنے والے دنوں کا نفقہ مانگ سکتی ہے۔ (۲) مکان پر بخشش کے بعد عورت نے قبضہ کرلیا ہو تو بخشش تام ہوگئی اور مکان عورت کی ملکیت ہوگیا، اس لئے اب اس مکان میں مالکانہ تصرف کا عورت کو اختیار رہے گا۔ (۳) مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق مکان پر عورت نے قبضہ کرلیا ہو تو اب بغیر اجازت عورت کے اسے فروخت نہیں کیا جاسکتا، اور اگر عورت نے مکان پر قبضہ نہیں کیا تھا تو بخشش صحیح نہیں ہوئی اور مکان حسب سابق مرد کی ملکیت ہی

رہے گا، اور وہ اب چاہے تو اسے فروخت کرسکتا ہے۔

(۴) اس کا جواب نمبر تین کے مطابق ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۹۰﴾ ایام ماضیہ کا نان ونفقہ عورت مانگ سکتی ہے؟

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو مکان میں دوسرے اجنبی شخص کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھا اور شک کی بنا پر بیوی کو مار کر گھر سے باہر نکال دیا، اور آٹھ مہینوں کے بعد اس عورت کو طلاق دے دی۔ تو ان آٹھ مہینوں کا نان ونفقہ عورت شوہر سے وصول کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جو آٹھ مہینے گذر چکے ہیں ان کا خرچ اب عورت نہیں مانگ سکتی۔

﴿۱۹۹۱﴾ بچوں کا دوگنا خرچ مانگنا؟

سوال: والدین ایک ہی قریہ میں رہائش رکھتے ہوں اور والد بچوں کو اپنی پرورش میں رکھنا چاہتا ہو پھر بھی والدہ جبراً بچوں کو اپنے پاس رکھ کر دوگنا خرچہ مانگتی ہو تو اس کا ایسا کرنا کیسا ہے؟ کیا مرد کو دینا پڑے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بچوں کی پرورش کا حق عورت کو تین شرطوں کے ساتھ دیا گیا ہے، اس لئے وہ جبراً بھی اسے اپنے پاس رکھ سکتی ہے، لیکن دوگنا خرچہ مانگنا درست نہیں ہے، البتہ بچوں کا واجبی خرچ مانگ سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۹۲﴾ عورت کا بذریعہ کورٹ نان ونفقہ حاصل کرنا؟

سوال: میرے شوہر نے میری لاعلمی میں دوسرا نکاح کرلیا اور مجھے اپنے گھر بھی نہیں لے جاتا ہے، اور مجھے کسی طرح کا نان ونفقہ بھی نہیں دیتا، اس لئے مجبوراً مجھے اپنے نان ونفقہ کے

لئے کورٹ کا سہارا لینا پڑا، کورٹ نے ماہانہ ۳۵۰ روپے مرد پر مقرر کر دئے ہیں تو میں یہ خرچ لے سکتی ہوں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... عورت کا نان و نفقہ مرد پر واجب ہے، اور وہ اپنا یہ حق کورٹ سے وصول کر سکتی ہے، اس کے لئے کورٹ کی مقرر کردہ رقم وصول کرنا درست ہے۔

لیکن اگر عورت شریعت کی نظر میں ناشزہ ہو یا مطلقہ ہو اور اس کی عدت ختم ہو چکی ہو تو ایسی عورت کا نان و نفقہ مرد پر واجب نہیں ہے، اس صورت میں عورت کا خرچ لینا ناجائز کہلائے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۹۹۳﴾ خرچ کا معیار؟

سوال: میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی ہے، طلاق کے دن ہی لڑکی والے مہر کے روپئے اور اس کا سامان اور کپڑے اپنے ساتھ لے گئے ہیں، اب وہ لوگ نان و نفقہ کے روپئے مانگ رہے ہیں اس بیوی سے میری ایک چھ سات مہینوں کی شیر خوار بچی بھی ہے، مجھے اس بچی کا کتنا خرچ دینا ہوگا؟ اور کتنے مہینوں کا خرچ دینا ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... صورت مسئولہ میں عورت کی عدت کی مدت کا نان و نفقہ جس میں اوسط درجہ کا کھانے پینے پہننے اور رہنے کا خرچ ہو وہ دینا ہوگا، اس کے لئے شریعت کی طرف سے کوئی متعین رقم مقرر نہیں ہے، میاں بیوی دونوں کی مالی حالت دیکھ کر دونوں کی مالی حالت کا درمیانی درجہ کا خرچ مقرر کیا جائے گا، اور اسی طرح اوسط درجہ کا بچی کی پرورش کا خرچ بھی مقرر کیا جائے گا۔

عدت کی مدت حائضہ کے لئے تین حیض اور حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ اور حاملہ کے لئے وضع

حمل تک ہے۔(شامی:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۹۴﴾ بچہ کا خرچ کتنا دینا ہوگا؟

سوال: ایک شخص مسمیٰ عثمان نے اپنی بیوی خدیجہ کو طلاق دے دی ہے، عثمان کو خدیجہ سے ایک لڑکی مسماۃ سمیہ ہے، اب سوال یہ ہے کہ سمیہ کی پرورش کون کرے گا؟ عثمان سمیہ کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر خدیجہ سمیہ کی پرورش کرنا چاہے تو کتنے سالوں تک کرسکتی ہے؟ اوراس کا خرچ عثمان سے لے سکتی ہے؟ اگر لے سکتی ہے تو کتنا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......لڑکی کی پرورش میں شریعت نے شفقت کو ملحوظ رکھا ہے، جو والد سے زیادہ والدہ میں ہوتی ہے، اس لئے عورت طلاق کے بعد بھی لڑکے اور لڑکی کی پرورش کی حقدار ہے، اگر وہ اپنی پرورش میں رکھنا چاہے تو رکھ سکتی ہے والد جبراً بچوں کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتا، اگر لڑکی ہے تو نو سال تک ماں اسے اپنی پرورش میں رکھ سکتی ہے، اور اتنی مدت کا خرچ والد کو ادا کرنا ہوگا، اور یہ خرچ میاں بیوی دونوں کی مالی حالت دیکھ کر درمیانی درجہ کا مقرر کیا جائے گا، اگر عورت بدچلن ہو یا لڑکی کے غیر محرم سے نکاح کرلے تو اس کا حق حضانت ختم ہوجاتا ہے۔(شامی:۶۳۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۹۵﴾ حقیقی لڑکوں کی موجودگی میں سوتیلے لڑکوں سے نان ونفقہ مانگنا؟

سوال: والد کا انتقال ہو چکا ہے، ان کے ورثاء میں تین لڑکے اور ایک بیوہ ہے اور دوسرے بھی تین لڑکے ہیں جن کی والدہ کا انتقال شوہر کی حیات میں ہو چکا تھا، اس بیوہ عورت کے پاس اچھی خاصی جائداد ہونے کے باوجود اپنے سوتیلے لڑکوں سے نان ونفقہ کا مطالبہ کرسکتی ہے؟ سوال کا مقصد یہ ہے کہ مذکورہ بیوہ عورت کا نان ونفقہ اس کے حقیقی لڑکوں

کو دینا چاہئے یا سوتیلے لڑکوں کو دینا چاہئے؟ مذکورہ عورت دونوں لڑکوں سے نان ونفقہ مانگے تو یہ کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ بیوہ عورت کے پاس گزر بسر ہو سکے اتنی جائداد ہو تو اسے نان ونفقہ کا دعویٰ نہیں کرنا چاہئے، اور اس کے حقیقی لڑکے بھی موجود ہیں اس لئے اپنی والدہ کے نان ونفقہ کی مکمل ذمہ داری ان حقیقی لڑکوں کی ہے، اس حالت میں سوتیلے لڑکوں کا سوتیلی ماں سے دور کا رشتہ ہے، نیز وہ اپنے اہل وعیال کا خرچ بھی مشکل سے اٹھاتے ہیں تو اس حالت میں سوتیلی ماں کو نان ونفقہ دینا ان پر لازم نہیں ہے۔ (بدائع: ۳۲/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۹۶﴾ عورت کا مرد کے کل مال میں نصف حصہ کی حقدار ہونے کا دعویٰ کرنا؟

سوال: میرا نام عمران ہے میں فی الحال یو.کے. میں رہتا ہوں، میرا نکاح عائشہ کے ساتھ ہوا تھا، اور چند وجوہ سے میری ازدواجی زندگی خوش حال نہ ہونے کی بنا پر اور میری طبیعت خراب اور نادرست ہونے کی وجہ سے میری بے حد کوشش کے باوجود کہ میرا نکاح باقی رہے لیکن کوئی بہتر نتیجہ ظاہر نہ ہونے کی بنا پر اخیر میں تنگ آکر میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر اپنے نکاح سے جدا کر دیا۔ شریعت کے مسئلہ اور قانون کے مطابق جو کچھ خرچ میرے ذمہ دینا واجب تھا وہ میں نے اسے دے دیا۔ اب عدت کے بعد میری بیوی عائشہ نے انگلینڈ کی حکومت کے انگریزی قانون کے مطابق میری کل مال و جائداد ونقدی میں اپنا نصف حصہ مانگا ہے اور مرتے دم تک کا یا دوسرے نکاح ہونے تک کا اپنا نان ونفقہ کا مطالبہ بھی کیا ہے، اور مجھ پر اس نے مقدمہ دائر کر دیا ہے، اس طرح انگریزی قانون کی مدد سے وہ یہ تمام

چیزیں مجھ سے لینے کے لئے مجبور کرتی ہے تو اس پر سوال یہ ہوتا ہے کہ
میری بیوی جسے میں نے طلاق دے کر اپنے نکاح سے جدا کر دیا ہے اور اس کی عدت بھی ختم ہو چکی ہے وہ بذریعہ کورٹ میری جائداد اور مال وملکیت میں سے نصف حصہ لے سکتی ہے؟
اور اس کا اس طرح لینا از روئے شریعت جائز ہے؟
اسلامی شریعت کی مخالفت کر کے اور انگریزی قاعدہ کی مدد سے عدت کے بعد مرتے دم تک یا دوسرے نکاح تک نان ونفقہ کا مطالبہ کرنے والی عورت کے لئے دنیا وآخرت میں کیا کیا وعیدیں آئی ہیں؟
انگریزی قانون کا سہارا لینے کا مطلب تو یہی ہوا کہ وہ اسلامی قانون کو ناقص اور غیر معتبر سمجھتی ہے، تو اس عقیدہ اور خیال سے اس کا ایمان باقی رہا یا چلا گیا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلما: عورت کو طلاق ہو جانے کے بعد وہ اپنی عدت کی مدت تک مرد سے کھانے پینے اور رہنے کے اوسط درجہ کا خرچ لینے کی حقدار ہے، اور اگر مہر اب تک ادا نہ کی گئی ہو اور معاف بھی نہ کی ہو تو وہ بھی لے سکتی ہے، اس سے زائد رقم دینا مرد پر لازم نہیں ہے، اور اگر مرد عدت کا مذکورہ خرچ دینے کے لئے ٹال مٹول کرے تو عورت قانونی کارروائی کر کے بھی اپنا یہ حق وصول کر سکتی ہے۔ **و فی الهدایه: و اذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة و السکنی فی عدتها۔(۴۲۳/۲)۔**

اور عدت کے بعد کا کوئی خرچ مرد پر لازم یا ضروری نہیں ہے، اس لئے اس کا مطالبہ کرنا بھی صحیح نہیں ہے، اور بذریعہ کورٹ مطالبہ کرنا ظلم وناجائز اور غصب کے حکم میں ہے اور کورٹ حکم دے بھی دے تو بھی دینا ضروری نہیں ہے، اس بارے میں حدیث شریف میں سخت الفاظ میں وعیدیں وارد ہوئی ہیں اور اگر مرد نے مرتے دم تک معاف نہیں کیا تو آخرت میں

اس لئے ہوئے مال کے حقوق العباد ہونے کی وجہ سے نیکیوں کی شکل میں ادائے گی کرنی پڑے گی، ابوداؤد شریف کی ایک حدیث میں اس طرح حاصل کئے ہوئے مال کو جہنم کے ٹکڑوں سے تعبیر کیا ہے، نیز قرآن شریف میں بھی مسلمان کے مال کو باطل طریقہ سے لینے سے منع فرمایا گیا ہے، لہذا اس طرح لیا ہوا مال حرام کہلائے گا۔

سورۂ نساء کی آیت نمبر: ۶۵ کی تفسیر میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں: ''پھر قسم ہے آپ کے رب کی، یہ لوگ جو صرف زبانی ایمان ظاہر کرتے ہیں عند اللہ ایماندار نہ ہوں گے، جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے اور آپ نہ ہوں تو آپ کی شریعت سے فیصلہ کراویں، پھر آپ جب تصفیہ کر دیں تو آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں انکار کی تنگی نہ پاویں، اور اس فعل کو پورا پورا ظاہر سے اور باطن سے تسلیم کرلیں۔ (معارف القرآن: ۴۶۰/۲)

﴿۱۹۹۷﴾ جس عمر تک حق حضانت عورت کو حاصل ہے اتنی ہی مدت کا نان ونفقہ شوہر سے حاصل کرسکتی ہے؟

سوال: ایک عورت کو آج سے دس سال قبل طلاق دی جا چکی تھی، اس کے دو بچے ہیں ایک ۱۰ سال کا اور دوسری لڑکی ۱۳ سال کی ہے، اب اس عورت نے اپنے اور بچوں کے نان و نفقہ کے لئے اپنے پہلے کے شوہر پر مقدمہ دائر کیا ہے اور عورت اور دونوں بچوں کے لئے خرچ کا مطالبہ کیا ہے، تو بچوں کو اور عورت کو وہ خرچ لینے کا حق ہے یا نہیں؟ اور یہ خرچ لینا از روئے شریعت کیسا ہے؟

کیا باپ بچوں کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے؟ باپ بچوں کو رکھنے کے لئے رضا مند ہے لیکن ماں

رضا مند نہیں ہے، پہلے بھی بار بار کے مطالبہ کے بعد بھی دینے کے لئے رضا مند نہیں ہے اور جبراً اپنے پاس رکھتی ہے، تو کیا وہ کورٹ کا سہارا لے کر خرچہ لے سکتی ہے؟ اگر کورٹ کا فیصلہ خرچ دینے کا ہو تو شوہر کی ناراضگی کے باوجود شوہر دینے کے لئے مجبور ہوگا، تو کیا اس صورت میں یہ خرچ لینے والی عورت شرعی نقطہ نظر سے گنہگار نہیں ہوگی؟

نوٹ: عدت کا خرچ اور مہر کی رقم عورت کو دے دی گئی تھی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عورت طلاق کے بعد عدت کی مدت کے خرچ کی حقدار ہے، اس مدت کے بعد کسی بھی صورت میں نان ونفقہ کا دعویٰ یا مطالبہ نہیں کرسکتی، اگر کرے گی تو ناجائز اور ظلم کہلائے گا، اور مرد کے لئے وہ خرچ دینا ضروری بھی نہیں ہے۔

البتہ! نابالغ بچوں کا نان ونفقہ والد کے ذمہ ہے اس لئے جس عمر تک حق حضانت عورت کو حاصل ہے اتنی مدت کا نان ونفقہ عورت لے سکتی ہے، اس عمر کے بعد بچوں کو باپ کے حوالہ کردینا چاہئے، جب لڑکے کی عمر ۱۰ سال اور لڑکی کی عمر ۱۳ سال کی ہے تو عورت جبراً ان بچوں کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتی، بچوں کو والد کے سپرد کردینا چاہئے۔ (شامی: ۲)

﴿۱۹۹۸﴾ شوہر کا اپنے گھر کی مستعمل اشیاء کا مطالبہ

سوال: بیوی نے جو کپڑے ودیگر اشیاء شوہر کے گھر پہن کر پرانے کردئے ہوں کیا شوہر وہ چیزیں عورت سے واپس مانگے تو عورت کو وہ چیزیں واپس لاکر دینا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جو کپڑے وغیرہ شوہر نے اپنی بیوی کو دئے اور اس نے پہن کر یا استعمال کرکے کر ختم کردئے تو اب شوہر وہ چیزیں واپس نہیں مانگ سکتا، اور عورت کے لئے وہ چیزیں واپس دینا ضروری بھی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۹۹۹﴾ مطلقہ کابذریعہ کورٹ نان ونفقہ متعین کروانا؟

سوال: عثمان نے اپنی بیوی فاطمہ کو طلاق دے دی ہے، نیز عثمان اپنی بیوی فاطمہ کو شریعت کا مقرر کیا ہوا عدت خرچ بھی دینے کے لئے تیار ہے، لیکن فاطمہ نے کورٹ میں دعویٰ کیا ہے کہ اسے طلاق ہو جانے کی وجہ سے وہ بے سہارا ہوگئی ہے اس لئے اسے ہر ماہ اس کے شوہر کے پاس سے دوسو پچاس روپئے دلوائے جائیں۔تو کیا از روئے شریعت عدت کے علاوہ کا اور کوئی خرچ فاطمہ عثمان سے لے سکتی ہے؟ کتنے دن کا عدت خرچ دینا ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......عورت نکاح کے بعد شوہر کی ماتحتی اور نگرانی میں آجاتی ہے اس لئے اس کا اوسط درجہ کا کھانے پینے کپڑے اور رہنے کا خرچ شریعت نے مرد کے ذمہ لازم کیا ہے، اس لئے جب تک یہ رشتہ باقی ہے شوہر کو یہ خرچ دینا ضروری اور عورت کا مطالبہ جائز ہے، لیکن جب ایک مرتبہ یہ رشتہ ختم ہوگیا یعنی عورت کو طلاق ہوجائے یا شوہر کا انتقال ہوجائے تو اب وہ اس کی بیوی نہیں رہتی اس لئے اس کے بعد کسی طرح کا خرچ شوہر سے نہیں مانگ سکتی اور شوہر کے لئے شرعاً دینا واجب بھی نہیں ہے، ہدایہ:۴۲۳/۲ اور عالمگیری، شامی: جلد:۲ پر اس کی مکمل وضاحت موجود ہے۔

لہذا صورت مسئولہ میں عورت کے لئے عدت کے بعد کی مدت کا نان ونفقہ کا مطالبہ جائز نہیں ہے اور شوہر کے ذمہ دینا ضروری نہیں ہے، عورت اپنا دوسرا نکاح کر کے یا آزادی کے ساتھ رہ کر اپنے خرچے کا انتظام کرسکتی ہے۔عدت کی مدت تین حیض اور حاملہ کے لئے وضع حمل اور صغرسنی یا کبرسنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۰۰﴾ نماز میں کاہلی کرنے والی بیوی کو خرچ دینا بند کرنا؟

سوال: ایک شخص اپنی بیوی کو نماز کی تاکید کرتا ہے لیکن وہ نماز نہیں پڑھتی تو کیا شوہر اس کا خرچ بند کرسکتا ہے؟ اگر نہیں تو کیا کیا جائے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اولاً تو بیوی کو نرمی سے سمجھایا جائے، نماز کی فضیلت اور نماز کا تاکیدی حکم اور ترک صلوۃ پر وارد وعیدیں بیان کی جائیں، اس کے باوجود نہ مانے تو اس سے بولنا، بات کرنا چھوڑ دے، پھر بھی نہ مانے تو کچھ دنوں کے لئے جماع بھی چھوڑ دے اور پھر بھی نہ مانے تو ہلکی مار پیٹ بھی کرسکتا ہے جس میں ظلم نہ ہو اگر ایسی ضد اور انانیت والی ہو کہ اس کے باوجود سمجھتی نہ ہو تو کچھ دنوں کے لئے خرچ بھی بند کرسکتا ہے اور وہ بھی اس صورت میں جبکہ وہ اپنے والد کے گھر گئی ہوئی ہو، ورنہ صرف اس وجہ سے ہمیشہ کے لئے اس کا نان ونفقہ بند نہیں کرسکتے اسے اصلاح کی دھمکی دے پھر بھی نہ مانے تو لاچار ہوکر طلاق بھی دے سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

باب متفرقات الطلاق

﴿۲۰۰۱﴾ کفریہ عمل کرنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال: میرا نکاح ۲۰۰۶ء میں ہوا تھا، میرے شوہر کھانے سے قبل ایک لقمہ دسترخوان پر پھینک دیتے تھے، چائے بھی گرا کر پیتے تھے۔ میرے ہاتھ کا پکایا کبھی کبھی کھاتے تھے۔ پانی مٹکے یا فریج کے بجائے نل میں سے پیتے تھے۔ یہ کھانا پینا پھینک کر شیطان کو کھلانا ہوتا ہے، پھینکے ہوئے کھانے کو میں کھالیتی تھی، میرے شوہر حقوق ادا کرنے میں کوتاہی کرتے تھے۔

راندیر میں میں نے اپنے روپیوں سے فلیٹ لیا، میں راندیر میں رہنے آئی، راندیر میں میرے فلیٹ میں میری طبیعت بگڑنے لگی، میں کہتی تھی: کہ مجھے ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ لیکن وہ نہیں لے جاتے تھے۔ گوپال نامی اگھوری بڑودا میں رہتا ہے وہ ان کا گُرو ہے۔ اس کے گھر علاج کرنے مجھے لے گئے، اس کے گھر میں مندر ہے میرے شوہر نے مندر کا گھنٹہ بجایا اور مندر کے بتوں کے پیروں میں گر گئے اور بعد میں خود کے گُرو اگھوری گوپال کے پیر چھوئے، اور مجھے بھی کہا کہ تو بھی میرے گُرو کے پیر چھولے، میں نے چھونے سے انکار کر دیا اور بعد میں ہندو مذہب کی کالی چودس کی رات کو بڑودا جا کر ہَوَن کیا، شراب پی، کچی کلیجی کھائی، بت پرستی کی۔

طبیعت میری زیادہ خراب ہونے کی وجہ سے میرے بھائی مجھے میراں داتار (جگہ کا نام) شریف لے گئے، وہاں سب شیطانوں کی پکڑ ہوئی اور یہ راز کھلے یہ تانترک میلی اگھوری علم بت پرستی میں میرے شوہر بھی شامل ہیں میں تین سال کی شادی کی زندگی کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہوں کہ میرے شوہر کالے علم کے جاننے والے ایک بت پرست انسان ہیں، آپ

حضرت سے میری یہ گذارش ہے کہ میں ان کے نکاح میں ہوں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکورہ حقیقت صحیح ہو اور عورت کو یقین ہو کہ اس کا شوہر شرکیہ افعال کرتا ہے تو وہ مرتد سمجھا جائے گا اور مسلمان عورت ایسے شخص کے ساتھ میاں بیوی کا تعلق نہیں رکھ سکتی، شوہر کے شرکیہ فعل کرتے ہی نکاح ختم ہو جائے گا۔ و لو ارتد احد الزوجین الخ (عالمگیری:۱/۳۳۹)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۰۲﴾ مذکورہ بالا فتوے کا خلاصہ؟

سوال: میرا نکاح ۲۰۰۶ء میں ہوا تھا، میری عورت مجھ سے طلاق لینے کے لئے مجھ پر غلط الزام لگا رہی ہے کہ میں مندر میں گھنٹہ بجاتا ہوں، بتوں کے پیر پڑتا ہوں، اور سفلی تانترک علم کا کام کرتا ہوں۔ یہ بے بنیاد واہیات الزام ڈال کر مفتی صاحبان سے ''میں مرتد ہو گیا ہوں بتا کر'' فتویٰ حاصل کرتی ہے کہ وہ میرے نکاح سے نکل گئی ہے۔ لیکن صحیح حقیقت یہ ہے کہ میں نے یہ شرکیہ افعال نہیں کیے، اور ایسے شرکیہ افعال سے میں کھلے طور پر نفرت کرتا ہوں۔ الحمدللہ پیدائشی مسلمان ہوں، کلمہ کے یقین کے ساتھ پورے ایمان پر جما ہوا ہوں، دل سے اقرار کرتا ہوں اور ایمان کے ساتھ الحمدللہ پانچوں وقت کی نماز کا پابند ہوں۔

پھر بھی صرف طلاق لینے کے ارادہ سے معاشرہ میں اس کی بے عزتی نہ ہو، میری ہی بدنامی ہو اس نیت سے بے تکے الزامات لگاتی ہے، اس عورت کے دوسرے مرد سے ناجائز تعلق کا مجھے علم ہو گیا، اور اس کے چشم دید گواہ میرے پاس ہیں، اس گناہ کو چھپانے کے لئے وہ مجھ پر ایمان سے مرتد ہونے کے الزامات لگاتی ہے، اپنا گناہ چھپانا چاہتی ہے۔ میرے لئے شریعت کی طرف سے کیا تجویز ہے؟ اور شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... عورت جھوٹے الزامات لگاتی ہے، اور اس کے پاس ثبوت کے طور پر کوئی دلیل بھی نہیں ہے تو ایسے غلط الزامات لگانا شریعت میں بڑے گناہ کا کام اور قرآنی احکام کی خلاف ورزی ہے، اور وہ بیوی ہونے کی وجہ سے اس پر شوہر کی عزت کرنا اس کا احترام کرنا ضروری ہونے کے باوجود ایسی ذلیل حرکت کرنے سے سخت گنہگار بھی کہلائے گی، اس لئے عورت پر توبہ کرنا لازم ہے اور شوہر سے معافی مانگنی چاہئے۔ آپ کو اللہ پر کامل ایمان ہے، آپ نماز بھی پڑھتے ہیں اور عورت کے لگائے ہوئے الزامات میں سے آپ نے کوئی کام نہیں کیا تو آپ ایمان والے انسان ہیں کسی کے غلط الزام لگانے سے تمہارا ایمان ختم نہیں ہوجاتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۰۳﴾ کیا کفریہ کلمہ کہنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال: ایک منکوحہ، شوہر والی عورت ایک اجنبی مرد کے عشق میں گرفتار ہوگئی، اور اس کے شوہر کو اس بات کا علم ہوگیا، شوہر نے اس سے باز پرس کی اور بہت مارا پیٹا۔ عورت ظلم برداشت نہ کرسکی اور اس نے قسم کھائی کہ اگر میرا اس مرد کے ساتھ کسی قسم کا ناجائز تعلق ہو تو میں کافر ہوجاؤں اور میرے دل میں اللہ کا ایمان نہ ہو، اب وہ عورت کہتی ہے کہ میرا اس شخص سے رشتہ تھا۔

تو اب پوچھنا یہ ہے کہ اس عورت کا ایمان باقی رہا یا نکل گیا؟ اور عورت کو طلاق ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو کونسی؟ اگر خروج ایمان کی وجہ سے وقوع طلاق سمجھی جائے تو اس صورت میں کیا نیا نکاح کرنا ہوگا؟ اگر یہ عورت توبہ کرلیتی ہے اور دوبارہ ایمان لے آتی ہے تو کیا اب اس عورت کو اپنے شوہر کے ساتھ رہنے کے لئے دوبارہ نکاح کرنا ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......عورت کا مذکورہ جملہ کہنا کہ ''اگر میرا اس مرد کے ساتھ کسی قسم کا ناجائز تعلق ہو تو میں کافر ہو جاؤں اور میرے دل میں اللہ کا ایمان نہ ہو'' بہت ہی برا اور گناہ کا کام ہے، جان بوجھ کر ایسا جملہ کہنے سے ایمان خارج ہو جاتا ہے اور بولنے والا مرتد ہو جاتا ہے۔ لہذا صورت مسئولہ میں عورت سے دوبارہ کلمہ پڑھایا جائے اور سچے دل سے توبہ کروائی جائے اور از سر نو نکاح کر لینا بہتر ہے۔ (عالمگیری)۔

کفریہ کلمہ بکنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور نہ ہی ایمان کے خارج ہونے سے طلاق ہوتی ہے البتہ نکاح ختم ہو جاتا ہے اور کلمہ پڑھ کر از سر نو نکاح کر لینے سے دونوں میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں۔

﴿۲۰۰۴﴾ کفریہ کلمہ کہنے سے تجدید نکاح کرنا پڑے گا۔

سوال: میرا اپنی بیوی کے ساتھ آج سے دس دن قبل کسی بات پر جھگڑا ہوا تھا، جھگڑے میں مجھے خاموش کرنے کے ارادہ سے اس نے مجھ سے عاجزی کرتے ہوئے کہا کہ ''اللہ کے واسطے خاموش ہو جاؤ'' پھر بھی میں چپ نہ ہوا، تو اس نے اور تاکید کرتے ہوئے عجلت میں غصہ میں کہا: آپ خاموش ہو جایئے میں تم کو (نعوذ باللہ) خدا کہتی ہوں، بعد میں مجھے خوب افسوس ہوا، میں نے اس سے کہا کہ یہ تو کفریہ کلمہ ہوا، تو اس نے فوراً توبہ کر لی اور کلمہ پڑھ لیا۔

تو آنجناب سے پوچھنا یہ ہے کہ کیا ان حالات میں مذکورہ کلمہ کہنے سے ایمان خارج ہو جاتا ہے؟ اور (نعوذ باللہ) اگر ایمان خارج ہو جاتا ہے تو اب اسے کیا کرنا چاہئے؟ میری بیوی نے معاً کلمہ پڑھ لیا ہے، تو کیا اب ہمیں دوبارہ نکاح کرنا پڑے گا؟ ہم بال بچے والے غریب لوگ ہیں میری عمر ۴۰ سال کی ہے، آنجناب تکلیف گوارا فرما کر ہمارے لئے صحیح

راستہ اور فتویٰ عنایت فرمائیں اور ہمارے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آنجناب کی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے اور آنجناب کو دارین میں بہترین بدلہ عنایت فرمائے، آمین۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... عورت نے غصہ میں جو جملہ کہا وہ اسے نہیں کہنا چاہئے تھا، البتہ اس نے یہ جملہ کہہ دیا ہے تو اس کی تاویل کی جائے گی، اس کا ایک مطلب یہ بھی نکل سکتا ہے کہ آپ میرے مالک اور شوہر ہیں، جیسا کہ یہ معنیٰ فیروز اللغات میں بھی لکھا ہے، اس لئے خروج ایمان کا اور کفر کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا، البتہ یہ جملہ حقیقی معنیٰ کے اعتبار سے بہت سخت ہے اس لئے ایسے جملہ کہنے سے بچنا چاہئے، اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرلیا جائے تو بہتر ہے، احتیاط کا تقاضہ بھی یہی ہے۔

﴿۲۰۰۵﴾ ناجائز تعلق کی وجہ سے شوہر کا بیوی کو نکاح سے جدا کر دینا

سوال: میرا نام سلیم محمد ہے، میری عمر ۵۵ سال ہے، میری اہلیہ کا ایک شخص کے ساتھ ناجائز تعلق ہے، اس شخص نے اس کو ایک موبائل فون بھی لا کر دیا ہے۔ وہ فون اپنے کپڑے میں چھپا کر رکھتی تھی۔ ایک مرتبہ میں نے اسے بات کرتے ہوئے پکڑ لیا، پوچھا تو قرآن اٹھا کر پانچ مرتبہ قسم کھائی کہ وہ کسی غیر سے بات نہیں کر رہی تھی اور کسی سے اس کا تعلق نہیں ہے۔ پھر دوبارہ تاریخ ۱۴/۴/ ۲۰۱۰ء کو میں نے اسے پھر بات کرتے ہوئے پکڑا اور مشورہ کر کے اس کو اس کے میکے چھوڑ آیا۔ اس حقیقت کے بعد مجھے پوچھنا یہ ہے کہ کیا یہ عورت اس ناجائز رشتہ کی وجہ سے میرے نکاح میں باقی رہی؟

میرے جیسے بے قصور شوہر کی نظر میں پانچ پانچ مرتبہ اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن کریم

کی جھوٹی قسم کھانے والی عورت کے لئے شرعی راستہ کیا ہے، میری نظر میں قرآن اٹھا کر جھوٹی قسم کھانے کا گناہ برداشت سے باہر ہے، تو اس عورت کا مجھے کیا کرنا چاہئے؟ کیا اسے طلاق دے کر نکاح سے جدا کر دینا چاہئے؟ میرے گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس عمر میں مجھے یہ برداشت کرنا پڑے گا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شادی شدہ عورت کے لئے سوال میں مذکورہ حقیقت صحیح ہو تو بہت ہی شرمناک اور ذلیل حرکت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حلال نعمت دی ہے تو اسی سے فائدہ اٹھا کر اللہ کی رضامندی حاصل کرنی چاہئے۔ اور جو گناہ ہوا اس سے سچے دل سے توبہ کرنی چاہئے، ہر انسان کو اس کے اچھے برے عمل کا جواب اللہ کے دربار میں دینا ہے۔ جان بوجھ کر قرآن پاک ہاتھ میں لے کر اس کی جھوٹی قسم کھانا بہت ہی برا اور کبیرہ گناہ ہے، اس کے باوجود اس گناہ والے کام سے نکاح نہیں ٹوٹتا بلکہ وہ بدستور آپ کے نکاح میں باقی ہے۔ ایسی فاسقہ فاجرہ عورت کو طلاق دینا مناسب معلوم ہو تو شوہر طلاق دے سکتا ہے طلاق دینے سے آپ گنہگار نہیں ہوں گے، آپ اپنی اولاد کے حالات اور مستقبل کو مدنظر رکھتے ہوئے مشورہ اور استخارہ کر کے کوئی قدم اٹھاؤ تو وہ زیادہ بہتر کہلائے گا۔

﴿۲۰۰۶﴾ لڑکی والوں کا طلاق کے لئے رشوت لینا؟

سوال: میرے بیٹے اکرام حسین کی شادی بقر محمد ملک کی بیٹی عارفہ بانو کے ساتھ ہوئی تھی، دونوں کے درمیان کچھ باتوں کی وجہ سے لڑائی جھگڑے ہوتے تھے، ایک سال سے زیادہ وقت ہو گیا مگر لڑکے کو بہت سمجھانے پر بھی لڑکی کو بلانے کے لئے راضی نہیں ہے، اور نکاح توڑ دینا چاہتا ہے، اور کہتا ہے کہ اگر زبردستی لڑکی کو لائیں گے تو گھر چھوڑ کر چلا جاؤں گا، کچھ

کرلوں گا، تو شریعت کے مطابق اس معاملہ میں کس طرح جدائی کی جائے، لین دین کا کیا مسئلہ ہوگا؟

اگر طلاق کے بعد لڑکی والے اپنے دئے ہوئے مال کے علاوہ اور زیادہ مال کا مطالبہ کریں مثلاً ایک دو لاکھ روپئے مانگیں تو کیا یہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... شوہر کسی وجہ سے اپنی بیوی کے حقوق ادا کرنے پر راضی نہیں ہے تو بہتر طریقہ یہ ہے کہ عورت کو طلاق دے کر اس کو اس بندش سے آزاد کر دے تا کہ عدت کے بعد وہ کسی دوسری اچھی جگہ اپنا نکاح کر کے خوش حال زندگی بسر کر سکے۔

طلاق دینے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ طلاق احسن دی جائے، جس کی صورت یہ ہے کہ شوہر اس طہر میں جس میں اس نے عورت سے وطی نہ کی ہو ایک طلاق صریح دے کر چھوڑ دے، اور تین حیض کی مدت گزر جانے تک قولاً یا عملاً طلاق سے رجوع نہ کرے تو عورت مکمل طور پر نکاح سے نکل جائے گی۔

طلاق دینے کے بعد عورت کا جو سامان شوہر کے یہاں ہو وہ اسے واپس دینا ہوگا، مہر ادا نہ کیا ہو تو وہ بھی ادا کرنا ہوگا اور عدت کا درمیانی خرچ دینا ہوگا، عورت کی ملکیت کے جو بھی زیورات ہوں وہ واپس دینے ہوں گے۔

لڑکی والے اپنے مال سے زیادہ مال کا مطالبہ کرتے ہیں تو یہ مطالبہ جائز نہیں ہے، رشوت کہلائے گا، جو لڑکے والوں کو دینا اور لڑکی والوں کو لینا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۰۷﴾ لڑکی والوں کا طلاق کے لئے ایک لاکھ روپئے مانگنا؟

سوال: میرا اپنی عورت کے ساتھ جھگڑا ہوا کرتا تھا، ایک مرتبہ جھگڑا ہوا تو وہ اس کے ماں

باپ کے یہاں چلی گئی، اس وقت گئی تو آج تک واپس نہیں آئی آج ایک سال اور نو مہینے ہو چکے ہیں میں نے کئی مرتبہ ہمارے خاندان کے بڑے آدمیوں کو بھیجا لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا اور اس کو نہیں بھیجا اور نہ ہی نکاح سے الگ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک لاکھ روپیہ دو تو نکاح سے الگ کرتے ہیں ورنہ نہیں اب میں ایک لاکھ روپیہ کہاں سے لاؤں میری تنخواہ ۳۲۰۰ روپئے ہے اس کے علاوہ میری دوسری آمدنی نہیں ہے میں اپنی عورت کو طلاق دینا نہیں چاہتا، وہ لوگ اپنی طرف سے روپیہ لے کر طلاق مانگتے ہیں، اور میں نے سنا ہے کہ عورت کو طلاق چاہئے تو اس کو خود اپنی طرف سے روپئے دینے پڑتے ہیں اسے خلع کہتے ہیں، اب میں کیا کروں، کب تک اس کا انتظار کروں؟ بس میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ وہ لوگ جو روپیہ مانگتے ہیں وہ ان کے لئے کیسا ہے؟ اور مجھے عدت کے کتنے روپئے دینے ہوں گے؟ کیا میں ان کو زکوۃ وصدقہ اور بینک یا کسی طرح کا سود کا روپیہ (عدت کے خرچ کے علاوہ کے طور پر) دے سکتا ہوں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نکاح کے بعد عورت کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے اور شریعت نے بیوی کے جو حقوق مرد پر عائد کئے ہیں وہ پورے پورے ادا کرنے چاہئے، اسی طرح عورت پر بھی لازم ہے کہ شوہر کے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک رکھے اور نکاح کی صورت میں شوہر والی جو نعمت اللہ تعالیٰ نے اسے دی ہے اس کی قدر کرے، طلاق مجبوری کے درجہ میں اخیری علاج کے طور پر استعمال کرنے کا ہتھیار رہے، صلح وصفائی کی جو جائز اور مناسب ترکیبیں ہوں ان کو اختیار کرنا چاہئے، طلاق دینے کا حق صرف مرد کو ہے عورت یا اس کے رشتہ داروں کو اس کا کوئی حق نہیں ہے اس لئے ایسا کہنا کہ ایک لاکھ روپئے

دوتو نکاح سے الگ کردیں گے یہ بالکل غلط اور بے بنیاد بات ہے۔

مرد کو اختیار ہے وہ جب چاہے عورت کو اپنے نکاح سے الگ کرسکتا ہے طلاق دینے میں عورت یا اس کے رشتہ داروں کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے، البتہ طلاق کے بعد عدت کی مدت کا درمیانی درجہ کا کھانے پینے اور رہنے پہننے کا خرچ مرد پر لازم ہے، عورت اتنا خرچ لے سکتی ہے اس کے علاوہ شرعاً اور کچھ مرد پر واجب نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۰۸﴾ تین طلاق دینے والے پر مالی جرمانہ عائد کرنا؟

سوال: ایک ساتھ تین طلاق دینے والے پر جماعت -/۵۰۰ روپئے جرمانہ لازم کرتی ہے، اور جو جرمانہ نہ دے اسے دوسرا نکاح نہیں کرنے دیتی، تو اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا جماعت ایک ساتھ تین طلاق دینے والے سے -/۵۰۰ روپیہ جرمانہ وصول کرسکتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ایک ساتھ تین طلاق دینا گناہ اور آپ ﷺ کی ناراضگی کا سبب ہے، البتہ ایک ساتھ تین طلاق دینے سے تین طلاق واقع ہوجاتی ہیں اور اس طرح طلاق دینے سے بچنا چاہئے۔ البتہ اس فعل پر جماعت کا جرمانہ عائد کرنا جائز نہیں ہے، حدیث شریف میں مالی تاوان لینے سے منع کیا گیا ہے۔ (ہدایہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۰۹﴾ کیا ۱۲ بچے ہونے سے منکوحہ نکاح سے خارج ہوجاتی ہے؟

سوال: زید کو اس کی منکوحہ سے ۱۲ بچے ہوئے، زید کا عقیدہ ہے کہ ۱۲ اولاد ہونے سے منکوحہ نکاح سے خارج ہوجاتی ہے، تو کیا اب زید کا اس منکوحہ سے دوبارہ نکاح پڑھانا پڑے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......سوال میں مذکورہ عقیدہ باطل اور بے بنیاد ہے، ۱۲ (بارہ) تو کیا؟ اس سے بھی زیادہ اولاد ہونے سے منکوحہ نکاح سے خارج نہیں ہوتی اور نہ ہی دوبارہ نکاح کرنا پڑتا ہے۔

﴿۲۰۱۰﴾ مطلقہ مغلظہ کو گھر میں بیوی بنا کر رکھنے پر جماعت کا خاموش رہنا

سوال: جو شخص مطلقہ مغلظہ کو اپنے گھر میں رکھے اور اس کے ساتھ بیوی جیسا سلوک رکھے اور گاؤں کی جماعت اور اس کے والدین چپ چاپ بیٹھے رہیں اور کوئی کارروائی نہ کریں تو والدین اور جماعت کو اس کا گناہ ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بغیر حلالہ کے مطلقہ مغلظہ کو گھر میں رکھنا اور اس کے ساتھ بیوی جیسا سلوک رکھنا زنا کے حکم میں ہے، اور ایسے برے فعل سے روکنے کی قدرت ہونے کے باوجود والدین کا نہ روکنا اور جماعت کا کوئی کارروائی نہ کرنا امر معصیت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کسی برے کام کو ہوتا ہوا دیکھے تو اگر اسے ہاتھ سے روکنے پر قدرت ہو تو ہاتھ سے روکے اور زبان سے سمجھا کر روکنے پر قدرت ہو تو زبان سے سمجھا کر منع کرے اور اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو اس فعل کو دل سے برا سمجھے اور ان لوگوں سے کوئی رشتہ نہ رکھے، اور یہ ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۱۱﴾ قرآن کے احترام میں طلاق دی لیکن طلاق کا ارادہ نہیں تھا تو؟

سوال: زید و ہندہ دونوں شرعاً میاں بیوی ہیں، ہندہ شروع سے ہی گرم مزاج کی تھی اس وجہ سے ہندہ زید سے جھگڑتی رہتی تھی، حق اور ناحق کو ہندہ سمجھتی ہی نہیں تھی، اتفاقاً ایک روز یعنی ۱۱/ ربیع الآخر ۱۳۹۲ھ کے روز زید و ہندہ کے درمیان معمولی بات پر جھگڑا ہوا، ہندہ

نے غصہ میں آ کر زید سے کہا کہ ''تو مجھے نکاح سے الگ نہ کرے تو قرآن پوچھے'' زید کو ناگوار گذرنے سے غصہ میں ''جا تجھے طلاق طلاق طلاق'' کہا اس درمیان ایک بوڑھی عورت آئی اس نے زید سے کہا: کیوں جھگڑتے ہو؟ بس کرو، اطمینان رکھو، زید نے بڑھیا سے کہا: طلاق دے دی اب کیا ہے؟ لیکن زید نے بڑھیا سے یہ نہیں کہا کہ تین طلاق دے دی، واحد کا صیغہ ہی استعمال کیا کہ طلاق دے دی۔

اس واقعہ کے متعلق زید کے رشتہ داروں نے زید سے پوچھا کہ طلاق دینے کی وجہ کیا ہے؟ تو زید نے کہا: ہندہ ہمیشہ جھگڑتی رہتی ہے اور اس نے مجھ سے کہا کہ ''تو مجھے نکاح سے الگ نہ کرے تو قرآن پوچھے'' تو میں نے کلام پاک کا خیال کرتے ہوئے اس کے جواب میں کہا ''جا تجھے طلاق طلاق طلاق'' لیکن میرا مقصد طلاق دینے کا نہیں تھا، قرآن کی عزت کی خاطر طلاق دے دی، جیسے کوئی گلے پر چھری رکھ کر کہے کہ کفریہ کلمہ کہو، اور کوئی کفریہ کلمہ کہہ دے لیکن اس کے دل میں ایمان ہو اور وہ صرف اپنے آپ کو بچانے کے لئے کفریہ کلمہ کہے تو اس سے اس کا ایمان نہیں جاتا، اسی طرح میں نے بھی ڈر کر قرآن کی عزت کے لئے اسے طلاق دی اور میرے دل میں طلاق نہیں تھی، تو طلاق ہوگی یا نہیں؟

نیز زید یہ بھی کہتا ہے کہ میں نے تو طلاق طلاق طلاق بغیر عطفِ واؤ کے کہا اس لئے وہ ایک ہی طلاق ہوئی، اگر مجھے تین طلاق دینی ہوتی تو میں یوں کہتا کہ ایک طلاق ایک طلاق ایک طلاق یا یوں کہتا طلاق وطلاق وطلاق، نیز امام اعظمؒ ایک مجلس کی تین طلاق کو ناجائز قرار دیتے ہیں، جو حرام ہے وہ حلال کیسے ہوسکتا ہے؟ لہذا صورت مذکور میں زید کے قول کے موافق ہندہ کو کتنی طلاق ہوئی؟ رجعی ہوئی یا مغلظہ؟ قواعد فقہ وحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً: عورت نے طلاق کا مطالبہ کیا، اس کے جواب میں مرد نے کہا ’’جا تجھے طلاق طلاق طلاق‘‘ لہذا مذکورہ الفاظ کہتے ہی عورت پر تین طلاق واقع ہوگئی، اور عورت حرام ہوگئی، وقوع طلاق کے لئے گواہوں کا ہونا ضروری نہیں ہے، بغیر گواہ کے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (ہدایہ:۲)۔

سوال میں جو دلیل ذکر کی ہے وہ بے معنی اور اس مسئلہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے یہ قیاس مع الفارق ہے، عورت کو تین طلاق واقع ہوگئی، اب جب تک شرعی طریقہ کے مطابق حلالہ نہ ہو جاوے اس عورت کو اپنی بیوی بنا کر رکھنا جائز نہیں ہے حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۱۲﴾ لڑکی کتنی مدت تک لڑکے سے جدا رہے تو نکاح سے نکل جاتی ہے؟

سوال: میرے لڑکے شاہد کا نکاح طیبہ کے ساتھ ہوا تھا، دونوں کی رضا مندی سے نکاح گورنمنٹ دفتر میں رجسٹرڈ بھی کرایا گیا، ابھی لڑکی اپنے والد کے گھر ہے، اور لڑکی کا باپ کہتا ہے کہ میری لڑکی کو کسی بھی حالت میں وہ لڑکے کے یہاں نہیں بھیجے گا۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ لڑکے سے کتنی مدت تک جدا رہنے سے لڑکی نکاح میں سے نکل جاتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... شرعی طریقہ کے مطابق نکاح صحیح ہوگیا ہو اور لڑکی کی ملاقات لڑکے سے زندگی بھر بھی نہ ہو تب بھی اس کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا جب تک شوہر سے طلاق نہ لے لی جائے لڑکی دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۱۳﴾ طلاق میں انشاء اللہ کا لفظ بولنا؟

سوال: ایک شوہر نے اپنی بیوی کو روپئے کے معاملہ میں اپنی بیوی کے میکے ٹھہر جانے پر چار افراد کی موجودگی میں یہ الفاظ کہے ’’اگر میری بیوی پانچ منٹ میں میرے گھر نہ آئی تو

اسے بقیہ دو طلاق، اس سے پہلے میں ایک طلاق دے چکا ہوں" اور یہ بات کہنے کے بعد وہ شخص تین چار قدم چلا اور انشاء اللہ بولا اور موجودہ چار افراد اس پورے واقعہ کی گواہی دیتے ہیں تو اس مسئلہ کا کیا حکم ہے؟ کیا اس شخص کی بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اگر مرد نے یہ کہا کہ "اگر میری بیوی پانچ منٹ میں میرے گھر نہ آئی تو اسے بقیہ دو طلاق"۔ اور پھر تین چار قدم چل کر انشاء اللہ کہا تو یہ انشاء اللہ کلام سے منفصل ہو گیا، اور استثناء صحیح نہیں ہوا، لہذا شرط منعقد ہوگئی اور اگر بیوی پانچ منٹ میں گھر نہ آئی ہو تو عورت کو دو طلاق واقع ہو جائے گی۔ اور اس سے قبل ایک طلاق دی ہے اس لئے کل ملا کر تین مغلظہ ہوگئی۔

و لو سکت ثبت حکم الکلام الاول ای اذا سکت کثیراً بلا ضرورة بخلافه بجشاء او تنفس و ان کان له بد بخلاف ما لو سکت قدر التنفس ثم استثنی لا یصح الاستثناء للفصل۔ (فتح القدیر:۴۶۲/۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۱۴﴾ طلاق مع الاستثناء؟

سوال: میرا اپنی دادی کے ساتھ زیور کے بارے میں جھگڑا ہوا، تو غصہ میں میں نے طلاق طلاق طلاق انشاء اللہ بول دیا۔ اور مجھے برابر یاد ہے کہ میں نے ایسا ہی کہا تھا، اس وقت میری بیوی اس کے ماموں کے گھر گئی ہوئی تھی، زیورات میرے یا میری بیوی کے نہیں ہیں تو کیا یہ طلاق ہوگئی؟

جہاں تک میرے علم میں ہے میں نے ہدایہ جلد:۲ میں پڑھا ہے کہ اس طرح کے جملہ سے طلاق نہیں ہوتی، تو از روئے شرع شریف اس مسئلہ میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکورہ تفصیل صحیح ہوتو مذکورہ جملہ سے طلاق نہیں ہوئی، اس لئے کہ کس کو طلاق دی گئی یہ بھی مجہول ہے اور ساتھ میں انشاء اللہ بھی کہا ہے یہ طلاق مع الاستثناء ہے اس سے طلاق نہیں ہوتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۱۵﴾ طلاق کے ساتھ انشاء اللہ کہنا

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو مندرجہ ذیل الفاظ میں طلاق نامہ لکھا:

میں اپنے پورے ہوش وحواس میں بغیر کسی جبر واکراہ کے دماغ کی درستگی کی حالت میں اپنی بیوی کو انشاء اللہ طلاق طلاق طلاق دیتا ہوں، مذکورہ کلمات لکھنے سے اس کی بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ ان جملوں سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ جملہ میں طلاق کے ساتھ انشاء اللہ لکھا ہوا ہے جس کا معنیٰ یہ ہوتا ہے اگر اللہ چاہے تو طلاق دیتا ہوں اور اس معاملہ میں اللہ کا ارادہ ہے یا نہیں یہ یقینی طور پر معلوم نہیں ہوسکتا اس لئے طلاق نہیں ہوگی۔ (شامی، ہدایہ، وغیرہ)

﴿۲۰۱۶﴾ اس شرط پر نکاح کرنا کہ طلاق کا اختیار عورت کو بھی رہے گا، اور اختیار لینے کی شرعی صورت؟

سوال: کتابوں میں پڑھا ہے کہ اگر عورت نکاح سے قبل اپنے مستقبل کے شوہر سے یہ لکھوا لے کہ ''میں تم سے اس شرط پر نکاح کرتی ہوں کہ تم طلاق کا اختیار مجھے بھی دو'' اور مرد یہ منظور کرلے تو عورت کو بعد نکاح کے اپنے اوپر طلاق واقع کرنے کا اختیار رہتا ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟ کیا اس قرار پر نکاح کیا جاسکتا ہے؟ اگر صحیح ہے تو قرار نامہ کے الفاظ کیا ہونے چاہئے؟ جو صحیح الفاظ ہوں جس سے عورت کو اختیار حاصل ہو وہ بیان فرمائیں، اور نکاح سے

پندرہ بیس دن قبل مرد یہ الفاظ لکھ دے تو معتبر ہوں گے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حضرت مفتی اسماعیل صاحب بسم اللہؒ ایسے ہی ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

اگر عورت نکاح سے قبل مرد سے یہ اقرار لے کہ میں کچھ شرطوں پر نکاح کے لئے رضامند ہوں اگر تم نے ان شرائط کے خلاف کیا تو میں اسی وقت یا جب میں چاہوں اپنے اوپر طلاق بائن واقع کر کے تمہارے نکاح سے علیحدہ ہوسکتی ہوں، پھر اپنے شرائط لکھے یا لکھوائے اور مرد دو گواہوں کی موجودگی میں اسے قبول کرے کہ مجھے یہ شرائط منظور ہیں تو اب نکاح کے بعد عورت کو اختیار رہے گا کہ اگر شوہر ان شرائط کی خلاف ورزی کرے تو اپنے اوپر ایک طلاق بائن واقع کر کے اس کے نکاح سے علیحدہ ہو جائے، یہ اختیار دینے کو اصطلاح شرع میں تفویض طلاق کہتے ہیں، اور نکاح سے قبل بھی یہ اختیار دیا جا سکتا ہے البتہ اس میں مستقبل میں ہونے والے نکاح کی طرف اشارہ ہونا ضروری ہے۔

قرارنامہ مذکورہ الفاظ میں تیار کیا جا سکتا ہے:

میں مسمیٰ فلاں بن فلاں ساکن گاؤں فلاں اپنے پورے ہوش وحواس اور بغیر کسی زور وزبر دستی کے اپنی رضامندی سے یہ اقرار کرتا ہوں کہ میرا نکاح مسماۃ فلاں بنت فلاں ساکن گاؤں فلاں سے ہونا طے پایا ہے، اگر میں اس لڑکی سے نکاح کرتا ہوں یا جب بھی میرا اس سے نکاح ہو میں مذکورہ شرائط کی پوری پابندی کا وعدہ کرتا ہوں، اگر میں ان شرائط کے خلاف یا کسی ایک شرط کی بھی خلاف ورزی کروں تو اسی وقت یا جب مسماۃ فلاں چاہے اپنے اوپر ایک طلاق بائن واقع کر کے میرے نکاح سے علیحدہ ہوسکتی ہے اور اسے اس کا اختیار اس قرارنامہ سے دیا جاتا ہے۔ شرائط جن کی پابندی میرے لئے ضروری ہے

مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)..........(۲)..............(۳) ....

(جتنی شرطیں لکھنی ہو وہ لکھ لی جائے)

دستخط معاہد:

دستخط شاہد(۱)............ (۲)............ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۰۱۷﴾ شوہر اگر بچہ کا انکار کرے؟

سوال: ایک لڑکی کی شادی ہونے کو ایک سال ہو چکا ہے، وہ لڑکی اپنے شوہر کے یہاں دو ماہ ہی رہی ہے اس کے بعد وہ اپنے ماں باپ کے یہاں آ گئی اپنے شوہر کے ساتھ اس کے بعد اس کا کسی طرح کا زن وشوئی کا (یعنی صحبت وغیرہ کا) تعلق نہیں ہے، اس لڑکی کو سات مہینہ کا حمل ہے اور شوہر اس حمل کا انکار کرتا ہے اور دوسرے کا بتا کر اسے طلاق دینا چاہتا ہے تو اس صورت میں طلاق ہوگی یا نہیں؟ اور اس مسئلہ میں عدت اور مہر اور زچگی کے خرچ کا کیا حکم ہے؟ اور طلاق دیتے وقت دوسرے کا حمل ہے ایسا طلاق کے ساتھ لکھنا ضروری ہے یا نہیں؟ اور نہ لکھا جائے تو نومولود بچے کا نام پیدائشی سرٹیفکیٹ میں لکھا جائے تو بچہ وارث ہوگا؟ اور اس مسئلہ میں کیا کیا جائے؟

نوٹ: لڑکی دس مہینہ سے اس کے باپ کے یہاں ہے اور ابھی سات مہینہ کے حمل سے ہے اور شوہر کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ حمل دوسرے کا ہے اور اس شوہر سے اس عورت کا دس مہینہ سے کسی طرح کا تعلق نہیں ہے تو اس مسئلہ میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......صورت مسئولہ میں عورت اپنے شوہر کے ساتھ رہنے

کے لئے راضی نہیں ہے اور شوہر بھی اپنی بیوی کے حقوق ادا نہیں کر رہا ہے تو اگر عورت اپنے شوہر کے ساتھ رہنا نہ چاہتی ہو تو طلاق دینے میں گناہ نہیں ب ہے، حاملہ کو طلاق دینے سے طلاق ہو جاتی ہے اس لئے اس صورت میں طلاق دینے سے طلاق ہو جائے گی، اور طلاق کے بعد مرد کو مہر اور عدت کا خرچ عورت کو دینا پڑے گا البتہ مہر یا عدت کے خرچ پر عورت سے خلع کرلے تو پھر مہر اور عدت کا خرچ نہیں دینا پڑے گا۔

مذکورہ عورت کے ساتھ ابھی تک نکاح کا رشتہ باقی ہے اس لئے شرعی اصول کے مطابق نکاح کے چھ مہینہ بعد بچہ پیدا ہوا اور شوہر اس کا انکار نہ کرے تو اس صورت میں بچہ کا نسب شوہر سے ہی ثابت مانا جاتا ہے۔ ''الولد للفراش' و للعاهر الحجر'۔

اور اگر شوہر اس بچہ کا انکار کرے اور اپنے نطفہ سے نہ ہونے کا دعویٰ کرے اور بیوی اپنے شوہر ہی کے نطفہ سے بچہ کا اقرار کرتی ہو تو دونوں میاں بیوی کو لعان کرنا ہوگا، البتہ لعان کے لئے دار الاسلام کا ہونا شرط ہے اور ہندوستان دار الاسلام نہیں ہے اس لئے لعان نہیں ہوسکتا نیز حالت حمل میں بہت سی مرتبہ انکار معتبر نہیں ہوتا لہذا صورت مسئولہ میں ظاہری دلائل کو دیکھتے ہوئے نومولود بچہ ثابت النسب کہلائے گا۔ (شامی: ۲ باب اللعان)

﴿۲۰۱۸﴾ لعان سے متعلق ایک فتویٰ؟

سوال: میری بہن کا نکاح گاؤں کے ایک شخص کے ساتھ ہوا تھا، اس مرد سے اسے ایک لڑکا ہے، کچھ دنوں بعد اس شخص نے کہا کہ یہ لڑکا میرا نہیں ہے، دوسرے کا ہے، اس بات پر ہمارے ساتھ سخت جھگڑا ہوا اس نے میری بہن کو گھر سے نکال بھی دیا، وہ اپنے لڑکے کے ساتھ تاریخ ۱۹؍۲؍۷۶ء کو میرے گھر آ گئی، اس کے ایک سال بعد اس شخص نے میری

بہن کو طلاق دے دی، اب اس شخص نے وکیل کے ذریعہ نوٹس بھیج کر لڑکے کا مطالبہ کیا ہے، تو اس شخص کا لڑکے کا مطالبہ کرنا کیسا ہے؟ اور اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ کورٹ میں لڑکے کے مطالبہ کا کیس بھی درج کروایا ہے تو وہ لڑکے کا حقدار ہے؟ اتنے سالوں میں کبھی اس نے لڑکے کے نان ونفقہ کے لئے ایک روپیہ بھی نہیں دیا تو نان ونفقہ کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ اس شخص نے لڑکے کو حرامی کہا تو کیا اب وہ اس لڑکے کا مطالبہ کرسکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کوئی عورت کسی مرد کے نکاح میں ہو اور اس نکاح کے چھ ماہ بعد اس عورت کو بچہ پیدا ہوا تو وہ بچہ اس ناکح کا ہی سمجھا جائے گا اور ناکح ہی اس بچہ کا باپ کہلائے گا، بچہ کی ولادت ہوتے ہی باپ نے اس کا اپنے نطفہ سے ہونے کا انکار کیا اور اسے حرامی کہا تو اب شریعت کے قانون کے مطابق میاں بیوی کو لعان کرنا ہوگا، اگر لعان نہیں کیا گیا تو یہ بچہ ناکح کا ہی کہلائے گا۔

لہذا صورت مسئولہ میں باپ نے بچہ کی ولادت کے فوراً بعد انکار نہیں کیا بلکہ کچھ دنوں بعد انکار کیا ہے اس لئے یہ انکار غیر معتبر کہلائے گا اور بچہ اسی کا سمجھا جائے گا البتہ جھوٹی تہمت کا سخت گناہ ہوگا جس کا جواب اللہ کے یہاں دینا پڑے گا۔ ماں اپنے لڑکے کو سات سال کی عمر ہونے تک اپنی پرورش میں رکھ سکتی ہے سوائے چند صورتوں کے، لڑکے کا نان ونفقہ باپ کے ذمہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۲۰۱۹﴾ منکوحہ کو زنا سے بچہ پیدا ہو تو اس کا نسب کس سے جوڑا جائے گا؟

سوال: ایک عورت نے اپنے شوہر کے نکاح میں ہونے کے باوجود اپنے دیور (شوہر کے چھوٹے بھائی) سے چار سے پانچ سال تک زنا کا تعلق رکھا شوہر نے خود اپنی نظروں سے

اسے زنا کراتے دیکھا ہے اس درمیان اسے دو بچے پیدا ہوئے، تو اب سوال یہ ہے کہ یہ دو لڑکے کس کے کہلائیں گے؟ ان چار پانچ سالوں میں عورت سے دیور اور شوہر دونوں نے ہمبستری کی ہے، شوہر کا کہنا ہے کہ یہ دونوں لڑکے میرے نہیں ہیں، زنا سے ہیں، تو اب یہ دونوں لڑکوں کا نسب کس سے ثابت مانا جائے؟ شوہر سے یا اس کے بھائی سے؟

ایسی زانیہ عورت کے لئے قبر اور آخرت میں کیا کیا سزائیں ہیں وہ بھی بتائیں، عورت کا کہنا ہے کہ اس میں کوئی گناہ نہیں ہے، اور عذاب بھی نہیں ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شادی شدہ عورت زنا کے گناہ کا ارتکاب کرے اور اس زنا سے اسے بچہ پیدا ہو تو چونکہ وہ کسی کے نکاح میں ہے اس لئے حدیث شریف کے فرمان کے مطابق بچہ شوہر ہی کا سمجھا جائے گا، اگر شوہر انکار کرے تو دونوں میاں بیوی لعان کریں گے، اور لعان کے بعد لڑکے کا نسب اس شوہر سے نہیں جوڑا جائے گا۔ (شامی)۔

زانی مرد اور زانیہ عورت کے لئے دنیا و آخرت میں سخت سزائیں ہیں، اسلامی حکومت ہو تو شادی شدہ زانی مرد اور زانیہ عورت کو پتھر مار کر ہلاک کر دیا جائے گا، اور بے شادی والوں کو سو کوڑے مارے جائیں گے، معراج کے وقت اللہ کے رسول ﷺ نے جہنم کی سیر کی تو دیکھا کہ زانی مرد اور عورتیں برہنہ ہیں اور جہنم کی آگ کے ساتھ اوپر آتے ہیں اور پھر نیچے جاتے ہیں اور ان میں سے سخت بدبو آ رہی تھی، نیز شادی شدہ عورت اگر زنا کرائے تو اس کے لئے زیادہ سخت عذاب ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں الترغیب و الترھیب:۵۱/۳)

﴿۲۰۲۰﴾ روپئے دے کر زنا کرنا؟

سوال: ایک شخص کنیڈا گیا، اس شخص نے اپنے وطن میں نکاح کیا ہے، کنیڈا کا قاعدہ ہے

کہ جس نے وطن میں نکاح کیا ہو وہ یہاں دوسرا نکاح نہیں کرسکتا اسی طرح جب تک اس کے مقدمہ کا فیصلہ نہیں ہوجاتا وہ اپنی بیوی کو وطن سے یہاں بلا بھی نہیں سکتا، اور جب تک اس کا فیصلہ نہیں ہوجاتا وہ یہ ملک (کنیڈا) چھوڑ بھی نہیں سکتا۔

تو ان حالات میں اس شخص کو کیا کرنا چاہئے؟ وہ اپنی بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری بیوی کر سکتا ہے؟ یا دوسری عورت سے اپنی خواہش پوری کرسکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اپنی منکوحہ بیوی کے علاوہ کسی عورت سے روپے دیکر جماع کرنا یا غیر اہل کتاب عورت سے نکاح کرنا زنا اور حرام کاری ہے، جس کی شریعت میں کسی بھی حالت میں اجازت نہیں ہے، اس لئے ایسے فعل سے بچنا چاہئے، یا شریعت کے طریقہ کے مطابق نکاح کرلینا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۲۱﴾ کسی کے پوچھنے پر اس کی حقیقی برائی کو بتانا غیبت نہیں ہے۔

سوال: ہمارے پڑوس میں جو عورت رہتی ہے اس کے اخلاق برے ہیں اور وہ برا کام کرواتی ہے، باہر گاؤں سے اس کے نکاح کے پیغام آتے ہیں تو وہ لوگ ہم سے اس کے اخلاق اور چال چلن کے بارے میں پوچھتے ہیں، تو ہمیں اس عورت کی تعریف کرنی چاہئے یا برائی؟ شریعت تو یہ کہتی ہے کہ تم اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو، تو کیا اس کی برائی کرنا ہمارے لئے جائز ہوگا؟ کوئی ہم سے اس عورت کے بارے میں پوچھے تو ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... قرآن و حدیث میں غیبت اور بہتان کو کبیرہ گناہ بتایا گیا ہے، اور اس کے لئے سخت وعیدیں بھی بیان کی گئی ہیں، اس سے ہر مسلمان کو بچنا

چاہئے، البتہ کچھ حالتیں ایسی ہیں جن میں غیبت گناہ نہیں ہے ان میں سے ایک سوال میں مذکور صورت ہے، اس لئے ایسے موقعہ پر صحیح بات بتانے میں گناہ نہیں ہوگا۔(شامی:۵)

﴿۲۰۲۲﴾ کیا تین دن سنیما دیکھنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال: شادی شدہ شخص اپنی بیوی کے ساتھ تین دن سنیما دیکھنے جاوے تو کیا اس سے اس کی بیوی اس کے نکاح میں سے خارج ہو جاتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......سنیما دیکھنا بے حیائی کا کام اور گناہ کا فعل ہے، ہر مسلمان کو اس سے بچنا چاہئے، اس کے باوجود کوئی شخص اگر یہ کام کرے گا تو اسے سخت گناہ ہوگا، لیکن صرف اس فعل سے اس کی بیوی اس کے نکاح سے نہیں نکلتی، ایسا عقیدہ رکھنا غلط اور بے بنیاد ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۲۳﴾ عزل کرنا

سوال: مرد، عورت جماع کریں اور انزال کے وقت مرد ذکر باہر نکال کر منی باہر خارج کرے جسے عزل کہتے ہیں، کیا اسلام میں یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......اگر بیوی کی اجازت ہو تو عزل کرنا یعنی انزال کے وقت منی باہر خارج کرنا جائز ہے۔(شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۲۴﴾ بغیر قصور کے طلاق دینا

سوال: بغیر قصور کے جان بوجھ کر طلاق دینا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......کسی خاص ضرورت یا قصور کے بغیر طلاق دینا سخت ناپسندیدہ عمل ہے۔ حدیث شریف میں اس سے منع کیا گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۰۲۵﴾ نماز نہ پڑھنے والی بیوی کا نان ونفقہ بند کرنا

سوال: ایک شخص اپنی بیوی کو نماز کے بارے میں کہتا ہے لیکن وہ نماز نہیں پڑھتی تو کیا اس کا نان ونفقہ بند کر سکتے ہیں؟ ورنہ کیا کریں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... اولاً تو عورت کو نرمی سے سمجھایا جائے پھر بھی نہ مانے تو اس کے ساتھ بات چیت بند کردے اس کے بعد بھی نہ مانے تو کچھ مدت تک اس کے ساتھ جماع کرنا بھی چھوڑ دے پھر بھی نہ مانے تو اتنا مار سکتا ہے جو ظلم شمار نہ ہو اور اگر عورت اتنی ہٹ دھرم اور ضدی ہے کہ اب بھی نہ مانے تو سدھارنے کے لئے کچھ مدت تک نان و نفقہ بند کر سکتے ہیں لیکن یہ اس وقت ہے جب کہ عورت اپنے باپ کے گھر گئی ہو، ورنہ صرف اسی وجہ سے ہمیشہ کے لئے نان ونفقہ بند نہیں کر سکتے، عورت کو سدھرنے کی دھمکی دے، اخیر میں مجبوراً طلاق دے کر جدا بھی کر سکتا ہے۔ (درمختار ج:۵،ص:۳۱۶)

﴿۲۰۲۶﴾ برطانیہ کی عدالت کی طرف سے دی گئی طلاق کا حکم

سوال: یہاں یو.کے. میں مسلمان کثیر تعداد میں آباد ہیں اور مسلمانوں نے یو.کے. کو اپنا وطن بنالیا ہے اور یہاں کے معاشرہ اور طور طریق سے متاثر ہو رہے ہیں اور اسی میں نکاح اور طلاق کا مسئلہ بھی ہے۔

جس کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ کبھی مرد یا عورت یہاں کی کورٹ میں طلاق کا مقدمہ دائر کرتے ہیں کورٹ اپنے قانون (جو قوانین حکومت نے متعین کئے ہیں) کے مطابق طلاق کا فیصلہ کر دیتی ہے، اور عامۃً طلاق کے فیصلہ میں عورت کی رعایت بہت زیادہ کی جاتی ہے، تو مسئول بہ امر یہ ہے کہ کورٹ یا ملکی عدالت کے ذریعہ دی گئی طلاق کا شرعاً اعتبار ہے یا

نہیں؟ اس طلاق سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟

کورٹ سے طلاق لینے کی چند صورتیں حسب ذیل ہیں:

(۱) اگر مرد طلاق کا مطالبہ کرے۔ (۲) یا عورت طلاق کا مطالبہ کرے۔

ان دونوں صورتوں میں اگر کورٹ طلاق دے تو کیا طلاق کا حکم یکساں ہے؟ یا جدا جدا؟ اگر طلاق ہوگی تو کونسی؟ اور طلاق کب ہوگی؟ اور عدت کا وقت کب سے شمار کیا جائے گا؟ بعض واقعات میں عورت مظلومہ ہوتی ہے تو ان صورتوں میں عورت کی نجات کے لئے شرعاً کیا کیا شکلیں ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں: **الرجال قوامون علی النساء** ۔ نیز حدیث پاک میں ارشاد ہے: **الطلاق لمن اخذ بالساق**؛ اس لئے شرعی قاعدہ وقانون کے تحت طلاق دینے کا اختیار صرف اور صرف عاقل بالغ مرد ہی کو ہے۔ درمختار اور فقہ کی کتابوں میں بھی یہی لکھا ہے: **اهله زوج عاقل بالغ** (۴۳۱/۲) یعنی طلاق دینے کا حق اور طلاق دینے کا اہل صرف اور صرف عاقل بالغ شوہر ہی ہے، اس لئے مرد خود طلاق دے سکتا ہے یا اپنے اس حق کے استعمال کے لئے وہ دوسرے کو وکیل بھی بنا سکتا ہے۔

بہ چند وجوہ شریعت نے یہ اختیار عورت کو نہیں دیا اس لئے عورت اپنے شوہر کو طلاق نہیں دے سکتی اور نہ ہی کسی کو طلاق کا وکیل بنا سکتی ہے، اگر کسی عورت نے اپنے شوہر کو طلاق دی یا کسی جج وغیرہ کو وکیل بنا کر یا کیس کر کے طلاق دی تو شریعت میں اس طلاق کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور طلاق نہ ہونے کی وجہ سے عورت بدستور اپنے زوج اول کے نکاح میں باقی ہے۔

البتہ چند صورتوں میں جب کہ عورت مظلومہ ہو یا شوہر اس کے حقوق ادا نہ کرتا ہو یا شوہر اسے بے سہارا چھوڑ کر غائب ہو گیا ہو تو فقہاء نے اس نکاح سے آزادی کے لئے چند صورتیں بیان کی ہیں۔

(۱) عورت خلع کرلے: یعنی اپنے شوہر کو کچھ روپئے دے کر کہے کہ ان روپیوں کے عوض مجھ سے خلع کرلو اور شوہر قبول کرلے تو قبول کرتے ہی عورت مرد کے نکاح سے نکل جائے گی۔

(۲) یا مرد کسی صورت میں بھی طلاق کے لئے رضا مند نہ ہو تو عورت **الحیلۃ الناجزۃ** میں بتائے گئے طریقہ کے مطابق عمل کر کے اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔

ہم یہاں برطانیہ میں رہتے ہیں اور اسی ملک کو ہم نے وطن بنالیا ہے اور یہ اسلامی ملک نہیں ہے اور اس کے قوانین بھی اسلامی نہیں ہیں بلکہ حکومت کے اپنے بنائے کئے ہوئے قوانین ہیں اور ان قوانین کو عوام الناس کے مفاد وحقوق واختیارات وترقی کو مدنظر رکھتے ہوئے بنایا گیا ہے، ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ان قوانین کا احترام کرتے ہوئے بغیر فتنہ کھڑا کئے خوش حال زندگی گزارتے ہوئے ایک سچے مسلمان ہونے کا ثبوت دیں، اس لئے کہ ہم نے اس ملک میں رہتے ہوئے یہاں کے قانون کی پابندی کا عہد کیا ہے اور عہد کو پورا کرنا شرعاً واخلاقاً ضروری ہے، لہذا ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ شرعی احکام پر عمل کرتے ہوئے اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ حکومت کے قانون کی خلاف ورزی نہ ہو۔

اس لئے اب ہمیں اس سوال کو بھی مذکورہ نظریہ سے حل کرنا ہے، اور وہ راستہ اختیار کرنا ہے جس سے شرعی قانون کے مطابق بھی طلاق ہو جائے اور دنیوی قانون کی بھی رعایت ہو جائے۔ لہذا جن لوگوں کے نکاح یہاں کے سرکاری دفتر میں حقیقۃً یا حکماً درج ہوئے ہوں

اور وہ اب اپنا نکاح ختم کرنا چاہتے ہوں تو ان کے لئے کورٹ سے طلاق لینا لازم اور ضروری ہے۔ کارروائی کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ: اوّلاً کاؤنٹی کورٹ میں جا کر شوہر یا بیوی کو ایک درخواست دینی ہوتی ہے، (جسے ڈیوورس پٹیشن Divorce petition کہتے ہیں) جس میں یہ بتانا ہوتا ہے کہ کن وجوہ سے آپ طلاق چاہتے ہیں؟ اس کے بعد جج فریق مخالف کو ایک سوال نامہ ڈیوورس پٹیشن کے ساتھ روانہ کرتا ہے جس کا جواب دینا ضروری ہے، اگر کوئی شخص ڈیوورس پٹیشن موصول ہونے کی دستخط کرے لیکن جواب نہ دے تو سرکاری قانون کے مطابق اس کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے، اور جن وجوہ کا ڈیوورس پٹیشن میں ذکر کیا گیا ہے اگر وہ ثابت ہو جاتے ہیں تو جج ایک حکم نامہ ارسال کرتا ہے، جس میں لکھا ہوا ہوتا ہے کہ ''میرے خیال سے نکاح ٹوٹ چکا ہے، اس لئے دونوں زوج وزوجہ کے درمیان تفریق کر دینی چاہئے'' لیکن جج کے یہ حکم نامہ صادر کرنے کے بعد چھ ہفتہ کی مہلت دی جاتی ہے اس بیچ فریقین میں سے کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا تو زوجین کے بیچ تفریق کر دی جاتی ہے، اس درمیانی مدت کو ''طلاق کی نوٹس (Decree Nishi)'' یا درمیانی مدت کا حکم نامہ کہا جاتا ہے، اور اس مدت میں اگر زوجین میں سے کسی نے اعتراض نہیں کیا تو مدعی کو تنفیذ طلاق کے لئے دوبارہ درخواست دینی ہوتی ہے اور اب اس کے جواب میں جج یقینی طلاق کا فیصلہ کرتا ہے جسے کورٹ کی اصطلاح میں عدالتی فیصلہ (Decree absulute) کہا جاتا ہے، اور سرکاری قانون کے مطابق جج کے اس فیصلہ کے بعد فریقین میں تفریق کر دی جاتی ہے یعنی طلاق ہو جاتی ہے اور نکاح ٹوٹ جاتا ہے، اور فریقین اپنی مرضی سے دوسری جگہ اپنا نکاح کر سکتے ہیں اور اب از روئے ملکی قانون

کوئی رکاوٹ نہیں رہتی، یہ کارروائی حکومت کے قانون کے اعتبار سے ہے اسکا شرعی حکم کیا ہے؟ وہ اب ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی صورت تو یہ ہے کہ کاؤنٹی کورٹ میں دعویٰ دائر کرنے والا فریق شوہر ہے اور وہ جج سے تفریق اور طلاق کی درخواست کرتا ہے تو چونکہ طلاق دینے کا اختیار شوہر کو شریعت نے دیا ہی ہے اور اس حق پر عمل کرتے ہوئے وہ خود بھی طلاق دے سکتا ہے اور دوسرے کو طلاق کا وکیل بھی بنا سکتا ہے تو اس کا پٹیشن داخل کرنا یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے اپنی طلاق کا وکیل جج کو بنایا ہے کہ میری طرف سے آپ میری بیوی کو طلاق دے دیں، نیز وکیل کا مسلمان ہونا بھی ضروری نہیں ہے مسلم غیر مسلم دونوں وکیل بن کر طلاق دے سکتے ہیں اور وکیل بناتے وقت گواہوں کا ہونا بھی ضروری نہیں ہے اس لئے جج کے طلاق کے فیصلہ کرنے سے طلاق ہو جائے گی اور عدت ختم ہونے کے بعد عورت دوسری جگہ اپنا نکاح کر سکتی ہے، نیز اس صورت میں کورٹ سے طلاق ملنے کے بعد مزید اسلامی طریقہ سے طلاق دینے یا حاصل کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کاؤنٹی کورٹ میں دعویٰ دائر کرنے والی عورت ہے اور عورت نے کورٹ سے طلاق کا مطالبہ کیا ہے لیکن جب کورٹ کی کارروائی شروع ہوئی اور کورٹ نے شوہر کو ڈیوورس پٹیشن بھیجی تو شوہر نے جج کو کارروائی کرنے کی صراحۃً اجازت دے دی اور بعد میں جج نے طلاق کا فیصلہ دے دیا تو اس صورت میں شرعی اعتبار سے بھی طلاق ہو جائے گی۔

تیسری صورت یہ ہے کہ ڈیوورس پٹیشن ملنے کے بعد شوہر اس کا جواب دینے کے لئے

وکیل (Solicitor) کے پاس مشورہ کے لئے جاتا ہےتو عامۃً وکیل یہ مشورہ دیتا ہے کہ کیس کا دفاع کرنے سے وقت ضائع ہوگا اور پیسے بھی برباد ہوں گے اور کوئی فائدہ بھی نہیں ہوگا اور کورٹ طلاق کا فیصلہ ہی کرے گی، اس لئے شوہر کی اجازت سے وکیل لکھ دیتا ہے کہ فریقین میں تفریق کردی جائے یا شوہر طلاق کے لئے رضامند ہے اور اس سے متعلقہ کاغذات پر دستخط کر کے وہ کاؤنٹی کورٹ میں بھیج دیتا ہے،تو اس صورت میں بھی شوہر کی رضامندی کی وجہ سے شرعاً طلاق ہوجائے گی،فتاویٰ عالمگیری میں مذکور ہے:اذا قال لرجل: طلق امرأتی کان توکیلاً و لم یقتصر علی المجلس الخ (ص:۴۰۲)۔

یعنی شوہر نے کسی سے کہا کہ: میری بیوی کوطلاق دے دےتو وہ شخص طلاق کا وکیل ہوگیا، نیز دوسری جگہ مذکور ہے:

مَن قال لامرأته: انطلقی الی فلان حتی یطلقك فذهبت فطلقها فلان صح و یصیر فلان وکیلا بالتطلیق و ان لم یعلم بوکالته۔ (فتاوی عالم گیری ۱/۴۰۸)

یعنی کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو میرے ساتھ فلاں کے پاس چل تاکہ وہ تجھے طلاق دے اور عورت فلاں کے پاس گئی اور اس نے (جج) اسے طلاق دے دی تو طلاق صحیح ہوگئی اور وہ فلاں (جج) طلاق کے لئے وکیل سمجھا جائیگا، چاہے اسے اپنے وکیل بنائے جانے کا علم نہ ہو۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ درخواست تو عورت نے درج کروائی اور جج نے ڈیوورس پٹیشن شوہر کو بھیج دیا اور شوہر نے دعوے کا دفاع کیا،اور طلاق پر اپنی رضامندی ظاہر نہیں کی اور دعوے کی مخالفت کی اس کے باوجود جج نے یہاں کے قانون کے مطابق طلاق کا فیصلہ کردیا۔

پانچویں صورت یہ ہے کہ شوہر نے اپنی غلطیوں کا اقرار کیا اور مستقبل میں بیوی کے حقوق ادا کرنے کا عہد کیا اور یقین دلایا اس کے باوجود جج نے طلاق کا فیصلہ دیا۔

چھٹی صورت یہ ہے کہ شوہر نے ڈیوورس پٹیشن تو وصول کر لی لیکن اس کی کوئی کارروائی نہیں کی اور طلاق پر رضامندی ظاہر ہوا ایسا کوئی عمل نہیں کیا اس کے باوجود جج نے طلاق کا فیصلہ کر دیا۔

ساتویں صورت یہ ہے کہ طلاق کی درخواست تو عورت نے درج کروائی جج نے ڈیوورس پٹیشن شوہر کو بھیج دیا، شوہر نے دفاع سے انکار کر دیا اور طلاق دینے سے بھی صراحۃً انکار کر دیا اس کے باوجود جج نے طلاق کا فیصلہ کر دیا۔

اخیر کی ان چار صورتوں میں حکومت کے قانون میں دونوں کا نکاح ختم ہو گیا لیکن شریعت اسلامی کے قانون کے مطابق دونوں کا نکاح اب بھی باقی ہے، اور عورت اس حالت میں اپنا دوسرا نکاح نہیں کر سکتی اگر نکاح کرے گی تو وہ نکاح باطل کہلائے گا اور زنا کا گناہ ہوگا، اس لئے کہ شریعت نے عورت کو طلاق دینے کا یا طلاق کے لئے کسی کو وکیل بنانے کا حق اور اختیار نہیں دیا ہے اور اسلامی نکاح کو توڑنے کے لئے غیر اسلامی قانون کا سہارا لینا بھی جائز نہیں ہے۔

مذکورہ بالا چار صورتوں میں طلاق حاصل کرنے کے لئے یا تو شوہر کو کسی بھی طرح رضامند کر کے طلاق حاصل کی جائے یا اسلامی شرعی کاؤنسل کی طرف رجوع کیا جائے جو اسلامی طریقہ کے مطابق صحیح فیصلہ کرتی ہو۔ ان چار صورتوں میں جب کہ عورت کو طلاق نہیں ہوتی اور عورت اپنا نکاح دوسری جگہ نہیں کر سکتی تو ان صورتوں میں عورت اپنے نکاح کے فسخ کے لئے کیا کارروائی کر سکتی ہے؟ اس کی مختصر وضاحت مندرجہ ذیل ہے:

جیسا کہ ماقبل میں بیان کیا جاچکا کہ طلاق دینے کا حق اور فسخ نکاح کا حق صرف عاقل بالغ شوہر ہی کو ہے اور عام ولایت کے تحت مسلمان حاکم یا حاکم کے نائب قاضی کو ہے، غیر مسلم قاضی یا غیر مسلم کورٹ کو اسلام نے یہ حق اور اختیار نہیں دیا، اور جس جگہ مسلمان جج نہ ہو یا مسلمان جج تو ہے لیکن وہ اسلامی اصولوں کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا تو ان حالات میں عورت کے لئے فقہاء کے قول کے مطابق دو صورتیں ہوسکتی ہیں۔

پہلی صورت یہ ہے کہ اس جگہ کے باشندے متحد و متفق ہوکر ان جیسے کاموں کے لئے ایک جماعت تشکیل کریں جس میں زیادہ تر علماء اور سمجھدار لوگ ہوں یا کم از کم ایک عالم ہو، جیسا کہ یہاں اسلامی شرعی کاؤنسل کے نام سے کچھ ادارے کام کر رہے ہیں ان کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور اس جماعت کے لئے لازم ہے کہ 'الحیلة الناجزة' میں بتائے گئے طریقہ اور اصولوں کی پابندی کرتے ہوئے بغیر کسی کاہلی اور رخصت کے کارروائی کرے، ورنہ ان کی کارروائی معتبر نہیں کہلائے گی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ آج کل مسلمانوں میں طلاق کے واقعات بڑھ رہے ہیں اور عورتوں کو اس معاملہ میں زیادہ پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے تو اس سے بچنے کے لئے 'الحیلة الناجزة' میں اقرارنامہ یعنی تفویض طلاق کی ایک صورت بیان کی گئی ہے، کہ نکاح کرتے وقت یا نکاح سے قبل شوہر سے کچھ شرائط ذکر کرکے ان کی خلاف ورزی پر عورت کو اختیار طلاق کا حق لکھوالیا جائے، جس کی مکمل تفصیل الحیلة الناجزة میں تفویض طلاق کے باب میں مذکور ہے، وہاں دیکھ لی جائے، اس پر عمل کرنے سے عورت کو بھی ایک طلاق بائن کا اختیار ہوگا اور ان شرائط کی خلاف ورزی پر اپنے اوپر طلاق بائن واقع کرکے اس نکاح سے آزاد ہوسکتی ہے، اور اس صورت میں شوہر کو رجوع کا اختیار نہیں ہوگا اور اگر دونوں

دوبارہ میاں بیوی کی طرح رہنا چاہتے ہیں تو از سر نو نکاح کر کے دوبارہ ساتھ رہ سکتے ہیں اور اس میں حلالہ کی ضرورت بھی نہیں ہوگی، اور اگر دونوں میاں بیوی کی طرح رہنا نہیں چاہتے تو عدت کے ختم ہونے پر عورت اپنا دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

اسلام میں طلاق کی تین قسمیں ہیں: (۱) طلاق رجعی (۲) طلاق بائن (۳) طلاق مغلظہ

ان تینوں طلاقوں کا حکم اور طریقہ جدا جدا ہے۔ یہاں کورٹ کی طرف سے طلاق کا جو مضمون لکھا جاتا ہے اسے اس کے حکم کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے، اس میں غالبًا یہ الفاظ ہوتے ہیں۔

.....Be dissolved unless sufficient cause be shown to court within six weeks from the making there of why the said decree should not be made absolute, and not the much cause having been shown. it is herby certified that the said decree was on the....................... made final and absolute and that he said marriage was dissolved.

اس پورے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ ''ابھی تک کوئی معقول اور سمجھ میں آوے ایسا عذر بتایا نہیں گیا ہے، اس لئے ماقبل میں جو حکم صادر کیا گیا تھا اسے یقینی طور پر نافذ کیا جاتا ہے اور نکاح کو فسخ کیا جاتا ہے۔ تاریخ......

کورٹ کے اس مضمون سے (جن صورتوں میں کورٹ کے مضمون سے طلاق ہوتی ہے ان صورتوں میں) طلاق بائن واقع ہوگی، اور نکاح ختم ہو جائے گا، اور شوہر کو رجوع کا اختیار

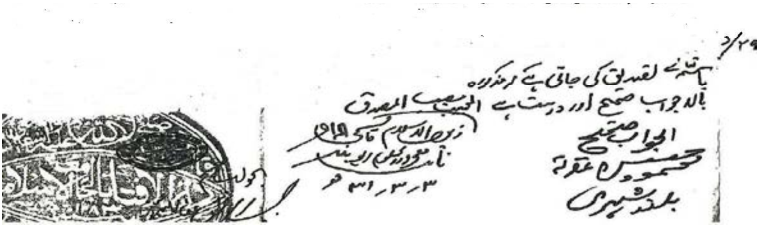
نہیں ہوگا، اگر دونوں دوبارہ میاں بیوی کی طرح رہنا چاہتے ہیں تو از سر نو نکاح کر کے دوبارہ ساتھ رہ سکتے ہیں اور اس میں حلالہ کی ضرورت بھی نہیں ہوگی، اور اگر دونوں میاں بیوی کی طرح رہنا نہیں چاہتے تو عدت کے ختم پر عورت اپنا دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

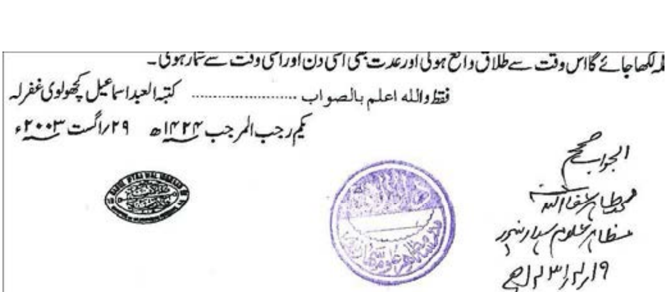
Decree nishi سے طلاق نہیں ہوتی، البتہ جس دن اور جس وقت Decree absulute لکھا جائے گا اسی دن اسی وقت سے طلاق سمجھی جائے گی، اور عدت کا شمار اسی وقت سے ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد اسماعیل کچھولوی

یکم رجب المرجب ۱۴۲۴ھ

۲۹ اگست ۲۰۰۳ء




لکھا جائے گا اس وقت سے طلاق واقع ہوئی اور عدت بھی اسی دن اور اسی وقت سے شمار ہوگی۔

فقط واللہ اعلم بالصواب .... کتبہ العبد اسماعیل کچھولوی غفرلہ

یکم رجب المرجب ۱۴۲۴ھ ۲۹/ اگست ۲۰۰۳ء

الجواب صحیح
العبد عبد القدوس راجکوٹی
معین مفتی

الجواب صحیح
عفی عنہ خانپوری
۲۳ رجب ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح
عباس داؤد بسم اللہ
نائب مفتی

جامعہ اسلامیہ دار الافتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً ومصلیاً ومسلماً
ماشاء اللہ مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو پیش نظر رکھکر مع احکام منقح فرمادیا ہے۔ اللہ پاک مستفتی اور مجیب مدظلہما دونوں کو اپنے شایان شان جزائے خیر عطا فرمائیں۔ احقر جواب ہذا سے پورے طور پر متفق ہے۔ جزاہم اللہ
العبد اکرام الحق غفر اللہ لہ ولوالدیہ
۲۳ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین
والصلوٰہ والسلام علی سید المرسلین محمد وآله
واصحابهٖ اجمعین الی یوم الدین

تم الجزء الثالث بحمد الله سبحانه وتعالی و یلیه الجزء
الرابع اوله کتاب البیوع